تزکیہ نفس اصلاح احوال

مؤلف

جناب مولانا محمد حسین صاحب

مقدمہ

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی ۔ جامعہ ابوہریرہ

خالق آباد ۔ ضلع نوشہرہ ۔ سرحد ۔ پاکستان

Marfat.com

تزکیۂ نفس مع اصلاحِ حال

مؤلف:

جناب صوفی محمد حسین صاحب

مقدمہ

مولانا عبد القیوم حقانی

نظر ثانی

مولانا محمد زمان کلاچوی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

خالق آباد ● ضلع نوشہرہ ● سرحد۔ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تزکیۂ نفس مع اصلاح حال

مؤلف:

جناب صوفی محمد حسین صاحب

نظر ثانی

مولانا محمد زمان کلاچوی

مقدمہ

مولانا عبد القیوم حقانی

القاسم اکیڈمی • جامعہ ابوھریرہ

خالق آباد • ضلع نوشہرہ • سرحد۔ پاکستان

Marfat.com

110954

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب .... تزکیۂ نفس مع اصلاحِ حال

مرتب ومؤلف .... صوفی محمد حسین

مقدمہ .... مولانا عبدالقیوم حقانی

نظر ثانی .... مولانا محمد زمان کلاچوی

کمپوزنگ .... عنایت الرحمٰن

طباعت .... ایک ہزار

ناشر .... القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

☆ مولانا سید محمد حقانی ' مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

☆ زم زم پبلشرز ' نزد مقدس مسجد ' اردو بازار ' کراچی

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب ' جامعہ ابوہریرہ ' چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تزکیہ نفس مع اصلاح حال	۱	۱۸	عادل کی تعریف	۲۹
۲	مقدمہ	۲	۱۹	بندہ اللہ کیلئے کب خالص ہوتا ہے	۳۰
۳	تقریظ	۴	۲۰	قبول حق سے مانع تکبر ہی ہے	۳۰
۴	پیش لفظ	۵	۲۱	سلوک کی بنیاد اور اسکے اثرات	۳۱
۵	اللہ والوں کی صحبت کا اثر	۱۱	۲۲	شیخ کا عالم ہونا ضروری نہیں	۳۲
۶	تصحیح ونظر ثانی	۱۲	۲۳	قوت خیال	۳۲
۷	خط	۱۴	۲۴	اصلاح کیلئے رواداری کی حکمت	۳۲
۸	تصوف کیا ہے	۱۷	۲۵	علم الحسان (یعنی حیاء)	۳۳
۹	فقر اور فقیر	۱۹	۲۶	تشریع	۳۳
۱۰	فقیر	۱۹	۲۷	نرم گفتگو والوں کیلئے جنت کے بالاخانے	۳۴
۱۱	زہد	۱۹	۲۸	ہدایت توفیق الٰہی سے ہوتی ہے	۳۵
۱۲	تزکیہ نفس اور وصول الی اللہ	۱۹	۲۹	وہ اعذار جن کیلئے غیبت درست ہے	۳۵
۱۳	بیعت تصوف	۲۰	۳۰	غیبت کا کفارہ	۳۶
۱۴	نسبت کی حقیقت	۲۳	۳۱	جاہ	۳۶
۱۵	آسانی راہ درویشی	۲۵	۳۲	علم الاحسان یا تصوف	۳۷
۱۶	جس کو خدا مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا	۲۸	۳۳	باسمہ سبحانہ تعالیٰ	۳۸
۱۷	اہل اللہ سے محبت	۲۹	۳۴	انسان کا امتیاز	۳۸

Marfat.com

۳۵	اسلام میں نجات کا مدار دو چیزوں پر ہے	۳۸	۵۴	دعا	۴۹
۳۶	تزکیہ باطن کی اہمیت	۳۹	۵۵	شیخ کے ارشادات کی اتباع	۴۹
۳۷	نصیحت	۴۰	۵۶	دعا	۵۰
۳۸	حسبنا اللہ ونعم الوکیل	۴۰	۵۷	تقویٰ	۵۰
۳۹	اللہ والوں کا ذکر	۴۱	۵۸	رباعی	۵۰
۴۰	عمل، عزم راسخ چاہتا ہے	۴۱	۵۹	حقیقت نفس	۵۱
۴۱	برائیوں کی اصلاح میں سستی	۴۲	۶۰	بچوں کی تعلیم و تربیت کے اوقات	۵۱
۴۲	بیمار کی عیادت	۴۳	۶۱	تفکر	۵۲
۴۳	کامیاب مومن	۴۴	۶۲	اصل کیفیت یقین کا پیدا ہو جانا ہے	۵۲
۴۴	تقویٰ یا بدکاری	۴۴	۶۳	مستحب نیت	۵۳
۴۵	علم و عمل	۴۴	۶۴	مشائخ کی صحبت کی ضرورت	۵۳
۴۶	انسان کا امتیاز صفت اختیاریہ مع عقل	۴۴	۶۵	دعا	۵۴
۴۷	ایمان بالقدر	۴۵	۶۶	اہل اللہ کی صحبت کا اثر	۵۵
۴۸	دنیا کی پریشانیوں سے نالاں کیوں	۴۶	۶۷	ایمان ایک نور ہے	۵۵
۴۹	صاحب دل عارف باللہ سے تعلق	۴۷	۶۸	دعا	۵۶
۵۰	طریق تبلیغ	۴۷	۶۹	آخری مشورہ	۵۶
۵۱	زاد آخرت	۴۸	۷۰	بہلولؒ	۵۷
۵۲	وصال الٰہی	۴۸	۷۱	حضرت عبداللہ بن مبارکؒ	۵۷
۵۳	اتباع شیخ	۴۸	۷۲	حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ	۵۷

Marfat.com

۷۳	بلاء محبین کیلئے حق تعالیٰ کا تحفہ ہے	۵۸	۹۲	ترک رفع یدین	۶۷
۷۴	اللہ کی طلب میں بے چین رہنا	۵۸	۹۳	صحابہؓ اللہ کی محبت میں غرق تھے	۶۸
۷۵	ذکر پر مواظبت	۵۹	۹۴	رضائے الٰہی کا نام جنت ہے	۷۱
۷۶	شریعت کا مغز	۵۹	۹۵	نسیان آخرت وحب دنیا کا علاج	۷۱
۷۷	راہ ہدایت	۶۰	۹۶	طریق سلوک	۷۲
۷۸	بادشاہت کیلئے حسب ونسب	۶۰	۹۷	ذکر جہر مشروط ہے	۷۲
۷۹	حالات کے خلاف احتجاج	۶۱	۹۸	ذکر نفی اثبات	۷۲
۸۰	محبت الٰہی ایک عجیب الخاصہ اکسیر ہے	۶۱	۹۹	پیر سے محبت کامل ہو	۷۲
۸۱	خشیت الٰہی: (خوف خدا)	۶۱	۱۰۰	اپنے شیخ کو سب سے افضل جاننا	۷۳
۸۲	علوم شرعیہ	۶۲	۱۰۱	تکبر نہیں ہے	۷۳
۸۳	دنیوی حوادث نعمت عظمیٰ ہیں	۶۲	۱۰۲	دل کی بات بتانا یہ علم غیب نہیں	۷۳
۸۴	انسان کی تخلیق کا مقصد	۶۳	۱۰۳	سالک کیلئے ادب کی اہمیت	۷۴
۸۵	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۶۳	۱۰۴	پردہ غیرت	۷۶
۸۶	حق تعالیٰ شانہ کے عجائبات	۶۴	۱۰۵	معرفت الٰہی تمام علوم کا سرچشمہ ہے	۷۶
۸۷	نصیحت	۶۴	۱۰۶	اللہ کی نعمتوں کا شکر	۷۷
۸۸	صدقہ	۶۵	۱۰۷	آدمی کی آزمائش	۷۷
۸۹	سالک کیلئے ترتیب کار	۶۶	۱۰۸	تقدیر وتدبیر کا جمع کرنا	۷۸
۹۰	بریلوی حضرات کا طرز عمل	۶۶	۱۰۹	علماء ربانیین کا وصف	۷۹
۹۱	غیر مقلدین سے اختلافات	۶۷	۱۱۰	ذکر اللہ کے آداب وشرائط	۸۰

Marfat.com

۱۱۱	اسلام کا مقصد حیات	۸۲	۱۳۰	نذر کا منع فرمانا	۹۱
۱۱۲	صرف تحصیل علم سے تکبر نہیں نکل جاتا	۸۲	۱۳۱	خدا چاہی زندگی	۹۱
۱۱۳	تعلیم و تعلم کا مقصد	۸۲	۱۳۲	بے احتیاطی	۹۱
۱۱۴	امراض باطنی کا علاج	۸۳	۱۳۳	جاہل صوفیوں کو اپنے اعمال کا مغالطہ	۹۲
۱۱۵	مال اور اولاد کی محبت کا فرق	۸۴	۱۳۴	انسانوں کی دو قسمیں	۹۴
۱۱۶	طبعی غم و کسبی غم	۸۴	۱۳۵	تزکیہ و اصلاح باطن	۹۵
۱۱۷	ریاکاری	۸۴	۱۳۶	ایمان	۹۵
۱۱۸	آخرت کا توشہ	۸۵	۱۳۷	نماز	۹۶
۱۱۹	مار دو	۸۵	۱۳۸	قوت یقین	۹۷
۱۲۰	عمل اور نیت کا مقام	۸۵	۱۳۹	ایمان ایک نور ہے	۹۷
۱۲۱	حاصل سلوک	۸۶	۱۴۰	دعا	۹۸
۱۲۲	تقویٰ اور اس کا وقت	۸۶	۱۴۱	اللہ والوں کی صحبت	۹۹
۱۲۳	اہل اللہ کی دو اقسام	۸۸	۱۴۲	لوگو	۹۹
۱۲۴	تصوف میں ترقی کا زینہ	۸۸	۱۴۳	ترک کلی سے کوشش بے ہودہ ہی اچھی	۱۰۰
۱۲۵	باہمی معاشرت کا پہلا سبق	۸۹	۱۴۴	سارے طریق کا خلاصہ ادب ہے	۱۰۰
۱۲۶	معاشرت میں آسانی اور نرمی کا برتاؤ	۹۰	۱۴۵	ما انا علیہ و اصحابی کے معنی	۱۰۰
۱۲۷	نفس لوّامہ	۹۰	۱۴۶	معرفت و نسبت	۱۰۰
۱۲۸	دجال	۹۰	۱۴۷	صوفیاء حضرات کی ترتیب زندگی	۱۰۱
۱۲۹	قرآن پڑھو	۹۰	۱۴۸	تصوف کے سلسلہ کا مدار	۱۰۲

Marfat.com

۱۴۹	سالک کیلئے ادب کی اہمیت	۱۰۳	۱۶۸	طبیب یا معالج پر اعتماد ضروری ہے	۱۱۱
۱۵۰	سالک میں سات خصائل ضروری ہے	۱۰۴	۱۶۹	نماز میں ذہنی وفکری حرکات	۱۱۱
۱۵۱	امیر المومنین عمرؓ کا قول	۱۰۵	۱۷۰	میاں بیوی کا الفت ووفا شعاری	۱۱۲
۱۵۲	ریاضت ومجاہدہ کا مقصود	۱۰۶	۱۷۱	کفر کو ایمان والے کے مقابلے میں	۱۱۳
۱۵۳	اہل اللہ سے عداوت	۱۰۶	۱۷۲	مخالفین ومصائیب سے حفاظت	۱۱۳
۱۵۴	لقمان علیہ السلام	۱۰۶	۱۷۳	دنیا کی تعریف	۱۱۴
۱۵۵	تغیرات	۱۰۷	۱۷۴	جہاد نفس کے مراتب	۱۱۴
۱۵۶	اعمال کا ظہور	۱۰۷	۱۷۵	حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد	۱۱۵
۱۵۷	مفتی اعظمؒ کے اخلاق	۱۰۷	۱۷۶	جذبہ اتباع سنت	۱۱۵
۱۵۸	یمنی بزرگ کا خوف الٰہی	۱۰۸	۱۷۷	صبر	۱۱۵
۱۵۹	حضرت جنیدؒ کا قول	۱۰۸	۱۷۸	یارسول اللہ ﷺ	۱۱۶
۱۶۰	حضرت علیؓ کی شکایت	۱۰۹	۱۷۹	روح اور نفس میں فرق	۱۱۶
۱۶۱	حضور علیہ السلام کا عمامہ	۱۰۹	۱۸۰	آدمی کے نزع کے وقت موجودگی	۱۱۶
۱۶۲	نمازی کے سامنے سے گزرنا	۱۰۹	۱۸۱	علامہ ابن تیمیہؒ	۱۱۶
۱۶۳	ارشادات حضرت اقدس مجدد سرہندیؒ	۱۰۹	۱۸۲	امام ابوحنیفہؒ	۱۱۶
۱۶۴	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۱۰	۱۸۳	عقل کو حاکم سمجھنا	۱۱۷
۱۶۵	ملائکہ برابر رحمت ومغفرت کی دعا	۱۱۰	۱۸۴	حضرت عبداللہ بن مبارکؒ	۱۱۷
۱۶۶	بیٹی کیلئے کیسا رشتہ ہونا چاہیے	۱۱۰	۱۸۵	عقل	۱۱۷
۱۶۷	آدمؑ کو اپنی صورت ومثال پر پیدا کیا	۱۱۱	۱۸۶	انسان کی فضیلت	۱۱۷

Marfat.com

۱۸۷	دعا	۱۱۸	۲۰۶	انسان اس ابتر پراگندہ دنیا میں	۱۲۹
۱۸۸	سرکشی وغفلت قوموں کی تباہی	۱۱۸	۲۰۷	اپنے کو بدلنے کی سہل صورت	۱۲۹
۱۸۹	اخلاق کا مطالبہ	۱۱۹	۲۰۸	ایمان واسلام کا متحد ہونا	۱۳۱
۱۹۰	عقل کا اندازہ	۱۱۹	۲۰۹	قوت فکر	۱۳۲
۱۹۱	آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا ہے	۱۱۹	۲۱۰	فقروفاقہ واحتیاج کی فضیلت	۱۳۳
۱۹۲	حقیقت مصیبت	۱۲۰	۲۱۱	غیر معصوم انسان	۱۳۴
۱۹۳	اعتدال	۱۲۰	۲۱۲	جنید بغدادیؒ کا قول	۱۳۴
۱۹۴	طبعی غم	۱۲۲	۲۱۳	قلبی عبادات	۱۳۵
۱۹۵	عبادت کی روح	۱۲۲	۲۱۴	ہدایت وگمراہی کا اختیار	۱۳۵
۱۹۶	ہر کام کی غایت مقصود ہوتی ہے	۱۲۳	۲۱۵	علم ظاہر کا مقصود	۱۳۵
۱۹۷	نوجوان سالکین	۱۲۳	۲۱۶	نسبت کے معنی اور حقیقت	۱۳۷
۱۹۸	گفتگو راہ ہدایت کو دھیان سے سننا	۱۲۳	۲۱۷	ذکر جہر مشروط ہے	۱۳۸
۱۹۹	نشان توحید	۱۲۴	۲۱۸	ناقص واسطہ فیض کامل کے لئے	۱۳۹
۲۰۰	غم سے نجات	۱۲۶	۲۱۹	ایک عشق کے ہوتے ہوئے	۱۳۹
۲۰۱	اللہ تعالیٰ کا وعدہ	۱۲۶	۲۲۰	احسان کا بدلہ	۱۴۰
۲۰۲	خوف اور غم	۱۲۶	۲۲۱	حق پر ہوتے ہوئے بحث مباحثہ	۱۴۰
۲۰۳	نصیحت	۱۲۶	۲۲۲	تہذیب نفس	۱۴۰
۲۰۴	خصوصیت کے ساتھ دوستی	۱۲۷	۲۲۳	خصائل فطرت	۱۴۰
۲۰۵	مسلمان بچوں کا گیت	۱۲۸	۲۲۴	بری عادتوں کی اصلاح	۱۴۱

Marfat.com

۲۲۵	ولی کی پہچان	۱۴۲	۲۴۴	یقین	۱۶۰
۲۲۶	توبہ کے معانی	۱۴۳	۲۴۵	خلافت راشدہ	۱۶۱
۲۲۷	کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا	۱۴۳	۲۴۶	کافہ	۱۶۲
۲۲۸	کھانے میں سالکین کی ریاضت	۱۴۶	۲۴۷	نرمی وآسانی اور ارزانی والے شہر	۱۶۳
۲۲۹	علماء انبیاء کے وارث ہیں	۱۴۸	۲۴۸	کفران نعمت	۱۶۳
۲۳۰	دیوبندیوں کو دیکھنے سے	۱۴۹	۲۴۹	دین کے اہم امور پر طعن	۱۶۴
۲۳۱	حقیقت موت	۱۵۰	۲۵۰	دعا	۱۶۴
۲۳۲	علم کی فضیلت	۱۵۱	۲۵۱	متفرق جواہرات	۱۶۵
۲۳۳	صوفی اور عالم اگر محقق ہوں	۱۵۲	۲۵۲	تعریف توجہ	۱۶۵
۲۳۴	محبت ہر ماسواء تصور محبوب میں فناء	۱۵۵	۲۵۳	ایمان کی حلاوت پانے والے	۱۶۵
۲۳۵	تزکیہ واصلاح باطن	۱۵۵	۲۵۴	ظاہری احکام پر عمل کے بغیر واصل ہونا	۱۶۵
۲۳۶	مراقبہ	۱۵۶	۲۵۵	زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا	۱۶۵
۲۳۷	اذکار واوراد	۱۵۶	۲۵۶	تیمم وقت نوم	۱۶۵
۲۳۸	متقی کی پہچان	۱۵۶	۲۵۷	بن مانگے جو چیز ملے وہ اللہ کی نعمت ہے	۱۶۶
۲۳۹	علوم واشیاء کے احکام اغراض	۱۵۷	۲۵۸	علم کو صرف علم کیلئے چاہنا قلبی جہل ہے	۱۶۶
۲۴۰	گناہوں کا معاف ہونا	۱۵۸	۲۵۹	ماسوی اللہ میں گرفتار کا علاج	۱۶۶
۲۴۱	رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا	۱۵۹	۲۶۰	آبرو کی حفاظت کیلئے مال خرچ کرنا	۱۶۷
۲۴۲	شریعت وطریقت میں فرق	۱۶۰	۲۶۱	شاعر کو انعام دینا	۱۶۷
۲۴۳	پرہیزگاری	۱۶۰	۲۶۲	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۱۶۷

Marfat.com

۲۶۳	احتساب	۱۶۸	۲۸۲	مولانا عبداللہ بہلویؒ	۱۷۹
۲۶۴	جزاو سزا ضروری ہے	۱۶۸	۲۸۳	استخارہ	۱۷۹
۲۶۵	موت کا اثر	۱۶۹	۲۸۴	بیعت ہونے میں نیت	۱۷۹
۲۶۶	نزول مصیبت	۱۷۰	۲۸۵	معتقد فیہ کی عظمت کا حق ادا کرنا	۱۷۹
۲۶۷	صوفی کے حجاب کا ہٹنا	۱۷۰	۲۸۶	اعمال سے محبت حق	۱۸۱
۲۶۸	دنیا ظرف طلب ہے	۱۷۱	۲۸۷	حضرت نظام الدینؒ اولیاء	۱۸۱
۲۶۹	بیعت کی حقیقت	۱۷۱	۲۸۸	ذکر میں توجہ کا طریقہ	۱۸۲
۲۷۰	حوادث	۱۷۲	۲۸۹	مشورہ کے جواز کی مصلحت	۱۸۲
۲۷۱	دجال	۱۷۳	۲۹۰	تسلیم ورضا	۱۸۳
۲۷۲	قرآن کی برکات	۱۷۳	۲۹۱	یہ عالم ابتلاء ہے	۱۸۴
۲۷۳	انسان کامل	۱۷۶	۲۹۲	اب تو طلب بھی پیر ہی کو کرانی پڑتی ہے	۱۸۴
۲۷۴	صحبت شیخ	۱۷۷	۲۹۳	اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا لائے	۱۸۵
۲۷۵	توجہ	۱۷۷	۲۹۴	شیخ ہندی بہت بڑے بزرگ ہیں	۱۸۶
۲۷۶	خدا تعالیٰ کی طرف چلنا	۱۷۷	۲۹۵	بیعت شروع ہوئی واسطے صفائی	۱۸۷
۲۷۷	حضرت گنگوہیؒ	۱۷۸	۲۹۶	صوفی کا عمل	۱۸۸
۲۷۸	حضرت عالی شاہ عبدالرحیمؒ	۱۷۸	۲۹۷	ہیشگی کی ہلاکت	۱۸۸
۲۷۹	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ	۱۷۸	۲۹۸	ایمان والے کی انتہائے سفر	۱۸۹
۲۸۰	مراقبہ	۱۷۸	۲۹۹	توفیق الٰہی	۱۹۰
۲۸۱	کمال سلوک	۱۷۹	۳۰۰	ناواقفیت عذر نہیں	۱۹۱

Marfat.com

۳۰۱	ابدال کے اعمال	۱۹۱	۳۲۰	روضہ اقدس نبویؐ پر حاضری	۲۱۱
۳۰۲	ولی صادق اور زندیق کی پہچان	۱۹۱	۳۲۱	عبادت کے معنی	۲۱۲
۳۰۳	سالک کے لئے تعلق مع اللہ	۱۹۲	۳۲۲	بڑوں کا ادب	۲۱۳
۳۰۴	انسان کے اندر بدترین عیب	۱۹۲	۳۲۳	مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت	۲۱۳
۳۰۵	نفس و لطائف خمسہ کی مختصر تفصیل	۱۹۳	۳۲۴	خلاصہ تصوف	۲۱۴
۳۰۶	رائے پوری حضرات کی سالک کیلئے	۱۹۵	۳۲۵	اصلاح ہوگئی	۲۱۴
۳۰۷	بعض اہم اصطلاحات اور اصلاح	۱۹۵	۳۲۶	سب سے زیادہ عقل مند	۲۱۴
۳۰۸	اصلاح کا مدار اعظم	۱۹۵	۳۲۷	حکم کے دسواں حصہ پر بھی نجات	۲۱۵
۳۰۹	لطائف ستہ کے ذاکر ہونیکی اصل حقیقت	۱۹۶	۳۲۸	رذائل نفس کا مواخذہ	۲۱۶
۳۱۰	سلطان الاذکار	۱۹۷	۳۲۹	دنیا سے لذت یاب ہونا	۲۱۶
۳۱۱	اللہ نے اس دنیا کو مجموعہ اضداد بنایا ہے	۱۹۸	۳۳۰	سالک کا وساوس کے ہجوم	۲۱۷
۳۱۲	انسان کے دو کمال ہیں	۲۰۱	۳۳۱	امام حفص بن غیاثؒ	۲۱۸
۳۱۳	وصیت نامہ	۲۰۲	۳۳۲	ذکر قلبی	۲۱۸
۳۱۴	توشہ گور و آخرت	۲۰۲	۳۳۳	کمالات ولائت	۲۱۹
۳۱۵	حضور ﷺ کی کچھ خصوصیات	۲۰۴	۳۳۴	سالک کیلئے وساوس و خطرات کا علاج	۲۱۹
۳۱۶	جسم مثالی	۲۰۷	۳۳۵	وسوسہ پر مواخذہ	۲۲۱
۳۱۷	درود شریف کی برکات	۲۰۷	۳۳۶	معمولات کی پابندی	۲۲۱
۳۱۸	تین محبوب چیزیں	۲۰۸	۳۳۷	مراقبہ کا طریقہ	۲۲۱
۳۱۹	حضور ﷺ کی حیات برزخی	۲۰۹	۳۳۸	خشوع	۲۲۲

Marfat.com

۳۳۹	سالک کیلئے خلوت کی شرطیں	۲۲۲	۳۵۸	مراقبہ اللہ معی	۲۳۵
۳۴۰	طریقت اور سلوک میں داخل ہو	۲۲۳	۳۵۹	حال اور مقام میں فرق	۲۳۵
۳۴۱	علاج وساوس	۲۲۴	۳۶۰	سالک مغلوب المحبت	۲۳۶
۳۴۲	دین اہل اللہ کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے	۲۲۵	۳۶۱	لقمہ حلال	۲۳۶
۳۴۳	سالک راہ حق کیلئے اہم نکات	۲۲۶	۳۶۲	اہل فضل کہاں ہیں	۲۳۷
۳۴۴	سالک کی ابتدائی اور انتہائی حالت	۲۲۹	۳۶۳	تنگ دستی اور بیماری	۲۳۷
۳۴۵	آداب اور عبادت میں اعتدال	۲۳۰	۳۶۴	نصیحت کا سلیقہ	۲۳۷
۳۴۶	مقصود تصوف اور معلّیات	۲۳۰	۳۶۵	نری بیعت دافع امراض باطنی نہیں	۲۳۸
۳۴۷	روحانی اصلاح کیلئے اپنے شیخ سے تعلق	۲۳۱	۳۶۶	تعلیم وتعلم کا مقصد	۲۳۸
۳۴۸	اکتفا بر ضروریات	۲۳۲	۳۶۷	تزکیہ نفس	۲۳۸
۳۴۹	ذکر میں ضرب کی حکمت	۲۳۲	۳۶۸	اللہ کے امر اور ارادہ میں فرق	۲۳۸
۳۵۰	شجرہ پڑھنے کا فائدہ	۲۳۲	۳۶۹	ولایت	۲۳۹
۳۵۱	دجال کا خروج	۲۳۲	۳۷۰	مراقبہ	۲۳۹
۳۵۲	سالک کے قلب کی حالتیں	۲۳۳	۳۷۱	دعا	۲۳۹
۳۵۳	بیج کو قلب حاضر سے بونا	۲۳۴	۳۷۲	موت کی گھڑی	۲۴۰
۳۵۴	سماع کس کے لئے حلال ہے	۲۳۴	۳۷۳	مراقبہ اور اس کا مفہوم	۲۴۱
۳۵۵	قیامت کے دن کا طول	۲۳۴	۳۷۴	ایک ہی شیخ کا ہو رہنا	۲۴۱
۳۵۶	اتباع سنت کا مفہوم	۲۳۴	۳۷۵	عمل ومجاہدہ امر اختیاری اور کسبی ہے	۲۴۲
۳۵۷	اصل سلوک	۲۳۴	۳۷۶	توبہ	۲۴۳

Marfat.com

۳۷۷	حج کی سعادت	۲۴۳	۳۹۶	علم الیقین	۲۵۶
۳۷۸	وصولی الی اللہ	۲۴۳	۳۹۷	حقیقت تصوف یا علم الاحسان	۲۵۷
۳۷۹	عقل کا مقام	۲۴۴	۳۹۸	فلسفہ تکلیف	۲۵۷
۳۸۰	ہدایت کی راہ قبول کرنے پر آمادہ ہونا	۲۴۵	۳۹۹	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۲۵۸
۳۸۱	اخلاق ذمیمہ مثل شہوت وغضب	۲۴۵	۴۰۰	عشق ومحبت	۲۶۰
۳۸۲	اللہ والوں سے دنیا کا علیحدہ رکھنا	۲۴۸	۴۰۱	بیعت ایک عہد ہے	۲۶۰
۳۸۳	اللہ کا لحاظ رکھ اللہ تیری نگہداشت	۲۴۹	۴۰۲	نوجوان سالکین	۲۶۱
۳۸۴	آدمی اپنے ہم نشین کے دین پر ہے	۲۵۰	۴۰۳	راستہ بالکل صاف اور آسان ہے	۲۶۱
۳۸۵	تقویٰ ومعرفت الٰہی	۲۵۱	۴۰۴	اصلاح قلب وباطن	۲۶۲
۳۸۶	خوشحالی ہے اللہ کی رضا میں	۲۵۱	۴۰۵	سالک کی ترقی	۲۶۲
۳۸۷	اخلاق تقدیر میں لکھے ہیں	۲۵۲	۴۰۶	موجودہ سیاسیات	۲۶۳
۳۸۸	تعلق مع اللہ	۲۵۳	۴۰۷	عقل	۲۶۴
۳۸۹	اپنی خدمت خود کرنا	۲۵۴	۴۰۸	اللہ کے دین کیلئے جیل میں جانا	۲۶۴
۳۹۰	اخلاق کا مطالبہ	۲۵۴	۴۰۹	زندگی کا مقصد	۲۶۵
۳۹۱	حسن اخلاق کی بھی ایک حد ہے	۲۵۵	۴۱۰	سعادت اخروی	۲۶۶
۳۹۲	شیخ کی دعا اور برکت	۲۵۵	۴۱۱	حج کا واجب ہونا	۲۶۷
۳۹۳	نسبت کی حقیقت	۲۵۵	۴۱۲	موت سے پہلے کچھ کرلو	۲۶۷
۳۹۴	علم حاصل کرنے کا مقصد	۲۵۶	۴۱۳	طریق زندگی ومعیشت میں اعتدال	۲۶۷
۳۹۵	ہر چیز از محبوب رسد شریں بود	۲۵۶	۴۱۴	مسکین کی تعریف	۲۶۸

Marfat.com

۳۱۵	آدمی کا فکر	۲۶۸	۴۳۴	خشوع اور تکبیر تحریمہ	۲۸۱
۳۱۶	خواہش نفس کے پجاری	۲۶۹	۴۳۵	نماز مجموعہ اذکار ہے	۲۸۲
۴۱۷	احمق لوگ	۲۶۹	۴۳۶	ہدیہ کا قبول کرنا	۲۸۲
۴۱۸	اندرونی یارِ غار بنانا	۲۷۰	۴۳۷	جماعت کی نماز میں صف کا سیدھا	۲۸۲
۴۱۹	جنگ احد میں ایمان والوں کی حوصلہ افزائی	۲۷۰	۴۳۸	شیخ سید نور محمد بدایونیؒ کا ایک واقعہ	۲۸۲
۴۲۰	اشاعت اسلام کا راز	۲۷۱	۴۳۹	کھجور کے پٹھوں کا بنا ہوا جائے نماز	۲۸۲
۴۲۱	بلا تحقیق خبر آگے بڑھانے سے منع	۲۷۱	۴۴۰	نماز میں زینت لباس	۲۸۳
۴۲۲	توشہ آخرت	۲۷۲	۴۴۱	اسباب کا استعمال	۲۸۴
۴۲۳	نیت کی اہمیت	۲۷۳	۴۴۲	اصل زندگی	۲۸۴
۴۲۴	غصہ کا علاج اور استعمال	۲۷۴	۴۴۳	توحید میں ترقی کا دارومدار	۲۸۴
۴۲۵	منہ پر تعریف کی برائی	۲۷۵	۴۴۴	نماز اور صلوٰۃ	۲۸۵
۴۲۶	اعمال شرعیہ کی روح ذکر اللہ ہے	۲۷۵	۴۴۵	حصول یقین	۲۸۶
۴۲۷	مقام کے اعتبار سے نماز کا ثواب	۲۷۹	۴۴۶	نسبت مع اللہ	۲۸۶
۴۲۸	حج البیت الکعبہ	۲۷۹	۴۴۷	عوام کی شکایت	۲۸۶
۴۲۹	شیخ سے دور رہنے والے کیلئے ہدایت	۲۸۰	۴۴۸	ایک کنیز ابن قتیبہؒ سے سمجھ دین میں	۲۸۷
۴۳۰	نماز کی اصل حقیقت دعا ہے	۲۸۰	۴۴۹	اللہ کے دین کیلئے سعی و کوشش	۲۸۷
۴۳۱	اوقات نماز	۲۸۰	۴۵۰	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ	۲۸۹
۴۳۲	مسافر	۲۸۱	۴۵۱	سجدہ میں دعا	۲۹۰
۴۳۳	نماز کا ثواب	۲۸۱	۴۵۲	حضور ﷺ کی صحابہؓ کو نصیحت	۲۹۰

Marfat.com

۴۵۳	مومن بندہ	۲۹۰	۴۷۲	نماز میں خشوع	۲۹۹
۴۵۴	فضیلت والی راتیں	۲۹۱	۴۷۳	رویت باری تعالیٰ	۳۰۰
۴۵۵	فضیلت والے دن	۲۹۱	۴۷۴	جمعہ اور جماعت کی اہمیت	۳۰۰
۴۵۶	نماز حاجت	۲۹۱	۴۷۵	صبح صادق کا وقت	۳۰۱
۴۵۷	پندرھویں شعبان رات کی دعا	۲۹۲	۴۷۶	ماہ رمضان اور اسکے روزوں کی فضیلت	۳۰۱
۴۵۸	خانقاہوں کا عمل	۲۹۲	۴۷۷	قرآن پر مواظبت اور پابندی نماز	۳۰۲
۴۵۹	طریق اصلاح	۲۹۲	۴۷۸	حریت بمعنی جرات اخلاق	۳۰۲
۴۶۰	طہارت کے چار مرتبے ہیں	۲۹۳	۴۷۹	نماز سے تعدیل ارکان کی کوتاہی	۳۰۳
۴۶۱	برائی اور مفسدہ	۲۹۴	۴۸۰	خاشعین	۳۰۳
۴۶۲	پردہ کی ضرورت اور نظر کی حفاظت	۲۹۴	۴۸۱	دوستی رکھنا	۳۰۴
۴۶۳	لیلۃ القدر کی فضیلت	۲۹۵	۴۸۲	ترک جماعت کے عذر	۳۰۵
۴۶۴	اسم اعظم	۲۹۵	۴۸۳	آدمی جب تک اپنی اصلاح خود نہ چاہیے	۳۰۵
۴۶۵	دعا کی قبولیت	۲۹۶	۴۸۴	اللہ فرماتے ہیں	۳۰۶
۴۶۶	صدقہ خیرات اور نماز توبہ کی برکات	۲۹۶	۴۸۵	عبدیت اور بندگی	۳۰۷
۴۶۷	نماز توبہ	۲۹۷	۴۸۶	خلوت وجلوت	۳۰۸
۴۶۸	یوم جمعہ کی فضیلت	۲۹۸	۴۸۷	ظاہر باطن کے ساتھ پیوستہ ہے	۳۰۸
۴۶۹	مسجد میں بھیک مانگنا	۲۹۸	۴۸۸	عمل صالح کی تکمیل ہی تصوف ہے	۳۰۹
۴۷۰	خیر و برکت والی نماز	۲۹۹	۴۸۹	شرح صدر کیونکر ہوتا ہے	۳۰۹
۴۷۱	صبح کی نماز اور عصر کی خصوصیات	۲۹۹	۴۹۰	ایک اللہ والی کا عشق	۳۰۹

Marfat.com

۴۹۱	انبیاءؑ کی تعلیم عبدیت مقصد ہے	۳۱۰	۴۱۰	اسلامی تعلیمات کی تاثیر	۳۲۵
۴۹۲	کمال ایمان	۳۱۱	۴۱۱	مادہ پرستوں کا مالک حقیقی	۳۲۷
۴۹۳	انبیاء علیہ السلام کی تعلیم	۳۱۱	۵۱۲	امارت کی صفات	۳۲۹
۴۹۴	دونوں جہاں کی سعادت	۳۱۲	۵۱۳	مخلوق سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی	۳۲۹
۴۹۵	انسان اپنی ذلت کا اور اپنی ذات کے	۳۱۳	۵۱۴	دوزخ کے بیان میں	۳۳۱
۴۹۶	ظاہر و باطن کی حقیقتوں میں فرق	۳۱۵	۵۱۵	دور حاضر میں کیسے رہنما کی ضرورت	۳۳۲
۴۹۷	تاثیر واعظ کا تعلق الفاظ سے نہیں	۳۱۶	۵۱۶	اسلام کا مزاج	۳۳۲
۴۹۸	مال شیریں ہے	۳۱۶	۵۱۷	دین نقلی ہے اور عقلی اختراعی نہیں ہے	۳۳۴
۴۹۹	دنیا کی حوادث وواقعات	۳۱۷	۵۱۸	علم کی دو قسمیں ہیں	۳۳۴
۵۰۰	بدعت سے احتراز	۳۱۸	۵۱۹	تربیت	۳۳۵
۵۰۱	صحابہؓ پر اعتراض کا جواب	۳۱۸	۵۲۰	سیکولر جمہوریہ کا فریضہ	۳۳۶
۵۰۲	اشراق وچاشت کی تحقیق	۳۱۹	۵۲۱	انگریز کا مقولہ اور پالیسی تفرقہ ڈالو	۳۳۶
۵۰۳	اجتہادی عمل پر اعتراض مناسب	۳۱۹	۵۲۲	فرقہ واریت	۳۳۶
۵۰۴	اسلامی معاشرت پر جدید تعلیم	۳۱۹	۵۲۳	انگریزی تعلیمی نظام کا مقصد	۳۳۷
۵۰۵	بڑوں کا ادب واحترام	۳۲۱	۵۲۴	ہندوستان میں تعلیم کا مقصد یہ تھا	۳۳۸
۵۰۶	مسلمانوں کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ	۳۲۱	۵۲۵	انسانوں کے اندر بگاڑ	۳۳۸
۵۰۷	اصل مردودیت	۳۲۲	۵۲۶	تعلیم وتبلیغ کا باہمی تقابل نہیں ہے	۳۳۹
۵۰۸	مرزا بیدل کا کمال	۳۲۳	۵۲۷	توکل کی حقیقت	۳۴۰
۵۰۹	جدید تعلیم اور اسلام	۳۲۴	۵۲۸	آب زمزم کی برکات	۳۴۰

Marfat.com

۵۲۹	انسان کی سرکشی اور جہالت	۳۴۱	۵۴۸	جدید روشن ضمیری	۳۵۳
۵۳۰	تربیت واصلاح	۳۴۱	۵۴۹	خدا میرا	۳۵۳
۵۳۱	شادی اور نکاح سنت انبیاءؑ ہے	۳۴۲	۵۵۰	مغربی رنگ	۳۵۳
۵۳۲	اصلاح معاشرہ	۳۴۴	۵۵۱	مناقب صحابہؓ جنوری 1990	۳۵۳
۵۳۳	بیاہ شادیوں میں جاہلانہ رسومات	۳۴۴	۵۵۲	اسلام میں عورت کا مقام	۳۵۵
۵۳۴	نماز اور صدقہ کفارہ ہے	۳۴۸	۵۵۳	فضیلت النساء	۳۵۵
۵۳۵	شرم وحیاء	۳۴۸	۵۵۴	بچوں کی تربیت سب سے پہلی	۳۵۵
۵۳۶	آخری کلمات	۳۴۸	۵۵۵	عورتوں کے اخلاق کی اصلاح	۳۵۸
۵۳۷	نیک بختوں کی علامتیں	۳۴۹	۵۵۶	عورت کے ساتھ نباہ	۳۵۹
۵۳۸	نیت کا مقام	۳۴۹	۵۵۷	نیک با اخلاق بیوی	۳۵۹
۵۳۹	شفاء	۳۵۰	۵۵۸	عورتوں کا مکر	۳۶۰
۵۴۰	حسن معاشرت	۳۵۰	۵۵۹	عورتوں کی فطرت	۳۶۰
۵۴۱	مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی	۳۵۰	۵۶۰	شوہر کے لئے خدمت	۳۶۱
۵۴۲	حسن اخلاق	۳۵۱	۵۶۱	بے راہ روی کی روک تھام	۳۶۱
۵۴۳	عمر بن عبدالعزیزؒ کا تقویٰ	۳۵۱	۵۶۲	عورتوں کی آزادی کی حدود	۳۶۱
۵۴۴	کھانے پینے کے بارے میں	۳۵۱	۵۶۳	مردوں کو نصیحت	۳۶۲
۵۴۵	اعمال کی خصوصیت	۳۵۲	۵۶۴	بہتر عورت	۳۶۲
۵۴۶	عام امت محمدیہؐ کے درجات	۳۵۲	۵۶۵	محبت کی تعریف	۳۶۳
۵۴۷	طریق اصلاح	۳۵۲	۵۶۶	عورتوں کا مقام	۳۶۴

Marfat.com

۵۶۷	منکرات والی محفل میں شرکت	۳۶۵	۵۸۶	مصائب و پریشانیوں کا علاج	۳۷۶
۵۶۸	پردہ صنف نازک	۳۶۶	۵۸۷	امن اور سلامتی کا گھر	۳۷۷
۵۶۹	حضورؐ کی عورتوں کو نصیحت	۳۶۷	۵۸۸	رواداری اور نرمی کا شہد	۳۷۷
۵۷۰	بدنظری ایک عیب ہے	۳۶۷	۵۸۹	کیفیت نماز	۳۷۷
۵۷۱	عورتوں کو نصیحت	۳۶۸	۵۹۰	10 محرم عاشورہ کی اہمیت	۳۷۸
۵۷۲	عورت کا خاوند سے طلاق مانگنا	۳۶۹	۵۹۱	اللہ کے ولی کی تعریف	۳۷۸
۵۷۳	تسکین واطمینان بخشی	۳۶۹	۵۹۲	معارف القرآن	۳۷۹
۵۷۴	اللہ کا فضل اسباب سے مستغنی کر دیتا	۳۷۰	۵۹۳	اپنے پڑوسی اور مہمان کیساتھ اچھا برتاؤ	۳۸۰
۵۷۵	مکتوب شیخ سرہندی حضرت خواجہ محمد معصومؒ	۳۷۰	۵۹۴	اپنا راز افشانہ کرنا	۳۸۱
۵۷۶	طمانیت قناعت میں ہے	۳۷۱	۵۹۵	اہل سعادت کیلئے خیر ہی خیر ہے	۳۸۱
۵۷۷	اللہ تعالیٰ کا پالینا	۳۷۲	۵۹۶	بدشگونی شرک ہے	۳۸۱
۵۷۸	حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف	۳۷۲	۵۹۷	صوفیوں کی وضع ریاء بنانا	۳۸۲
۵۷۹	دین کا طبیب	۳۷۳	۵۹۸	علم الاحسان	۳۸۲
۵۸۰	اہل تقویٰ کا زہد	۳۷۳	۵۹۹	ذکر اللہ ایک روشنی ہے	۳۸۲
۵۸۱	کریما	۳۷۴	۶۰۰	بزرگی بعقل است نہ بسال	۳۸۳
۵۸۲	انسان کی ذات میں علم نہیں	۳۷۴	۶۰۱	قرآن مجید کی تلاوت	۳۸۳
۵۸۳	حسنِ معاملہ اور حسنِ کلام	۳۷۵	۶۰۲	بیعت کا مقصد	۳۸۳
۵۸۴	متقی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے	۳۷۶	۶۰۳	سنت زائدہ اور سنت ہدیٰ	۳۸۳
۵۸۵	جمع کرنے کی چیز	۳۷۶	۶۰۴	جہاد اکبر	۳۸۳

Marfat.com

۶۰۵	مکتوب از حضرت خواجہ معصوم سرہندیؒ	۳۸۴	۶۲۴	سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ	۳۹۶
۶۰۶	اسلام علیکم	۳۸۵	۶۲۵	سلسلہ عالیہ چشتیہ نقشبندیہ ولی اللھیہ امدادیہ	۳۹۸
۶۰۷	علامات قیامت	۳۸۶	۶۲۶	شجرہ نسب	۴۰۰
۶۰۸	متفرق معلومات	۳۸۶	۶۲۷	سلسلہ طریقت اور اجازت وخلافت	۴۰۱
۶۰۹	داڑھ اور کان کے درد کا علاج	۳۸۷	۶۲۸	نقشہ	۴۰۲
۶۱۰	سالک محض	۳۸۸	۶۲۹	دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا	۴۰۳
۶۱۱	دیار حرب والے مسلمانوں کیلئے ہدایت	۳۸۸	۶۳۰	اللہ کی قضا ہر چیز پر غالب ہے	۴۰۳
۶۱۲	جنت کی نعمتیں	۳۸۹	۶۳۱	علاء بن الحضرمیؓ کا بحرین کے مرتدین	۴۰۳
۶۱۳	متفرق جواہرات	۳۹۰	۶۳۲	اشاعت اسلام میں صحابہؓ کا کردار	۴۰۵
۶۱۴	اجتہاد فی الدین اور حفاظت دین	۳۹۰	۶۳۳	حضرت خالد کا ملک عراق میں داخل ہونا	۴۰۷
۶۱۵	امر خیر کے بارے میں بھی شکایت وشکوہ	۳۹۰	۶۳۴	اجنادین'' کا عجیب واقعہ''	۴۰۹
۶۱۶	عافیت کی آرزو اور اشیاء کی طلب	۳۹۰	۶۳۵	بہرہ سیر اور مدائن کا فتح ہونا	۴۱۰
۶۱۷	چغلی کھانے والے کی برائی	۳۹۱	۶۳۶	مال غنیمت کی فراہمی	۴۱۲
۶۱۸	چغلی کرنے والے کو وصیت	۳۹۲	۶۳۷	مسلمانوں کا دنیا میں ملوث ہونا	۴۱۳
۶۱۹	مقبول حج کی علامات	۳۹۲	۶۳۸	جزیرہ سردانیہ کے واقعہ میں مسلمانوں کا	۴۱۴
۶۲۰	اصل صانع وکارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے	۳۹۲	۶۳۹	انجیر کی خصوصیات	۴۱۵
۶۲۱	انسانی حریت	۳۹۳	۶۴۰	انجیر کی باطنی خصوصیات	۴۱۵
۶۲۲	اللہ کی رضا پیش نظر رہنی چاہیے	۳۹۴	۶۴۱	زیتون کی خصوصیتیں	۴۱۶
۶۲۳	دعا	۳۹۵	۶۴۲	خالص اللہ کی راہ میں مال خرچ	۴۱۷

Marfat.com

۶۴۳	تقویٰ	۴۱۸	۶۶۲	وساوس سالک	۴۳۸
۶۴۴	اتقی	۴۱۸	۶۶۳	سالک کیلئے ذکر کی ضربیں	۴۳۹
۶۴۵	مختصر سا قیامت کا نقشہ	۴۱۹	۶۶۴	جاہل کی صحبت سے نفور	۴۳۹
۶۴۶	ضحیٰ کی نماز	۴۱۹	۶۶۵	رشتہ اخلاص وملت ان سے توڑ	۴۴۰
۶۴۷	مصیبت پر صبر	۴۲۰	۶۶۶	اشعار برائے ظاہر وباطن	۴۴۱
۶۴۸	ذکر بالجہر میں شوقیہ اشعار	۴۲۱	۶۶۷	ادعیہ ماثورہ	۴۴۵
۶۴۹	فریاد مجذوبؒ در یادِ محبوب	۴۲۲	۶۶۸	لا عیشی الا عیش	۴۴۵
۶۵۰	شان صحابہؓ	۴۲۴	۶۶۹	نیا کپڑا پہننے کی دعا	۴۴۵
۶۵۱	آدمی میں فطری طور پر عشق ومحبت	۴۲۴	۶۷۰	دعا	۴۴۵
۶۵۲	حج کیلئے حاضری کا شوق	۴۲۵	۶۷۱	اللہ کی نعمتوں اور بخششوں کو وسیع	۴۴۹
۶۵۳	درس عبرت مجذوبؒ	۴۲۶	۶۷۲	دعا	۴۴۹
۶۵۴	مسدس از سلطان باہو کلام	۴۲۸	۶۷۳	دشمن سے مستور ہونے کیلئے آیات	۴۵۱
۶۵۵	مسدس از کلام میاں محمد بخشؒ	۴۳۱	۶۷۴	دشمن کے شر سے بچنے کے لئے	۴۵۲
۶۵۶	اللہ کے محبوب بندے	۴۳۳	۶۷۵	موت کی سختی آسان	۴۵۲
۶۵۷	حمد باری تعالیٰ	۴۳۴	۶۷۶	شہد	۴۵۲
۶۵۸	نعت سید المرسلین	۴۳۵	۶۷۷	رطب	۴۵۲
۶۵۹	غزل واشعار	۴۳۶	۶۷۸	ایک نابینا صحابی کی دعا	۴۵۳
۶۶۰	نعرہ جانباز	۴۳۷	۶۷۹	شب قدر میں پڑھنے کی دعا	۴۵۳
۶۶۱	انقلاب	۴۳۸	۶۸۰	کلام سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ	۴۵۴

Marfat.com

۶۸۱	شعر مولانا عبدالرحمان رائپوری	۴۵۵	۶۸۳	تشکر	۴۵۷
۶۸۲	تنبیہ آخری متعلق مجموعہ مضامین کتاب	۴۵۶	۶۸۴	ختم خواجگان	۴۵۹

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم☆

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

(یا اللہ مدد)

گنج بخش فیضِ عالم ہے فقط ذاتِ خُدا ناقصاں را پیرِ کامل ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ

تزکیہ نفس
مع
اصلاحِ حال

شکستہ دلوں کی تسکین اور سالکین طریقت وطالبین تزکیہ نفس کے قلوب ونفوس کی تربیت اور عارفین کی نگاہ میں متاعِ دنیا کی بے وقعتی زندگی اور معاشرہ پر اثر، جس کو زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز صوفی محمد حسین نے سالکین راہ حق کے لئے اکابر علمائے ربانیین کی تصنیفات و ملفوظات اور ارشادات میں سے انتخاب کر کے کتاب کی صورت میں جمع کیا ہے۔ کہ ایمان والوں کے دلوں کو سرور حاصل ہو اور عشاق اولیاء اللہ کے قلوب منور ہوں اور جو لوگ تصوف کی راہ میں حیران و پریشان ہو کر مایوس ہو گئے ہوں ان کیلئے مشعل راہ کا کام دے اور ان کے تعطل کا ازالہ کرے۔

اندازِ بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

تصحیح ونظر ثانی

مولانا محمد زمان صاحب کلاچوی مدظلہ العالی

مرتب ومولف

صوفی محمد حسین

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

مقدمہ

از حضرت العلامہ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مہتمم جامعہ ابوہریرہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم

اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے کامل و جامع ترین رحمت کا پیغام لایا ہے انسان کی ذہنی و عقلی، اخلاقی و معاشرتی، جسمانی و روحانی، انفرادی و اجتماعی ہر قسم کی ضرورتوں کی کفالت، زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی، ہر میدان میں ترقی کی ضمانت اور خدارسی و خداشناسی کی تعلیم اس کا اصل مقصود و مدعا ہے۔

مسلمان اپنے دین کے ہر شعبہ سے وابستگی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر طریقہ پر عمل پیرا رہے مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہے جس کا نصب العین یادالٰہی میں مشغول رہتے ہوئے صدق وصفا اور سلوک و احسان کے مختلف طریقوں پر عمل کرنا ہے یہ اہل تصوف ہیں جو گروہ صوفیہ کہلاتے ہیں اس گروہ سے وابستہ حضرات کے نزدیک تصوف کا اصل مقام یہ ہے کہ اتباع کتاب وسنت میں انتہائی سعی کی جائے اسوہ رسول اکرم ﷺ و صحابہؓ کو دلیل راہ رکھا جائے اور اوامر و نواہی کی تعمیل کی جائے طاعات و عبادات کو مقصود حیات سمجھا جائے قلب کو محبت و تعلق ماسوا سے الگ کیا جائے نفس کو خشیت الٰہی سے مغلوب کیا جائے اور صفائے معاملات و تزکیہ باطن میں جہد و سعی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے پائے۔

گروہ صوفیہ کے بزرگ اپنے متعلقین اور سالکین کو یہی درس اور تلقین کرتے چلے آئے ہیں اس انداز میں اصلاح احوال اور تزکیہ نفس کا عمل بھولے بھٹکوں کے لئے راہ ہدایت اور سالکین کو مقامِ قرب الٰہی

Marfat.com

تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا رہا ہے یہی درس اور یہی پیغام عام کرنے کے لئے شکستہ دلوں کے مداوا، قلوب مضطر کی تسکین، سالکین طریقت وطالبین تزکیہ نفس کے قلوب ونفوس کی تربیت واصلاح کے لئے عارفین کی نگاہ میں متاع دنیا کی بے وقعتی کے احوال وواقعات کو زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائے پوری کے خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد حسین صاحب مدظلہ العالی نے سالکین راہ حق کے لئے اکابر علماء ربانیین کی تصنیفات وملفوظات اور ارشادات میں سے انتخاب کر کے کتابی شکل میں ''تزکیہ نفس مع اصلاح حال'' کے نام سے جمع کیا ہے کہ اہل ایمان کے دلوں کو سرور اور عشاق اولیاء اللہ کے قلوب کو نور حاصل ہو اور راہ تصوف پر چلنے والوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے۔

حضرت صوفی محمد حسین صاحب مدظلہ نے سلوک وتصوف اور علوم ومعارف کا خزینہ یکجا کر کے متلاشیان راہ طریقت کے لئے گرانقدر سوغات ترتیب دی ہے اللہ کریم اس کاوش کو ظاہری ومعنوی لحاظ سے اپنے عظیم تر مقصد کے حصول کا ذریعہ بنائے فاضل مؤلف کے لئے صدقہ جاریہ دنیا میں وجہ افتخار اور آخرت میں نجات کا وسیلہ بنائے۔

وَصَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

عبدالقیوم حقانی

مدیر جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ (سرحد)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الشیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینی صاحب دامت برکاتہم العالی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

پیش نظر کتاب ''تزکیہ نفس مع اصلاح حال'' جناب مولانا محمد حسین صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے ان کی خواہش تھی کہ میں اس کی نظر ثانی کروں اور اس پر کچھ لکھوں ضعف بصر کی وجہ سے میں اس کے مطالعہ سے قاصر رہا۔ بھائی عطاالحق صاحب نے اس پر کچھ نظر ڈالی اور بھی ایک دوست نے کتاب کی فہرست پڑھ کر سنائی جس سے یہ امید ہوئی کہ مضامین مفید ہوں گے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لئے افادہ اور استفادہ کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے۔

سید نفیس الحسینی

خانقاہ سید احمد شہید لاہور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پیشِ لفظ

مطالعہ کتب یا کتب بینی تو عام طور پر ہر ایک ہی پسند کرتا ہے لیکن اس میں مقصد اور شوق ہر ایک کا جوڑ نہیں کھاتا جس کی تفصیل عرض کیے بغیر اپنی مختصر سی ضرورت اور غرض کو ظاہر کرنا مقصود ہے تقریباً گزشتہ صدی کے حالات جو کتب کے مطالعہ میں آئے ان کا آپس میں تضاد اور اختلاف ہی پایا جس سے دنیا و آخرت کسی ایک راستہ کو مضبوطی سے اختیار کرنا ہر ایک کے لئے آسان نہیں تھا کہ اس مختصر اور قیمتی زندگی کو جو کہ سرمایہ آخرت ہے کسی ایک مضبوط اور عافیت کی راہ پر ڈال کر دھیرے دھیرے چلتا رہے کہ جتنا چلا جائے یا جتنی کوشش و محنت دنیا اور آخرت کے لئے کی جائے رائیگاں نہ جائے اس کے لئے دلائل کے ساتھ کسی کام کا صحیح اور شکوک وشبہات سے پاک ہونا سوائے قرآن وحدیث کے ذریعے سے حاصل ہونا خاص کر اس دور میں ممکن نہیں تھا اور پھر قرآن وحدیث کے مضامین کی مراد اور تفصیل کو صحیح طور پر پالینا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے کہ ہر مصنف کی تصنیف کو وہ مقام حاصل نہیں جس کو دنیا اور آخرت کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی سمجھا جائے۔

کیونکہ اکثر کتب کو الفاظ کے طلسم اور فضول قافیہ پیمائی کے قصوں میں گھرا ہوا پایا لیکن اس کے مقابلے میں اہل اللہ علمائے ربانی کی تصنیفات کو ان لفظی گورکھ دھندوں سے پاک اور حکیمانہ خیالات اور علمی مضامین سے پُر پایا اور یہ اکابر حضرات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کا خاندان اور حضرات اکابر علمائے دیوبند نہایت توازن و اعتدال کے ساتھ حالات کو پیش کرتے ہیں پورے نظام شرعی کو دلائل و عین فطرت کے مطابق ثابت کرنا انہی حضرات کا کارنامہ ہے خلافت اور اسلام کے نظام حکومت کی تشریح اور

Marfat.com

اختلاف مذاہب پر محققانہ تبصرہ جس طرح حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فرمایا یہ انہی کا طرز بیان اور حصہ ہے احقر ایک فقیر اور عبد ضعیف مالک حقیقی کا محض فضل عظیم سمجھتا ہے کہ علمائے اہل اللہ متقی اور مشائخ کی بابرکت صحبت سے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اردو کتب کا مطالعہ انہی علمائے ربانیین کی تصنیفات کا نصیب ہوا اور مطالعہ کے دوران تقریباً گزشتہ چالیس سال سے اہم اور دور حاضر کی ضروریات کے مطابق اپنی سمجھ کے دائرہ میں کتابوں کی عبارات منتخب کر کے الگ نوٹ کرتا رہا جو آج اللہ کے فضل وکرم سے ایک کتاب کی شکل میں مرتب شدہ آپ کے ہاتھ میں ہے ان ترتیب شدہ عبارات کی اصل ماخذ علمائے ربانین کی تصنیفات، معززین اور مشائخ حضرات محدثین اور فقہاء حضرات کے اقوال نوٹ کیے گئے جو موجودہ دور کے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے الحادو زندقہ کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ و سلامت رکھنے کیلئے ضروری سمجھے گئے اور مقصد اس سارے مجموعہ انتخاب اور عمدہ عمدہ مضامین کا ایک دیرینہ شوق اور صالحین حضرات کی محبت، صوفیہ و عارفین حضرات کا عشق و دلدادہ تعلق تھا کہ ان حضرات کی محبت کے تقاضا نے اس طرف متوجہ کیا کہ ان حضرات کے فیوضات باطنی جو تحریروں اور اقوال وارشادات کے اندر چھپے ہوئے تھے اور بڑی بڑی کتب یا کئی کئی جلدوں کے اندر پھیلے ہوئے تھے عوام محبین وعشاق اور جو اس کی خوشبو سونگھنے والے ہیں کی نظروں سے اوجھل تھے ان کی خدمت میں ھدیتہً پیش کروں۔

اور یہ کہ زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائے پوری دامت برکاتہم نے قیام راولپنڈی کے دوران گاہے گاہے بعض مضامین کو سنا اور پسند فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان کو ترتیب سے جمع کر کے کتاب کی صورت دی جائے تو امید ہے کہ سالکین طالبین فن کو نفع ہو۔ تو احقر حقیر نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ساتھیوں کی معاونت وسعی سے اپنے ذمہ لیا یہ مجموعہ مضامینِ جو خاص کر فن سلوک کے محبین کے ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری اور مشعلِ راہ کا کام دیں گے اور اس نالائق خاکپائے صلحاء کی بھی اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائیں اور حسنِ خاتمہ اپنے وقت پر نصیب ہو۔ انتخاب شدہ مضامین کو کتب کے حوالے سے ہو بہو نقل کرنے کی پوری پوری احتیاط کی گئی ہے کہ اصل عبارت کی نورانیت سے سالکین حضرات مصنفین حضرات

Marfat.com

کے فیض سے مستفیض ہوں کہ اہل اللہ کی حکایات تو اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے مثل ہیں۔
مریدوں کے قلوب مطمئن اور ثابت قدم ہوتے ہیں اور لوگوں کو نفع ہو کہ اصلاحِ باطن سکون ویکسوئی ظاہر و باطن کا ذریعہ ہے اور ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے اور دلوں کو بہلانے کا ذریعہ ہے اور یہ ساری نقول معززین ثقات اور بڑے وسیع علم والے اور معتمد مشائخ کی ہیں جن حضرات کی تصنیفات اور کتابوں کے مطالعہ کے دوران منتخب و تلخیص کر کے عبارات کو اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے ترتیب دے کر اس کتاب کی صورت میں جمع کیا ہے منجملہ ان بزرگوں کے یہ حضرات ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(1) حضرت امام حجتہ الاسلام ابو حامد غزالیؒ۔

(2) امام شیخ شہاب الدینؒ سہروردی۔

(3) امامِ عالم ابوالفرج ابن جوزیؒ۔

(4) شیخ امام عالم ابواللیث نصر محمد سمرقندیؒ۔

(5) امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندیؒ۔

(6) امام ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ۔

(7) حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ ان بزرگوں کے علاوہ اور حضرات کی تالیفات سے بھی انتخاب کر کے یہ کتاب تیار ہوئی اور مضامین کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب پیش نظر رہیں۔

(1) سوانح حضرت شاہ عبدالقادرؒ رائے پوری معہ فیوضات وملفوظات۔

(2) تذکرہ رشید مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔

(3) تصوف وسلوک حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

(4) تفسیر مظہری علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔

(5) قصص الاولیا امام جرنبیل ابی محمد عبداللہؒ بن اسعد یمنی۔

(6) فتوح الغیب شیخ عبدالقادرؒ جیلانی قدس سرہ۔

Marfat.com

(7) خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ۔

(8) انوار باری شرح صحیح بخاری علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ۔

(9) آپکے مسائل اوران کا حل مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اوران کے علاوہ بھی کتب جن سے مضامین منتخب کیے جامع تر اور ضابطہ ترتھیں کہ سالکین کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کردیں۔

عبدضعیف مذہبا حنفی اہل سنت والجماعت باطنی تعلق رائے پوری اہل اللہ حضرات سے قطب ربانی حضرت مولانا عبدالعزیزؒ زبدۃ الاولیاء عارف باللہ رائے پوری قدس سرہ چک گیارہ ایل (11L) چیچا وطنی سے جن کی مختصری سوانح عمری ان کے بھتیجے پیر جی عبدالحفیظ بن پیر جی عبداللطیفؒ اورڈاکٹر محمد سعید گیارہ چک والوں نے تذکرۃ الصالحین میں ترتیب دی ہےاوران کا شمار قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ قدس سرہ کے اجل خلفاء میں ہوتا ہے کے پاس عرصہ دراز تھوڑا تھوڑا قیام اور حاضری ہوتی رہی اور تربیت سلسلہ چشتیہ قادریہ کے ابتدائی مراحل حضرت کی نگرانی میں طے ہوئے اور پھر حضرت کے انتقال کے بعد سید میر گوہر علیؒ صاحب کشمیری بازار راولپنڈی والوں سے تعلق ہو گیا تھا جن کو مولانا سعید احمدؒ صاحب ڈونگہ بونگہ والوں سے اجازت تھی اور بعد میں یہ ناکارہ خلائق شیخ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قدس سرہ رائے پوری کی اجازت اور مشورہ سے سید صاحب کے حجرہ مبارک میں ہی پیرزادگان کی معاونت وسعی سے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر رائے پوری حضرات کی فیض صحبت کی برکت اور رہنمائی سے صفائے باطن و تعلیم وسلوک سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں نام مولیٰ سے شروع کیا اور دعائے طالبین واحباب کی بھی امید رکھتا ہوں کہ اور حسنِ عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں اس لئے اس مجموعہ منتخب مضامین کا دامن پکڑا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اور سب مسلمانوں سے اس کو قبول فرمائے۔ حضرت میر صاحبؒ بڑے اونچے درجے کے بزرگوں میں سے تھے پرہیزگار، قول وفعل بے تصنع اور دنیا وارباب دنیا سے دور اہل وعیال کے باوجود آزادانہ، مجردانہ گزران کرتے اور دنیوی ضرورت کے بقدر کچھ کام بھی اپنے ذمے رکھتے اور تکلف سے قطعاً بے تعلق اور بڑے حضرت رائے پوریؒ سے عشق کے درجہ کی محبت اور قریبی تعلق رکھتے تھے اور احقر حقیر

Marfat.com

کے لئے رائے پوری حضرات سے باطنی تعلق کے محرک ہوئے اور حضرت صوفی احمد دین صاحبؒ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ حضرت سید صاحبؒ بڑے فراخ دل، مہمان نواز، بڑی گہری سوچ والے ذاکرین حضرات سے محبت رکھنے والے اور مشکل کے وقت ساتھیوں کا مخلصا ساتھ دینے والے بزرگ تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ان کے پسران عزیزان بمعہ ان کے اہل وعیال واہل خانہ کو دین ودنیا کی راحتیں وبھلائیاں عطا فرمائے۔

ترتیب مضامین میں خصوصیات عنوان کا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے خاص کر کے تصوف اور تزکیہ نفس کے مضامین کو اہمیت دی گئی ہے اس نسبت سے شوقیہ اشعار بھی جمع کیے گئے ہیں اور اس کتاب کا مجموعہ مضامین کے اعتبار سے ''تزکیہ نفس مع اصلاح حال'' سے مسمّٰی اور ملقب کرتا ہوں اور دل سے چاہتا ہوں کہ میرے عزیزوں اور دوستوں میں کوئی اس علمائے ربانیین کی راہ یعنی اہل اللہ صوفیاء حضرات کی راہ سے الگ نہ رہے جو اس کتاب میں اللہ کے فضل سے خوب کھول کر ظاہر کی گئی ہے کہ سالکین راہ حق رات کی سنسان گھڑیوں میں جب دنیا پڑی سوتی ہے اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ عجز و نیاز اور ذکر میں مشغول ہوں اس ناکارہ کی درخواست پر استاذ العلماء الراسخین حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مسودہ کتاب کو دیکھ کر کتاب کا مقدمہ تحریر فرمایا جو اس فقیر حقیر پر اور راہ حق کے سالکین پر احسان عظیم ہے جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاء وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ۔ ان بزرگوں کے اسمائے گرامی کے بارے اہل اللہ کا قول ہے کہ نیک بندوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور تصنیفات کے حوالوں کی برکت سے اس مجموعہ کو عنداللہ شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ اس سے تشنگانِ محبت کی پیاس بجھانے میں مدد ملے گی اور میں نے حضرات مصنفین کی اصل عبارتوں کے مقصود کو محفوظ رکھنے کا پورا پورا اہتمام کیا ہے اور اہل اللہ کے ملفوظات کے الفاظ کو بعینہٖ بجنسہٖ نقل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان میں اتباع سُنت، تواضع وعبدیت پر بہت زور دیا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا عبدالرحمٰن رائے پوری کے نفس قدسیہ کے سہارے ہی سے اور حضرت العلامہ عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

Marfat.com

کے تاکیدی نوازش ناموں کی حوصلہ افزائی کی برکت سے کمر ہمت باندھی اور سارا کام چل سکا ورنہ یہ فقیر، تہی دست از علم وعمل اِس قابل ہرگز نہ تھا اللہ تعالیٰ شانہٗ اِن اکابر علماء حضرات کے اَبر رحمت ومعرفت کوتا دیر سایہ فگن رکھے آمین۔اور یہ بھی ناحق شناسی اور ناشکری ہوگی اگر میں اِس کا اظہار نہ کروں کہ کتاب کی تکمیل میں ساتھیوں نے انتھک کوشش سے اِس ناکارہ کا تعاون کیا خصوصاً عزیز مدثر حبیب، بھائی عمران اور محمد نیاز اللہ تعالیٰ اِن کو جزائے خیر دے اور دُنیا وآخرت کے تمام مقاصد عالیہ میں کامیاب فرمائے اور اس میں ہر لحاظ سے سعی وکوشش کرنے والوں کے لئے ذخیرہ سعادت اُخروی کرے یہ راہ حق کے سالکین صوفیاء صافیہ رضی اللہ عنہم کے مشرب اور احوال سے ذوق رکھنے والوں کے لئے خاص کر زادِ راہ اور بے نظیر تحفۂ آخرت ہے۔احقر حقیر کے مشائخ رائے پوری حضرات کی شفقت محبت اور مہربانیوں کے نتیجہ میں اور ان حضرات کے عشق ومحبت کی نسبت جو خاتم الانبیاء وتاج الصفیاء محمد ﷺ کے ساتھ ہے یہ مجموعہ الحمد للہ تیار ہوا۔ کتاب وکمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور تصحیح اغلاط میں سلسلہ کے سالکین ومخلصین نے رضا کارانہ پیش قدمی کر کے اس کام کی ذمہ داری اٹھائی کہ غلطی کا امکان کم سے کم ہو اور مالی اعانت کی کوشش کیلئے خصوصاً عزیز قاری فیض عالم عمران بھائی اور عابد الٰہی متحرک رہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اس کارِ خیر کو قبول ومنظور فرمائے کہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں (سوائے محمد نیاز کے کہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے کام کے وسط میں علیحدہ ہوگیا) شامل حال رہے، اور بھائی عمران اور عزیزم مدثر حبیب اپنی فرصتوں میں بار بار احقر کے پاس مشورہ کیلئے تشریف لاتے رہے باوجود پوری کوششوں کے ممکن ہے کچھ اغلاط رہ گئی ہوں جس کیلئے صاحب علم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مرتب کی کسی فروگزاشت پر اور غلطی پر مطلع ہوں تو وہ متنبہ فرما کر ماجور ہوں تا کہ تدارک کی کوئی صورت نکال لی جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَ آخِراً وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم

عرض کنندہ فقیر محمد حسین عفی عنہ

Marfat.com

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

نقشِ بُتاں مٹایا ، دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو میرے دِل بنا دیا
غفلت میں دل پڑا تھا کہ ناگاہ آپ نے
آگاہ حق سے غیر سے غافل بنا دیا
مشکل تھا دین سہل تھی دنیا اب آپ نے
مشکل کو سہل ،سہل کو مشکل بنا دیا
ہمت بڑھا کے بارِ امانت کا آپ نے
مجھ جیسے ناتواں کو بھی حامل بنا دیا
آہن کو سوزِ دِل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنا دیا
مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنا دیا

(مجذوبؒ)

Marfat.com

تصحیح ونظر ثانی

جیسا کہ عام معاشرے میں عمومی طور پر اور دیندار طبقہ میں خصوصی طور پر اس حقیقت سے خوب واقفیت ہے کہ تصنیف وتالیف میں حضرت العلامہ مخدوم کو قدم راسخ حاصل ہے اور علوم اسلامیہ کے ہر شعبہ کے ماہر ہیں موصوف کے پاس سارا مواد ہر صورت میں جو ہمارے پاس تزکیہ نفس مع اصلاح حال کا ساتھیوں کی رات دن کی مشقت اور مخلصانا کوششوں کے نتیجہ میں تیار تھا اور کمپیوٹر سے نکلا ہوا کتاب کی صورت اختیار کرنے کے لئے آخری مرحلہ کو مس کر رہا تھا اصل مسودات حضرت العلامہ کی طلب پر ہدیہ کے طور پر اور کمپوز شدہ کا کچھ حصہ نظر برکت اور معائنے کے لئے بدست عزیزم مولوی مدثر حبیب کے جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ مبارک بھیجا حضرت مولانا نے اصل مسودات کو دیکھ کر بہت پسند فرمایا اور بقول مدثر حبیب فرمایا کتاب کیلئے دل بے تاب ہو گیا ہے لیکن کمپیوٹر کے کام سے بے اطمینانی اور دل شکنی کا اظہار فرمایا اور کمپیوٹر کے کام میں کہ حضرت اس فن کے تجربہ کار اور ماہر ہیں کئی فنی نقائص کی تحریراً نشان دہی فرمائی اور کتاب کیلئے کمپیوٹر کے کام پر دوبارہ کام کرنے کی از راہ محبت و ہمدردی خواہش ظاہر فرمائی اور چھپوائی کے کام اور دوسری ضروریات کتاب کی تکمیل کیلئے القاسم اکیڈمی کے ذریعہ پوری فرمانے کا ارادہ ظاہر فرمایا جس کے قابل ہم نہیں تھے اور احقر حقیر نے حضرت العلامہ کی اس خواہش کی اطلاع حضرت اقدس مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ جو آج کل راولپنڈی ہی میں قیام پذیر تھے دی۔ جس کو حضرت نے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی فیاضی اور نظر کرم سے تعبیر فرمایا اور فرمایا کہ ہم تو اس قابل نہ تھے مولانا نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ ان کی عنایت کا بصد شکریہ اور کتاب کے پورے اور کامل مسودات بمعہ سی۔ڈی یا ڈسک لے کر حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ ہوا کہ آپ جیسے علمائے دین اس امت کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں کہ تصنیف وحلاوت کلام اور وسعت اخلاق و دردمندی کے جوہر کا خزینہ ہیں۔

حضرت العلامہ صاحب مدظلہ نے کتاب کے مسودات کو نہایت محبت کی نظر سے قبول فرما کر

Marfat.com

پروف ریڈنگ وتصحیح اور نظر ثانی کا کام باوجود اپنی مصروفیات مشاغل کے ہجوم اور نئی نئی ضرورتوں کے پیش آنے پر بھی یہ محض قدرت وتوفیق الٰہی کا کرشمہ ہے کہ قبول فرما کر ہم ناکاروں پر احسان فرمایا اور اس پر مزید فضل خداوندی یہ ہوا کہ کتاب کی آخری تصحیح اور نظر ثانی حضرت العلامہ کے استاد محترم ومحسن حضرت مولانا محمد زمان صاحب کلاچوی جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ سے تخصص فی الحدیث کر چکے ہیں نے فرمائی اور حضرت کی نگاہ بینا کتاب کے مضامین کو دیکھ کر مسرور ہوئے کہ سالکین راہ حق کیلئے ایک خزینہ آخرت اور دنیا میں حیات طیبہ کا ذریعہ ہے اور فرمایا کتاب کے مضامین مندرجات اور انتخاب بے مثال ہے حضرت استاد محترم کی تصحیح ونظر ثانی اور حضرت العلامہ حقانی صاحب مدظلہ کی تائید نے کتاب کو معنوی وصوری زینت بخشی۔ اور عربی عبارات خصوصاً ادعیہ ماثورہ کی تصحیح ونظر ثانی کے کام میں ہمارے محترم قاری رشید احمد صاحب توحیدی خطیب جامعہ مسجد حنفیہ نیا محلّہ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اس کار خیر میں تعاون فرمایا اور اعراب ودوسری کمی بیشی کی تصحیح فرمائی۔ اللہ تعالیٰ علماء حضرات کی اس گرانقدر کاوش اور مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور آخرت میں قرب حقیقی نصیب فرمائے (آمین)۔

کتاب کے مسودات کو خاص خاص مقام پر دوبارہ ترتیب اور سرخیاں دے کر القاسم اکیڈمی کے کارکن حضرات نے مضامین میں ایک نئی کشش پیدا فرمانے کی کوشش فرمائی اللہ مالک حقیقی اس کام کو ان کے لئے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت کے طور پر قبول فرمادیں۔ اور اس حقیر کوشش کو سب معاونین کے لئے دنیا اور آخرت کی سرخروئی اور کامیابی کا ذریعہ بنائیں۔ اور لوگوں کو عمومی طور پر زیادہ سے زیادہ اس سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے کہ اصل کامیابی حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنے ہی میں ہے جو مشائخ صوفیاء حضرات اور ان کے حقیقی متبعین کو نصیب ہوئی۔

وصلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہ وبارک وسلّم تسلیماً کثیراً☆

صفیں کج دل پریشان سجدہ بے ذوق ۔۔۔ کہ جذب اندرون باقی نہیں ہے

(احقر حقیر محمد حسین عفی اللہ عنہ)

Marfat.com

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی خدمت میں عریضہ

محترم ومکرم شیخ الواعظین ومحققین جناب مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد، ضلع نوشہرہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آنجناب کی خیریت کا خواہشمند ہوں خدا کرے مزاج عالی بعافیت ہوں۔ بعد سلام مسنون معروض خدمت آنکہ عرصہ سے دل میں یہ آرزو موجزن تھی کہ یہ نالائق آپ جناب جامع شریعت کی خدمت میں امت کے کچھ گزشتہ اور زیادہ موجودہ حالات کے پیش نظر مشورہ کے طور پر کہ اصلاح کی کوئی تدبیر اپنے اسلاف کے طریقہ سے منسلک بروئے کار لا کر مضبوطی سے عمل میں لائی جائے اور یہ ناکارہ خلائق کو اپنی نالائقیوں کا اعتراف واحساس پہلے سے ہے لیکن آپ حضرات کو اس میدان میں گزشتہ زندگی میں جو تجربات ہوئے ہیں ان کے ساتھ اپنے آپ کو جکڑ کر گھسیٹنے لگوں کہ شاید اس بڑھاپے کا یہ ناکارہ عمل مالک حقیقی کو پسند آجائے اور اس طرح امت کے قیمتی افراد کے طاعت حق پر لگنے کا ذریعہ بن جاؤں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دینی اور دنیوی نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرماوے۔ اپنے بزرگوں کے ہاں آدمیوں کی اصلاح کا جو طریقہ دیکھا وہ خانقاہی نظام کو مدارس کے ساتھ جوڑ کر رکھا جاتا ہے اور جس اخلاص اور تعلق مع اللہ کے مجسمے ہمارے اکابر تھے وہ محتاج بیان نہیں ان کی تدریس وتعلیم سے غیر شعوری طور پر ایسی تربیت ہوتی تھی اور اُن کی قوت نسبت سے اتنا اثر ہوتا کہ جیسے ذاکر ذکر کے بعد محسوس کرتا ہے تو اس سلسلہ تعلیم وتدریس کو موثر بنانے کے لئے ذکر اللہ کی برکات وانوار کہ خانقاہی نظام کا حصہ ہیں۔ اس لائن کی طرف متوجہ کرنا تھا کہ یہ پہلو بھی آپ حضرات کے ذہن میں رہے کہ مدارس کے ساتھ امراض قلبیہ کے علاج کے لئے ذکر کی مجلسوں کا قائم کرنا۔ اس طرح آپ حضرات اپنی حسن تدبیر وحسن رائے سے مدارس عربیہ کے طلباء کے لئے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن اور

Marfat.com

تزکیہ نفس اور اصلاح حال کی کوئی تجویز فرمائیں تو بہت حد تک اصلاح کی امید ہے۔

ایک موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہیؒ کے متعلق بہت سے جاہلوں کو میں نے خود دیکھا کہ بیعت ہونے کے بعد تہجد نہیں چھوٹا اور حضرت شیخ الہندؒ کا قصہ تو مشہور ہے کہ جمعرات کی شام کو مدرسہ کا سبق پڑھا کر ہمیشہ پیدل گنگوہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور شنبہ کی شب میں عشاء کے بعد یا تہجد کے وقت گنگوہ سے چل کر شنبہ کی صبح کو دیوبند میں سبق پڑھایا کرتے تھے یہ مناظر آنکھوں میں گھومتے ہیں اور دل کو تڑپاتے ہیں۔

باقی حضرت! آپ حضرات ان گھاٹیوں سے گزرے ہوئے ہیں علوم ظاہری کے ساتھ عملی زندگی میں اخلاص کے لئے بڑی مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں بڑی کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ کثرت ذکر اور اللہ والوں کی صحبت اس کام کیلئے شرط ہے اس میں شک نہیں کہ آج مدارس کے موجودہ نظام کو بھی ذکر اللہ کے حکم میں ہی کہیں گے بشرطیکہ اخلاص اور حسن نیت نصیب ہو، لیکن بظاہر اسلاف کے دور کے ذاکرین کی برکات سے محروم نظر آتے ہیں کہ عام طور پر طلباء تعلیم کے زمانہ میں اپنی تربیت واصلاح کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے اور یہ پہلو بے حد دردناک ہے، پھر جب مدرسین بھی اس قوی نسبت سکینہ کے حامل نہ ہوں اور طلباء بھی اپنی اصلاح سے غافل ہوں، اذکار وادعیہ کا التزام نہ ہو، دور فتنوں کا ہو تو ذکر اللہ کی کثرت کے بغیر چارہ کار نہیں۔

بس آپ حضرات کو عبد ضعیف تہی دامن از علم وعمل کا اس لائن اصلاح باطن کی طرف متوجہ کرنا تھا کہ یہ پہلو بھی آپ حضرات جامع شریعت وطریقت مشفق امت کے ذہن میں رہے کہ اس کام کے اثرات وکامیابی جو صوفیاء حضرات کے دور میں تقریباً ایک صدی کے لگ بھگ ہوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی آسان فرماویں۔ آمین۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ

یہ ناکارہ خلائق رہبر طریقت وشیخ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمن رائے پوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے مجاز اور حضرت ہی کے ارشاد اور ہدایت پر راولپنڈی میں ایک معروف جگہ تحصیل دفتر والی

Marfat.com

جامع مسجد میں عصر کی نماز کے بعد قریب سید میر گوہر علی شاہ صاحبؒ مرحوم کے گھر جو پاکستان بننے کے بعد سے اسلام آباد اور راولپنڈی میں رائے پوری حضرات کی معروف ذکر کی جگہ ہے (خانقاہ) کچھ ساتھیوں کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے صرف جمعہ مبارک کے روز ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اتباع اور محبت کے صدقے اس کام کو امت کے لئے خیر کثیر کا ذریعہ بنا کر اس ناکارہ کو ساتھیوں کی معاونت کے ساتھ قبول فرماویں۔ امین۔

احقر محمد حسین عفی اللہ عنہ

فلیٹ نمبر B-365/2/1 مہران میڈیسن سنٹر

کالج روڈ راولپنڈی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

میری ابتدائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

1۔ تصوف کیا ہے

اہل اللہ کا طریق زندگی ہے۔ اس میں طبائع کو اعمال دین کا خوگر بنانا اور اس کو اس کی جانب کھینچ کرلانا اور دین و شریعت کو نفس کی طبیعت اور اس کا وجدان بنانا، نیز دین کے حکم و اسرار سے تدریجاً نفس کو واقف کرانا ہے اور یہ ایسا علم ہے جس کے ذریعے نفوس کا تزکیہ اور اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر و باطن کی تعمیر ہوتی ہے جس کی غرض ابدی سعادت کی تحصیل ہے اور اس طریق میں ہر ایک شے کتاب و سنت کے عین مطابق اور اللہ اور رسول ﷺ کے منشاء کو پورا کرنے والی ہے۔ دین و شریعت کے مقاصد میں سب سے زیادہ دقیق اور عمیق اخلاص و احسان (یعنی ہر عمل خالص لوجہِ اللہ اور اس دھیان کے ساتھ کرنا کہ میرا مالک مجھے اور میرے عمل کو دیکھ رہا ہے) اور پورے نظام دینی میں اس کی وہ حیثیت ہے جو جسم میں روح کی اور الفاظ کے مقابلے میں معنی کی اور اس حصے کی ذمہ داری صوفیائے کرام نے لی ہے۔ وہ خود راہ یاب ہیں اور دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ خود سیراب ہیں اور دوسروں کو سیراب کرتے ہیں اور اصل یہی ہے کہ تصوف دین و شریعت کی روح اور اس کا جوہر ہے اور صوفیاء حضرات اس دولت کے حامل اور امین ہیں اور جس طرح جسم بھی روح سے بے نیاز نہیں رہ سکتا اسی طرح امت مسلمہ اپنے دینی وجود میں کبھی تصوف اور صوفیائے ربانی سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے فرمایا ہے ترجمہ: اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا

Marfat.com

حال حد سے بڑھ گیا ہے۔

ایک حافظ صاحب نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ شیخ کی معرفت بھی جلدی سے نصیب نہیں ہوتی خدا کی تو بہت دور ہے جسے شیخ کی معرفت ہو جاتی ہے اُسے رسول ﷺ اور معرفت الٰہی بھی نصیب ہو جاتی ہے چونکہ شیخ، متبع قرآن وسنت ہوتا ہے اس لئے اس کا ہر قول وفعل نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہوتا ہے، وہ مجاہدات وریاضات کئے ہوتا ہے بس جس کو شیخ کی صحبت نصیب ہو جائے۔ تو بفضل خدا اس کو معرفت رسول ﷺ اور معرفت الٰہی واقعتہً نصیب ہو جاتی ہے:

درویش خدا مَست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دِلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

(ڈاکٹر اقبالؒ)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتے ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اکثر اولیاء اللہ اور بزرگان دین اپنے اوقات کو تقسیم کر لیتے ہیں وہ ہر وقت کے لئے ایک کام اور ہر کام کے لئے ایک وقت متعین کر لیتے ہیں۔ اس سے ان کے اوقات اعمال واشغال اور اوراد میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک مومن بندہ کے لئے ایمان وعقائد کے علاوہ ہر عبادت وہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام متعین کر رکھا ہے مثلاً پانچوں نمازوں کا وقت، زکوٰۃ کا وقت، روزے کا وقت، حج کا وقت، غرض یہ کہ ہر عبادت کا وقت متعین کر رکھا ہے۔ انسان کو اپنے اوقات کی پابندی کرنی چاہیے کیونکہ وقت بھی عجب چیز ہے بہتے دریا کے مانند چپ چاپ چلا جاتا ہے، گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، جس نے وقت کی قدر کی اس نے کامیابی کا ایک بہت بڑا حصہ پالیا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ اہل اللہ کا حالات حاضرہ سے باخبر رہنا محض لطف اندوزی اور وقت گزاری کے لئے نہیں ہوتا، یہ محض قوم اور ملت سے ہمدردی ومحبت اور دینی حمیت کے تقاضے سے ہوتا ہے پھر وہ رات کی تاریکیوں میں اندھیری کوٹھڑیوں میں، مساجد کے کونوں میں، خانقاہوں کے گوشوں میں، بارگاہ خداوند عالم میں سجدہ ریز ہو کر قوم وملت کی فکر میں آنسو بہاتے اور بندگانِ خدا کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

Marfat.com

فقر اور فقیر:

فقر کا مفہوم منعم حقیقی کے سامنے ہر حال میں اپنی محتاجی اور مسکنت (مسکین ہونا) کا اظہار ہے کہ کسی چیز کو اپنی ملکیت نہ سمجھے۔

فقیر:

فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ کا محتاج ہو اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں مسکین صفت ہو کہ کسی حال میں سرکشی اور خود بینی کے اثرات اس کی پیشانی پر ظاہر نہ ہوں، یہی فقر ہے جسے سرور عالم ﷺ نے اپنے لئے فخر قرار دیا ہے اور یہی مسکنت ہے جس کی آپ ﷺ نے دعا فرمائی ہے اور جس فقر کو بُرا سمجھا جاتا ہے وہ افلاس ہے اور ذلت ہے جو انسان کو مجبور بنا کر در بدر کی ٹھوکر کھلائے۔ اسی کی مذمت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

زہد:

زہد کے معنی ہیں ''بے رغبتی'' جو شخص دنیا اور اسباب دنیا سے بے رغبت ہو اور اس کی پوری توجہ دار آخرت کی طرف ہو جو دائمی ہے اسے زاہد کہتے ہیں۔

تزکیہ نفس اور وصول الی اللہ:

مشائخ حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ صرف نماز روزہ وغیرہ سے نفس کا تزکیہ اور وصول نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ باطنی اعمال، تصحیح نیت، غنٰی، توکّل لایعنی کاموں سے گریز اور دوسری ریاضت و مجاہدات جو پہلے بزرگوں میں رائج تھے خصوصاً طعام، کلام، منام، انام کی تقلیل وغیرہ نہ ہو۔

Marfat.com

بیعتِ تصوف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بیعت تصوف کا تاریخی پس منظر بیان فرماتے ہیں اور بیعت تصوف کے جواز میں دلیل پیش کرتے ہیں۔ ''القول الجمیل'' رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کئی اقسام مروی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اسلام قبول کرتے تو آپ ﷺ ان سے بیعت لیتے اور یہ بیعت اسلام تھی، اسی طرح ہجرت کے لئے بیعت لی جاتی تھی اور جہاد کے لئے بھی رسول اکرم ﷺ نے بیعت لی اسی طرح تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے، کسی سے سوال نہ کرنے، مُردوں پر نوحہ نہ کرنے اور امر بالمعروف اور نهی عن المنکر یعنی بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے بھی صحابہ کرامؓ سے بیعت لینا منقول ہے۔ اور خلافت راشدہ میں خلیفہ راشد کے ہاتھ پر جو بیعت ہوتی تھی یہ بیعت ان تمام امور پر حاوی تھی پھر ایک دور ایسا آیا کہ خلافت کی بیعت کی رسم جاتی رہی اور حکومت پر قابض طبقہ کو مسلمان کے تزکیہ نفوس، اصلاح اخلاق اور امر بالمعروف اور نهی عن المنکر سے کوئی تعلق نہ رہا، لہٰذا ان حالات میں صوفیاء حضرات نے ضرورت محسوس کی کہ مسلمانوں کی اصلاح حال تزکیہ نفوس اور امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کے لئے مریدین میں بیعت تصوف کے ذریعے کام کیا جائے، چنانچہ یہی وہ زمانہ ہے جب صوفیاء حضرات کے طریقے وجود میں آئے اور ان میں بیعت کا رواج پڑا ہے۔

تو اس صورت بیعت میں جب مرید اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دیتا ہے تو اس سے انسان کے اندر جو باطنی کیفیات پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیفیات کو چند مخصوص اقوال و اعمال سے اس طرح متعلق کر دیا ہے گویا کہ یہ اقوال و اعمال ان نظر نہ آنے والی باطنی کیفیات کے قائم مقام بن گئے ہیں یعنی جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے اور ترک معاصی کا عہد کر کے تقویٰ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو اس کا یہ عزم نفس کی ایک داخلی کیفیت ہے اس داخلی کیفیت کا قائم مقام صوفیاء حضرات نے بیعت کو بنایا ہے جو بیعت کرنے والے کے باطن میں پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اوپر کی عبارت سے ثابت ہو چکی کہ نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کبھی ارکان اسلام کو پابندی سے ادا کرنے کے لئے بیعت لیتے تھے اور کبھی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کی غرض سے بھی بیعت کی جاتی تھی، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیعت لی اور بیعت لیتے وقت فرمایا تم پر ہر مسلمان کی خیر خواہی لازم ہے اور آپ ﷺ نے انصار سے بیعت لی اور ان سے یہ شرط کی کہ اللہ کے معاملہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں اور جہاں بھی ہوں حق بات کہیں فقراء مہاجرین میں سے ایک جماعت سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے عورتوں سے بیعت لی کہ وہ مُردوں پر نوحہ نہ کریں گی اور تقویٰ سے متعلق ان امور پر بیعت خلفائے راشدین کے زمانے میں اس لئے نہیں تھی کہ اس زمانہ میں صحابہ کرامؓ کثیر تعداد میں موجود تھے جنہوں نے براہ راست فیضان نبوت سے اکتساب نور کیا تھا اور اُن کو اس بات کی حاجت نہ تھی کہ تقوی پر قائم رہنے کے لئے خلفاء سے بیعت کرتے اور خلفائے راشدین کے بعد کے زمانے میں خلفاء کی کثرت ظلم اور فسق میں مبتلا رہی پھر ایک وقت آیا جب خلفاء میں بیعت خلافت کی رسم ختم ہوگئی تو صوفیاء نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انہوں نے اس سنت بیعت کو مضبوطی سے پکڑ لیا باقی بیعت کی مشروعیت کی حکمت کو ایک مثال سے سمجھئے مثلاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور یوم آخرت پر ایمان اور قرآن کریم کی تصدیق ایک اندرونی کیفیت ہے جو نظر نہ آنے والے یقین کی قلبی اور باطنی کیفیت کا ظاہر میں قائم مقام ہے اور اللہ و رسول ﷺ اور یوم آخرت پر ایمان کا زبانی اقرار ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دنیا میں یہ قانون جاری ہے کہ نفوس انسانی میں پوشیدہ کیفیات کو ظاہری اقوال و افعال کے ذریعے ضبط میں لایا جاتا ہے۔ یہی مثال بیعت کی بھی ہے جب ایک شخص توبہ کرتا ہے اور ترک معاصی کا عہد پختہ کر لیتا ہے اور تقوی پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کر لیتا ہے تو یہ بھی ایک مخفی اور باطنی کیفیت ہے۔ جس کا قائم مقام اس ظاہری طریقہ بیعت کو قرار دیا گیا اور مرید کیلئے مختصر اور ضروری یہ ہے کہ تعلیم کئے ہوئے اذکار و اعمال کی پابندی کے ساتھ جن کا مقصد قرب الٰہی کا حصول ہے کبیرہ گناہوں سے بچا جائے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار اور مداومت نہ ہو۔ طاعات اور عبادات میں فرائض واجب اور سنت مؤکدہ کا اہتمام اور

Marfat.com

پابندی کی جائے، یہ ایفائے عہد ہوگا اور مذکورہ بالا اعمال کو نہ کرنا اس بیعت کو توڑنا کہلائے گا اور مرید کے لئے مزید ترقی کیلئے ضروری ہے کہ احکام الٰہی کو دل و جان سے ادا کرنے کے لئے دنیا سے کنارہ کشی کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے منع کئے ہوئے کاموں سے بچنے کی سعی اور کوشش پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ وہ سکینہ قلب کے نور سے منور ہو جائے اور یہ نور اس کے اندر بطور ایک عادت، خُلق اور طبیعت ثانیہ بن جائے جس کو حضور علیہ السلام نے احسان سے تعبیر فرمایا اور اسلام اور ایمان کے بعد کے درجے میں اسے ضروری قرار دیا۔ شہوات دنیاوی اور شریعت کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز نہ آنا اور خواہشاتِ نفسانی میں منہمک رہنا اس بیعت کی خلاف ورزی اور عہد شکنی کہلائے گا۔

آخر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں یہ اشغال نہیں کئے تو اس کا جواب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب نے یہ دیا ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کی صحبت میں ایسی تاثیر تھی کہ قرب الٰہی اور حضوری قلب اور استحضار کی کیفیت کے لئے ان اشغال کے سہارے کی ان حضرات کو ضرورت نہ تھی یہاں تک کہ بعض صحابہؓ پریشان ہو کر سوال کرتے کہ یا رسول اللہ علیہ السلام ہم کیسے نہائیں اور بیویوں سے صحبت کریں جبکہ ہمارے ساتھ ہر وقت فرشتے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر وقت ہمیں دیکھتے ہیں چنانچہ استحضار کی یہ کیفیت بعد والوں میں بتدریج کم ہوتی چلی گئی اور اگلے بزرگوں کا اثر کم ہوتا گیا اور دوسری جانب نئے دور کے نئے نئے فتنے جنم لیتے گئے، اس لئے بعد والوں کو قرب الٰہی کے حصول اور استحضار و احسان والی کیفیت کے لئے ان موجودہ، نفسی ریاضتوں کا سہارا لینا پڑا اور مشائخ نے ذکر کے موجودہ طریقے وضع کئے تاکہ ذاکر کی توجہ بٹنے نہ پائے چنانچہ شروع میں ذاکر کی توجہ اپنے نفس کی طرف مرکوز رہتی ہے۔ پھر نفس سے ہٹ کر ذات حق کی طرف پھر جاتی ہے۔ گویا یہ اذکار اور اشغال طبیعت کو ہر ماسواء اللہ سے کاٹ کر اور یکسوئی پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور صوفیاء حضرات کے دور سے تا حال لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں نے انہی اذکار و اشغال کو توجہ الیٰ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے اور اب ان کی تاثیر کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اس راستہ پر چلا ہوا ہر سالک یہ جانتا ہے کہ صوفی محض اللہ

110954

Marfat.com

تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کو عقل کے ساتھ سمجھنے اور جاننے پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ وہ خدا کے نور کو اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہے اور چشمِ قلب سے دیدار کی حسرت رکھتا ہے۔ اور اس پاک ہستی کے قرب اور معیت کا طلب گار رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مقاصد عقل اور نقل سے پڑھنے اور پڑھانے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کے لئے مشاہدہ اور حال کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے صوفیاء حضرات کے اعمال، ذکر جہری، ذکر خفی، مراقبہ اور اس قسم کے دوسرے اشغال مشائخ صوفیاء نے وضع فرمائے ہیں۔

نسبت کی حقیقت:

مذکورہ بالا اعمال سے صوفی کے قلب میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جو صرف محسوس کی جاسکتی ہے صوفیاء حضرات نے اس کو نسبت کا نام دیا ہے۔ اور اس کیفیت کو نسبت اس لئے بھی کہتے ہیں کہ ان عبادات سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا ہوتا ہے اس کو سکینہ اور نور بھی کہتے ہیں نفس ناطقہ میں حلول کرنے والی یہ نسبت فرشتوں سے مشابہہ ہوتی ہے اور صوفی کے قلب میں مضبوط استعداد پیدا ہو جاتی ہے جس سے نسبت مشاہدہ نصیب ہوتی ہے۔ بس یہ ملکہ استعداد نسبت کہلاتی ہے نسبت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ چنانچہ ایک محبت کی نسبت اور نفس شکنی اور اس کی لذتوں سے برات کُلّی کی نسبت ہے اور طریقت کے اشغال اور وظائف کا مقصود بھی یہی ہے کہ طالب صادق ان نسبتوں میں سے کسی ایک نسبت کو حاصل کرے اور اس پر برابر جما رہے۔ یہاں تک کہ اس نسبت میں اس کو استغراق حاصل ہو جائے نفس کے لئے مستقل ملکہ بن جائے۔ مختصر یہ کہ وہ کیفیت جو رسول اللہ ﷺ سے ہمارے مشائخ کے ذریعے وراثۃً چلی آتی ہے اب اس کیفیت کے برحق ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے البتہ اس کیفیت کے جدا جدا رنگ ہیں اور اس کے حصول کے لئے طریقے علیحدہ علیحدہ اور متعدد ہیں جو طالب نسبت سکینہ پر برابر آخر دم تک قائم رہے اس پر وقتاً فوقتاً بڑے بڑے بلند مرتبہ احوال و کوائف وارد ہوتے ہیں۔ طالب کو چاہیے کہ وہ ان مواقع کو غنیمت جانے اور شکر بجالائے کہ یہ احوال اس کی طاعت کی قبولیت اور باطن نفس میں ان کے موثر ہونے کی علامات ہیں اور ان بلند مرتبہ احوال میں سے ایک یہ ہے کہ طالب سب چیزوں پر اللہ جل شانہٗ کی اطاعت

Marfat.com

اور فرمانبرداری کو ترجیح دیتا ہے اور اس پر خوف الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے ایسا خوف جس کا اثر بدن اور اعضاء پر ظاہر ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے جن سات اشخاص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایہ رحمت میں پناہ دے گا ان میں ایک وہ ہوگا جس نے خلوت اور تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور ان احوال میں سے مبارک خوابوں کا نظر آنا بھی ہے۔ حدیث میں رویائے صالحہ کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اس سلوک اور تزکیہ نفس کے راستہ پر چلنے والوں کو نصائح فرمائی ہیں کہ قُراء اور طالب علموں کی خبر گیری کریں، دولتمندوں کی صحبت سے حتیٰ الوسع بچیں۔ جاہل صوفیاء، ظاہر پرست علماء، مغرور عابدین اور فلسفہ اور معقول کے مضمون میں حد سے تجاوز کرنے والوں کی صحبت سے احتراز کریں، ہم نے کتاب کے چیدہ چیدہ مضامین سالکین کیلئے کہیں اختصار کے ساتھ اور کہیں کچھ اضافے کے ساتھ جس کی ضرورت سمجھی نقل کر دیے ہیں تفصیلات کے خواہشمند اصل کتب کی طرف مراجعت کریں باقی جس بات کی اصل خود حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہو اسے بدعت قرار دینے کو جہل مرکب کے سوا اور کیا نام دے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ والوں کی مبارک صحبت اور مجالس ذکر سے محروم نہ فرمائے آمین اور حسن خاتمہ کی سعادت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔ (ماہنامہ اقرا مارچ 1987ء)

Marfat.com

آسانی راہ درویشی

(از حضرت حکیم الامت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ آپ جو فرمایا کرتے ہیں کہ اعمال مامور بہا سب اختیاری ہیں اور اختیاری امور میں کوتاہی کا علاج بجز ہمت اور استعمال اختیار کے اور کچھ نہیں تو یہ بظاہر تو بہت معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے پھر طریق تصوف میں اہمیت ہی کیا رہی۔ فرمایا کہ ہے تو یہ معمولی اور موٹی بات لیکن لوگوں کو اس کی جانب التفات نہیں حالانکہ اسی پر دارومدار ہے تمام اصلاحات کا اور یہی ہے اصل علاج تمام کوتاہیوں کا عرض کیا گیا کہ جب آدمی باوجود کوشش کے اپنی اصلاح سے عاجز ہو جاتا ہے تب ہی تو اس کی تدابیر اور معالجہ پوچھتا ہے تو اس سے بھی یہی کہہ دینا کہ ہمت اور اختیار سے کام لو کیوں کر کافی ہوسکتا ہے کیونکہ ہمت اور استعمال اختیار کی اسے توفیق نہیں ہوتی۔ فرمایا دیکھنا یہ ہے کہ وہ استعمال پر قادر ہے یا نہیں۔ ضرور قادر ہے ورنہ نصوص (قرآن وحدیث) کی تکذیب لازم آتی ہے جب استعمال اختیار پر قادر ہے تو ہمت کر کے اختیار کا استعمال کرے جب اختیار کا استعمال کرے گا تو کامیابی لازم ہے ناکامیابی کی کوئی صورت ہی نہیں البتہ دشواری اور کلفت ضرور ہے عرض کیا گیا کہ واقعی قدرت اور اختیار کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن جب دشواری اور کلفت کی وجہ سے اس کے استعمال ہی کی نوبت نہ آئی تو وہ اختیار مفید کیا ہوا کیونکہ نتیجہ تو وہی ہوا جو عدم اختیار کی صورت میں ہوتا۔ یعنی ''عدم صدور اعمال'' فرمایا کہ جب علاج پوچھا جائے گا تب تو وہی بتایا جائے گا جو دراصل علاج ہے۔ رہی خود اس علاج کے استعمال کی دشواری سو جب اس کے متعلق سوال کیا جائے گا اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا عرض کیا گیا کہ اب سوال کیا جاتا ہے اس استفسار پر فرمایا کہ اختیاری امور میں کوتاہی کا علاج بجز ہمت اور استعمال اختیار کے اور کچھ نہیں۔ البتہ اس استعمال اختیار میں کلفت اور دشواری ضرور ہوتی ہے سو اِس کا علاج بھی یہی ہے کہ باوجود کلفت کے ہمت اور اختیار سے برابر بہ تکلف اور بہ جبر کام لیتا رہے رفتہ رفتہ وہ کلفت مبدل بہ سہولت

Marfat.com

ہو جائے گی ساری ریاضت اور سارے مجاہدے بس اسی لئے کیے جاتے ہیں کہ اختیار اوامر اور اجتناب نواہی میں سہولت پیدا ہو جائے میں تو کہا کرتا ہوں کہ خلوص اور ہمت بس یہ دو چیزیں مَاحَصل ہیں سارے تصوف کا اور ساری پیری مریدی کا۔ کیونکہ اگر ہمت نہ ہوگی تو عمل ہی نہ ہوگا اور اگر خلوص نہ ہوا تو عمل ناقص ہوگا اگر ان دو چیزوں کو جمع کر لیا جائے تو پھر شیخ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ شیخ بھی بس انہی دو چیزوں کی تعلیم کرتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہر کام کے شروع میں مشکل ہوتا ہے مگر کرتے کرتے مشق ہو جاتی ہے اور پھر نہایت سہولت کے ساتھ ہونے لگتا ہے جیسے سبق شروع میں دشوار ہوتا ہے مگر رٹتے رٹتے یاد ہو جاتا ہے اگر شروع کی کلفت اور تعب کو دیکھ کر ہمت ہار دی تو کوئی صورت ہی کامیابی کی نہیں اور اگر برداشت کر لی تو چند روز کے بعد دیکھے گا کہ سہولت کے ساتھ وہ عمل ہونے لگے گا عرض کیا گیا کہ اس کا تو مشاہدہ ہے کہ شیخ کی دعا وتوجہ کی برکت سے بہت کچھ تغیر اپنی حالت میں محسوس ہونے لگتا ہے۔ فرمایا۔ نری دعا برکت سے کچھ نہیں ہوتا جب تک خود اپنے اختیار کو کام میں نہ لائے حضور سرور عالم ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی صاحب برکت ہو سکتا ہے نہ مقبول الدعوات۔ حضرت کے چچا ابو طالب کیسے جان نثار اور عاشق زار تھے حضور ﷺ نے دعا بھی دل و جان سے کی کہ وہ مسلمان ہو جائیں اصرار بھی فرمایا مگر چونکہ خود انہوں نے نہ چاہا ایمان نصیب نہ ہوا۔ بالکل طبیب اور مریض کی سی مثال ہے اگر مریض دوا نہ پیئے تو کیا محض طبیب کی شفقت اور توجہ سے مریض اچھا ہو جائے گا؟ صحت تو اس کے نسخہ ہی سے ہوگی اسی طرح اگر بچہ سبق یاد نہ کرے تو سبق کیسے یاد ہو جائے گا محض استاد کی توجہ سے تو سبق یاد نہیں ہو سکتا وہ تو یاد کرنے ہی سے یاد ہوگا باقی شیخ کی برکت، معین ضرور ہے مگر کافی نہیں اس کا دخل دخلِ اعانت ہے دخل کفایت نہیں باقی اس راستہ کا عشق بلا شیخ کے آگاہ نہ ہوگا۔ علم کا درجہ حاصل نہ ہوگا۔ شیخ راہ بتائے گا مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ گھسیٹ کر لے چلے گا۔ اندھے کو سوانکھا راہ بتاتا ہے گود میں تو اٹھا کر نہیں لے جاتا، راستہ تو قطع خود اس کے چلنے ہی سے ہوگا۔ راستہ بتانا تو بے شک شیخ کا کام ہے لیکن اس کا قطع کرنا تو سب ہی کے ذمہ ہے اور پھر فرمایا کہ الحمد للہ میں طالب کو ایک جلسہ میں خدا تک پہنچا دیتا ہوں کیونکہ مقصود کی حقیقت بتلا دینا گویا مقصود ہی تک پہنچا دینا ہے اگر کوئی راستہ

Marfat.com

بتاوے اور دکھاوے کہ دیکھو وہ چراغ جل رہا ہے تو یہ اس کو گویا چراغ ہی تک پہونچا دینا ہے اب صرف راستہ ہی چلنا باقی رہتا ہے سو یہ طالب کے اختیار میں ہے، قدم اٹھاتا چلا جائے مقصود تک پہنچ جائے گا اور فرمایا اختیار کا ہونا تو اتنا ظاہر ہے کہ انسان تو انسان، جانوروں تک کو اس کا ادراک ہے دیکھئے اگر کسی کُتے کو لکڑی سے مارا جائے تو وہ مارنے والے پر حملہ کرتا ہے نہ کہ لکڑی پر اس کو یہ بھی امتیاز ہوتا ہے کہ کون مختار ہے کون مجبور۔ ہر شخص اپنے وجدان کو ٹٹول کر دیکھ لے کہ جب وہ کوئی ناشائستہ حرکت کرتا ہے تو اس کو خجالت ہوتی ہے اگر وہ اپنے کو مجبور سمجھتا تو پھر خجلت کیوں ہوتی۔ خجلت تو اپنے اختیاری فعل پر ہی ہوسکتی ہے لہٰذا یہ یقینی ہے کہ انسان مختار ہے اور یہ مسئلہ اختیار اس قدر ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے اندر صفتِ اختیار کو وجداناً اور طبعاً محسوس کرتا ہے۔ کسی کو اس سے مجالِ انکار نہیں۔ حضرت مولانا رومیؒ نے نہایت سادہ اور سہل عنوان سے اس مسئلہ جبر واختیار کو بیان فرمایا۔

فرماتے ہیں:

زاری ماشد دلیلِ اضطرار خجلت ماشد دلیلِ اختیار

ترجمہ اگر اضطرار نہیں تو یہ زاری کیوں ہے اور اگر اختیار نہیں تو اپنے کیئے پر شرمساری کیوں ہے غرض نہ خالص جبر ہے نہ خالص اختیار ہے۔ بہرحال انسان میں صفتِ اختیار کا ہونا قطعی ہے۔ جب یہ ہے تو اپنی اصلاح کرنے میں بھی صفتِ اختیار کا استعمال کرنا چاہئے جب تک یہ نہ کرے گا اصلاح ممکن ہی نہ ہوگی، بس کام ہی کرنے سے کام چلتا ہے، نری تمناؤں یا نری دعاؤں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور بعض بزرگوں کی توجہ سے جو بڑے بڑے بدکاروں کی خود بخود اصلاح ہوگئی ہے یہ ایک قسم کا تصرّف ہے اور ایسا تصرّف نہ اختیاری ہے نہ بزرگی کیلیئے لازم اور پھر تصرف کے اثر کو اکثر بقاء بھی نہیں ہوتی کچھ دن بعد پھر ویسے کے ویسے ہی۔ بخلاف اِس اثر کے جو کہ ہمت اور اعمال کے واسطے سے ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے اور توجہ کے اثر کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص تنور کے پاس بیٹھ گیا تو جب تک وہاں بیٹھا ہوا ہے تمام بدن گرم ہے مگر جیسے ہی وہاں سے ہٹا پھر ٹھنڈے کا ٹھنڈا اور اعمال کے ذریعہ سے جو اثر ہوتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے کسی نے کشتہ طلا کھا کر

Marfat.com

اپنے اندر حرارتِ عزیزیہ پیدا کر لی تو وہ اگر شملہ پہاڑ پر بھی چلا جائے گا تب بھی وہ حرارت بدستور باقی رہے گی اور اصل نفع وہی ہے جو باقی رہے غرض نری دعا پر بیٹھے رہنا اور خود اپنی اصلاح نہ کرنا محض خیال خام ہے۔ پھر اگر کہا جائے کہ صفاتِ رذیلہ جبلی ہوتی ہیں اور جبلّت تو کسی کی بدل نہیں سکتی تو فرمایا، مادہ جبلی ہوتا ہے مگر فعل تو اختیاری ہوتا ہے وہ تو جبلی نہیں مادہ بے شک زائل نہیں ہوتا مگر اس کے مقتضا پر عمل کرنا نہ کرنا یہ تو اختیار میں ہے اور اسی کا انسان مکلّف ہے اور بار بار اس مقتضا کی مخالفت کرنے سے وہ مادہ بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔

ہمت مت ہارو مجاہدہ کرتے رہو، رفتہ رفتہ یہ تقاضا ضعیف ہو جاوے گا اور قابو میں آ جاوے گا کہ اپنے محل پر صرف ہوگا اور غیر محل کے لئے محرّک نہ ہوگا اور یہی مطلوب ہے اور ایک یہ کہ مادہ ہی منقطع ہو جاوے یعنی بُرائی کی طرف بالکل میلان ہی کبھی پیدا نہ ہو، یہ وہ مرتبہ ہے کہ جس کو نادان سالک مطلوب سمجھتے ہیں اور اس کے حاصل نہ ہونے پر پریشان ہوتے ہیں یعنی جب اپنے اندر کسی وقت ایسا میلان پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمارا سب ذکر شغل و مجاہدہ ضائع گیا، یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے یہ ہرگز مطلوب نہیں کہ مادہ منقطع ہو جاوے اور مادہ جاتا رہے گا تو گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں دیکھو اندھا اگر فخر کرے کہ میں دیکھتا نہیں تو یہ کون سی فخر کی بات ہے دیکھے گا کیا دیکھنے کا آلہ ہی نہیں۔ لطف اور کمال مطلوب تو یہ ہے کہ گناہ کر سکو اور پھر اپنے دل کو روکو۔ بس اس کا علاج یہ ہے کہ ذکر اللہ کی کثرت کرو۔ عذاب الٰہی کا تصور کرو۔ اور تیسرے یہ تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے۔ طول مراقبات اور کثرت مجاہدات شیخ کی صحبت کے ساتھ یہ چور دل میں سے نکلے گا، جلدی نہ جاوے گا جلدی نہ کرے اس لئے کہ ایسا پُرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتہ میں نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سب آفات سے محفوظ رکھیں ''آمین یارب العالمین''

جس کو خدا مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا:

جس کو خدا مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا اور جس سے خدا چھوٹ گیا اس سے سب کچھ چھوٹ گیا۔ جو اپنے نفس سے اور تمام اغیار سے نکل گیا اور طبیعت کے کرّ و فر (ساز و سامان) پر لات ماردی وہ جہل کی قید سے چھوٹ گیا۔ اور اللہ کی معرفت کی حقیقت وہ نہیں جیسا تم گمان کرتے ہو کہ اونی جبہ ہو اور سر پر تاج ہو اور

Marfat.com

اونچے درجہ کے کپڑے ہوں، بلکہ اللہ کی معرفت یہ ہے کہ رنج و غم کا جبّہ ہو سچائی کا تاج ہو توکّل کا لباس ہو اگر ایسا ہو تو بس تم عارف ہو گئے۔ عارف کا ظاہر شریعت کی چمک سے اور باطن محبت الٰہی کی آگ سے خالی نہیں ہوتا، اللہ سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی وہ ہمارے اعمال کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح جانتے دیکھتے ہیں پس سنبھل کر عبادت کرنا چاہیئے۔ اولیاء اللہ کی جماعت نے سچی نیتوں اور خالص ارادوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا ہے بکثرت مجاہدہ کرنے اور مراقبات وطاعات کی پابندی کرنے اور تمام باتوں پر صبر کرنے کا۔ ان ہی کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ ''بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کو پورا کر دکھایا جس کا اللہ سے عہد کیا تھا (یہ آیت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر جو لوگ صحابہؓ کے طریقہ پر کام کرنے والے ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں)

اہل اللہ سے محبت:

اہل اللہ سے عشق و محبت عظمت و عقیدت اور فنائیت ومحویت والا تعلق ہی سب کچھ کرتا ہے۔ دراصل اہل اللہ کی نظر ہی وہ کیمیا ہے جو خاک کو اکسیر بنا دیتی ہے، بعض کو قدرت نے ذاتی اوصاف و کمالات اور فطری ملکات و خصوصیات سے بھی نوازا اور بڑی فیاضی و فراوانی سے نوازا تھا۔ پھر اکابر اولیاء اللہ کی صحبت و معیت اور رفاقت و شفقت کی قابلِ رشک نعمت بھی میسر آئی جس سے ذاتی شخصیت کو نکھار ہوتا ہے سینہ کو مزید جلا بخشی ہوتی ہے اور یہ حق تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے اور حکومتوں کے قوانین جرائم کے افعال کو روک سکتے ہیں لیکن جرائم کی نفرت دِل میں نہیں بٹھلا سکتے۔ زانی زنا سے اور چور چوری سے قانون کی وجہ سے رُک سکتا ہے لیکن زنا اور چوری کی نفرت اس کے دل میں قوانین سے نہیں بیٹھ سکتی۔ جرائم کی نفرت اور معصیت سے بیزاری اہل اللہ کی صحبت و معیت ہی سے نصیب ہوتی ہے دِلوں کو متقی بنانا دین کا کام ہے انسان کا نہیں۔

عادل کی تعریف:

روایت و خبر میں راوی کا عادل ہونا ضروری ہے اور عادل کہتے ہیں یعنی عدالت کا معنی ہے فرائض واجبات کو ادا کرنا اور کبائر سے پرہیز کرنا اور صغیرہ گناہوں پر جمانہ رہنا اور آدمیوں کے آپس کے معاملے

Marfat.com

میں تحریر جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں کے حق میں بڑی انصاف کی چیز ہے اور قطعی مشاہدہ کے بغیر شہادت درست نہیں اس لئے صرف اپنی دستخطی تحریر کو دیکھ کر شہادت دینا درست نہیں۔ (مظہری ۲/۱۳۸)۔

بندہ اللہ کے لئے کب خالص ہوتا ہے:

اللہ کی عبادت خالص اللہ کے واسطے کرتا کہ تو شکر گزار بندہ بن جائے آدمی جب صاف دِل ہو جاتا ہے تو ساری مخلوق اس کی طرف میلان کرتی ہے، صاف دِل کے معنی یہ ہیں کہ تو اللہ ہی کے لئے خالص ہو جاتا اور اس درجہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ مخلوق کی محبت تیرے دل سے نکل جائے اور یہ کام عارفوں پر بہت آسان ہے اور جس کا مقصود حضرت حق تعالیٰ ہوں اس کو اور فضول خرافات سے اور فضول جھگڑوں کی کہاں فرصت یہ تو انہیں کا کام ہے جو آخرت سے بےفکر ہیں دوسرے کی فکر تو وہ کرے جو اپنے سے فارغ ہو۔ (نقص اولیاء۔۴۶/۷)

قبولِ حق سے مانع تکبر ہی ہے:

یعنی انسان کا اپنے کو سب سے بڑا سمجھنا اور باقی رذائل تکبر ہی کے انڈے بچے ہیں، مثلاً ''عجب'' یعنی اپنے کسی کمال کو خدا کی عطاء کے بجائے خود اپنا کمال سمجھنا ''ریا'' لوگوں کی نظر میں اپنی بڑائی چاہنا۔ ''حُبِ جاہ'' لوگوں کی تسخیر اور ان سے اپنی تعظیم کا مطالبہ۔ ''حب مال'' اس کا منشا بھی اکثر اپنی بڑائی کے سامان جمع کرنا ہوتا ہے، حتیٰ کہ بڑا آدمی نام ہی مالدار کا ہو گیا ہے ''نفاق'' کی باتیں بھی آدمی بارہا اپنی شان ہی کے لئے کرتا ہے ''بُغض وحسد'': اس کا سبب بھی بیشتر یہی ہوتا ہے کہ اپنے مقابلہ میں دوسرے کی بڑائی نہیں دیکھ سکتے ''حرص وبخل'' اس کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ خود اپنی شان وشوکت بڑھانے یا قائم رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مال واشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور مواقع خیر میں صرف مال سے دِل تنگ ہوتا ہے ''تصوف'' اور تصوف تو گویا نام ہی کِبر یا خودی کو مٹانے کا ہے حضرات صوفیاء کے ہاں تو اس تکبر کے مٹانے پر اتنا زور ہے کہ تصوف نام ہی ہو گیا ہے اپنے کو مٹانے اور فناء کر دینے کا اور تصوف میں مٹنے کی حد یہ ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ مومن مومن نہیں ہو سکتا جب تک کافر فرنگ سے

Marfat.com

اپنے کو بدتر نہ سمجھے (تجدید تصوف ص ۲۵۹) اور علم اصل میں قرآن وحدیث ہے۔

علم دین فقہ است و قرآن و حدیث   کہ خواند غیر از دین گرد و خبیث

سلوک کی بنیاد اور اس کے اثرات:

انسان کی اندرونی نفسی قوتوں یعنی، عقل، ارادہ اور تدبیرِ نفس پر سلوک کا اثر پڑتا ہے، ایک قوت دوسری قوت سے کس طرح پھوٹ کر نکلتی ہے راہ سلوک میں جو بڑے بڑے سالک گزرے ہیں ان میں ابتدائی دور میں حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں اور آخری دور میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ اور شیخ سرہندیؒ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہؒ گزرے ہیں، انہوں نے سلوک کس طرح مرتب کیا اور ان کی محبت سے کتنے کامل پیدا ہوئے یہ تاریخ حکمت کا ایک مستقل باب ہے جس کو شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ''ہمعات'' میں ضبط فرمایا ہے، اِسے تصوف کا فلسفہ تاریخ سمجھنا چاہیے، حضرت جنید بغدادیؒ جو سلسلہ تصوف کے بانی تسلیم کئے جاتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ علم تصوف کتاب وسنت کی بنیادوں پر قائم ہے اور ہدایت کے تمام راستے صرف اسی کیلئے کھلے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ ہر حقیقت جو شریعت کے خلاف ہے گمراہی ہے، اور ہر شریعت جو حقیقت سے خالی ہے ایک معطل چیز ہے۔

بیعت کا مروجہ سلسلہ اسلام کی تاریخ کے ایک خاص دور میں ملت کی تہذیبی، اخلاقی اور اجتماعی ضرورتوں کی بناء پر وجود میں آیا۔ اس لئے اگر بیعت تصوف سے مذکورہ بالا مقاصد حاصل ہوتے ہیں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی یعنی بیعت محض ایک بے کار رسم نہیں بلکہ اس رسم کے پیچھے ایک نفسانی کیفیت ہے۔ جو بیعت کرنے والے کے باطن میں پیدا ہوتی ہے اس کا تعلق تزکیہ اخلاق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے اور تزکیہ نفس اصلاح باطن کی بیعت کا رواج خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں اس لئے متروک رہا کہ اس زمانہ میں صحابہ کرام کثیر تعداد میں موجود تھے جنہوں نے براہ راست فیضان نبوت سے اکتسابِ نور کیا تھا، ان کو اس بات کی حاجت نہ تھی کہ تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے

Marfat.com

خلفاء سے بیعت کرتے اور چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہا لہذا بیعت کا حکم سنت ٹھہرا۔

شیخ کا عالم ہونا ضروری نہیں:

ایک عالم دین نے حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ کوئی مرید اپنے غیر عالم دین مرشد کی موجودگی میں کسی دوسرے اہل علم شیخ کامل سے مرید ہوسکتا ہے، حضرت شیخ سید مدنیؒ نے فرمایا کہ اہل بنگال کی طرح یہ کیا عادت ہے کہ بیک وقت کئی کئی پیر کئے جائیں یہ کس نے کہہ دیا کہ پیر کے لئے عالم ہونا بھی ضروری ہے بس صاحب نسبت اور متبع شریعت ہونا کافی ہے خدا چاہے گا تو اسی بارگاہ سے فیض پہنچے گا، مشائخ کی تاریخ پڑھو کتنے اہل اللہ ایسے ملیں گے جو اگرچہ امّی تھے مگر روحانیت کی معراج تک پہنچے ہوئے پاک باطن گزرے ہیں اور ماشاء اللہ لوگوں کو فائدہ بھی پہونچا ہے۔

قوّت خیال:

خیال کی قوت کو جمع کرنا اصل چیز ہے۔اس لئے کہ خیالات اگر جمع کرنے کا ڈھنگ آ جائے تو خیال کی قوت دنیا کی سب قوتوں سے بڑی قوت ہے۔ جو انسان کو راہ طے کرنے میں مدد دیتی ہے یوں کہا جائے تو ایک حد تک بجا ہے کہ خیالات کو مجتمع کرنے میں ہی وقت لگتا ہے جب اس پر قابو ہو جائے تو سالک کے قبضہ میں ایک بُراق تیز رفتار آ جاتا ہے جو اس راہ کی منزلوں کو چشمِ زدن میں طے کر کے انسان کو دروازہ خداوندی پر پہنچا دیتا ہے۔اس میں مومن، کافر برابر ہیں اور ہر انسان اپنی قوت اجتماع خیالات کی صلاحیت پر گامزن ہوتا ہے۔ جدھر سالک توجہ کرے اُدھر ہی بے انتہا حدود تک پہنچ جاتا ہے انوار وغیرہ سب انسان کی اندر کی چیزیں ہوتی ہیں اور اکثر مزاج پر موقوف ہوتی ہیں۔ (رائے پوریؒ)

اصلاح کے لئے رواداری کی حکمت:

اللہ تعالیٰ عزّ وجل اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ سچ کی تلخی کو رواداری اور نرمی کے شہد کے ساتھ ملا کر ایسا معجون بنا دیں کہ نفسیاتی بیماریوں کے مریض آسانی سے حلق سے نیچے اُتار لیں

Marfat.com

اور معرفت الٰہی غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت کی زیادتی سے محبت زیادہ ہوتی ہے پس اگر سعادت ملاقات الٰہی سے مشرف ہونے کے طالب ہو تو دنیا کو پسِ پشت ڈالو اور ذکر دائم اور فکر لازم میں مستغرق رہو اس سے عجب نہیں کہ کچھ نہ کچھ مل رہے۔ (احیاء العلوم ۴/۴۲۰) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِه اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی اور اس کے قلب کے درمیان۔ (تشریح ص 161)

علم الحسان (یعنی حیاء) یا تزکیہ نفس:

جس کی ذمہ داری اہل اللہ نے اٹھائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ایسے شرماؤ جیسا اس سے شرمانا چاہئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اُس سے شرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ اصلی شرمانا نہیں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے دراصل شرماتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے دماغ کو اپنے گوش و چشم کو اپنی زبان و دہن کو اپنے شکم و فرج کو تمام ناجائز باتوں سے محفوظ رکھے، موت اور اس کے بعد اپنے جسم کی خستگی کو پیشِ نظر رکھے جو آخرت کا ارادہ کر لے اِسے لازم ہے کہ دنیا کی زینت چھوڑ بیٹھے، جس نے یہ سب مراحل طے کر لئے اسے سمجھو کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے شرمانے کا حق ادا کیا۔ (احمد) ترجمان السنہ ۲/۱۹۲

تشریح:

اہل اللہ عارفین حضرات نے اپنے ارشادات اور مبارک تصنیفات میں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام میں احسان کا مرتبہ سب سے اہم مقصد ہے اور یہی ہر عبادت کی روح ہے تمام عبادات اسی کیفیت کے پیدا کرنے کے لئے ہیں اگر عبادت سے یہ تصور پیدا نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ اس کی ادائیگی میں ضرور کوئی قصور رہ گیا ہے اس حدیث شریف کا مقصد بھی نسبت احسان کی تربیت ہے۔ صحابہؓ نے آپؐ کے سوال کا جواب حیاء کے عام مفہوم کے مطابق دے دیا تھا لیکن آپؐ نے سمجھایا کہ میرا مقصد یہاں احسان کا وہ مرتبہ نہیں جس پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے انحراف سے شرم آنے لگتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر وہ دائمی استحضار اور پختہ تصور مراد ہے جس کے بعد انسان کے جسم کا ایک ایک حصہ اس کی فرمانبرداری کے لئے مضطر

Marfat.com

اور اسکی معصیت سے لرزاں وترساں نظر آنے لگتا ہے قلب ودماغ میں شریعت کے خلاف سوچنے کی ہمت نہیں رہتی، کانوں میں ناجائز امور کے سننے کی، آنکھوں میں غیر محرموں کی طرف نظر کرنے اور زبان میں شریعت کے خلاف جنبش کرنے کی طاقت نہیں رہتی، آخرت کا مقصد نظروں کے سامنے اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ دنیا کی تمام عارضی زینت ایک لہو ولعب نظر آنے لگتی ہے موت اور مابعد الموت کے مناظر اس طرح پیش نظر رہنے لگتے ہیں کہ متاع دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں رہتا، جب نسبت احسان کے اثرات کا دائرہ اتنا قوی اور وسیع ہو جائے تو اب سمجھو کہ جتنا تم کو اپنے اللہ سے شرمانا چاہئے تھا اب تم اتنا شرمانے لگے ہو، یوں عام طور پر اس کی معصیت سے احتراز کرنا بھی گو اس کی دلیل ہے کہ کسی نہ کسی مرتبہ میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کی صفت تم میں پیدا ہو چکی ہے، لیکن دنیوی راحتوں میں گرفتار رہنا اپنے جوارح پر پورا محاسبہ قائم نہ رکھنا اور موت اور مابعد الموت کے تصور سے گاہ گاہ غافل ہو جانا اس کی دلیل ہے کہ یہ صفت ہنوز پورے طور پر راسخ نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے شرمانے کا جو حق تھا وہ ابھی پورا ادا نہیں ہوا یہ یاد رہے کہ اگر بالفرض کوئی خوش نصیب اس نعمتِ عظمٰی سے فائز ہو جائے تو بھی اسے سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک بے مایہ انسان کی صرف ایک بے قیمت جد وجہد ہے اور اس مغالطے میں نہ پڑنا چاہئے کہ اپنی اس بے قیمت جد وجہد سے اس نے مالک علی الاطلاق کے حق کا کوئی حصہ ادا کر دیا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کی صرف سعی نا تمام پر اپنے حقوق سے بے باقی کا اعلان کر دیتے ہیں۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(ترجمان السنہ ۲/۱۹۱)

نرم گفتگو والوں کے لئے جنت کے بالا خانے:

ابو مالک اشعریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں بہت سے بالا خانے ایسے ہیں جو اتنے شفاف ہوں گے کہ ان کا بیرونی حصہ اندرونی حصہ سے اور اندرونی حصہ بیرونی حصہ سے نظر آئے گا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے تیار کر رکھا ہے جو نرم گفتگو کے عادی ہوں، کھانے

Marfat.com

کھلائیں، پے در پے روزے رکھا کریں اور جب شب میں اور لوگ غفلت کی نیند سوتے رہیں تو یہ نمازیں پڑھا کریں۔(شعب الایمان ترجمان السنہ ۲/۱۸۲)

ہدایت توفیق الٰہی سے ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جانب پیش قدمی اس بات کی علامت ہے کہ توفیق الٰہی دستگیری کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے اور بلند بانگ دعوے انسانی پستی کی علامت ہے اور فرمایا کیفیت حضوری کیفیت یقین سے بہتر ہے کیونکہ حضوری دل میں جاگزین ہوتی ہے اور یقین صرف ایک احساس کا نام ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کے سوا ہر مخلوق سے وحشت ہونے لگے اہل اللہ سے محبت کا معاملہ تو یہ ہے کہ دراصل یہی ذات حق سبحانہٗ سے محبت ہے۔(دارالعلوم دیو بند نومبر 1943ء حضرت علی اصفہانی) کبھی کبھی احمق بہت حاضر دماغ اور حاضر جواب ہوتا ہے تو کوئی اس بارے میں دھوکہ نہ کھا جائے جب دل سمجھ دار ہوتا ہے تو دنیا اور فرزندان دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فریب سے محفوظ رکھے کہ اعمال کو اچھے سمجھتے رہیں اور باطن خراب رہے۔ ہمارے دلوں کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ انہیں طاعات سے طبعی محبت نہیں بلکہ ان کو زبردستی اس راہ پر لگانا پڑتا ہے۔ لہٰذا ڈر اس کا ہے کہ ان کو ایک قدم کی رخصت دے دی گئی تو یہ ہزار قدم دور جا پڑیں گے اور باطل چیز کی طرف بار بار دیکھنے سے دل محروم معرفت ہو جاتا ہے اور جو اپنے قلبی تاثرات کے بارے میں اللہ پاک سے حیاء محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء و جوارح کی حفاظت فرماتے ہیں اور مومن کو ذکر اللہ سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور منافق کو کھانے سے اور بھائی جس کو تقویٰ نصیب ہو گیا اس کے لئے دنیا کو ٹھکرا دینا بہت آسان ہے۔

وہ اعذار جن کے لئے غیبت درست ہے:

کسی مسلمان کو شر سے بچانا منظور ہو مثلاً جب کسی فقیہہ دیندار کو دیکھا کہ ایک بدعتی یا فاسق کے پاس آتا جاتا ہے اور یہ خوف ہوا کہ کہیں اس کی بدعت یا فسق میں یہ بھی مبتلا نہ ہو جائے تو جائز ہے کہ اس

Marfat.com

بدعتی یا فاسق کی بدعت یا فسق کا اظہار فقیہہ سے کردے اسی غرض سے کہ اس کا اثر اس میں نہ ہو جائے۔(احیاء العلوم 3/167) ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی کو نوکر رکھنا چاہتا ہے اور اس نوکر کا عیب آقا کے کسی دوست کو معلوم ہے تو اس کو چاہیے کہ آقا سے اس کا حال کہہ دے گو نوکر کا ضرر ہے مگر آقا کے فائدہ پر اور نقصان نہ ہونے پر اول لحاظ چاہیے ایسا ہی اگر کوئی شخص نکاح کے باب میں دوسرے کا حال پوچھے تو جیسا جانتا ہو ویسا ہی کہے اس صورت میں اظہار عیب داخل غیبت نہیں اس واسطے کہ خیر خواہی مشورہ چاہنے والے کی ہے نہ کہ دوسرے کو برا کہنا۔ اور اکابر سلف کا قول ہے کہ تین آدمیوں کی برائی کرنی غیبت نہیں ہے اول امام ظالم، دوم بدعتی سوم فاسق معلن (ص 3/167) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاجر کی کچھ عزت و حرمت نہیں یعنی جو شخص کہ کھلم کھلا بدکاری کرتا ہے اس کو برا کہنے سے ہتک عزت اور داخل غیبت نہیں۔

غیبت کا کفارہ:

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی غیبت کی ہے اس کے حق میں دعائے مغفرت کافی ہے معاف کرانے کی ضرورت نہیں اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفارہ کسی کے گوشت کھانے کا (غیبت کا) یہی ہے کہ اس کی ثناء کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے اور جس کی غیبت کی ہو اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے لئے دعائے خیر کرے اور اس کو نیکیوں کا ثواب بخشا کرے اور بعض بزرگان سلف میں سے غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت سعید بن میتب فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر زیادتی کرتا ہے میں اس کو معاف نہیں کرتا اور حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ غیبت کو کچھ میں نے تو حرام کیا ہی نہیں خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے پس میں معاف کر کے اس کو حلال کیوں کروں۔(احیاء العلوم 3//168)

جاہ:

معنی یہ ہیں کہ دلوں کا مالک ہونا اس طرح کہ ان کے اندر اپنی جگہ ڈھونڈھتی ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے لوگ اغراض واعمال میں کام آویں یعنی لوگوں کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت تلاش کرنا جاہ کہلاتا ہے۔

Marfat.com

علم الاحسان یا تصوف

تصوف کا تمام تر دارو مدار یقین پر ہے لیکن جو یقین تقلید واستدلال سے حاصل ہوتا ہے وہ تصوف میں معتبر نہیں بلکہ وہ یقین معتبر ہے جو اعمال خیر مثلاً روزہ، نماز اور ذکر و تلاوت سے پیدا ہوتا ہے اگر چہ تمام مسلمان یہ اعمال ادا کرتے ہیں لیکن یہ یقین ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (1) اخلاص فی العمل (2) کثرت مقدار عمل مثلاً تہجد اشراق اور اذکار صبح شام (3) کیفیت عمل مثلاً حضور قلب، خشوع، ترک حدیث نفس، وغیرہ قرآن و حدیث میں علم الاحسان یعنی تصوف کی تفسیر انہی اصول ثلاثہ کے موافق کی گئی ہے۔ (اسوہ حصہ دوم سیرۃ صحابہ ص ۲۸۸)

بس انسان کو چاہے کہ یہ تصور پیش نظر رکھے کہ میں ہر وقت سفر میں ہوں جس کے لوازم میں سے ہے بے چینی اور عدم اطمینان، کیونکہ مسافر کو منزل پر پہنچنے سے پہلے اطمینان نہیں ہوا کرتا۔ مسافر کے لئے غیر منزل کے ساتھ اطمینان اور رضا موانع سفر سے ہے جو مسافر غیر منزل سے دل لگائے گا اور اسی میں قیام کر کے بے فکر ہو جائے گا یقیناً منزل پر نہ پہنچ سکے گا۔

(1) آدمی کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک اس کا اعتماد یہ نہ ہو جائے کہ جو قسمت میں ہے وہ فوت نہیں ہو سکتا اگر چہ ساری مخلوق اس سے اعراض کرے اور جو قسمت کا نہیں ہے وہ اسے نہ ملے گا اگر چہ سب اس کی طرف متوجہ ہو جاویں اور جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے کافی ہے اسے مخلوق کے اعراض سے وحشت نہیں ہوتی نہ مخلوق کے متوجہ ہونے سے اس کو خوشی ہوتی ہے لہذا اپنی حاجات کو اللہ مالک حقیقی کے آگے ہی پیش کر اور سچائی سے ایمان کی اور جھوٹ سے نفاق کی پرورش ہوتی ہے اور اگر تجھے قضا وقدر کا کچھ یقین ہے تو بے فکر رہ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر کیونکہ متوکل کی شان بے فکر رہنا ہے اور عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پاس آدمی کیلئے جو آخرت میں ہے اس کا ملنا ترک دنیا پر ہی منحصر ہے اسلئے دنیا ترک کر دی۔

(2) حضرت شقیق بلخیؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں پانچ چیزیں طلب کیں انہیں پانچ چیزوں

Marfat.com

میں پایا۔

(1) روزی کی برکت طلب کی وہ نماز چاشت میں ملی۔

(2) ہم نے قبر کی روشنی طلب کی اسے تہجد کی نماز میں پایا۔

(3) ہم نے منکر ونکیر کے سوالوں کا جواب طلب کیا تو اسے قراءت قرآن میں پایا۔

(4) ہم نے پل صراط کا پار ہونا طلب کیا تو اسے روزہ اور صدقہ میں پایا۔

(5) ہم نے عرش کا سایہ طلب کیا اسے خلوت میں پایا'' رضی اللہ عنہ''

باسمہ سبحانہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے آدمی کو عبث اور مہمل نہیں پیدا کیا اور نہ اس کو بے نکیل چھوڑ دیا ہے کہ جو جی چاہے اور جس طرح چاہے زندگی گزارے انسان کی تخلیق کا مقصد وظائف بندگی کی ادائیگی اور تحصیل فناء ونیستی ہے جو کہ حاصل معرفت ہے۔

انسان کا امتیاز:

بنی آدم کو جو امتیاز حاصل ہے تمام اجناس موجودات پر وہ راہ عشق ہے انسان جتنا زیادہ مورد درد و محبت ہوگا معیت وقرب میں بھی کامل تر ہوگا۔ معیت محبّ صادق کو ہر وقت نصیب ہوتی ہے۔ (مکتوب ۲۲۷) سرور کائنات فخر دو عالم ﷺ باوجود محبوبیت ذاتیہ، دوام حزن اور تواصل فکر کے ساتھ موصوف تھے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اور جو شخص بھی اس درد سے بے نصیب ہے وہ چوپائے کے حکم میں ہے بلکہ اس سے بھی کم درجہ اور گمراہ تر ہے۔ (مکتوب ۲۲۷ ص 190)

اسلام میں نجات کا مدار دو چیزوں پر ہے:

(1) ایمان۔ (2) عمل صالح۔

ایمان پانچ چیزوں پر اعتقاد رکھنے کا نام ہے

(1) خدا پر۔ (2) پیغمبروں پر۔ (3) فرشتوں پر۔ (4) آسمانی کتابوں پر۔ (5) جزاء وسزا پر۔

Marfat.com

ان ہی پانچ باتوں پر یقین رکھنا ایمان ہے، اسی ایمان پر عمل کی بنیاد ہے دوسری چیز عمل ہے یعنی یہ کہ ہمارے کام صالح اور نیک ہوں عمل کے تین حصے ہیں۔(1) عبادات: یعنی وہ عمل جن کے ذریعہ خدا کی بڑائی اور بندہ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔(2) معاملات یعنی انسانوں کے آپس کے لین دین کاروبار اور نظم ملت کے قوانین اور قاعدے جن کی وجہ سے انسانی معاشرت بربادی اور ہلاکت سے بچی رہتی ہے اور ظلم مٹ کر عدل قائم ہوتا ہے۔(3) اخلاق یعنی وہ حقوق جو باہم ایک دوسرے پر گو قانونی حیثیت سے فرض تو نہیں مگر روح کی تکمیل اور معاشرت کی ترقی کیلئے ضروری ہیں۔

ان ہی چار چیزوں یعنی ایمان۔عبادات۔معاملات اور اخلاق کی سچائی اور درستی ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔اور مجھے اپنے نفس کی درستی میں اس قدر مشغولی ہے کہ ایسے امور میں لوگوں کے ساتھ شغل رکھنے کی فرصت نہیں۔(اویس قرنیؒ)

تزکیۂ باطن کی اہمیت:

دنیا اور دنیا کی ہر چیز انسان کیلئے بنائی گئی ہے کہ ایک چیز بھی نہ ہو تو کسی نہ کسی انسانی ضرورت میں حرج ضرور واقع ہو جائے گا مگر انسان دنیا کی کسی چیز کیلئے بھی نہیں بنایا گیا انسان معدوم ہو جائے تو کسی چیز کا کوئی بھی حرج ونقصان نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اصطبل اور گھاس دانہ کا تمامی سامان گھوڑے کیلئے ہے مگر گھوڑا صرف آقا کی سواری کیلئے اسی طرح تمامی کائنات زمین وآسمان، شجر وحجر، نباتات وجمادات سب انسان کی راحت کیلئے ہیں اور انسان محض اپنے خالق ومالک برتر کی غلامی اور عبادت کیلئے ہے مگر عبادت کیلئے ضرورت ہے دو چیزوں۔ (1) طریق عبادت سے واقفیت جس کا نام علم ہے(2) عبادت سے دلچسپی اور شوق ورغبت جس کا نام تزکیہ، تصوف، اصلاح باطن یا اصلاحِ نفس یعنی دل کی صفائی، برائیوں سے علیحدگی اور بھلائیوں کا شوق پس اول کا حصول بواسطہ درس وتدریس، دینی مدارس علمیہ میں ہوگا اور اس کو شریعت کہا جائے گا اور دوسرے کی تحصیل اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے سے اہل اللہ کی صحبت میں ہوگا جس کو طریقت کہا جائے گا اور اصل میں یہی شریعت کی روح اور مغز اور اصلی خزانہ ہے اس کے بغیر باوجود علم کے عمل ہی نہ ہو

Marfat.com

سکے گا یا ہوگا تو بے مزہ اور عارضی و ناپائیدار ہوگا جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ انسانی زندگی کا مقصود اعظم یہی تعلق مع اللہ ہے جو محرک ہوتا ہے علم پر عمل کا اور احکم الحاکمین کی طاعت وعبادت کا۔ (شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

نصیحت:

اور یہ خواہش نفسانی ہی ہے جو انسان کو بدترین ذلت و رسوائی اور بلا و مصیبت میں ڈال دیتی ہے بس سالک کے لئے، آخرت کے طالب کے لئے نصیحت فرمائی کہ گونگے اور بہرے بن جاؤ، بازار میں چلو تو آدھی آنکھ بند ہی رہے معیشت میں لگو تو جیسے پیشاب پاخانہ کے لئے جاتے ہیں کہ فراغت ہوگی تو واپس ہو گے اس طرح پھر کام سے جلدی علیحدہ ہو کر عبادت فرائض و وظائف میں مشغول ہو جاؤ، معاش کے ضروری مسئلہ کے بعد پھر مختلف اوراد میں لگا رہے کوئی پاس آ کر بیٹھے پھر بھی غفلت سے نہ رہے بلکہ بیداری سے رہے لوگوں سے ملنے کے زہر کا تریاق تیرے پاس ہونا چاہیے۔ سالک کے لئے خطرات کی وجہ بزرگوں نے حب دنیا فرمائی ہے جب تک ذکر قلب میں جگہ نہ پکڑے خطرات کا ختم ہونا محال ہے لذت ذکر بھی اس پر موقوف ہے، اس کا علاج کثرت ذکر ہے کہ سب کاموں پر غالب آ جائے اگر کسی وقت ذکر شغل کیا اور تمام دن دوسری آلائش میں مبتلا رہا تو غلبہ ذکر کا دشوار ہے ذکر کے دوران خود اپنے کو اپنی نظر سے پوشیدہ کرو ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے۔ خود اپنی ذات کے اندر اللہ جل شانہٗ موجود ہے اور اپنے کام میں مصروف رہیں ترقی اور تنزل کا خطرہ نہ لائیں جو کچھ حصہ میں ہے وہ انشاء اللہ ملے گا اور جو مقدر میں نہیں ہو ہرگز نہیں مل سکتا اور ترقی جلدی نہیں ہوتی اس کے لئے چکی میں پھنسنا پڑتا ہے۔ پاس انفاس کی مشق جس قدر ہو سکے اس کا التزام ہو نسیان و غفلت کا تردد نہ کرو جب غفلت ہو اس کے بعد استغفار و توبہ اور التجا کر کے پھر بعزیمت (پاس انفاس) شروع کر دو قلب میں جتنی فرحت اور نشاط پیدا ہوگا اتنا ہی قلب ذکر اللہ کی طرف مائل ہوگا۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل:

ہم نے اللہ پر اعتماد کیا اور ہم نے اپنے امور اللہ کے سپرد کر دیئے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ **فالحمد الله على منه و احسانه** ہم سب کی مقررہ متعینہ راہ صرف ''ما انا علیہ واصحابی''

Marfat.com

ہے اس کو بدلنے کی ادنی سعی بھی خسارہ عظیم سے دوچار کر دینے والی ہے اس دور کی نئی ملحدانہ تعلیم کے رواج نے خود مسلمانوں کے بہت بڑے طبقے کو اسلام اور عقائد اسلام اور احکام سے بیگانہ کر دیا ہے اسلاف کا ادب واحترام ان کے ذہنوں میں ایک بے معنی لفظ ہو کر رہ گیا ہے اسی کا نام آزادی خیال رکھا گیا ہے۔

اللہ والوں کا ذکر:

اللہ والوں کا ذکر عبادت ہے ان کی محبت ذخیرہ آخرت ہے ان کی سیرت رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا ایک جز ہے یہ حضرات علم وعمل کے جامع، دین ودنیا کے جامع، شب بیدار وشہسوار اللہ کیلئے اگر محبت کرتے تھے تو اللہ کیلئے دشمنی بھی کرتے تھے تو اللہ کیلئے، اور موجودہ اور گزشتہ بے دینی کے دور کا نقشہ تقریباً یوں ہے کہ گزشتہ دور میں اگر دین سے غفلت روز افزوں تھی تو آنکھوں میں حیاء اور دلوں میں گداز باقی تھا اللہ کے نام کا ادب اور اس کے نام سے کہلانے والی چیزیں یعنی (شعائر اللہ) کا احترام رخصت نہیں ہوا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ توبہ وانابت کی توفیق سلب نہیں ہوئی تھی فسق وفجور میں ترقی تھی مگر فسق وفجور پر اصرار اور معاصی و محرمات کے اظہار واعلان کا رواج نہیں ہوا تھا اور دین کے ساتھ تمسخر واستہزا کا دروازہ نہیں کھلا تھا اور اب زندگی کا صحیح مقصد اور قوتوں کا صحیح مصرف نہ ہونے کی وجہ سے اکثر قوتیں ضائع ہو رہی ہیں۔

عمل، عزم راسخ چاہتا ہے:

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین توحید کا علم لئے بحر و بر، دشت وجبل میں پھیل گئے اور اپنے عزم راسخ سے ارکان عالم کو متزلزل کر دیا اور عرب حضرات عجمیانہ نکتہ آفرینی اور بال کی کھال نکال کر اس کی الجھنوں کے سلجھانے میں کبھی گرفتار نہیں ہوئے وہ ہمہ تن عمل اور صرف عمل تھے وہ اگر مگر اور ممکن ناممکن کی بحث میں نہ پڑتے تھے انسان ساری کائنات کا مجموعہ ہے جو کچھ اس بڑے سنسار میں موجود ہے وہ سب انسان میں موجود ہے اس لئے انسان کو عالم صغیر کہا جاتا ہے۔ پس انسان کو پیدا کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ سارے جہاں کی ہر چیز کو پیدا کر دیا انسان اشرف المخلوقات ہے انوار ذات وصفات کے انعکاس کی (خود پر) قابلیت رکھتا ہے معرفت الٰہی کا مستحق ہے اور معرفت خداوندی ہی تخلیق کائنات کی غرض ہے، اللہ

Marfat.com

نے فرمایا ہے" وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون "یعنی جنات اور انسان کو میں نے صرف اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا تو معلوم ہوا کہ انسان ہی تخلیق کائنات کا مقصد ہے، انسان ہی تکالیف شرعیہ کا مکلّف اور ضوابط الٰہیہ کا مامور اول ہے، وہی دوسروں کے حال اور اپنے حال میں فرق سمجھتا ہے، بقول اہل تصوف انسان صفات الٰہی کا مظہر ہے اور اللہ کی صفات متضاد ہیں جس صفت کا جس پر پَرتو پڑا اسی وصف کا نقطہ تعین اس شخص میں پیدا ہو گیا اور وہ اس خصوصی وصف میں ممتاز ہو گیا۔ (مظہری ۲/۴۳۳) طاعت جس قدر چھوٹی جانی جاوے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہوگی اور معصیّت کو جتنا بڑا جانو خدا تعالیٰ کے نزدیک چھوٹی ہوگی اور خیرات بدوں تین چیزوں کے پوری نہیں ہوتی۔

(۱) اس کو چھوٹا جاننا۔ (۲) جلد ادا کرنا اور۔ (۳) چھپا کر دینا۔

برائیوں کی اصلاح میں سُستی عقلمندی نہیں:

ہماری بُری عادتیں اور گناہ کے خصائل ہیں کہ ان کی اصلاح میں جس قدر دیر کی جاویگی ان کی جڑیں مضبوط تر ہوتی جاویں گی اور ان کی اصلاح کرنے والا بوڑھا اور کمزور ہوتا جاوے گا جس کے سبب ان ندرونی بُرائی کی اصلاح مشکل ہوتی جاوے گی اس لئے بلا تاخیر اٹھو اور ہمت کا عزم کرو اور برائیوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکو جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہمت کا فیض بارگاہ رسالت سے عطا ہوا تھا، تو بھی بارگاہ رسالت کے غلاموں سے (اللہ والوں سے) رشتہ جوڑ لے اور ان کی صحبت سے یہ فیض مردانہ حاصل کر لے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اب بھی کوئی کرسی خالی نہیں قطب، غوث اور ابدالوں کی سب کرسیاں پُر ہیں یہی اولیائے کرام جو تمہارے سامنے زندگی میں حقیر، خستہ حال اور بے قدر معلوم ہوتے ہیں یک صدی گزرنے کے بعد تاریخ میں یہی لوگ، جنیدؒ ورومیؒ، عطارؒ وشبلیؒ معلوم ہوں گے اور یہ خیال احمقانہ ہے کہ اب پہلے جیسے بزرگ کہاں ملتے ہیں یہ شیطانی خیال ہے جس سے ان کی صحبت کے فیض سے محروم رکھا چاہتا ہے کیا جسمانی بیماریوں کے سلسلے میں کوئی یہ کہہ کر علاج سے محروم رہتا ہے کہ اجی اب جالینوس اور سقراط و افلاطون کہاں ہیں انہی موجودہ ڈاکٹروں سے علاج کراتے ہیں، اسی طرح روحانی اور قلبی بیماریوں کی اصلاح

Marfat.com

کیلئے یہی موجودہ متبع سنت حضرات جن کو اکابر سلسلہ سے اجازت بیعت حاصل ہے ان سے رجوع کر کے اپنی اصلاح شروع کر دی جاوے کہ اصلاح نفس فرض ہے پس فرض کی تاخیر مناسب نہیں اور اصلاح شروع کر لینے کے بعد سنت سمجھ کر برکت کے حصول کیلئے اور کیونکہ بیعت سے طرفین کو تعلق خاص ہو جاتا ہے جس سے نفع زیادہ مرتب ہوتا ہے بیعت بھی ہو جاوے۔ (معارف مثنوی ص 265)

ہٹتا نہیں خیال کسی دم حبیب کا
وہ مست ہوں میں نغمہ اِنّی قریب کا

بیمار کی عیادت:

عیادت تو دشمن کی بھی کرنی چاہیے کہ احسان سے دشمن بھی بسا اوقات دوست ہو جاتا ہے اور احسان زخم کینہ کے لئے مرہم ہوتا ہے جن سے ترک تعلق اللہ کے لئے مطلوب ہے ان سے قبل اعلان توبہ دور ہی رہے علم جس کو فرض کہا گیا ہے اس سے وہی علم مراد ہے جو بندہ کو خدا تک پہنچاوے اور جس علم کے ذریعہ معاش اور ملازمتیں ملتی ہیں وہ علوم صنعت وحرفت کہلاتے ہیں علم اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے صرف علم دین ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے مالک حقیقی کو راضی کر کے دونوں جہاں کی باعزت حیات حاصل کرتا ہے اور جس کے بغیر آدمی زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ ہوتا ہے اور علم کے بغیر خدا کی معرفت ناممکن ہے بس عزیز من اللہ والے اپنے باطن میں بڑی دولت رکھتے ہیں ان کے سامنے ہفت اقلیم بھی ہیچ ہے کیونکہ خالق ہفت اقلیم سے ان کے دل کا رابطہ قائم ہو چکا ہے پھر انہیں حقیر مت سمجھو اور اپنے دنیوی ٹھاٹ باٹ یا علمی وعملی جاہ سے دھوکہ نہ کھاؤ اس سے تمہاری ذلت اور رسوائی کا اندیشہ ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے دماغ سے فانی دنیا کی جاہ وعزت اور مال ودولت اور علم ظاہری اور عمل بے روح کا پندار احمقانہ نکال کر کسی اللہ والے سے نیازمندانہ تعلق کر لو اس سے تھوڑے ہی عرصہ میں حقیقت سے انشاء اللہ آگاہ ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی توبہ سے معاف ہو جاتی ہے مگر اللہ والوں کو ستانے سے اللہ انتقام لیتے ہیں چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے اولیاء کو اذیت دی اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اولیاء کے ادب واکرام کی توفیق بخشے۔ (امین)

Marfat.com

کامیاب مومن:

کامیاب مومن وہ ہے جو اپنی ضروریات پر جواز کا دائرہ محدود کردے، غیر ضروری چیز کی خواہش ترک کردے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر دل پسند چیز کو کھالینا بھی اسراف میں داخل ہے۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے شیخِ اجل شیخ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے تھے کہ اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ مخالفت نفس ہے مراد یہ ہے کہ احکام شریعت کی پوری نگہداشت کے ساتھ ساتھ نفس کی مخالفت کی جائے۔

میں اس کو کعبہ و بت خانہ میں کیا ڈھونڈنے نکلوں
میرے ٹوٹے ہوئے دل ہی کے اندر ہے مقام اس کا

تقویٰ یا بدکاری:

اللہ نے انسان کے لئے بدکاری یا تقویٰ کو لازم کردیا ہے اس کے دل میں وہی میلان پیدا کردیتا ہے جو انسان چاہتا ہے یا نفس کو تقویٰ کی توفیق دیتا ہے اور دل میں تقویٰ پیدا کردیتا ہے یا نفس کو بدکاری کے لئے بے مدد چھوڑ دیتا ہے اور دل میں بدکاری کی تخلیق کردیتا ہے

علم و عمل:

قوت عملیہ کے کمال کا درجہ انسان کا ادائے شکر میں پوری توجہ کے ساتھ منہمک ہو جانا ہے اور علم و عمل کی تکمیل پر ہی اللہ کی طرف سے جذب اور بندہ کی طرف سے تقویٰ مرتب ہوتا ہے اور اس طرح نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور خشوع صلوٰۃ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ یہ جان سکے کہ وہ خود یا اس کا امام کیا پڑھ رہا ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لو پھر اس کے بعد دوسرے مراتب خشوع مستحب کے درجہ میں ہیں۔

انسان کا امتیاز صفت اختیاریہ مع عقل:

اللہ تعالیٰ نے روز اول تمام مخلوقات کو جمع کیا اور فرمایا تھا کہ ہمارے کچھ احکام تشریعیہ ہیں ان کا مکلف بالاختیار کون ہوتا ہے یعنی جو کوئی ان احکام کا تحمل کرے گا اس کو صفت اختیار مع عقل کے عطا کی جاوے گی یعنی اس کی قوت ارادیہ ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہ ہوگی بلکہ عمل و عدم عمل دونوں پر

Marfat.com

قدرت دی جائے گی پھر جو اپنے اختیار سے احکام کو بجالا وے گا اس کو مقرب بنالیا جاوے گا اور جو اپنے اختیار سے احکام میں کوتاہی کرے گا اس کو مطرود کر دیا جائے گا تمام مخلوق ڈر گئی، انسان اس کے لئے آمادہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مکلّف بنادیا۔ یعنی اس کو صفت اختیار مع عقل کے عطا کر دی گئی باقی مخلوق میں یہ صفت اختیار و عقل نہیں ہے وہ جن احکام یا عبادات کو بجالاتے ہیں وہ ان کے لئے طبعی ہیں یعنی ان کی قوت ارادیہ اس کے خلاف کی طرف مائل ہی نہیں ہوتی بخلاف انسان کے کہ جن احکام کا یہ مکلّف ہے وہ اس کے لئے طبعی نہیں بلکہ اس کی قوت ارادیہ عمل و عدم عمل دونوں کی طرف مائل ہوتی ہے اب انسان کی تکلیف یا کوشش کے معنی یہ ہیں کہ یہ اپنے اختیار سے ایک جانب کو ترجیح دے یعنی جانب عمل کو ماموارت (امر کئے ہوئے عمل) میں ترجیح دے اور جانب عدم عمل کو منہیات میں (یعنی منع کئے ہوئے عمل) اسی کا نام تحصیل عمل خیر ہے بس اس سے بھی معلوم ہوا کہ جب انسان اس تکلیف (یعنی اچھے عمل کو ترجیح دے) کا مکلّف بنادیا گیا تو سہولت کی طلب کہ بس ہم کو اپنے ارادہ و اختیار سے کچھ کرنا ہی نہ پڑے ظلم ہے اور جو شخص امانت الٰہیہ اختیار کرے اور ایسی بڑی امانت کو ضائع کرے جس میں انسان تمام مخلوقات میں ممتاز ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ اور اہل اللہ نے طلبا کو وصیت فرمائی ہے کہ ٹری درس و تدریس پر مغرور نہ ہوں اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں۔

بے عنایت حق و خاصان حق ‏ ‏ ‏ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
بدبخت اگر بر لب دریا باشد ‏ ‏ ‏ لب خشک چوساحل سرِ دریا باشد

ایمان بالقدر:

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا یا امیر المومنین مجھے تقدیر کی حقیقت بتادیجئے فرمایا یہ تاریک راہ ہے اس پر نہ چل اس نے مکرّر سوال کیا آپ نے فرمایا یہ گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو اس نے سوال کا پھر اعادہ کیا تو فرمایا یہ پوشیدہ راہ ہے اس کی جستجو نہ کر یعنی حقیقت تقدیر نا قابل فہم ہے انسانی دانش کی وہاں تک رسائی نہیں جس طرح گہرے سمندر میں گھسنا اور تاریک راہ میں چلنا تباہی ہے اسی

Marfat.com

طرح اس حقیقت کی جستجو ہلاکت انگیز ہے (2/21 مظہری) اور تم کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا تاوقتیکہ تمہارا ایمان تقدیر پر نہ ہو جائے اور جب تک تم کو اس کا یقین نہ ہو کہ جو کچھ تم کو پہنچنے والا ہے وہ پہنچ کر رہے گا اور نہیں پہنچنے والا تو نہیں پہنچے گا اگر اس عقیدہ کے خلاف دوسرے عقیدہ پر مرو گے تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ابوحفصہؒ کو نصیحت فرمائی کہ بیٹے تم کو اس وقت تک حقیقت ایمان کی لذت نہ ملے گی جب تک تم کو یہ یقین نہ ہو کہ جو کچھ ہوا اس کا ہونا لازمی تھا اور جو کچھ نہیں ہوا اس کا نہ ہونا ضروری تھا اور جو شخص اپنے مولیٰ کے دروازہ سے دنیا کی مشغولی کے سبب غائب ہوا اس نے اپنی جان کو محنت اور آزمائش دنیوی کے واسطے پیش کیا۔

دنیا کی پریشانیوں سے نالاں کیوں:

دنیا کی پریشانیوں اور تکلیفوں سے ہم نالاں محض اس لئے ہیں کہ ہم اصل حقیقت سے آگاہ نہیں، بچہ اگر پڑھنے لکھنے میں کوتاہی کرتا ہے تو والدین اس کی تادیت کرتے ہیں وہ نادان سمجھتا ہے کہ ماں باپ بڑا ظلم کر رہے ہیں اگر کسی بیماری میں مبتلا ہو تو والدین اس سے پرہیز کراتے ہیں اور اس پر سختی کرتے ہیں ٹھیک اسی طرح حق تعالیٰ کی جو عنائیات بندے پر اس رنگ میں ہوتی ہیں کم عقل اس کو نہیں سمجھتا اور جن لوگوں کی نظر بصیرت صحیح ہے وہ ان مصائب کو الطاف بے پایاں سمجھتے ہیں، مومن بندہ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی رحیمی و کریمی پر نظر رکھنی چاہیے دنیا کے آلام و مصائب سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ داروئے تلخ ہماری صحت و شفاء کے لئے تجویز کیا گیا ہے یہ آلام و مصائب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ بیسیوں فائدے جو اس وقت ہماری سمجھ میں نہیں آ رہے مرنے کے بعد انشاء اللہ آئیں گے اور یہ ہماری ترقی درجات کا موجب ہوں گے انشاء اللہ اور پھر ان پر اجر و ثواب نہ بھی عطا کیا جاتا تب بھی ان کا یہی فائدہ کیا کم تھا کہ ان سے ہماری اصل حقیقت کھلتی ہے کہ ہم بندے ہیں خدا نہیں، خدانخواستہ ان تکالیف و مصائب کا سلسلہ نہ ہوتا تو یہ دنیا بندوں سے زیادہ خدا کہلانے والے فرعونوں سے بھری ہوئی ہوتی۔ یہی مصائب و آلام ہیں جو ہمیں جادہ عبدیت پر قائم رکھتے ہیں اور ہماری غفلت و مستی کے لئے تازیانہ عبرت بن جاتے ہیں اور

Marfat.com

پھر حق تعالیٰ اپنے بندے کو ان چھوٹے چھوٹے امتحانوں میں آزماتے ہیں تاکہ محب صادق اور غلط مدعی کے درمیان امتیاز ہو سکے اور پھر اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ دعا: اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو اپنے حکم وارادے سے پیدا کیا ہے اور اپنی مرضی سے اس دنیا کی مصیبتوں اور جھنجھٹوں میں ڈالا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو قابو میں رکھو تو اے قوت وشوکت والے اگر اپنے لطف وکرم سے تو ہی میری دستگیری نہ فرمائے گا اور میرے ہاتھ کو نہ پکڑے گا تو میں خود کیسے قابو میں رکھوں گا، اے اللہ اپنے فضل وکرم سے میری ہر معاملے میں دست گیری فرما اور میری مغفرت فرمادے اور میری اور سب ایمان والوں کی ضرورتیں احسن طریقہ سے پوری فرمادے آمین۔

صاحب دل عارف باللہ سے تعلق:

صرف تسبیح ومراقبہ سے کچھ نہیں ملتا جب تک دل کا تعلق دل والے سے نہ ہو، ہم تو بندوں کی رضامندی اور ناراضی میں گرفتار ہیں مالک کی رضامندی اور ناراض مندی کی کس کو فکر ہے (سید سلیمان ندوی ص ۱۶۸) اور ہر چیز مقدر ہے یہاں تک کہ فہم کی نارسائی اور ہوشیاری بھی (الحدیث) اور ہمارا معاملہ دماغ کا نہیں قلب سلیم اور قلب منیب کا ہے، نفس کا نہیں روح کا ہے۔ اور صوفیانہ اور مولویانہ طریق اصلاح میں بس یہ فرق ہے کہ مولوی ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے وہ جبر وتکرار سے عادت اور عادت سے طبیعت صالح پیدا کرنا چاہتا ہے اور صوفی دفعتہً باطن میں اُتر آتا ہے، فطرت صالح پر جو گرد وغبار پڑ گیا ہے اس کو جھاڑ دیتا ہے اب انسان کی فطرت اصلی خود بخود مطالبات شریعت کیلئے تڑپ اٹھتی ہے اور ان کی تکمیل ہی میں اس کو چین ملتا ہے آپ خود ہی اس کا فیصلہ فرمائیے کہ اصلاح کی کون سی راہ اقرب اور اس کی کون سی صورت پائیدار ہے۔

طریق تبلیغ:

دین ایک قلعہ ہے کہ جو اپنے درست ہونے سے دینداروں کی حفاظت کرتا ہے اور دارین کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے بڑی کوتاہ نظری ہے کہ جو اس کوشش کو دنیاوی کاروبار کا حرج سمجھتے ہیں دین کے کام سے گھبرانے اور جی نہ لگنے کے باوجود دین کے کام میں لگے رہنے سے دوگنا اجر ملتا ہے قتادہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ دنیا پر بھروسہ رکھنے والے اور سامان دنیا میں ڈوبے ہوئے شخص پر یکدم اللہ کا حکم اور اس کا عذاب انتہائی غفلت کی حالت میں آ پہنچتا ہے۔ (مظہری 5/496) آدمی کا جاہل ہونا اور غافل ہونا اور حق کی کوشش میں سُست ہونا یہ ہر فتنہ کی کنجی ہے (مکاتیب) جب خطاب کی ناقدری شروع ہو جائے تو تبلیغ میں براہ راست خطاب کرنا مناسب نہیں اس کے باماحول میں تبلیغ کرے اور عمومی کوشش جاری رکھے۔

زادِ آخرت:

جو دنیا کہ دین کے لئے مقصود ہوتی ہے وہ نقصان دہ نہیں کیونکہ وہ زاد آخرت ہے اور ہر ایمان والے کو چاہیے کہ اپنی عبادت کے باب میں اپنے ظن غالب کے بموجب عمل کرے اور کفر و معاصی کے پردے خدا تک پہنچنے میں آڑے آتے ہیں ایسے لوگوں کی دعائیں رب تک پہنچتی ہی نہیں۔ (مظہری 6/244)

وصال الٰہی:

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جب تک ہر غیر سے قلبی انقطاع محبت نہ ہو جائے وصال الٰہی ممکن نہیں اور فائدہ اندوزی اور فائدہ رسانی بغیر مناسبت کے ممکن نہیں اور ایمان والوں پر کیسے بھی حالات آئیں دماغی توازن ہاتھ سے مت جانے دو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرما گئے ہم نے اپنے نبی ﷺ سے مصیبتوں میں جیتے رہنے کا سبق سیکھا ہے اور ہماری تمام مصیبتوں کا حل یہ ہے کہ ہم اپنی پیشانی رسول اللہ ﷺ کے حکم کے سامنے اور خدا کی بارگاہ میں جھکا دیں تو ہمارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے اور پھر کوئی طاقت ہم کو ترچھی نظر سے نہیں دیکھ سکے گی۔

زبان سے وہ کچھ ہی کہے جائیں مجھ کو　　نگاہ دے رہی ہے پیامِ محبت

اتباع شیخ:

تصوف کے سلسلہ کا مدار عقیدت اور محبت پر ہے یعنی شیخ کی طرف سے محبت اور مرید کی طرف سے عقیدت ہو اور اس طریق باطن میں اعتراض اس قدر برا ہے کہ بعض اوقات کبائر سے برکات منقطع نہیں ہوتے مگر اعتراض سے فوراً منقطع ہو جاتے ہیں لہٰذا اس طریق میں کامل اتباع اختیار کرے ورنہ

Marfat.com

علیحدگی اختیار کرے اور شیخ کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے والا برکات باطنی سے محروم ہو جاتا ہے لہٰذا مرید شیخ کے ساتھ اعتراض اور گستاخی سے بچے اور اشغال صوفیاء میں مشغول رہے اہل اللہ کے پاس حاضری دینا نفع ہی نفع ہے کہ باتوں باتوں میں کتنی علمی گتھیاں سلجھ جاتی ہیں دلوں کو عجیب کیف و سرور اور ایمانی برکت و حلاوت حاصل ہوتی ہے۔ جب کثرت واہی تباہی خیالات اور انتشار خیال سے پریشان ہو تو آدمی کو پریشان نہ ہونا چاہے بلکہ اپنے کام پر لگے رہنا چاہیے کہ شاہی شاہراہ پر ہر ایک ہی چلتا ہے بس اپنا کام توجہ سے کئے جائے اور یہ شعر پڑھ لیا کیجئے:

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہِ خوباں کے لئے دربار دل

سارا نقصان نفس کی کھوٹ سے ہے اور ہر نفع کا مدار نفس کی پاکی پر ہے۔

دعا:

اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا طالب ہوں اور اس کی محبت کا بھی جو آپ کا محبّ ہو اور اس عمل کی محبت کا بھی جو آپ کی محبت سے قریب تر کردے۔(الحدیث تذکرہ ص 141)

آدمی کے جھوٹے ہونے کی یہ کافی دلیل ہے کہ جو کچھ سنے روایت کردے۔(الحدیث سیرت 1/44)

اور لطائف جاری ہونے کا منشاء یہی ہے کہ اللہ اللہ کی آواز ہر جگہ سے موہوم ہوتی ہے۔(تذکرہ سلیمان 554)اور وسعت رزق یا دنیوی منزلت اس لحاظ سے کہ دل جمی حاصل رہے تفاخر پیش نظر نہ ہو۔

شیخ کے ارشادات کی اتباع:

شیخ کے فرمانے پر(یعنی اجازت ہونے پر) کہ کوئی اللہ کا نام سیکھنے آئے یعنی توبہ کرنے کیلئے آئے تو توبہ کرادیا کرو بلا کسی خیال کے اور جھجک کے توبہ کرادینا چاہیے ورنہ تمہاری ترقی رک جائے گی اس طرح توبہ کرانے والے کی بھی توبہ ہو جاتی ہے توبہ کرانے والا بزرگی کا ٹھیکیدار نہیں ہے ہوسکتا ہے جس کو توبہ کرائی جارہی ہے وہ توبہ کرانے والے سے بڑھ جائے بس اپنی توبہ کے خیال سے فوراً توبہ کرادینی چاہئیے اور یہ بات تاکیداً فرمائی۔(رائے پوریؒ مکتوبات ص ۱۷)اور اسلام کی نگاہ میں بدتری و برتری کا مدار انجام پر ہے اور کون کسی کافر

Marfat.com

فرنگ یا گتے کے مقابلہ میں یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ میرا انجام اس سے بہتر ہوگا اور دلوں کو متقی بنانا دین کا کام ہے انسان کا نہیں اور غرور بیجا غصہ حسد، کینہ نفاق بدخلقی دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں کمی دوسروں سے دل کی لگاوٹ اور اسی طرح کی دوسری نفسانی خباثتیں ہر حال ہر وقت حرام ہیں اور اللہ کا طریقہ یوں جاری ہے کہ امراض باطنی سے تزکیہ (رفتہ رفتہ) اہل دل اور مقدس نفوس والوں کی صحبت اور مختلف ریاضتیں کرنے سے ہوتا ہے یکدم نہیں ہوتا اور جو شخص ازالہ امراض کے طریقہ کی جستجو میں لگا رہے گا اور اندرونی بیرونی خباثتوں کو دور کرنے کی امکانی کوشش کرتا رہے گا خواہ وہ درجہ کمال تک نہ پہنچا ہو مگر چونکہ ادائے فرض کر رہا ہے اس لئے امید ہے کہ اللہ اس کی کو معاف کردے گا جس کو پورا کرنا اختیار سے باہر ہے۔ (مظہری ۳۱۸/ ۲)

دعا:

اے اللہ اپنے مقدورات میں ہم پر لطف فرما (مہربانی فرما) اور ہمیں حسن تدبیر سے راہ پر لگا۔ (آمین)

تقویٰ:

جو شخص حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے اس سے جن و انسان اور جو بھی اس کو دیکھتا ہے ہیبت زدہ اور مرعوب ہوتا ہے یہ رعب حق تعالیٰ کے تعلق کا ہوتا ہے اس گدڑی پوش فقیر کا نہیں ہوتا اور جب کوئی لقمہ تیرے اندر مادہ حسد پیدا کرے اور جہل و غفلت بڑھادے تو سمجھ لو کہ وہ لقمہ حرام ہے اس لئے کہ لقمہ حلال سے علم و حکمت اور عشق و رقت میں ترقی ہوتی ہے آدمی کی روحانی پرواز ہمت سے ہوتی ہے اسی ہمت سے سلوک طے ہوتا ہے اور ہمت حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے۔

رباعی:

نظر نہ کر میرے جرم و گناہ بے حد پر
الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کہیں عدو نہ کہیں دیکھ کر مجھے محتاج
یہ اس کے بندے ہیں جس کو کریم کہتے ہیں

(احیاء العلوم)

Marfat.com

بہت کاموں کو میں چاہا نہیں ہونے دیا تو نے
ہمیشہ مجھ سے زیادہ مجھ پہ تیری مہربانی ہے
(تھانویؒ)

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہم نفوس نہیں رہا
(مجذوبؒ)

حقیقت نفس:

نفس کو اسپ تیز گام سمجھ
عقل کو اس کی تو لگام سمجھ
تیز چلنا تو کام ہے اس کا
اور چلانے کو اپنا کام سمجھ
تیز جائے گا یہ جدھرلے چل
ہاتھ میں اپنے تو لگام سمجھ
چلنے پائے ذرانہ ٹیڑھی چال
اپنے ذمہ یہ اہتمام سمجھ
اور اگر اسکو پھیرا جانب شر
کام ہی اپنا پھر تمام سمجھ
اسکے اندر ہیں خیروشر دونوں
اس کو حکمت کا اک نظام سمجھ
شر نہ ہوتا تو خیر کب ہوتی
اس کو اک حسن انتظام سمجھ
اس ہی صورت سے نظم عالم ہے
خیرو شر کو بھی صبح و شام سمجھ
لاکھ پا جائے اس پہ تو قابو
خود کو اک شہسوار خام سمجھ
(مجذوبؒ)

بچوں کی تعلیم و تربیت کے اوقات

(۱) دودھ چھڑانے کی عمر	دو برس
(۲) مکتب میں بٹھانے کی عمر	چار برس
(۳) نماز سکھانے کے لئے عمر	سات برس
(۴) روزہ رکھنے کی تعلیم و عادت	دس برس
(۵) بلوغ اور نکاح کے لئے عمر	پندرہ برس

Marfat.com

تفکر:

ایک گھڑی کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اس سے وہ فکر مراد ہے جو مشاہدہ تک لے جانے کا ذریعہ بنے کہ سالک کو تقویٰ اور مزید ذکر پر آمادہ کرے۔ اور جو سالک بگڑ گئے ہیں وہ واقع میں مقصود تک پہنچے ہی نہ تھے گو بظاہر نظر میں واصل سمجھے جاویں۔ اور ظاہر بدوں باطن کے قابل اعتماد نہیں اور مقصود اعمال سے انکے حقائق و معانی ہیں۔ (ص ۲۵۷) اور دوسرے کے نفع کے لئے اپنے کو دینی ضرر پہنچانا یا ایسا دینوی ضرر برداشت کرنا جسکا انجام دینی ضرر ہو یہ ممنوع ہے۔ (تشریح قرآن) حضرت رائے پوریؒ فرماتے زمانہ کے انقلاب کا بہانہ ہے اخلاص اور کمال کہیں مخفی و مستور نہیں رہ سکتے، جب یقین کامل نصیب ہو جاتا ہے اس وقت ایمان تقلیدی سے نکل جاتا ہے اور مشاہدہ کا ایمان نصیب ہوتا ہے معرفت حاصل کرنے کیلئے صحبت صالحین کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو فرض قرار دیا گیا ہے جس کے لئے کثرت ذکر اور اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے۔ (رائے پوریؒ)

اصل کیفیت یقین کا پیدا ہو جانا ہے:

اصل کیفیت یقین ہے ایک دفعہ فرمایا اندھیرے کمرے میں شیر ہے نظر نہیں آتا ایک آدمی وہاں ہے وہ بے خبری میں بے فکر بیٹھا ہے اچانک روشنی ہوئی شیر اس کو نظر آ گیا اس پر خوف طاری ہو جائے گا اسی طرح یقین نصیب ہونے کے بعد خوف خُدا آ جاتا ہے اور یہ خوف خُدا بنیاد ہے تمام اعمال حسنہ کے کرنے کی اور تمام اعمال بد سے بچنے کی، حضرت کے نزدیک استدلالی یقین کا وجدانی اور ذوقی یقین میں تبدیل ہو جانا اصل چیز تھی اس کا نتیجہ پھر یہ ہو جاتا ہے کہ ساری دنیا بھی خدا کی ہستی کا انکار کرے تو یہ وجدانی یقین والا شخص کبھی بھی انکار نہیں کرتا۔ (رائے پوریؒ ص ۳۲۳) اور اخلاق ذمیمہ میں سب سے بدتر عیب عجب وخود پسندی ہے اور کبر ہے جس کو مصلحین ام الامراض قرار دیتے ہیں اور اس کے برعکس تواضع ہے جو کبر کی ضد ہے تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف حسنہ کا منبع ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کو مصروف کرنا مال و جاہ کی کثرت کی طرف یہ اصل تمام برائیوں کی ہے اور مال و جاہ کا محبت رکھنے والا دل و زبان کے گناہوں کے چھوڑنے پر قادر

Marfat.com

نہیں ہوتا اور بدون طلب اور حرص کے مال وجاہ کا زیادہ ہو جانا اور اگر وہ جاتا رہے تو اس کا غم نہ ہونا ایسے مال وجاہ کا کچھ مضائقہ نہیں۔(احیاء علوم ۳/۳۴۶)اور جو بندہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے کے وقت اپنے آپ کو بنالیتا ہے اللہ اس کو اچھا جانتا ہے۔(الحدیث) ایسا کرنا عبادت ٹھہرا۔(احیاء العلوم ۳/۳۴۶)اور جب نرمی وسختی سے کوئی نہ سنے سب من مانی کرنے والے ہوں اور قوت مجبور کرنے کی نہیں ہے تو پھر تجھ کو اپنے نفس کی خاص فکر کرنی چاہیے۔(اشاعت اسلام ص ۶۰۳)

مستحب نیت:

بعض عارفین سلف نے فرمایا کہ مجھ کو مستحب معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز میں ایک نیت کر لیا کروں یہاں تک کہ کھانے پینے اور سونے اور پاخانہ جانے سے اور دوسری چیزوں میں سب میں ایک نیت ہو اور یہ سب باتیں اس قسم کی ہیں کہ ان میں نیت تقرب الی اللہ کی ہو سکتی ہے اس واسطے کہ جو چیز کہ سبب بدن کے رہنے اور معاملات بدنی سے دل کے فارغ ہونے کا ہے وہ دین پر معین ہوتی ہے (احیا العلوم ۴/۴۸۸)اور عاقل وہ ہے جو اپنے عیوب کا متلاشی رہتا ہے افضل اعمال میں خدا تعالیٰ سے راضی رہنا ہے۔(عیسیٰ علیہ السلام)اور اس کی محبت کرنا ہے۔

مشائخ کی صحبت کی ضرورت:

ایک اسلامی دور میں خواص تو خواص عوام بھی کسی عالم معلم یا مصلح کے اس وقت تک قائل، اس کے عقیدت منداور اس کے خطاب و تفہیم سے منتفع نہیں ہوتے تھے جب تک کہ وہ تصوف وسلوک کے کوچہ سے آشنا اور کسی مقبول و مستند سلسلہ سے وابستہ اور مشائخ کا صحبت یافتہ نہ ہو، یوں بھی کسی نہ کسی درجہ میں تزکیہ نفس، اخلاص و یقین اور درد و سوز کے بغیر (جو عموماً کثرت ذکر وصحبت کے حاصل نہیں ہوتا) محض وفور علم اور زور تقریر سے کوئی حقیقی انقلاب برپا نہیں ہوتا غرض یہ کہ اس عہد و ماحول میں تصوف وسلوک اور قوت روحانی اور نور باطنی کے بغیر اصلاح و انقلاب کی کوشش کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ہتھیاروں کے اور سپہ گری کی مشق و تربیت کے بغیر کوئی شخص میدان جنگ میں اتر آئے اور کسی تربیت یافتہ اور مسلح فوج کا مقابلہ کرے طریقت

Marfat.com

تابع وخادم شریعت ہے کمالات شریعت احوال ومشاہدات پر مقدم ہیں ایک حکم شرعی پر عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے اتباع سنت میں قیلولہ احیائے لیل یعنی (شب بیداری) سے افضل ہے پس اپنے وقت پر کسی فرض کی ادائیگی ایک ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے اگر چہ وہ نیت خالص سے ادا کیے جائیں (مجددؒ)

زکوۃ کا ایک پیسہ ادا کرنا سونے کے پہاڑ خرچ کر دینے سے جو اپنی طرف سے ہو افضل ہے۔(مدنیؒ)

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے — او مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

(مدنیؒ) سید حسین احمدؒ

وہ لاکھ عقل کے پتلے ہوں پھر ہیں دیوانے — جنہیں بہار میں اندیشہ خزاں نہ ہوا

ایسے شخص کی صحبت لازم ہے جس کے دیکھنے سے تجھ کو خدا تعالیٰ یاد آئے اور اس کی ہیبت تیرے دل پر پڑے وہ تجھ کو زبان فعل سے نصیحت کرے، زبان قول سے کچھ نہ کہے (قصص ۹/۹۰) ایک بڑی جماعت تابعین کی تھی جن کو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ کا فیض صحبت نصیب ہوا تھا ایک بڑی جماعت ان حضرات کی ابھی موجود ہے جو قریب دور کے اہل اللہ کے صحبت یافتہ ہیں لیکن باوجود ان سب کوششوں کے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا کیونکہ اعمال سے ذکر واذکار اہل اللہ کی صحبت سے کیسا ہی مزاج کو بنالیا جائے تہذیب واخلاق کا پابند کرلیا جائے مگر طبعی اخلاق وملکات کا ظہور نہ ہو ممکن نہیں اولیاء اللہ کے دلوں میں خُدا کی ہیبت و خوف غالب ہوتا ہے۔

دعا:

اے عزت والے تجھی پر میرا بھروسہ ہے جس کا تو مقصود ومطلوب ہو وہی مبارک ہے اور خوش وقتی بھی اسی کو جو حالت خوف وڈر میں رات بھر رہا اپنے ہی خدائے کریم کی جانب شکایت ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب سے مجھ کو انس دیا غیر سے مجھ کو وحشت دی۔ خداوند ہمارے شر کی وجہ سے ہمیں اپنی خیر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اپنے فضل عظیم سے حصہ عطا کر کے اپنی طرف مشغول فرما اور بصدقہ نبی کریم ﷺ میری اس دعا کو قبول فرما۔ آمین یارب العالمین۔

Marfat.com

اہل اللہ کی صحبت کا اثر:

اللہ والوں کی صحبت و تربیت سے صرف عبادت و ریاضت کا ذوق اور اپنی اصلاح و ترقی ہی کی فکر نہیں پیدا ہوتی بلکہ دعوت و تبلیغ کا جذبہ امر بالمعروف ، نھی عن المنکر کی ہمت اور حوصلہ، سلاطین وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرات اور بے خوفی و شجاعت بھی پیدا ہوتی ہے۔اور یہ خُدا کے نام اور مردان خدا کی صحبت کا لازمی نتیجہ ہے۔جس دل میں اللہ کا خوف سما جائے گا اس دل سے غیر اللہ کا خوف قدرتی طور پر نکل جائے گا۔اور جو دل طمع دنیا سے آزاد ہو جائے گا اس پر کسی کا رعب اور اس کو کسی سے حراس نہیں ہو سکتا، جس پر خالق کی عظمت اور مخلوق کی صحیح حیثیت کا انکشاف ہو گیا وہ سلاطین عالم کے درباروں کے تزک و احتشام اور ان کے غلاموں اور افسروں کی صف بندیوں کو بچوں کے کھیل اور گڑیوں کے گھروندوں سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتا اور جاہ وجلال کی کسی نمائش پر کلمہ حق کہنے سے کبھی باز نہیں رہ سکتا یہی توحید و تجرید کا طبعی نتیجہ۔حقیقی تصوف کا خاصہ اور مردان خُدا اور درویشان کامل کا شیوہ ہے۔یہ دنیا دار العمل ہے اور مزرعہ آخرت،حضور باطن کو آداب و اعمال ظاہری کے ساتھ جمع رکھنا چاہیے۔

مدعیان عقل و فلسفہ وہم و جہالت کا شکار ہوئے اور ٹھوکریں کھائیں اس لئے کہ حصول یقین اور وصول الی اللہ کے لئے عقل و فلسفہ نا کافی ہیں۔بس بعثت نبوت ہی اللہ کی ذات وصفات اور احکام کی معرفت کا واحد ذریعہ ہے اور عقل حجت ہونے میں ناقص ہے۔حجت کامل انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہے بعثت کے بغیر حقیقی تزکیہ ممکن ہی نہیں۔اور انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات کو اپنی عقل کا پابند بنانا نبوت کا انکار ہے۔

ایمان ایک نور ہے:

ایمان ایک نور ہے جس کی روشنی میں چلنے والے کو راستہ کا نشیب و فراز اور منزل مقصود کا مبداو منتہی سب نظر آ رہا ہے اسلئے اس کا ہر قدم دلی اطمینان کے ساتھ اٹھتا اور قلبی سکون کے ساتھ پڑتا ہے لہذا اس کا پورا سفر لطف و بشاشت کا ہے اور اس کی زندگی پُر لطف گزرتی ہے جس کو وَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً میں بیان فرمایا (یعنی راحت اور بشاشت کی زندگی گزرتی ہے)اور طاعت اور فرمانبرداری کی زندگی کے برخلاف کفر

Marfat.com

ایک ظلمت ہے جس کی تاریکی میں چلنے والے کی حالت اندھے کی سی ہے کہ نہ اس کو سرائے کا پتہ ہے اور نہ منزل مقصود کا، نہ اسے دریا کا علم ہے نہ اسے جنگل کا، یہ اقتضائے حرارت عزیزیہ انجن کے پہیوں کی طرح چلتا اور بے اختیار چکر کھا رہا ہے اس کے قلب پر ہر وقت تکدّر اور وساوس وخطرات کا بوجھ رہتا ہے جس سے اس کی زندگی باوجود دولت وعیش دنیوی وبال جان بنی رہتی ہے پھر جب انسان یہ کہے گا کہ اے کاش میں دنیا میں اعمال صالحہ اپنی لازوال زندگی کیلئے پہلے سے بھیج دیتا۔ بس سوائے افسوس کے کچھ نہ ہو سکے گا اس کا علاج یہی ہے کہ اب سے ہی اللہ کی ربوبیت، محمد ﷺ کی رسالت اسلام کی ملت اور اللہ نے جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص نے ایمان کی لذت پائی جو اللہ کے رب ہونے پر محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔ (بخاری ومسلم)

دعا:

اور بندہ اپنے مالک کے سامنے جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو ارحم الراحمین کو اس کے ہاتھ خالی پھیر دینے سے بہت حیا آتی ہے اور سکوت کو لازم پکڑو اور دنیا سے تھوڑی روزی پر راضی رہو تو تم جنت میں حی قیوم ذات کی زیارت کرو گے۔

آخری مشورہ

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
آرام دے آرام لے دُکھ درد دے آفات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے
جو چاہے لے چل اس گھڑی ہر جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے

Marfat.com

کانٹا کسی کے مت لگا گو مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
سن رکھ یہ نقطہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو

اور معاملہ اکتساب یعنی کسب یا (روزگار) کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت میں مخل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو مداہم علی الطاعات و محترز عن المعاصی رہو کہ یہ سب فروع ہیں تقویٰ کی۔

(1) بہلولؒ:

قبرستان میں رہتے تھے ایک دن سری سقطیؒ نے کہا آپ شہر میں کیوں نہیں قیام کرتے، جواب دیا میں ایسے لوگوں کے پاس رہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے تکلیف نہیں پہنچاتے اور اگر ان سے غائب ہوتا ہوں تو غیبت نہیں کرتے۔

(2) حضرت عبداللہؒ بن مبارک:

کسی موقع پر مسجد سے بہت سے نمازی نکل رہے تھے فرمایا کہ "الحمدللہ" کہ جنت کی بھرتی ہے لیکن آدمی اس میں دو ایک ہی ہوں گے۔

(3) حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ:

سے کسی نے پوچھا حضرت کا آج کل مشغلہ کیا ہے فرمایا کہ انسانیت کی کتاب میں غلطیوں کی کاٹ چھانٹ اور تصحیح و ترمیم بس یہی کام میرے سپرد ہوا ہے۔ مطلوبیت میں بزرگی سے مقدم آدمیت ہے۔

زاہد شدی و شیخ شدی و دانشمند
ایں جملہ شدی ولے مسلمان نشدی

Marfat.com

بلاء، محبین کے لئے حق تعالیٰ کا تحفہ ہے

اللہ تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہنا:

سالک راہ حق کیلئے ضروری ہے کہ رنج ہو یا غم اور تنگی ہو یا فراخی ہر حالت میں حق تعالیٰ کے وصال کا طلب گار اور اس کی بقاء کا مشتاق رہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت کی جانب اول وہ لوگ بلائے جائیں گے جو رنج و راحت ہر حال میں حق تعالیٰ کی حمد و شکر کرتے تھے کیونکہ ہر حالت میں حق تعالیٰ کا طالب رہنا محبت کے سچے ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو دوست بناتا ہے تو اس کو مبتلا فرماتا ہے پس اگر صابر رہا تو برگزیدہ کر لیتا ہے اور اگر راضی بنتا ہے (کہ رضا کا درجہ صبر سے بھی اونچا ہے) تو منتخب فرما کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے نیز آپؐ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی عبادت رضامندی کے ساتھ کرو (کہ دل میں بھی بشاشت رہے) اور نفس کے خلاف باتوں میں صبر کرنا بھی بہت کچھ بھلائی ہے، حضور ﷺ نے ایک جماعت سے دریافت کیا کہ تم کون ہو انہوں نے عرض کیا کہ مومن ہیں فخر عالم ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور فراخی پر شکر کرتے ہیں اور قضاء الٰہی پر راضی رہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا قسم کھاتا ہوں رب کعبہ کی کہ بے شک تم مومن ہو"

اور بعض اکابر کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کی صفائی کے سبب مصیبت کی تلخی کو بھلا دیتا ہے اور ذاکرین پر جب مشاہدہ کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ماسویٰ کو فناء پاتے ہیں تو بجز حق تعالیٰ کے دوسرے کو نہیں دیکھتے پس مصیبت اور اس کی تلخی کہاں رہتی ہے اور یہ معرفت عارفین کو حاصل ہوتی ہے۔ اور ابو سعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بلاء محبین کے لئے حق تعالیٰ کا تحفہ ہے اور ہدیہ ہے اور ذوالنونؒ نے فرمایا ہے کہ لوگوں میں بڑا صابر وہ شخص ہے جو بلاء کو چھپانے میں بڑھا ہوا ہو۔ ابو یعقوب نہرپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دنیا بلاء سے فریاد مچاتی ہے اور اس کے دفع کی خواہاں ہوتی ہے اور عارف بلاء میں

Marfat.com

لذّت پاتا ہے اور اس کے ہٹنے کو ہرگز نہیں چاہتا اور اللہ کے ولی علی بن بندار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ دنیا ایک مکان ہے جس کی بنیاد ہی بلاء اور محنت پر ہے پس مشقت اور محنت کے بدون اس کا رہنا محال ہے۔

ذکر پر مواظبت:

طالب حق کو رضا اور آداب وشرائط پر قائم رہنا اور مضبوطی کے ساتھ ذکر پر مواظبت رکھنا ضروری ہے تاکہ ذکر کا اثر باطن میں جاوے اور پٹھوں میں سرایت کرے اور وجود کی ظلمت و کثافت و کدورت ذکر کی گرمی سے ختم ہو جاوے اور ذکر کا نور دل کو منور کر دے کہ بشری اور وجودی ظلمتیں ختم ہو جائیں اور ذکر کی پوری تاثیر اس وقت ہوتی ہے جب خلوت اور تنہائی نصیب ہو اور تمام مشاغل سے خالی ہو۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: ''مومنین وہ ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں'' یہ اس وجہ سے کہ ان کا ذکر عبودیت اور عبادت بیداری وانس کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ عادت یا غفلت کا ذکر اور ذاکر کو یہ اوصاف حسنہ اس وجہ سے حاصل ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس ذکر کرنے والے کو اپنی عنایت ومہربانی سے ملائکہ مقربین کی جماعت میں فخر کے ساتھ یاد فرماتا ہے، سبحان اللہ حق تعالیٰ کی اسی یاد کی برکت سے اپنے بندوں پر کس قدر لطف خاص اور رحم اتم نازل فرمایا کہ ذکر کا حکم فرمایا اور اس کے واسطے سے تزکیہ وتصفیہ اور نورانیت و پاکی مقرر فرمائی بُرے بھلے کی پہچان، خوبیوں کا حصول، برائیوں سے بچاؤ اور شیطان کی شناخت، قلب کی حیات وصفائی اور اپنی ذات پاک کا قرب اور ذکر کرنے والے کو اپنے نفس پر غلبہ اور حکم شرع میں اس کو داخل کرنے کی سبیل اور حکمت ومعرفت سب کچھ ذکر کے واسطے سے عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ اس پر دوام نصیب فرماویں پس ذکر کی ابتداء سے علم حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ذاکرین کا ہم نشین ہے۔ (امدادالسلوک ص ۱۲۵+۱۲۷)

شریعت کا مغز:

جس تصوف کے اثبات کے ہم قائل ہیں وہ وہی ہے جس کو اصطلاح شرع میں احسان، تزکیہ نفس، سلوک طریقت یا علم الاخلاق کہا جاتا ہے یا تعمیر ظاہر و باطن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک

Marfat.com

بانظم وبااصول چیز ہے اس میں مریدین کے لئے بھی شرائط ہیں اور شیخ کے لئے بھی اصول وآداب ہیں جن کی رعایت کرنے کے بعد اس کو شریعت کا مغز اور دین کا لب لباب کہنا بجا ہے۔(انوار باری ۹/۲۹۲)

عام آدمی کے لئے تقلید ضروری ہے۔ایک جاہل اور عاصی آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماء کی تقلید کرے۔ایک عالم پر بھی ضروری ہے کہ خواص علماء کی تقلید کرے حضور ﷺ نے علم لغات وفتویٰ کو باطن کے ماتحت کیا اور اہل قلوب کو مفتیوں کی پابندی کرنے کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا اور فرمایا جو تیرے سینہ میں کھٹکے اسے چھوڑ دے چاہے تجھے فتویٰ دیں اور تجھے فتوی دیں۔(ق۔ب ۱/۵۹۹)

راہ ہدایت:

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی ہدایت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کو بالکل صحیح طور پر ماننا ممکن ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا مسئلہ عقل کی رسائی سے خارج ہے۔رسول برحق کی مشعل راہ کی ضرورت ہے جس کے بغیر جہالت، نفس پرستی، شکوک وشبہات، فطری قابلیت کا بگاڑ اور ذہنی وسوسوں سے نکلنا ممکن نہیں۔ایمان اور دوسری تمام عبادتوں کا حکم آزمائش کیلئے ہے۔اور تعمیل حکم میں خلوص کا ہی اعتبار ہے۔اور جبر کرنے میں نہ آزمائش رہتی ہے نہ خلوص۔کافر اگرچہ بکثرت دانشمند ہیں مگر ان کی عقل سلیم نہیں ہے اسلئے ایمان میں انکو بھلائی نظر نہیں آتی تو لامحالہ اکرہ کی ضرورت ان کیلئے باقی رہتی ہے۔

بادشاہت کے لئے حسب ونسب پر پہلے سے ہونا موقوف نہیں:

اللہ ہی جاننے والا ہے کہ بادشاہت کے لائق کون ہے۔بنی اسرائیل نے طالوت کے بادشاہ ہونے کو بہت بعید سمجھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرح بعید سمجھنے کو اس طرح ادا کیا کہ بادشاہت کے لئے حقیقی سبب تو اللہ کا دینا اور اس کا برگزیدہ کر لینا ہے۔اور یہ اس پر موقوف نہیں ہے کہ حسب ونسب وغیرہ کی رو سے پہلے ہی اس کی قابلیت رکھتا ہو اور دوسرے یہ کہ سلطنت کے قابل ہونے اور لوگوں کے امور کی اصلاح کرنے کا ظاہری سبب یہ ہے کہ علم ہو اور قوت بدنیہ کے ساتھ معلم کے موافق عمل کرنے کی قدرت بھی ہو نہ کہ مال کا زیادہ ہونا کیونکہ یہ تو آنے جانے والی چیز ہے اس کے ہونے اور نہ ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

Marfat.com

حالات کے خلاف احتجاج:

ہمارے بزرگ احتجاجی ذہنیت کے حامی نہ تھے اور بعض حالات میں احتجاج کامیابی کا ذریعہ نہیں بنتے۔ البتہ عملی تدبیریں اختیار کرنا سب کا فرض سمجھتے اور ضرورت کے مطابق اسباب کا استعمال بھی ضروری ہے اور درگزر سے کام نہ بنے اور عفو وآشتی سے گزارہ ناممکن ہو تو محض ضرورت کے مطابق مقابلہ کیا جائے اور گردو پیش کو ہر طرح محفوظ رکھا جائے۔ اِکّا دُکّا افراد کی مفسدہ پردازی کا اثر سارے گھرانے پر عائد نہ کیا جائے۔ کہ عقل ودُوراندیشی اور نہ وقتی احوال اس کے اجازت دینے والے اور نہ مذہب اس کو جائز رکھتا ہے اور اسلام ہر جگہ اور ہر ملک میں فقط عالی اور بلند ہو کر رہ سکتا ہے زیر اثر غیرے اور کفر اور فسق کا محکوم ہو کر نہیں رہ سکتا یہی اصل تعلیم اسلام ہے۔

محبت الٰہی ایک عجیب الخاصہ اکسیر ہے:

یہ محبت الٰہی ہی کا اثر ہے جو کبر ونخوت کو جس میں ہزاروں مہلک حشرات الارض چھپے ہوئے ہیں یکدم صاف کر دیتی ہے، خشوع ومسکنت کا بیج بوتی ہے ہمت بلند کرتی ہے، تواضع اور زہد کا سبق پڑھاتی ہے ، طاعت میں اخلاص پیدا کرتی اور رضا جوئی کا مشاہدہ کراتی ہے، فانی اور باقی کا فرق ظاہر کرتی ہے جس قلب کو اپنا گھونسلا بناتی ہے اس کے جسم کو انسانیت کے سانچہ میں ایسا ڈھال دیتی ہے کہ کسی عضو اور کسی حاسہ سے بھی کوئی کام خلاف انسانیت سرزد نہیں ہوسکتا کہ مومن محبت الٰہی سے خالی نہیں ہوسکتا اور جو اس سے خالی ہو اسے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے کہ کثرت ذکر اور اہل اللہ کی صحبت اس کے لئے ضروری ہے پھر ثمرات عجیب وغریب ہیں کہ محبوب کی طرف دل کھنچتا ہے اس کے پہلے ہی حملہ میں دنیا کی طلب جس کیلئے مرکھپ رہا تھا رخصت ہو جاتے ہیں۔

خشیت الٰہی: (خوف خدا)

خشیت الٰہی کا نتیجہ معرفت الٰہیہ ہے اور معرفت ثمرہ ہدایت ہے، لہذا خوف خدا نتیجہ ہدایت ہے، اخلاق واعمال کے نتائج اور ان کی اچھائی اور برائی عموماً عقل سے دریافت نہیں کی جاسکتی اگر بعض امور کا

Marfat.com

اچھا برا ہونا صرف عقل سے معلوم بھی ہو جاتا ہے تو وہ قابل اعتماد نہیں ہوتا تاوقتیکہ علام الغیوب پیغمبروں کے ذریعے سے اس کی اطلاع نہ دیدے۔ اچھے برے اعمال کی شناخت اور ان پر عمل اور شریف ورذیل اخلاق کی تمیز اپنی خواہش کو چھوڑ کر پیغمبروں کا اتباع کئے بغیر ناممکن ہے خواہش پرستی تو اتباع انبیاء کی ضد ہے۔ (مظہری ۱۲/۲۹۰)

علوم شرعیہ:

علوم شرعیہ حصول نجات اُخروی کے لئے بمنزلہ شرط اور رکن اعظم ہیں مگر اس کے ساتھ ہی جب تک قلب میں آخرت کا یقین اور اس کی لذتوں کے حاصل کرنے کا شوق نہ ہو اس وقت تک اس علم پر بطیب خاطر عمل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے، جو علم ظاہر کا مقصود ہے اور عمل ومجاہدہ امر اختیاری اور کسبی ہے کمانے یعنی کوشش کرنے سے حاصل ہونے والی چیز ہے مگر حب وانس اور ربط مع الشیخ امر غیر اختیاری ہے اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ جس کو جو کچھ بھی روحانی کمال نصیب ہوا وہ محض فضل خدا سے نصیب ہوا نہ کہ کسب سے مگر اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جو اس کے مقرر کردہ طریق پر چلتا ہے اور مجاہدہ وریاضت میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے وہ اسی کو روحانی کیفیات بخشتا اور اپنے قرب کا مزہ چکھاتا ہے ورنہ بندہ کی غفلت وبے پروائی جو کہ اس کا امر اختیاری ہے اس کی محرومیت کا سبب بن جاتی ہے۔ (تذکرہ ذیل) اور تزکیہ نفس کے لئے ذکر ضروری ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تزکیہ نفس کیلئے اسمِ ذات یا نفی اثبات کے ذکر کو معین کر دیا ہے اور فرمایا ہے بغیر تزکیہ نفس کے نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے تعلق نہ ہوگا تو پھر کسی شے کے فوت ہونے سے زیادہ قلق بھی نہ ہوگا۔

دنیوی حوادث نعمت عظمیٰ ہیں:

دنیا میں غمی اور خوشی اور انقلاب احوال لازم ہیں قدرت کے ہی تصرفات جو حوادث وواقعات کہلاتے ہیں انسان کے ضبط واستقلال کی کسوٹی اور مسلمان کے تعلق مع اللہ اور ایمان بالغیب کا امتحان بنتے ہیں، یہی حوادث اور محبوب چیزوں کا فراق قلب میں وہ شکستگی پیدا کرتا ہے جو نفس امارہ کی شوکت کو مضمحل اور

Marfat.com

عالم آخرت سے غفلت ونسیان کو زائل کرتا ہے، اس لئے یوں بھی یہ حوادث اور واقعات حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے کہ جو کیفیت محسنہ ہزاروں برس کے مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی وہ حوادث پر صبر اور تصرفات الٰہیہ پر رضاوتسلیم کے صلہ میں ایک لمحہ کے اندر نصیب ہو جاتی ہے۔ (تذکرہ خلیل)

انسان کی تخلیق کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے آدمی کو عبث اور مہمل نہیں پیدا کیا اور نہ اس کو بے نکیل چھوڑ دیا ہے کہ جو جی چاہے اور جس طرح چاہے زندگی گزارے انسان کی تخلیق کا مقصد وظائف بندگی کی ادیگی اور تحصیل فناء ونیستی ہے جو کہ حاصل معرفت ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا بھلائی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو جب تک تمہاری بات مانی جائے، اگر تمہاری بات لوٹادی جائے تو پھر (تنہا) اپنی (اصلاح کی) فکر کرو۔ (مظہری 4/79) بھلائی کی تبلیغ کرو اور برائی سے باز داشت کرو اور جب دلوں اور خیالات میں پھوٹ پڑ جائے اور فرقہ بندی ہو کر آپس میں گتھم گتھا ہو جاؤ اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگو اس وقت ہر شخص کو صرف اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ (مظہری 4/79) یعنی جب لوگ ہوا وہوس کے بندے ہو گئے ہیں، خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں دنیا کو دین پر ترجیح دی جارہی ہے اور ہر شخص خود رائے ہو گیا ہے، اپنے خیال میں مست ہے اور تم کو بھی کچھ کرنا ہی ہو (کچھ کرنے پر تم مجبور ہو) تو ایسے وقت میں صرف اپنے نفس کی اصلاح کی فکر کرو اور عوام کی فکر چھوڑ دو اور یہ امر یقینی ہے کہ تمہارے آگے کچھ مصائب کا زمانہ آئے گا، ان شدائد میں صبر رکھنا اتنا مشکل ہوگا جیسے انگاروں کو مٹھی میں دبانا اس وقت نیک عمل کرنے کا ثواب ان پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جنہوں نے اسی جیسی نیکی کی ہو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس شخص کا اجر ان میں سے ہی پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا۔ فرمایا تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر۔ (مظہری 4/80) اگر تم اللہ سے نہیں ڈرو گے اور اس کا حکم نہیں سنو گے تو اللہ کے دائرہ طاعت سے خارج ہو جاؤ گے اور دائرہ طاعت سے خارج ہونے والے لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں

Marfat.com

فرماتے۔(مظہری 4/85)حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر دس محرم کو عذاب آیا تھا اللہ تعالیٰ نے قوم کی توبہ قبول کرلی تھی۔(مظہری 5/546)سب انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت توبہ کرنے والے ہیں، جب کوئی شخص بیمار ہوجاتا ہے تو اُس کے لئے اُن اعمال کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے جو وہ صحت کے زمانہ کیا کرتا تھا۔(المفرد ص 343)اور اگر راحت چاہتے ہو تو اللہ کے سوا کسی سے توقع مت رکھو۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے اپنی مخلوق میں عجائبات:

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے بعض اجسام میں ایسی خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتی ہیں وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کر کے مشک بناتا ہے۔اگر اس نے اپنی قدرت سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے ابدان طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو بلکہ اس سے جو فضلات ان کے ابدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں تو کچھ جائے تعجب نہیں اہل جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد انکو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہوجائے گا اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے جو خصوصیت کہ اہل جنت کے اجسام کو وہاں حاصل ہوگی اگر حق تعالیٰ شانہٗ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاک اجسام کو وہ خاصیت دنیا ہی میں عطا کردیں تو بجا ہے اور احادیث میں اس کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں بس بھائی خصوصیات انبیاء معجزات اور خارق عادت دعوائے رسالت و نبوت کے ساتھ حق ہے اور کرامت اولیاء اللہ حق ہے اور جو شخص اپنی فاسد رائے اور کھوٹی عقل کے ذریعہ کتاب و سنت سے ٹکراؤ اور مقابلہ کرے وہ گمراہ اور مبتدع ہے۔(آپ کے مسائل ان کا حل ۳۱۰/۷)

نصیحت:

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو فرمایا لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور اس کے سوا سب فناء ہوجائیں گے جو اپنے

Marfat.com

اطاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (سنو) جو شخص تباہ کار ہو جائے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہوگا یعنی احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کر کے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کر دے اس ضلالت (گمراہی) کے ارتکاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی) سے ہدایت سمجھا نہ اس امر حق کے ترک کر دینے میں (وہ معذور سمجھا جائے گا) جس کو اس نے (اپنی جہالت) سے ضلالت سمجھا اور جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا تو وہ ان امور میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ (ازالۃ الخفاء ۱/۲۲۶)

صدقہ:

اپنے تفکرات اور غموں کی تلافی صدقہ سے کیا کرو۔ صدقہ اللہ جل شانہٗ کے غصہ کو دور کرتا ہے اور بُری موت کو ہٹاتا ہے، صدقہ مرنے کے وقت شیطان کے وسوسہ سے محفوظ رکھتا ہے (مشکوٰۃ شریف) ہر خوبی دوسری خوبی کو کھینچتی ہے ایسے ہی ہر عیب دوسرے عیب کو کھینچتا ہے اور جنت میں چال باز، دھوکہ باز، بخیل اور صدقہ کر کے احسان رکھنے والا داخل نہ ہوگا۔ خزانہ کی طرح محفوظ رکھنے کی چیز نیک بیوی ہے۔ جس کو دیکھ کر جی راضی ہو جائے جب اس کو حکم کیا جائے فوراً اطاعت کرے اور خاوند کی غیر حاضری میں اس کے مال کی حفاظت کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر عالم کے پاس مت بیٹھو بلکہ اس عالم کے پاس بیٹھو کہ پانچ امور سے دوسرے پانچ چیزوں کی طرف بلاوے اول شک سے یقین کی جانب۔ دوم ریا سے اخلاص کی طرف۔ سوم دنیا کی خواہش سے زہد کی طرف۔ چہارم کبر سے تواضع کی جانب۔ پنجم عداوت سے خیر خواہی کی طرف۔ بہترین مال جو خزانہ کے طور پر جمع کر کے رکھنا چاہیے۔

1۔ اللہ کا ذکر کرنے والی زبان۔

2۔ اللہ کا شکر کرنے والا دل۔

3۔ نیک بیوی جو آخرت کے کاموں میں مدد دیتی ہو۔ (الحدیث)

Marfat.com

سالک کے لئے ترتیب کار:

پہلے ذکر بڑھاتے ہیں پھر مراقبہ کی طرف چلتے ہیں اور ذکر گھٹاتے ہیں پھر نوافل، تلاوت قرآن پاک جس میں طبیعت زیادہ لگے چلاتے ہیں اور ذکر میں تصور یوں ہو کہ قلب سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے پھر چند روز کے بعد سارے جسم سے اس میں حواس ستہ بھی آ جاتے ہیں تا کہ یکسوئی پیدا ہو۔

بزرگان سلسلہ کی ارواح پاک پر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرتے رہنے سے منجانب اللہ تعالیٰ نسبت باطنی میں تقویت ہوتی ہے۔

یقین سیکھو (الحدیث) یعنی اہل یقین کے ساتھ مجالست کرو اور ان سے علم یقین سیکھو۔ (ق ب ج ا)

کوئی حملہ بھی طوفاں کا ڈبو سکتا نہیں اس کو مہیا جو نئے ساحل پہ ہر موج رواں کرے

(مولانا سرفراز صفدر)

حضرت مالک بن انسؒ نے فرمایا سوال کرنے سے پہلے کلام کرنا علم کو ذلیل کرنا ہے، ہر سوال کا جواب دینا علم کو ذلیل کرتا ہے، ایمان برہنہ ہے اس کا لباس تقویٰ ہے اس کی زینت حیاء ہے اور اس کا پھل علم ہے۔ حضرت ضحاک بن مزاحمؒ فرماتے ہیں میں نے اسلاف کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے سے تقوی و پرہیزگاری سیکھتے تھے مگر آج کے لوگ صرف کلام سیکھتے ہیں۔ (ق ب ۱/۵۲۱)

بریلوی حضرات کا طرز عمل:

ہمارے بریلوی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر حضرات کے رفع درجات کے لئے تجویز فرما رکھا ہے اس لئے ان حضرات کے طرز عمل سے نہ ہمارے اکابر کا نقصان ہے نہ سوائے اذیت کے ہمارا کچھ بگڑتا ہے۔ بریلوی بھائیوں کو مشورہ ہمارے اکابر حضرات خیر خواہی کے طور پر دے چکے کہ آپ دیوبندیوں کی ضد میں اپنے لئے یہ خطرات نہ سمیٹیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ''مردوں کو بُرا بھلا نہ کہو'' کیونکہ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا اُسی کو پا چکے ہیں آپ حضرات اس حدیث شریف کی مخالفت کرتے ہو۔ اگر بحث و تکرار ہی کا شوق ہے تو اس کے لئے بیسیوں موضوع دستیاب ہیں۔

Marfat.com

غیر مقلدین سے اختلاف:

اختلاف کے بارے میں ایک بات کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا وہ یہ کہ ہمارے بعض سادہ لوح عوام کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ غیر مقلدین جن مسائل میں احناف کرام سے اختلاف کرتے ہیں یہ وہی مسائل تو ہیں جن میں بعض دوسرے ائمہ مجتہدین بھی اختلاف کرتے ہیں تو اس گروہ کی (یعنی غیر مقلدین کی) بھلا اس شدت سے تردید کی کیا وجہ ہے تو جوابا عرض ہے کہ اختلاف جب اجتہاد کے سایہ میں آتا ہے تو اختلاف بھی کہلاتا ہے اور اس کا نتیجہ بھی رحمت ہوتا ہے اور اگر یہ کارنامہ غیر مجتہد سرانجام دے اور ہو بھی بدظنی و بدزبانی سے سرشار تو یقیناً اس کو عناد کہا جائے گا جس کا نتیجہ تفریق ہوتا ہے بھلا کون نہیں جانتا کہ باضابطہ ڈاکٹری پڑھنے اور سیکھنے کے بعد اگر علاج میں غلطی بھی ہو جائے تو وہ درگزر کے قابل ہوتی ہے اور اگر ڈاکٹری کی چند کتابیں دیکھ کر کوئی شخص علاج شروع کر دے تو وہ قانونی طور پر مجرم ہوگا سو اس بات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد واضح ہو گیا کہ غیر مقلدین کے ساتھ ہمارے اختلاف کی وہ حیثیت ہرگز نہیں جو حضرات مجتہدین کے باہمی اختلاف کی ہوتی ہے ان لوگوں کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف تقلید اور عدم تقلید کا ہے ان لوگوں کو مسائل و احکام میں اختلاف کا حق دے کر تفریق بین المسلمین کی بھلا کیسے اجازت دی جا سکتی ہے اور گزشتہ دور میں بعض باادب مخلصین جو اپنی نسبت اس جماعت کی طرف کرتے تھے معذور ہی ہوں گے۔ (الخیر ص ۲۵۵)

ترک رفع یدین:

حضرت قیس بن ابی حازم اور ابو عثمان نہدیؒ کے بارے حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں ان سے زیادہ افضل تابعی نہیں ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ تابعین میں سے قیس بن ابی حازمؒ کے سوا کسی نے عشرہ مبشرہ کی زیارت نہیں کی صرف وہی ایک سب سے بڑے خوش قسمت تابعی تھے اور یہی قیس ترک رفع یدین کی روایت کرتے تھے۔ اور حنفیہ یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرتے کہ رفع یدین سنت نہیں ہے بلکہ حنفیہ دونوں کو سنت نبویہ مانتے ہیں اور اختلاف صرف فضیلت میں ہے اور مخالفین حنفیہ کا یہ جذبہ اور خواہش صحیح نہیں

Marfat.com

کہ ان کے سوا دوسروں کو جنت میں جگہ نہ ملے گی مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علقمہؒ، حضرت ابن عباسؓ اور افضل تابعین حضرت قیسؒ بن ابی حازم ان سب سے عدم رفع یدین نقل کیا ہے یہ حضرات صرف تکبیر اولی پر رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد رکوع وغیرہ کے وقت نہ کرتے تھے۔ (انوار باری شرح بخاری)

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ کی محبت میں غرق تھے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام بہت تھے مگر آپ جس کسی کو عبادت الٰہی کرتے، نماز اچھی طرح پڑھتے ہوئے دیکھتے اسے آزاد کر دیتے تھے۔ جب آپؓ کی عادت یہ مشہور ہوئی تب ایسا ہونے لگا کہ جو کوئی غلام آپ کی قید غلامی سے آزاد ہونا چاہتا تھا وہ آپؓ کے سامنے کھڑا ہو کر نماز بہت درست کر کے پڑھنے لگتا تھا ایک دو مرتبہ آپؓ اس غلام کو ایسی نماز پڑھتے دیکھتے فوراً آزاد کر دیتے اور فرماتے کہ ایک شخص سے دو کی اطاعت پورے طور سے نہیں ہو سکتی اس لئے جاؤ عبادت الٰہی بجالاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔ پھر تو آپ کے غلام اس طرح مصنوعی نمازیں پڑھ کر آزاد ہونے لگے تب آپ کے دوستوں نے کہا کہ یا حضرت یہ غلام آپ کو دھوکہ دیتے ہیں آپ کے دکھانے کیلئے ایسی نمازیں پڑھتے ہیں تا کہ آپ انہیں آزاد کر دیں، درحقیقت یہ ایسے باخدا نہیں ہوتے، یہ بات سن کر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں اپنے خدا کا عاشق اور محبؔ ہی کیا ہوا جو اس کے نام سے دھوکہ نہ کھایا میرے سامنے جو کوئی میرے محبوب کا نام جھوٹوں بھی لے گا میں اسے سچا ہی جانوں گا ورنہ پھر محبت ہی کیا ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ جب صحابہ کرامؓ کی لڑائی شام کے عیسائیوں سے ہوئی تو کسی جنگ میں اسی 80 نفر صحابیؓ معہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے گرفتار ہوئے مسلمانوں کو ابن حذافہ کی گرفتاری کا سخت افسوس ہوا، حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ ہرقل کو نامہ لکھا اس خط میں اللہ کی تعریف اور عظمت کے بعد کچھ تفصیل دنیا اور آخرت کے بعد فرمایا یہ خط ایک اللہ کے بندے کی طرف سے ہے جس کا لقب امیر المومنین ہے جس کا نام عمر بن خطاب ہے، اے

Marfat.com

بادشاہ روم شاہ ہرقل جس وقت میرا خط تیرے تک پہنچے پس فوراً عبداللہ ابن حذافہ کو جو تیرے پاس قید ہے چھوڑ دے اگر تو ایسا کریگا تو تیرے لئے بہترین ہوگا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو دیکھ میں نہایت ایک لشکر تیرے لئے بھیجتا ہوں جس لشکر کے سپاہیوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ ایسے باخدا اور ذاکر بندے ہونگے کہ کسی وقت گھر میں یا بازار میں تجارت کرتے سودا خریدتے کھیلتے کودتے ذکر الٰہی اور نماز کے پڑھنے سے غافل نہ رہتے ہوں گے، جب یہ نامہ شاہ ہرقل کے پاس پہنچا تب اس نے اپنے دربار میں ان قیدیوں کو معہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے طلب کیا اور پوچھا اے ابن حذافہ تمہارا نبی عربی سے یا امیر المومنین سے کیا رشتہ ہے کہا کہ کوئی قریب کا رشتہ نہیں ہے، سوائے لَاالٰہَ اِلَّااللہ محمّد رسولُ اللہ کے یہ سن کر ہرقل خاموش ہو رہا پھر طمع دے کر شاہ ہرقل نے کہا کہ اے عبداللہ اگر تو قبول کرے ہمارا دین اور ہو جائے عیسائی تو ہم اپنے کسی بڑے گھرانے کی لڑکی تیرے ساتھ بیاہ دیں گے اور بڑا عہدہ تجھے دیں گے فرمایا عبداللہؓ نے کہ میں ہرگز دین محمد ﷺ کو نہ چھوڑوں گا وجہ اس کی یہ تھی کہ ایمان کا ذائقہ جب دل کی تہہ میں اتر جاتا ہے پھر کسی طرح وہ دور نہیں ہوسکتا کیونکہ حضور علیہ السلام کی تعلیم یہ ہے کہ اے مسلمانو تم ہرگز اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا خواہ تم قتل کئے جاؤ یا آگ میں جلا دیے جاؤ، جب حضرت عبداللہؓ نے شادی سے، مال سے اور بہت سے غلاموں سے جن کا شاہ ہرقل نے وعدہ کیا اور بہت سے قیمتی ہار جواہرات لینے سے انکار کیا اور ہرقل نے کہا اگر تو عیسائی مذہب قبول کرلے تو ان سب چیزوں کے ساتھ بڑا عہدہ بھی دیا جائے گا فرمایا حضرت عبداللہؓ نے کہ اے بادشاہ اگر دے ڈالے تو اپنا سارا مال اور ملک تو بھی میں اسلام کو نہ چھوڑوں گا جب دیکھا ہرقل نے کہ لالچ دینے سے کام نہیں چلتا پھر ڈرایا کہ عبداللہ اگر تو نے ہمارا دین قبول نہ کیا تو میں تجھے بری طرح قتل کروں گا فرمایا اے ہرقل جو کچھ تیرا جی چاہے کر اگر تو میری بوٹی بوٹی الگ کرے گا میرے جسم کا قیمہ کردے گا تو بھی میں کسی طرح اسلام کو نہ چھوڑوں گا پھر شاہ ہرقل نے کہا صرف صلیب کو سجدہ کرلے تو ہم تجھے رہا کردیں گے حضرت عبداللہؓ نے انکار کیا، شاہ ہرقل نے حکم دیا کہ اس شخص کو قید خانہ میں تنہا قید کرو اور اس کے پاس شراب اور خنزیر کے کباب رکھ دو سوائے اس کے اور کچھ کھانے کو نہ دو بھوکا مر کر خود کھائے گا تین روز تک برابر ایک

Marfat.com

مکان میں حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو قید رکھا، چوتھے دن پھر دربار میں طلب کیا اور قید خانے کے محافظوں سے پوچھا کہ اس نے کچھ کھایا پیا محافظ نے کہا کہ وہ سب کچھ اسی طرح رکھا ہے اس نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، ہرقل نے کہا کہ اے عبداللہ تو نے انہیں کیوں نہیں استعمال کیا فرمایا محض اللہ کے خوف سے۔ واہ رے حکم کا ماننا اسے کہتے ہیں ہرقل نے کہا تین روز کے بعد یہ حرام چیزیں تمہارے لئے تمہارے مذہب میں حلال ہوتی ہیں فرمایا کیا وہ کام کروں جس میں ایک کافر کی خوشی ہو جائے ہرگز نہیں ہرقل نے کہا عیسائی ہو جاؤ ورنہ میں تم کو جلتے تیل میں ڈال کر جلا دوں گا حضرت حذافہؓ نے انکار کیا بادشاہ نے تیل گرم کرایا اور ایک دوسرے مسلمان قیدی کو بلا کر کہا کہ عیسائی ہو جاؤ جب اس نے انکار کیا تو اس کو جلتے تیل میں ڈال کر جلا دیا وہ بیچارہ جل گیا اور سوائے ہڈیوں کے باقی کچھ نہ رہا۔ پھر عبداللہ بن حذافہؓ کو خطاب کیا کہ دیکھو تم عیسائی ہو جاؤ ورنہ تم کو بھی اسی طرح جلا دوں گا حضرت عبداللہؓ نے انکار کیا بادشاہ ناراض ہوا اور حکم دیا کہ جاؤ اس کو بھی اسی تیل میں ڈال کر جلا دو، سپاہی آپ کو پکڑ کر جلانے کو لے چلے کچھ دور جا کر حضرت عبداللہ رونے لگے لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ قیدی روتا ہے حکم دیا کہ اچھا اسے واپس پھیر لاؤ جب آپ شاہ ہرقل کے پاس واپس آئے تو فرمایا کہ اے بادشاہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم جو جلاتے ہو تو اس خوف سے میں روتا ہوں یہ نہیں بلکہ رونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ معاملہ راہ خدا میں جو میرے ساتھ کیا جاتا ہے خدا کی ذات کے واسطے بہت قلیل تحفہ ہے کاش میرے ہر بال کی گنتی کے برابر مجھے ہزاروں لاکھوں جانیں ملتیں پھر راہ خدا میں ہر ایک جان کو اسی طرح جلاتا تب شاید کچھ کام رضائے الٰہی کے قابل ہوتا یہ سن کر بادشاہ کو تعجب ہوا اس کے بعد بادشاہ ہرقل نے پھر کہا اے عبداللہ بن حذافہؓ عیسائی ہو جا اپنی دختر سے تیری شادی کر دوں گا اور اپنا ملک تجھے بانٹ دوں گا حضرت عبداللہؓ نے انکار کیا جب بادشاہ ہرقل مایوس ہوا تب کہا کہ اے عبداللہؓ میرے ماتھے کو بوسہ دے میں تجھے چھوڑ دوں گا فرمایا یہ بھی منظور نہ کروں گا پھر ہرقل نے کہا کہ اچھا میرے ماتھے کو بوسہ دیدے میں تجھے اور تیرے ساتھ والے جو اسی مسلمان قید ہیں ان سب کو رہا کر دوں گا یہ سن کر حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اچھا مجھے منظور ہے بادشاہ کے ماتھے کو بوسہ دیا جیسے اہل عرب کی عادت تھی کہ ملاقات

Marfat.com

کے وقت اپنے دوست کے ہاتھ یا ماتھے کو بوسہ دیا کرتے تھے شاہ ہرقل نے حضرت عبداللہؓ بن حذافہؓ کو مع اسی مسلمان قیدیوں کے رہا کیا اور بہت کچھ سامان دے کر رخصت کیا۔ آج ہمارے لئے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کیلئے ذرا غور کرنے کی جگہ ہے کہ اپنی جان رہا کرانے کیلئے آپ نے بوسہ دینا قبول نہ فرمایا مگر مسلمانوں کی جان بچانے کے لئے ایک مکروہ فعل کو بھی منظور کر لیا۔ بھائی حضرت عبداللہؓ بن حذافہؓ کے پاس تو عذر ہے کہ یا اللہ اے میرے مولیٰ اپنی جان بچانے کے لئے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ اسی ۸۰ مسلمان تیرے نبی علیہ السلام کے صحابیوں کی جان قتل ہونے سے بچانے کے لئے ایسا کیا تھا۔ حضرت عبداللہؓ کیلئے تو بڑا کامل عذر قیامت کے دن موجود ہوگا مگر ہمارے اور آپ کیلئے کیا عذر ہے جو رات دن کفار کی ناجائز اطاعت، کفار کی عادتوں کی پابندی، کفار سے خلط ملط رہنا نہایت خوشی سے غیر مذہبوں سے مصافحہ کرنا پھر اس کو اپنی عزت کا باعث سمجھنا ایسے شخصوں کی نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے ذَالِکَ مَعَاذَاللّٰہ مِنْ۔

رضائے الٰہی کا نام جنت ہے:

رابعہ بصریہؒ جا رہی تھیں۔ راستہ میں ایک واعظ صاحب جنت کا تذکرہ بہت مبالغہ سے فرما رہے تھے، رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ میاں جنت کا ذکر بعد میں کرنا پہلے جنت کے مالک کو رضامند کرلو دیکھو اس کی رضا کا نام جنت ہے اور اس کے غضب کا انجام دوزخ ہے، کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں آباد تھے مگر جب خدا کو ناراض کیا جنت سے نکالے گئے اور دنیا کے عذاب میں ڈالے گئے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب مولائے حقیقی کو راضی کیا تب ان کیلئے آگ بھی گلزار بنائی گئی۔

نسیان آخرت وحب دنیا کا علاج:

چونکہ تکمیل ایمان کی اعمال صالحہ واخلاق فاضلہ سے ہوتی ہے اور تحصیل ان اعمال واخلاق کی بوجہ نسیان آخرت وحب دنیا کے دشوار ہو رہی ہے اس لئے اس مرض کا علاج حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ تم موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اس سے سب کام بن جاتے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی یاد کو اپنا اصلی مقصود بنالو یعنی اصلی کام بنالو اور باقی سب کاموں کو تابع بناؤ۔

Marfat.com

طریق سلوک:

ایک یہ ہے کہ ہر مرض باطنی کا جدا جدا علاج کیا جاوے اور دوسرے یہ کہ ذکر و شغل سے یا جس طرح شیخ کامل تجویز کرے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت قلب میں پیدا کی جاوے جب محبت کا غلبہ ہوگا اپنی ہستی وخودی مضمحل ہونا شروع ہوگی اور سب اخلاق ذمیمہ کہ اس خودی و دعویٰ ہستی سے پیدا ہوتے ہیں زائل ہو جاویں گے اس کو طریق جذب کہتے ہیں اور طریق اول یعنی طریق سلوک کے ذریعے تربیت گو بے خطر ہے مگر طویل ہے اور طریق ثانی یعنی طریق جذب گو خطرناک ہے مگر قریب ہے اور ہر شیخ کا مذاق مختلف ہوتا ہے۔

ذکر جہر مشروط ہے:

ذکر اتنے جہر سے ہرگز نہ کرنا چاہیے جس میں اپنے اوپر تعب ہو یا دوسروں کو اذیت ہو۔

ذکر نفی اثبات:

اس طرح کیا جاوے کہ لا الٰہ کے ساتھ تصور کیا جاوے کہ میں نے سب غیر اللہ کو قلب سے نکال دیا اور الا اللہ کے ساتھ خیال کیا جاوے کہ میں نے محبت الٰہی کو قلب میں جما لیا یہ ذکر قوت اور ضرب کے ساتھ ہو۔ اور ذکر کے ساتھ فکر و احتضار قلب ضروری ہے اور ذکر میں تمام تر منافع اسی کے ثمرات ہیں جس کا اصل نفع وہ ہے جو قرآن مجید میں موعود ہے "فاذکرونی اذکرکم"۔ (التکشف ص ۳۰)

پیر سے محبت کامل ہو تو ظاہری دوری مانع فیض نہیں:

گو میرا جسم بظاہر بعید ہے مگر میری جان اہل محبت سے دور نہیں یعنی جان اور باطن کے اعتبار سے میں تم سے قریب ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیر سے محبت کامل ہو تو ظاہری دوری مانع فیض نہیں۔ حدیث شریف من احب: اس کی موید ہے یہی محبت معیت روحانی ہے مگر یہ اس شخص کے لئے ہے جس کی تعلیم کی حاجت نہ رہی ہو صرف تقویت نسبت میں مشغول ہو ورنہ عام مریدین کو قرب جسمانی کے بغیر کام نہیں چلتا۔ البتہ ثواب و برکت ضرور ہے۔

Marfat.com

اپنے شیخ کو سب سے افضل جاننا:

اس کی تفسیر یہ ہے کہ یوں اعتقاد کرے اور یقین کے ساتھ سمجھے کہ زندہ بزرگوں میں میری تلاش و جستجو سے اس سے زیادہ مجھ کو نفع پہنچانے والا ملنے کی امید نہیں اور یہ اعتقاد ضروری ہے کیونکہ بدوں اس کے سمجھے ہوئے قلب کو یکسوئی نہیں ہوتی اور یکسوئی کے بغیر کسی کام میں نفع ڈانواڈول رہتا ہے جیسے ذکر و شغل کا حال ہے۔

تکبر نہیں ہے:

زید کہتا ہے''انا خیر منه'' مطلقاً تکبر نہیں ہے نمازی کو اس نیت سے اپنے کو بہتر سمجھنا اور بے نمازی پر ترجیح دینا کہ یہ نماز کی توفیق نعمت خداوندی ہے جو مجھے دی گئی ہے اور اس شخص سے روکی گئی ہے محمود ہے بلکہ مقصود ہے غرض کسی نعمت پر نعمت من اللہ سمجھ کر اپنا اس شخص سے بہتر سمجھنا جو اس نعمت سے محروم ہے تکبر نہیں ہے۔ (التکشف ص ۳۲)

دل کی بات بتانا یہ علم غیب نہیں بلکہ کشف ہے:

اپنے شیخ سے محبت و عقیدت اگر نہیں ہے تو بہتر ہے علیحدہ ہو جائے کیونکہ ایسے شخص کو فیوض و برکات نہیں حاصل ہو سکتی کیونکہ اہل اللہ حضرات کے برکات کا حاصل ہونا عقیدت پر موقوف ہے اور عشق میں گو وہ مجازی ہو یہ خاصیت ہے کہ اس سے قلب میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں باقی تعلقات قلب سے دفع ہو جاتے ہیں اور خیال میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے اب صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہے کہ اس تعلق کو حق تعالیٰ کی طرف پھیر دیا جائے تو بہت آسانی سے قلب خالی ہو جاتا ہے مثال کے طور پر گھر میں جھاڑو دیکر تمام خس و خاشاک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں پھر کسی ٹوکری میں اٹھا کر باہر ایک دم سے پھینک دیتے ہیں کہ اگر ایک ایک تنکا گھر سے اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا جاوے مدت طویل صرف ہو اور پھر بھی اس قدر صفائی نہ ہو۔

Marfat.com

سالک کے لئے ادب کی اہمیت

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے اکابر میں سے ہیں یہ سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت خواجہ صابر کلیریؒ سے گزرتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے حضرت کا واقعہ نقل ہے کہ اپنے مرشد کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لے جاتے، یعنی (حضرت صابر کلیریؒ کے مزار پر) تو کلیری شریف سے پانچ چھ میل دور ہی اپنے جوتے اٹھا کے بغل میں داب لیتے پانچ میل ننگے پاؤں طے کرتے تھے یہ کیا چیز تھی مشائخ طریقت کا ادب یہ حضرات حج کے لئے گئے آج کل تو موٹر کی سواریاں ہیں اس زمانہ میں اونٹ کی سواریاں ہوتی تھیں مکہ سے گیارہویں دن مدینے شریف پہنچتے تھے یہ قافلہ جب بیر علی پر پہنچا تو حرم شریف کے منارے نظر پڑے تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سواری سے ایک دم اچھل کر نیچے کودے اور ننگے پیر چلنا شروع کیا حالانکہ وہاں کی کنکریاں ایسی نوکیلی ہیں کہ ایسی چبھتی ہیں جیسے سوئیاں چبھتی ہیں ہر ایک کا بس نہیں کہ وہاں چل سکے حضرت کی دیکھا دیکھی سینکڑوں آدمی نیچے کود گئے کہ ہم بھی پیدل چلیں گے حضرت مولانا گنگوہیؒ بھی اسی قافلہ میں موجود تھے فرمایا یہ بے وقوفی نہیں تو کیا ہے ان پر تو محبت نبوی علیہ السلام کا حال غالب ہے انہیں نہ کانٹوں کی پرواہ نہ چبھن کی پرواہ یہ لوگ ان کی نقل اتار رہے ہیں یہ کہاں تک چلے گی چنانچہ کوئی سو قدم کوئی ڈیڑھ سو قدم چلا پھر اونٹ پر بیٹھ گیا اور حضرت مولانا محبت نبویؐ میں غرق اسی حالت میں پیر لہولہان ہو گئے اور انہیں کچھ پتہ نہیں وہ جا رہے ہیں اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ جو اس جماعت کے شیخ طریقت ہیں۔ ہندوستان سے انگریزوں کے اقتدار کے بعد مکہ مکرمہ میں ہجرت فرمائی لوگوں نے دیکھا کہ سیاہ جوتا نہیں پہنتے تھے سرخ یا زرد رنگ کا پہنتے لوگوں نے پوچھا فرمایا ادب کے خلاف ہے کہ بیت اللہ کے غلاف کا رنگ میں پیروں میں ڈالوں، شرعاً سیاہ جوتا پہننا ممنوع نہیں مگر ادب غالب ہوتا ہے، اللہ والے عارف حضرات قانون سے آگے بڑھ کر عمل کرتے ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ادب میں قانون سے آگے بڑھ کر عمل کرنا یہ خود قانون نہیں

Marfat.com

ہے یہ ایک شخص کا حال ہے اگر وہ حال آپ میں پیدا ہو جائے آپ یہ کام ضرور کریں گے لیکن اگر نقالی کریں گے پھر پیغمبر علیہ السلام کی نقل اصل ہے لوگوں کی نقل اصل نہیں اس لئے اگر نقل کرنی ہی ہو تو شریعت کی نقل کرو ہاں طریقت کے اوراد جو بتائے گئے ہوں ان میں لگا ہوا کوئی حال تک پہنچ جائے اس کے لئے مبارک ہو پھر وہ اس حال کے مطابق عمل کرے اور دنیا بالطبع انسان کو مرغوب ہے کیونکہ نفس کی ساری راحتیں اس میں حاصل ہوتی ہیں پھر مرغوب چیز کا چھوڑنا مشکل کام ہے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو دنیا کے ترک کرنے کا ارشاد فرمایا ہے پھر اس کا بدل اس طرح فرمایا جس نے حضور رب العزت کے سامنے جانے سے خوف کیا اور اس نے اپنے نفس کو بیجا خواہش سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے اور پھر عام مسلمانوں کا ترک دنیا جنت کے خیال سے ہوتا ہے اور خاصان خدا کا دنیا چھوڑنا رضائے مولیٰ کے لئے ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک کر دے گی اسی طرح یعنی بد بخت کی صحبت تم کو بد بخت بنا دے گی اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ ہر جنس کا میلان اپنی جنس کی طرف ہوتا ہے اور اگر جلیس صالح میسر نہ ہو اور اہل اللہ کی صحبت ہاتھ نہ آئے تو خدا کے واسطے بُری صحبت اور ناجنس یعنی کفار وفساق کی صحبت تو چھوڑ دو۔

تا توانی دور شو از یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

جب تک تم سے ہو سکے یارِ بد سے علیحدہ رہو
اس لئے کہ یارِ بد بُرے سانپ سے بھی بد تر ہے

مار بد تنہا ہمیں بر جان زند
یار بد برجانِ و بر ایماں زند

بُرا سانپ تو صرف جان ہی پر حملہ کرتا اور یار بد جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے

Marfat.com

پردہ غیرت:

ارے یہ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا ہے
یہ سارے عیش ہیں فانی یہ سارے لطف ہیں آنی
نہ گلچھرے اڑا کھایا پیا نکلے گا سب تیرا
یہ ہے جینے میں جینا ایسے جینے سے تو موت اچھی
وہ کوئی زندگی میں زندگی ہے جو ہو عصیانی
نہ عیش جاوداں کی فکر ہو عیش دو روزہ میں
بھلا اس سے بھی بڑھ کر کوئی ہو سکتی ہے نادانی
کہ دنیا کی مذمت سے ہیں پُر آیات قرآنی
ترقی کی ہوس سے چھا گئی آنکھوں میں جب چربی
ورم کو فربہی سمجھا فربہی از راہ نادانی
ترقی کہہ نہ اس کو دین کا جس میں تنزل ہو
وہ ہے سولی پہ چڑھنا روح کی کرنا ہے قربانی
ارے پھولا ہوا مردہ کہ زندہ ناتواں اچھا
میرا افلاس بہتر یا تیری فرعون سامانی

(عزیز الحسن مجذوبؒ)

معرفت الٰہی تمام علوم کا سرچشمہ ہے:

امام فخر الدین رازیؒ جب اپنے آبائی علاقہ ہرات میں عرصہ دراز تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کے بعد تشریف لائے تو سب لوگ زیارت کے لئے اور ملنے کے لئے تشریف لائے لیکن حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ جو ہرات میں اونچے درجے کے اولیاء اللہ میں سے تھے تشریف نہ لائے، ایک دعوت میں یہ دونوں

Marfat.com

حضرات جمع ہو گئے تو امام رازیؒ نے شیخ کو سوال کیا کہ سب لوگ مجھے ملنے کے لئے آئے آپ نہیں آئے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ نے فرمایا میں ایک فقیر آدمی ہوں نہ میری ملاقات سے کسی کو کوئی عزت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ دور رہنے سے کسی میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے، حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا یہ تو حضرات صوفیاء کا جواب ہے جو عین ادب کے موافق ہے آپ اب اصل بات بتائیں امام رازیؒ کو شیخ نے فرمایا آپ کا سرمایہ فخر علم ہے لیکن خدا کی معرفت تمام علوم کا سر چشمہ ہے ذرا مجھے یہ بتایئے کہ آپ نے اللہ کو کیسے پہچانا امام نے جواب دیا سو دلیلوں سے شیخ نے فرمایا دلیل کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں پہلے سے کچھ شک ہو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یقین کا ایسا نور عطا فرمایا ہے کہ شک پاس نہیں پھٹک سکتا اس لئے مجھے دلیل کی ضرورت نہیں امام رازیؒ شیخ کے گرویدہ ہو گئے اور آخر بیعت ہو گئے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر:

مفسرین حضرات نے کہا ہے کہ شکر سے مراد طاعت حق ہے اور شکر قلب زبان، اعضاء سب سے ہوتا ہے اور نعمت کا شکر اس کا ذکر کرنا ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم حقیقی کی رضا میں صرف کیا جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ میرے بندہ کو شکر اتنا ہی کافی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ جو نعمت ہے وہ میرے اللہ ہی کی طرف سے ہے، حضرت داؤد علیہ السلام اپنی مناجات میں عرض کیا کرتے تھے کہ پاکی اس ذات کے لئے جس نے بندہ کے شکر سے عاجز ہونے کے اقرار کو شکر قرار دیا۔

آدمی کی آزمائش:

اللہ رب العزت کی طرف سے آدمی کی آزمائش کبھی تو شدت عذاب سے ہوتی ہے، اس وقت امتحان ہوتا ہے کہ آیا صبر کرتے ہیں یا نہیں اور کبھی نعمت و فراخی سے ہوتی ہے اس وقت یہ جانچ ہوتی ہے کہ آیا شکر کرتے ہیں یا نہیں، چنانچہ حق تعالیٰ ایک مقام پر فرماتے ہیں ترجمہ: اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزماتے ہیں اس لئے کشائش میں شکر اور تنگی میں صبر واجب ہے اور بعض آدمی کی طاعت بھی

Marfat.com

معصیت سے خالی نہیں۔تو خود معصیت خالص تو کیسی کچھ ہوگی اور جب کوئی تم میں سے مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور عمر خیر ہی کو بڑھاتی ہے (عمر بُری چیز نہیں کچھ نہ کچھ اس میں مومن خیر ہی کرے گا) اے اللہ جب آپ لوگوں میں فتنہ ڈالنا چاہیں تو مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ کر اپنے پاس بُلا لیجیو اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو اور دلیل کے موجود ہوتے ہوئے صاحب دلیل کی مخالفت کرنے والا ہو اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ رائے پوری فرماتے یہ عملیات اور کرامات تو محض تماشے ہیں یہ فقیری کچھ اور ہی ہے اور گاہے ایسا ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب سے بندے کے لئے مدح و ثناء پھیلا دی جاتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی مچھر کے پَر جتنی بھی قدر نہیں ہوتی (فق ۱/۵۴۳) اور افضل اعمال میں سے یہ ہے کہ محرمات سے بچنا اور تیرا منہ ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے۔

تقدیر و تدبیر کا جمع کرنا:

جدید تعلیم یافتہ کے لئے عموماً تقدیر و تدبیر دونوں ملا کر یا جمع کرنا دشوار ہو رہا ہے توکل کو بیکاری سکھلانے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے اور دوسروں پر اپنا بار ڈال کر خود اپاہج و معطل بننے کا مرادف سمجھا جاتا ہے، فلسفہ اور سائنس کے دلدادہ اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان بیچاروں کو حقیقت شناس بصیرت سے ان کا حصہ ہی نہیں ملا اس حقیقت کو اسلام نے روشن کر دیا اور بتلا دیا کہ تقدیر و تدبیر دونوں بخوبی جمع ہو سکتی ہیں اس کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ تقدیر و تدبیر کا انکشاف عقل و استدلال سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے کہ عقل کی اس بلند پرواز فطرت کو سب سے پہلے اس مرحلہ کو طے کرنا ہے کہ عالم کے گوناگوں نقش و نگار، قسم قسم کے تغیرات و انقلابات کسی زبردست و مضبوط ہاتھ میں ہیں جو تمام اشیاء کا خالق اسباب و سببات کا ترتیب دینے والا ہے جس کے اشارہ اور حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور اس کا ارادہ اور اس کی مشیت اسباب کی پابند نہیں ہے اور آدمی کا تقدیر پر ایمان لانا اور یہ جان لینا کہ جو کچھ تکلیف مجھے پہنچنے والی ہے کسی تدبیر سے ٹل نہیں سکتی ضروری ہے اگر تو اس عقیدے کے سواء کسی اور عقیدہ پر

Marfat.com

مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا اور جب مسئلہ تقدیر کو مان لیا گیا اور اس کو اس کی حقیقت کے موافق سمجھ لیا گیا تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل ہر مسلمان کے ذمہ لازم ہوگا درجہ اعتقاد میں یہ فرض ہوگا کہ ہر ایک فعل کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور سوا خداوند عالم کے کسی اور کو بھی فاعل وخالق سمجھے یا کسی غیر کا خواہ اپنا نفس ہی ہو اس میں دخل جانے تو اس کو مشرک کہنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے، لہٰذا تقدیر پر ایمان کے ساتھ تدبیر ہر قسم کی شرعاً جائز تدبیر کرنے کی اجازت ہے بلکہ بعض موقعوں پر لازم وضروری ہے ایمان بالقدر بایں معنی کہ فاعل و متصرف ہر چیز میں جناب باری تعالیٰ ہیں اور مقرر ہو چکا ہے اس کے خلاف کسی کی تدبیر سے نہیں ہوسکتا ہر مسلمان پر فرض ہے فرق اتنا ہے کہ عوام کو درجہ علم میں یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور خواص کو علم سے متجاوز ہو کر ذوق وحال ومشہود کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان کا توکل تام اور کامل ہوتا ہے بایں ہمہ خواص کے اکثر افراد تدبیر مناسب اختیار فرمانے سے دریغ نہیں کرتے۔ (اشاعت اسلام ص ۲۳۷) اور تقدیر کیلئے شرط ایمان ہے یعنی ایمان بلا اعتقاد مسئلہ تقدیر ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا اور یہ کہ تقدیر وتدبیر کے جمع ہونے میں عقلاً کوئی اشکال ہے اور نہ شرعاً اس میں کسی قسم کی تنگی وحرج ہے۔

علماء ربانیّین کا وصف:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کسی کی مدح وذم سے ذرا بھی متغیر نہ ہوتے تھے اور امر حق کے اظہار میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے اور یہی اظہار حق اور تعصب فی الدین ہے جو علماء ربانیّین کو صحابہؓ سے ورثہ میں ملا ہے جس کا نام تعصب وتنگ خیالی رکھا گیا اور منافق اور فاسق فاجر ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں کی اذیت رسانی میں ساعی رہے ہیں اور نیک لوگ اپنے آخرت کے یقین پر ان کی ایذا رسانیوں سے درگزر کرتے رہتے اور صبر اور شکر دو ایسے وصف ہیں کہ جب تک کسی میں دونوں نہ ہوں اس کو ایمان واسلام حقیقی حاصل نہیں ہوتا اور یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ جہل کا علاج ممکن ہے مگر ہٹ دھرمی، ضد، حب جاہ و ریاست، جہل مرکب اور بد بخت کا کچھ علاج نہیں اور جو اپنے بھائی کی عیادت کو جاتا ہے وہ اس کے پاس جا کر بیٹھنے تک غرفہ جنت میں چلتا ہے۔ (ترمذی شریف انوار باری ۱۳/۶۷)

Marfat.com

ذکراللہ کے آداب وشرائط:

ذکراللہ کے لئے چند آداب وشرائط ہیں جن کی رعایت ضروری ہے تا کہ اس سے برکات کے ثمرات اور نتائج وفوائد پیدا ہوں ذکر کرنے والا اپنے بدن، کپڑے اور جگہ کو پاک رکھے اور وضو اور اگر ضرورت ہو تو غسل سے طہارت کاملہ حاصل کرے چارزانو روبقبلہ بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے پست یا معتدل آواز سے جس طرح شیخ نے تلقین کیا ہو دل کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے اور نفی اثبات (لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه) پر مواظبت کرے کہ بار بار اس طرح کہے کہ اپنے دل کے اندر سے پوری طاقت اور دل کی طرف کمال توجہ کے ساتھ بھلے اور برے سارے خطرات کو دور کر رہا ہے لَا اِلٰهَ کو دل سے نکالے اور اِلاَّ اللّٰهُ کو پوری طاقت کے ساتھ دل میں پہنچائے اور حق تعالیٰ کی ذات پاک کا اثبات کرے اور قلب کو پوری طرح پر خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے یہاں تک کہ اس کلمہ کے حاصل معنی یہ ہوں کہ کوئی چیز بھی موجود نہیں بجز حق تعالیٰ کی ذات پاک کے اور اس ذکر پر اسی طرح سے حضور قلبی مراقبہ وتوجہ کے ساتھ زبان سے مداومت کرتا رہے کیونکہ اس کا ادب یہی ہے کہ تمام اوقات ذکر میں اس طرح مستغرق رہے کہ کسی وقت بھی زبان ذکر کے لفظ سے اور دل ذکر کے معنی سے خالی نہ رہے اور ذکر قلب کا جوہر بن جائے اور وہ پردے جو مشاہدہ سے مانع ہیں دور ہو جائیں اور ذکر اور ذکر کنندہ کو مذکور حقیقی میں فناء حاصل ہو جائے کیونکہ ذکر مسلمانوں پر فرض دائمی ہے نیز ذاکر یہ جان لے کہ غرض جملہ عبادات سے یہی ذکر ہے اور حق تعالیٰ کا قول اس کا گواہ ہے (اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ) نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے اور ذکر سے مقصود مذکور (یعنی حق تعالیٰ) کی معرفت ومحبت اور فناء وبقاء سے مذکور تک پہنچ جائے اور توحید وایمان میں کمال حاصل ہو جائے حق تعالیٰ سب کو نصیب فرماوے (آمین) (امداد السلوک ص ۱۰۶) اور ذکر کیلئے یہ شرط ہے کہ ذکر کو صاحب تلقین اہل ذکر شیخ سے حاصل کرے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے فخر عالم ﷺ سے اخذ کیا تھا۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ بن اوس روایت کرتے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصدیق کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا تم میں کوئی اجنبی یعنی اہل کتاب بھی ہے ہم نے

Marfat.com

عرض کیا کہ نہیں آپؐ نے فرمایا اچھا دروازہ بند کر دو اور جب ہم نے دروازہ بند کر دیا تو آپ نے فرمایا کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا پھر ایک ساعت کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تیرا شکر ہے تو نے اس کلمہ کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا اور اس کلمہ کا حکم فرمایا اور اس کلمہ کے کہنے پر جنت کا وعدہ فرمایا اور تو اپنے وعدہ کا ہرگز خلاف نہ کرے گا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو بخش دیا اور اسی طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین کو اور تابعین تبع تابعین کو وعلیٰ ہذا ایک شیخ کے بعد دوسرا شیخ اس زمانہ تک لوگوں کو اس کلمہ کی تلقین فرماتے رہے نیز صوفیاء رحمہم اللہ کے یہاں ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو وہ راستہ دکھایئے جو بندگان خدا پر سب سے زیادہ قریب اور سہل تر ہو اور حق تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خلوت میں ذکر پر مداومت کو لازم پکڑ لو اور ذکر کا طریقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے سیکھا بعد ازاں حضرت علیؓ نے حضرت حسن بصریؒ کو اور حسن بصریؒ نے عبدالواحد بن زیدؒ اور حبیب عجمیؒ کو تلقین کیا اور اسی طرح سلسلہ تلقین جاری رہا یہاں تک کہ متعدد سلسلے اور مختلف طریقے اور متفرق شعبے پیدا ہو گئے۔

Marfat.com

اسلام کا مقصد حیات

خلافت راشدہ کے مجاہدانہ کارناموں پر نظر کریں جو درحقیقت ساری دنیا کو امن وسلامتی کا سبق دینے کے لئے مقاصد واعمال نبوت کی عملی تکمیل تھی اس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کا مقصد حیات دینی لحاظ سے صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور دنیوی لحاظ سے صرف حقوق (انسانی) انسانیت کا تحفظ یا مکمل امن وسلامتی ہے اعلاء کلمۃ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی تعلیم کی ہو بہو سچی وصحیح بات سر بلند ہو اس کو اونچا ابھارنے والے سر بلند ہوں اور نیچا دکھانے والے پست ہوں یعنی (حق اونچا ہوتا ہے) اس کو سرنگوں نہ ہونا چاہیے، خدا نے مسلمان کو فرمایا ترجمہ: اگر تم سچے مومن ہو تو تمہیں ہی سر بلندی ملے گی اس میں شک نہیں کہ صحیح عقائد و اعمال کا بڑا فائدہ آخرت میں ملے گا مگر دنیا کے لحاظ سے بھی عزت وسر بلندی کے مستحق صرف وہ ہیں جو برگزیدہ عقائد واعمال کے ساتھ انسانی، اخلاق، عدل، کرم، مساوات، رحم وشفقت، ہمدردی وغم گساری، اتحاد ومحبت، سچائی وصداقت کے علمبردار اور ان کے محافظ ہیں۔ (انوار الباری ۱۰۴/۹)

صرف تحصیل علم سے تکبر نہیں نکل جاتا:

تکبر بڑی خناس باطنی مرض ہے جب تک یہ ہمارے اندر ہے اس وقت تک حقوق علم ادا نہیں ہو سکتے اور یہ صرف علم حاصل کرنے سے نہیں نکل سکتا مثلاً جیسے کسی کو خارش کا نسخہ یاد ہو تو محض نسخہ یاد ہونے سے خارش دفع نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نسخہ کے اجزاء جمع کرو اور اس کا استعمال شروع کرو مضرات سے پرہیز کرو اور جب تک طبیب مشورہ دے اس وقت تک نسخہ کا استعمال کرو اور پرہیز جاری رکھو جب تک طبیب نبض دیکھ کر نہ کہہ دے کہ اب خارش کا مادہ زائل ہو گیا ہے اس وقت تک تدبیر کو نہ چھوڑو۔ (تھانویؒ)

تعلیم وتعلم کا مقصد:

تعلیم وتعلم کا مقصد اصل تو یہ ہے کہ آدمی خدا کا ہو جائے مگر آج کل اہل علم نے صرف تعلیم وتعلم ہی کو مقصد سمجھ لیا ہے عمل کا اہتمام نہیں کرتے محض الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں ان کو قلب تک نہیں پہنچاتے،

Marfat.com

غرض علماء حضرات کو تحصیل علم کے بعد طریق سلوک یا جذب کو حسب تجویز شیخ اختیار کر کے اصلاح نفس کرانا چاہئے، کسی اللہ والے کی صحبت اٹھا کر پہلے اپنے اسلام کو حال بنالیں اور اصلاح نیت کرلیں اور اخلاق کچھ سنوارلیں پھر خواہ دینی تعلیم و تعلم کا کام کریں یا معاشی دھندا کریں تب ٹھیک ہوگا اور یوں اگر بڑے سے بڑے دینی مدرسہ کے صدر مدرس بھی بن جائیں اور ان سے ہزاروں لوگ دین پڑھیں مگر ان کے لئے وہ دنیا ہی رہے گی۔ (تھانویؒ) ابن عقیلؒ نے بروایت انسؓ یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ علماء اس وقت تک پیغمبروں کی طرف سے امین ہیں جب تک بادشاہ کے ساتھ نہ مل جائیں اور دنیا میں نہ گھس جائیں۔ (مظہری ۱۴۰/۱۲) ہم منہ بھر کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نام لیتے ہیں مگر ہم میں کس کو ایسی صحبت میسر ہے جو فوراً اصلاح ہو جائے اور کام تو پھر کرنا ہی ہوتا ہے ان حضرات کے کام مقدم نہیں تھے وہ دینی ضرورت پر سب کام چھوڑ سکتے تھے اور ہم معاشی ضرورت پر دینی کام کو ترک کر دیتے ہیں حالانکہ ہمارے دینی کام بھی ضرورت کے اعتبار سے دنیا کے ہی کام ہیں اس کے لئے محبت و عشق سیکھنے کی ضرورت ہے جو اہل اللہ شیخ کی مجلس کے آداب کا بڑا حصہ ہے کہ شیخ کی مجلس کے آداب میں سب سے بڑا ادب محبت ہے اور وہی سب آداب سکھاتی ہے اور محبت نہ ہو تو آداب بے جان ہیں۔ (تھانویؒ)

امراض باطنی کا علاج:

نری بیعت دافع امراض باطنی نہیں یہ گمان کرنا کہ صرف بیعت میں اثر دافع امراض باطنی کا ہے بالکل غلط ہے بیعت صرف مجاہدہ اتباع کا نام ہے آگے اتباع کی ضرورت ہے اور اتباع کا محل عمل ہے اور عمل میں البتہ خاصیت دفع امراض باطنی کی ہے اور آدمی کو نہ خالص اختیار ہے نہ خالص جبر ہے اختیار خالص نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ماتحت ہے اختیار حق تعالیٰ کے، مستقل اختیار نہیں ہے غرض کہ سالک جب تک صفت اختیار کو استعمال نہ کرے گا اصلاح ممکن نہیں ہوگی مثلاً کسی میں بخل ہے تو نرے ذکر و شغل یا شیخ کی دعا و توجہ و برکت سے یہ رذیلہ ہرگز زائل نہ ہوگا بلکہ نفس کی مخالفت ہی سے زائل ہوگا گو ذکر شغل وغیرہ معین ضرور ہوں گے مگر کافی ہرگز نہیں ہو سکتے اس طریق میں تو کام ہی سے کام چلتا ہے نری تمناؤں یا نری دعاؤں سے

Marfat.com

کچھ نہیں ہوتا۔(انفاس عیسیٰ ص ۱۴۲)

صفات رذیلہ کا مادہ تو جبلی ہوتا ہے مگر فعل اختیاری ہوتا ہے پس مادہ بے شک زائل نہیں ہوتا مگر اس کے مقتضا پر عمل کرنا نہ کرنا اختیار میں ہے اور اسی کا انسان مکلف ہے اور بار بار اس مقتضا کی مخالفت کرنے سے وہ مادہ بھی ضعیف ہو جاتا ہے اور حضرت حاجی امداداللہ مکیؒ فرماتے کہ جس شخص کو عالم روحانیت سے مناسبت ہو جاتی ہے تو اس کے لئے رذائل سے بچنا آسان ہو جاتا ہے اور اس کے وقت میں برکت ہو جاتی ہے اور فرمایا جس قدر نظر وسیع ہوتی جاتی ہے اسی قدر اعتراض کم ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ بھائی ہم لوگ عاشق احسانی ہیں عاشق ذات وصفات نہیں جب تک احسان رہے محبت ہے اور جہاں ذرہ توقف ہوا بس شکایت ہونے لگی۔(حاجی امداداللہؒ)

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن گر بدم ہم سر من پیدا مکن

مال اور اولاد کی محبت کا فرق:

مال کی بجائے اولاد اور صحت کے تلف ہونے پر زیادہ صدمہ اور غم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مال آلہ ہے دوسرے حوائج یا ضروریات زندگی کی محبوب چیزوں کا، خود اس میں محبوبیت اور مقصودیت نہیں ہے اور اولاد و صحت میں خود محبوبیت اور مقصودیت ہے پس اس فرق کی وجہ سے ان دونوں کے اثر میں بھی فرق ہے۔

طبعی غم و کسبی غم:

طبعی غم اور ہے اور کسبی غم اور ہے طبعی غم کی مدت بہت کم ہے وہ تو خود بخود بہت جلد زائل ہو جاتا ہے اور کسبی غم جو خود سوچ سوچ کر پیدا کیا جاتا ہے اور تذکرہ کر کر کے بڑھایا جاتا ہے وہ البتہ اشد ہے مگر اس کا حدوث بقاء اختیاری ہے سوچنا موقوف کرو تذکرہ نہ کرو تو کسبی غم پاس بھی نہ آئے گا۔

ریاکاری:

لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے بڑے عمل کو چھوڑ دینا ریا ہے اور دکھاوے کے لئے عمل کرنا شرک ہے، اخلاص تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے نجات بخشے یعنی بندہ عمل کو محض اللہ کے واسطے کرے کوئی

Marfat.com

غرض اور نمائش نہ ہو۔ (مظہری ۱/۲۳۵)

آخرت کا توشہ:

اللہ پاک نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ تم کو آزمائے کہ اس دنیا کو اپنی آخرت کا توشہ کون بناتا ہے اور اس زندگی سے کون فائدہ اٹھاتا ہے، خائن، زانی، سزایافتہ اور خوشامدی اشخاص جھوٹ کہنے کے عادی ہوتے ہیں فریق مقدمہ کا ملازم اور رشتہ دار بھی ان سب کی شہادت جائز نہیں۔

مار دو:

پانچ جانوروں کو حرم میں بھی مار دیا جائے۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا، کتا بہت کاٹنے والا سانپ۔

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

عمل اور نیت کا مقام:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے دین کے مددگارو !اور حق وہدایت کے حامیو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل اور نیت کے بغیر کبھی شامل حال نہیں ہوتی اور جب تک نافرمانی، گناہ اور معصیت میں بندہ مبتلا رہتا ہے اور عمدہ اور نیک کام کی خواہش نہیں کرتا اس وقت تک وہ کبھی اس تک نہیں پہنچتی (یعنی اللہ کی رحمت) اور جنت میں انسان بدون اعمال صالحہ کے داخل نہیں ہوتا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کاملہ اور مغفرت واسعہ صابرین اور صادقین ہی کے پاس آتی ہے، جو شخص خدا کے رب ہونے اسلام کے دین اور محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے سے راضی ہو گیا جنت اس کا حق ہو گی راوی حدیث ابوسعیدؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور حضور اکرم ﷺ سے اس بات کا پھر اعادہ کرایا، آپ ﷺ نے فرمایا ایک عمل اور بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندے کو ایک سو 100 درجے بلند فرما دیتا ہے جن کے دو درجوں کے درمیان زمین وآسمان کا فاصلہ ہے عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ تین بار فرمایا (مسلم شریف ونسائی شریف) اور اللہ رب العزت بابرکات عالی شان ذات گرامی صفات کا شعور جس قدر قوی ہوتا ہے اسی قدر بشری کمزوریوں کا احساس بھی قوی تر ہو

Marfat.com

جاتا ہے اور اس مقام رفیع میں بڑے بڑوں کو اپنی حسنات بھی سیات معلوم ہوتی، ہیں لغزشیں تو پھر لغزشیں ہی ہیں حدیث شریف میں ہے کہ آپس میں بکثرت سلام مسنون کا رواج دو ایک دوسرے کو کھانا کھلاؤ جنت میں سلامت و کرامت داخل ہو جاؤ گے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل طور سے تابع فرمان خداوندی بنا لینا ہر تکلیف و مشقت کو ہنسی خوشی برداشت کرنے کی عادت کرنا ہے اقامت صلوٰۃ کے ذریعہ خدا سے تعلق مستحکم بنانا اور اداء زکوٰۃ وصدقات کے ذریعہ حب مال کو کم کرنا، ناداروں اور ضعیفوں کو اپنی جیسی فراغت کی زندگی کے لائق بنانا روزوں سے خدا کی مرضی کے لئے بھوکے پیاسے رہنے کا خوگر ہونا ہے اور ان اعمال میں نیت سے اوپر احتساب نیت ہے جس کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے وہ ہے نیت کا شعور ہونا یعنی دل کی توجہ بھی اس نیت کی طرف ہونا اچھی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے لیکن احتساب پر اجر مضاعف ہو جاتا ہے (الحدیث) مومن کے سامنے ہر عمل خیر کے لئے اس کی غرض وغایت ہونی چاہیئے اور وہ خدا کی مرضی وثواب آخرت ہے جس کو احتساب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حاصل سلوک:

حاصل سلوک ایک چیز ہے یعنی ''محبت'' کیونکہ محبت مصلحتیں اور علتیں تلاش نہیں کیا کرتی، محبت تو محبوب کے حکم پر مر مٹنے کا نام ہے پس جب تک محبت و عشق نہ ہو علم کا اعتبار نہ عبادت کا نہ معرفت کا۔

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے ۔۔۔ تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

فیصلہ کی بات جو جچی تلی اور دوٹوک محققانہ ومحدثانہ رائے ہمارے حضراتؒ بیان فرما دیا کرتے درحقیقت وہی بات کارآمد اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتی تھی۔

ناز اس ظاہر طہارت پر نہ اے مغرور کر ۔۔۔ حرص دنیا خود نجس ہے یہ نجاست دور کر

تقویٰ اور اس کا وقت:

ہر منصب اور ہر مرتبہ کو جو شرع میں محمود ہے ان سب میں آخر عمر کا اعتبار ہے لڑکپن میں تقوی ہو نہیں سکتا مثلاً صالح ہونا یا غوث ہونا یا قطب ہونا یا ولی ہونا اگرچہ لڑکپن میں اور جوانی میں ان کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا

Marfat.com

تھا تو معلوم ہوا اتقی اسی کو کہتے ہیں جو اپنی آخری عمر میں ہوتا ہے کہ وہی عملوں کے اعتبار کا وقت ہے اپنے زمانے کے لوگوں سے جو زندہ ہیں افضل ہو اور تقوٰی میں زیادہ (تفسیر عزیزی ۲/۳۴۸) بس نیک لوگوں کو اور آخرت پر یقین رکھنے والے لوگوں کو ایمان کی تکمیل و عمل صالح کی تحصیل میں لگنا چاہیے اور حد شرعی کے اندر دنیا حاصل کرو اس کی حرص و طمع سے صبر کرو اور خود حیات دنیا کو لہو و لعب فرمانا مقصود نہیں بلکہ اس کے ان اشغال و اعمال کو کہ آخرت کے لئے نہ موضوع ہیں نہ معین ہیں تو مباحات معین طاعات سب جائز ہیں اور مباحات لا یعنی اور معاصی سب داخل لہو و لعب ہوئے گو ایسے مباحات میں گناہ نہ ہو لیکن بے سود فانی لا اثر تو ہیں اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ مباح جب حرام کا سبب بن جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور نرا خوف بدون ایمان کے قبول نہیں جیسے شیطان بدر کے روز اللہ سے ڈر کر کافروں کا ساتھ چھوڑ کر بھاگا۔ حضرت ابو دردا ؓ کا بیان ہے میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو مسلم اپنے بھائی کی آبرو کی طرف سے دفاع کرتا ہے اللہ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ قیامت کے روز دوزخ کی آگ کو اس کی طرف سے لوٹا دے اور حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷ سورۃ الروم)۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھیجا گیا ہوں داعی بنا کر اور مبلغ بنا کر، میرے قبضے میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس پیدا کیا گیا مزیّن بنا کر (کہ دنیا کی زینت دکھا کر اس پر فریفتہ کرنے کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں ہدایت و ضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے اور ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ جوان عابد سے اپنے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے جوان میرے لئے اپنی خواہش چھوڑنے والے اور میری رضا میں اپنی جوانی خرچ کرنے والے تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کوئی میرا فرشتہ۔ (احیاء العلوم ۱/۲۸۵)

چیست دنیا ازخدا غافل بدون　　نے قماش و نقرہ فرزند و زن

ترجمہ: دنیا کیا ہے؟ خدا سے غفلت کا نام دنیا ہے نہ کہ سونا چاندی اور اولاد و بیوی کا نام دنیا ہے یعنی ان تعلقات میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ کے تعلق کو اگر غالب رکھے تو یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

Marfat.com

اس شعر میں مولانا دنیا کے استعمال کا طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح کشتی کی روانی کے لئے پانی ضروری ہے اسی طرح ہماری حیات کے لئے دنیا ضروری ہے لیکن کشتی کے اندر اگر پانی داخل ہو جائے تو یہی پانی کشتی کی ہلاکت کا سبب بھی ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا اگر آخرت کے مقابلہ میں مغلوب رہے اور دل کے باہر رہے تو آخرت کے لئے معین ہے لیکن اگر دل میں گھس جائے اور آخرت پر غالب ہو جاوے تو ہماری ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے بس اس کا صحیح استعمال ضروری ہے جو کسی مرد کامل اللہ والے کی صحبت میں رہ کر ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

اہلُ اللہ کی دو اقسام:

ایک وہ جو ریاضت و مجاہدات سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں اور ایک وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خود ہی چن لیتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں تو مجاہدات سے اللہ تک پہنچنے والوں کو صوفیاء کی اصطلاح میں مرید کہتے ہیں اور جن کو اللہ خود چن لیتے ہیں ان کو مراد کہتے ہیں اور تکبر کا علاج سوائے اہل اللہ سے تعلق کے مشکل ہے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ تواضع اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک انسان یہ خیال نہ کرلے کہ میں نصرانی کے کُتے سے بھی بدتر ہوں۔ (خطبات ۲/۲۸۶) اور الفاظ کی بڑی سے بڑی مقدار بھی ذاتی مطالعہ اور عینی مشاہدہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی چیز کسی کا صحیح تصور قائم کرا سکتی ہے اور شخصیتوں کو کسی حد تک صحیح شکل میں پیش کر سکتی ہے تو وہ صرف واقعات، حقائق اور روز مرہ کی بے تکلف گفتگو، نج کے مجالس و معاملات اور ارشادات ہو سکتے ہیں اس راستہ پر چل کر آدمی اپنے آپ کو خطرات، وساوس، مضرّات، لغزشوں اور غلطیوں سے بچا سکتا ہے اور دنیوی جھگڑوں سے حفاظت کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ مخالف کو نہ چھیڑا جائے اور نہ اس کے ساتھ جوابی کاروائی کی جائے بس محفوظ رہو گے۔ (عبدالحق حقانیؒ صحبت با اہل اللہ)

تصوف میں ترقی کا زینہ:

جن اعمال میں حلاوت اور طبعی رجحان غالب ہو اُن کا کرنا آسان ہوتا ہے کیونکہ ان میں لذت اور مزہ کام کو آسان کر دیتا ہے ایسے اعمال کا کرنا کوئی کمال نہیں کیونکہ یہ تو عین فطرت انسانی کا تقاضا ہے

Marfat.com

کمال تو یہ ہے کہ کسی کام میں حلاوت نہ ہو اور نہ ہی کوئی لذت ہو بلکہ طبیعت پر شاق اور بوجھل ہو اور پھر صرف خدا کی رضا کے لئے انسان کرتا رہے تو یقیناً یہ محنت و مشقت عنداللہ مقبول اور اَجر و رضائے الٰہی کا باعث بنے گا، روحانی ترقی کا پہلا زینہ یہی ہے کہ جی نہ چاہے اور انسان کرتا رہے ہم حلاوت کے لئے عبادت پر معمور نہیں اور نہ تمنا ہونی چاہیئے۔ (حقائق)

باہمی معاشرت کا پہلا سبق:

خدمت اسلام اور رفاہ مسلمین کے کاموں میں اپنے مال اور اوقات کو صَرف کرنے سے پہلے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعے خود کو ''پیش مرد کامل پامال شو'' ہو کر خود کو سنوارنا ضروری ہے نادان بچے کو شیرینی وغیرہ کی طمع دے کر مکتب میں لے جاتے ہیں نہ کہ مردِ دانا کو۔ یہ اولیاء اللہ کی کرامات کے ہونے نہ ہونے کے بارے میں سمجھایا کہ کرامات کا ہونا ضروری نہیں اتباع میں سنت ضروری ہے۔ اور معاشرے کی اصلاح کیلئے پہلا سبق یہ ہے کہ کھڑے بیٹھے ہر شخص کو سلام کہیں کہ یہ تو ہمارا ایک دوسرے سے پہلا معاہدہ ہے کہ میری طرف سے مجلس میں آنے پر تمہارے لئے سلامتی ہے یعنی میں کوئی بدخواہ یا جاسوس یا مخبر نہیں ہوں، تمہارے خلاف شر و فساد نہیں کروں گا تو یہ ایک معاہدہ اور حلفِ وفاداری ہوا اور اسلام نے باہمی معاشرت کا پہلا سبق کتنا عمدہ دیا کہ آتے ہی وہ اعلان کرتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور جس نے اپنی قسم سے کسی مسلمان کا حق چھین لیا تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ واجب کر دی اور جنت اس پر حرام کر دی (الحدیث مسلم شریف مظہری ۱/۴۸۰) اور بالغ ہونے سے پہلے عقل کا ہونا معتبر نہیں۔ (مظہری ۱/۵۲۴) اور بے پردگی اور معاشرتی قدروں سے بغاوت قومی زوال کا پیش خیمہ ہے۔

جتھے آنا جانا ہوئے رکھیئے پاک نگاہاں
کعبے وانگوں تکئے اوتھے بھے وانگ بھراواں

(میاں محمد بخشؒ)

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

(مولانا رومیؒ)

Marfat.com

معاشرت میں آسانی اور نرمی کا برتاؤ:

لوگوں کے اعمال واخلاق میں تہہ اور حقیقت تلاش نہ کیجئے بلکہ ظاہری نظر میں سرسری طور پر جو کام کسی سے اچھا ہو اس کو بھلائی پر محمول کیجئے۔ باطن کا حال اللہ کے سپرد کیجئے حاصل یہ کہ معاشرت میں سہولت رکھئے تشدد نہ کیجئے۔ (ترجمہ قرآن)

نفس لوّامہ:

یعنی ملامت کرنے والا نفس، مقصود انسان کے اندر کا ضمیر ہے جو اس کے ہر بُرے کام کے وقت اندر سے غمگین ونادم ہوتا ہے انسان کو اس کے کام پر ملامت کرتا ہے انسان کے اندر کی قلبی کیفیت جو حالت کو خوب جانتی ہے نفس لوامہ کہلاتی ہے۔ (سیرۃ نبوی ج ۴ ص ۶۸۳) جب تم پر کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اس کی اطاعت واجب ہے نہ ان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔ (ازالۃ الخفاء ج ۱)

دجال:

جو شخص دجال کو پائے تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات اس کے سامنے پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیان برآمد ہوگا اور دائیں بائیں لوٹ اور تباہی مچائے گا یہ زمین پر چالیس 40 دن قیام کرے گا۔ (مظہری ۲۷۴/۷) شہید اپنے ستر (۷۰) گھر والوں کی شفاعت کرے گا۔ (مظہری ۱۳۳/۷)

قرآن پڑھو:

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا تم سب پڑھو تم سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمہارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنیٰ میں کچھ غور نہ کریں گے۔ (ابوداؤد شریف ازالۃ الخفاء ۴۹۷/۱)

Marfat.com

نذر کا منع فرمانا:

صحیح روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ نذر بھلائی (کامیابی، شفاء واپسی مسافر وغیرہ) کی موجب نہیں ہوتی ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ کسی دشوار عبادت کی نذر مانی ہو جیسے حج یا سال بھر کے روزے۔ (مظہری ۸/۱۴۱)

خدا چاہی زندگی:

۱۔ جب آدمی طبیعت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا طبیعت چاہی زندگی گزارتا ہے تو حیوانی زندگی بنتی ہے۔

۲۔ جب عقل حکومت کرتی ہے یعنی عقل کے مطابق ضروریات پوری کرتا ہے تو انسانی زندگی بنتی ہے۔

۳۔ اگر جب وحی الٰہی حکومت کرتی ہے یا اللہ کی مرضیات کے مطابق زندگی گزاری تو ایمانی زندگی بنی۔

۴۔ عرفانی زندگی یا معرفت کی زندگی جب آتی ہے تو منشائے الٰہی انسان کے اوپر حکومت کرتا ہے یہ انسان کی زندگی نہایت بلند و بالا ہوتی ہے جیسا کہ انبیاء اولیاء کاملین کی زندگی۔ (خطبات ۵/۲۷۱ قاری طیبؒ)

بے احتیاطی:

کبر و استغنیٰ یا وقار کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں ناواقف انسان بے احتیاطی کر کے استغناء کی حد سے نکل کر کبر کی ہلاکت میں پہنچ جاتا ہے اس کے لئے اہل اللہ صاحب دل کی صحبت ضروری ہے

کیوں اپنے فرائض کا تمہیں پاس نہیں ہے
بربادی ملت کا کچھ احساس نہیں ہے

تم اپنی روایات کہن بھول نہ جاؤ
پھر سکۂ توحید کو ہر دل میں بٹھاؤ

اس دہر سے ہر قوت باطل کو مٹا دو
ہر کفر کی اکڑی ہوئی گردن کو جھکا دو

ہو روس کی تہذیب کہ لندن کا تمدن
یہ فتنہ نمرود ہے وہ مکرِ عزازیل

(ڈاکٹر اقبالؒ)

Marfat.com

جاہل صوفیوں کو اپنے اعمال کا مغالطہ:

ایسے لوگوں کو حال کے صوفی کہا جاتا ہے ان کا حال یہ ہے کہ سچے اور اللہ والے صوفیوں کی طرح اپنا لباس و ہیت اور الفاظ اور آداب اور مراسم اور اصطلاحات بناتے ہیں اور ظاہر حالات میں ان کے موافق ہوتے ہیں اور طہارت اور نماز انہیں کی طرح بجالاتے ہیں مصلوں پر سر جھکا کر اور گریبان میں گردن ڈال کر متفکروں کی طرح بیٹھتے ہیں، لمبی لمبی سانس لیتے ہیں آواز بات کرنے میں بہت پست کرتے ہیں غرض جتنی شمائل اور صورت اصل صوفیوں، اللہ والوں کی ہوتی ہیں سب اختیار کرتے ہیں اور اسی لحاظ سے ان کو مغالطہ ہوتا ہے کہ ہم بھی صوفی ہو گئے لیکن خدا جس کو بچالیتا ہے وہ ان کے دھوکے میں نہیں آتا ظاہری صورت صوفیوں کی اختیار کرتے ہیں مگر اپنے نفسوں پر مجاہدہ اور ریاضت اور دل کی حفاظت اور ظاہر و باطن کو خفی اور جلی گناہوں سے پاک نہیں کرتے جو حضرات صوفیاء میں ادنیٰ درجے کی باتیں ہیں اور اگر یہ باتیں بھی کر گزریں تب بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ اپنے آپ کو صوفیوں میں شمار کریں اور اپنے آپ کو صوفی کہلوانے کے خواہشمند ہوں اور بڑا بول بولیں پھر جبکہ حضرات صوفیوں والی باتوں کی گرد بھی ان کو نہ لگی ہو اور نہ کبھی اپنے نفسوں سے ان کے طالب ہوئے ہوں بلکہ حرام اور شبہات پر اور دنیا پر گرتے ہوں اور ایک ایک کوڑی روپے پیسے کیلئے جان دیتے ہوں اور ذرا ذرا سی بات پر حسد کرتے ہوں اور مخالف کی ذرا سی بات برداشت نہ کرسکیں اور ایک دوسرے کی ہتک عزت کے روادار ہوں تو پھر کیسے صوفی کہلا سکتے ہیں۔ بس ان کا مغالطہ ظاہر ہے ان کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی بڑھیا عورت سنے کہ دلیروں اور بہادروں کے چہرے دیکھے جاتے ہیں اور ان کی زیارت کی جاتی ہے اور ان کے واسطے جاگیریں اور انعامات مقرر ہوتے ہیں تو اس بڑھیا کو بھی شوق جاگیر لینے اور انعام حاصل کرنے کا دامن گیر ہوا اس کیلئے ایک صورت بہادروں اور پہلوانوں جیسی بنائی اور اپنے آپ کو ظاہری لباس سے آراستہ کیا اور بڑھاپے کو چھپالیا اور میدان میں جس طرح پہلوان اور بہادر اکڑ پھول سے چلتے ہیں سیکھ کر لشکر میں جاوے کہ دلیروں میں نام لکھا جاوے جب میدان میں جاوے اور اپنے آپ کو پیش کرے تو افسر کو حکم ہو کہ اس کا یہ لباس اتار کر اس کے اعضاء کا معائنہ

Marfat.com

کر لو کہ اس کے اعضاء درست ہیں جب بموجب حکم لباس ظاہری اتارا جاوے تو معلوم ہو کہ ایک بڑھیا کمزور جس سے اچھی طرح چلنا بھی مشکل سے ہو اس وقت اس سے کہا جاوے گا تو ملکی فوج کی ذلت اور رسوائی کا باعث بننے کیلئے آئی ہو پھر اس کو پکڑ کر ہاتھی کے پاؤں میں ڈلوا دیا جائے گا کہ ہڈی پسلی سب پیس ڈالے یہی حال ان لوگوں کا ہے جو ظاہر میں لباس صوفیوں کا رکھتے ہیں قیامت میں اس بڑے بادشاہ مالک حقیقی رب العزت کے سامنے پیش ہونگے جو لباس ظاہری اور گدڑی کو نہیں دیکھتا بلکہ رازِ دل سے سروکار رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نقالی اور دنیا دار صوفیوں کی راہ سے پناہ نصیب فرماویں اور اپنی سچی محبت اور عشق سے نوازے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرماوے اور جاننا چاہیے کہ گناہوں کی جڑیں اخلاق ذمیمہ ہیں جو دل کے اندر ہیں تو اگر آدمی دل کو ان سے صاف نہ کرے تو طاعت ظاہری سے پھل کیسے پائے گا بہت آفتوں میں سے ممکن ہے کچھ بچ رہے۔ ایسے شخص کی مثال ایسے ہے کہ طبیب نے خارش والے مریض کو دوا ملنے کی اور پینے کی بتائی مریض نے صرف لگانے کی دوا پر قناعت کی اور پینے کی دوا نہ لی اور ایسی چیزیں کھاتا رہا جس سے مادہ خارش زیادہ ہو تو اس کی خارش کب جاوے گی گو کتنی ہی دوا ہر روز لگایا کرے کیونکہ جڑ اندر موجود ہے جب وہ جاوے تو خارش بھی جاوے۔ (احیاء علوم ۳/۴۶۲)

Marfat.com

انسانوں کی دو قسمیں

آج یورپ کے بڑے بڑے فلسفی بھی اس عظیم الشان نظام عالم اور نظام شمسی وفضائی کی یکسانیت وہم رنگی سے حیران و ششدر ہیں کہ ہزاروں برس سے ایک دھڑے پر نظام چلا آ رہا ہے اور ہزاروں برس بعد کے لئے بھی اسی طرح متوقع ہیں جو یقینی طور پر کسی انسان کا بنایا اور چلایا ہوا نہیں ہوسکتا جو سو سوا برس جی کر مر جاتا ہے اور نہ ہی مادی نظام میں خود بخود ایسی صلاحیت موجود ہے کہ وہ بغیر کسی قادر مطلق، علیم وخبیر، سمیع وبصیر کے بغیر خود ہی ایسے منظم وعظیم کارخانہ ہستی کی صورت میں چلتا رہے۔

بس یہیں سے انسانوں کی دو قسم بن گئی ایک وہ جو اپنی فطری صلاحیتوں اور شرائع سماویہ وعلوم نبوت کے سبب اوپر کی بات سمجھ گئے اور خدا تک رسائی حاصل کر لی اور حزب اللہ اور مومن کہلائے، دوسرے وہ جو اپنی کج فطرتی اور شرائع سماویہ وعلوم نبوت سے بے بہرگی کے سبب اوپر کی بات نہ سمجھ سکے، نہ خدا تک ہی رسائی حاصل کر سکے پھر ان میں سے بہت سے منکر ودہریہ ہو گئے اور بہت سے مشرک بن گئے یہ سب حزب الشیطان اور کافر کہلائے اور اس میں دوسری نوع کے انسانوں کو علامہ ابن حجرؒ نے اس طرح فرمایا ہے کہ دین میں تو داخل ہو گیا مگر دین کا علم حاصل نہ کیا یا دین کے احکام سن کر بھی ان پر عمل نہ کیا تو بمنزلہ اس شور زمین کے ہے جس میں پانی پڑ کر ضائع ہو جاتا ہے کوئی چیز اس میں نہیں اُگ سکتی (یعنی علم و ہدایت سے اعراض کیا) اور یہ انتہا درجہ کا گمراہ ہے۔ علوم نبوت و ہدایت سے بے بہرہ وہ ہوگا جو اپنے غرور و گھمنڈ کے سبب اس طرف سر لوٹا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے اور بعض عارفین کا قول ہے کہ مسکین اہل دنیا یوں ہی دنیا سے چلے گئے اور اصل نعمتوں کے ذائقہ سے محروم رہے پوچھا گیا وہ نعمتیں کیا ہیں فرمایا کہ وہ اخلاص کے ساتھ طاعات وعبادات خداوندی ہیں جن کی حلاوت سے محروم رہے اور اعمال تو ایمان کی شناخت کا ذریعہ ہیں ”یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً“ ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

Marfat.com

تزکیہ واصلاح باطن:

قرآن کریم کی تلاوت وتعلیم کانوں سے اور دماغوں سے گزر کر جب قلوب وارواح کو رنگین کر دیتے ہیں اور اعضاء و جوارح سے جاری ہو جاتے ہیں بس یہی صفت دنیا کے تمام واعظین و معلمین سے ممتاز کرتی ہے علم کے ساتھ جب تک عبدیت جمع نہیں ہوگی تکبر اور نخوت اس سے الگ نہیں ہوسکتا اور عبدیت یہ ہے کہ کسی مرد کامل کے سامنے آدمی پامال بنے اور اگر عالم کسی کے سامنے جھک کر اپنے اخلاق کی اصلاح نہ کرائے تو علم اس کے لئے اور زیادہ تباہی اور وبال جان کا ذریعہ بنے گا بلکہ محض علم آدمی کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (قاری طیبؒ) اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان ادائے شکر میں پوری توجہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور یہی درجہ قوت عملیہ کے کمال کا ہے علم و عمل کی تکمیل پر ہی اللہ کی طرف سے جذب اور بندہ کی طرف سے تقویٰ مرتب ہوتا ہے اور اسی طرح نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم کے باوجود تزکیہ کی کمی اسی طرح محسوس ہوتی ہے جس طرح کھانے میں نمک کی کمی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو کہ سب سے بدتر علماء بے عمل ہیں (مظہری ج ا ص ۱۰۴) اور اکبر مرحوم نے کہا۔

زباں گو صاف ہو جاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا
عشق نبویؐ دردِ معاصی کی دوا ہے ظلمت کدہ دہر میں وہ شمعِ ہدا ہے
(سلیمان ندوی)

کہہ رہا تھا شور دریا سے سمندر کا سکوت جس کا جتنا ظرف ہے وہ اس قدر خاموش ہے
(یوسف لدھیانویؒ)

تزکیہ نفس واحسان تصوف، طریقت، علم باطن یا سلوک سب ایک ہی کام کے نام ہیں۔

ایمان:

ایمان باطن سے پھیل کر جوارح تک آتا ہے اور اسلام کے اثرات ظاہر کی طرف سے باطن میں داخل ہوتے ہیں گویا تصدیق باطن جب غلبہ پا کر اعضاء و جوارح کو طاعت میں مصروف کر دے تو وہ اسلام بن جاتی ہے اور اس وقت ایمان واسلام متحد ہو جاتے ہیں کیونکہ جو عبادات جوارح سے متعلق ہیں اور وہ

Marfat.com

خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں تو گویا ایمان اعضاء کی طرف آیا اور اسلام قلب کی طرف پہنچا اور اگر تصدیق ایمان قلب تک ہی رہی اعضاء پر اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے یا اسلام وظاہری طاعت صرف اعضاء تک رہی اور درجہ احسان حاصل نہ ہوا تو اسلام کو بھی اعضاء کا ہی اسلام کہیں گے جس کا تعلق دل سے کچھ نہ ہوگا اور تصدیق اور اعمال کے تعلق کو جوڑنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت ہے۔

شیطان جو مردود ہوا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سالک محض تھا جذب ومحبت کا مادہ بالکل نہ تھا ورنہ اس بے ادبی سے اعتراض نہ کرتا اسلئے سالک محض خشک اہل عمل کی حالت خطرہ سے خالی نہیں چاہیے کہ جذب کا مادہ بھی پیدا کرے جس کا طریقہ کثرت ذکر اور محبت اہل محبت ہے یعنی اہل اللہ کی صحبت اور چونکہ نجات اور فلاح بجز اتباع سنت کے میسر ونصیب نہیں ہے اسلئے اتباع سنت ضروری اور لازم ہوئی اور بھائی اسی لئے اہل اللہ سے بیعت کی جاتی ہے اور اسی کیلئے تحصیل علم ہے یہ نہیں تو سب ہیچ اور بے فائدہ ہیں تزکیہ نفس کے ذیل سے مجدد صاحب شیخ سرہندیؒ نے مبتدی کے لئے اسم ذات یا نفی واثبات کے ذکر کو معین کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بغیر تزکیہ کے نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا پھر تجلیات ذاتیہ اور تجلیات کی ترقی کیلئے مجدد صاحب نے نماز کی تعین کی ہے کہ نماز کے بغیر تجلیاتِ ذاتیہ کا حصول ہوتا ہے نہ ان میں ترقی۔ (مظہری ۱۲/۳۸۳)

نماز:

تو گویا نماز دنیا وآخرت کے مصالح کے حصول اور دنیا اور آخرت کی تکالیف دور کرنے کا ایک بہترین اور سب سے موثر ذریعہ ہے، نیز یہ گناہ سے روکنے والی ہے، امراض قلب کو دور کرنے والی اور بدن سے بیماری ہٹانے والی ہے، دل کو روشن کرنے والی ہے، چہرے کو سفید روشن کرنے والی، اعضاء بدن اور روح کے نشاط کا باعث ہے، رزق دینے والی ہے، ظلم دور کرنے والی ہے، مظلوم نادار کا مداوا کرنے والی ہے، اخلاط شہوانی کو جڑ سے اکھاڑنے والی ہے، انعامات کی محافظ، عذاب کی دافع ہے، نزول رحمت کا سبب ہے، غم دور کرنے والی ہے اور اکثر امراض شکم میں نفع دینے والی ہے، نماز مومن کی معراج ہے، بندہ کے لئے رویتِ باری تعالیٰ کا وسیلہ بن جاتی ہے اور سب حالتوں میں سجدہ کی حالت خدا تعالیٰ سے زیادہ قرب کی ہے اور یہ خصوصیات خشوع وخضوع سے پیدا ہوتی ہے۔ خشوع کا لغوی معنی بدن جھکانا اور پست ہونا آنکھیں

Marfat.com

نیچی ہونا یعنی ہر ادا سے مسکنت عاجزی اور تواضع ظاہر ہونا، خدا کے سامنے اپنی مسکینی بیچارگی کا اظہار ہے اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو گویا نماز کی اصلی غرض فوت ہو گی۔ (سیرۃ نبوی از سلیمان ندوی ۱۷۶/۵)

قوت یقین:

ایمان کی روح یقین ہے اور عمل کی روح نیت ہے اور عمل بدوں نیت صادق کے ریا اور تکلف ہے اور نیت دل کا ابھار ہے اور رغبت اور شوق ہے جو کوشش وسعی اور جدو جہد سے حاصل ہوتا ہے دین سے مراد قوت یقین ہے کہ اس سے بھی اعلیٰ درجات قرب و مقامات قبول خداوندی حاصل ہوتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ قوت یقین کی بدولت تم سے افضل ہیں نہ کہ بوجہ کثرت صلوٰۃ وصوم۔ دین پر عمل اگر خالصۃً لوجہ اللہ ہو تو اس کی وجہ سے طاعت وعبادت میں حلاوت حاصل ہوتی ہے اور اس حلاوت کی وجہ سے دین پر عمل کرنا بڑا آسان ہو جاتا ہے لہٰذا شرعاً مطلوب یہی ہے کہ یقین وعمل کا کمال حاصل کیا جائے مگر شدت اور سختی کے ساتھ نہیں بلکہ قوت ونرمی کے ساتھ اور جو لوگ مصائب وشدائد پر صبر کرتے ہیں ان پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آخر شب میں ذکر توبہ استغفار کرنے والوں کے لئے نزول رحمت ومغفرت کا خاص وعدہ حدیث شریف میں وارد ہے عقلائے امم کا اس پر اتفاق ہے کہ معاصی اور فساد غم وحزن، خوف وغم نیز تنگی امراض قلب پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا علاج بھی صرف توبہ واستغفار ہی ہوسکتا ہے۔ (زادالمعاد ۳/ ۳۴۹)

ایمان ایک نور ہے:

جس کی روشنی میں چلنے والے کو راستہ کا نشیب وفراز اور منزل مقصود کا مبتدا و منتہیٰ سب نظر آ رہا ہے اسلئے اس کا ہر قدم دلی اطمینان کے ساتھ اٹھتا اور قلبی سکون کے ساتھ پڑتا ہے لہٰذا اس کا پورا سفر لطف و بشاشت کا ہے اور اس کی زندگی پُر لطف گزرتی ہے جس کو وَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً میں بیان فرمایا (یعنی راحت اور بشاشت کی زندگی گزرتی ہے) اور اطاعت اور فرمانبرداری کی زندگی کے برخلاف کفر کے کہ ایک ظلمت ہے جس کی تاریکی میں چلنے والے کی حالت اندھے کی سی ہے کہ نہ اس کو سرائے کا پتہ ہے اور نہ منزل مقصود کا، نہ اسے دریا کا علم ہے نہ جنگل کا یہ اقتضائے حرارت عزیزیہ انجن کے پہیوں کی طرح چلتا ہے اور

Marfat.com

بے اختیار چکر کھا رہا ہے اس کے قلب پر ہر وقت تکدّر اور وساوس وخطرات کا بوجھ رہتا ہے جس سے اس کی زندگی باوجود دولت وعیش دنیوی وبالِ جان بنی رہتی ہے پھر جب انسان یہ کہے گا کہ اے کاش میں دنیا میں اعمال صالح اپنی لازوال زندگی کیلئے پہلے سے بھیج دیتا بس سوائے افسوس کے کچھ نہ ہوسکے گا اس کا علاج یہی ہے کہ اب سے ہی اللہ کی ربوبیت محمد ﷺ کی رسالت اسلام کی ملت اور اللہ نے جو کچھ تیرے لئے مقدر کردیا ہے اس پر راضی رہتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹ آ اور حدیث شریف میں ہے اس شخص نے ایمان کی لذت پائی جو اللہ کے رب ہونے پر محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔ (بخاری ومسلم)

اور بندہ اپنے مالک کے سامنے جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو ارحم الراحمین کو اس کے ہاتھ خالی پھیر دینے سے بہت حیا آتی ہے اور سکوت کو لازم پکڑو اور دنیا سے تھوڑی روزی پر راضی رہو تو تم جنت میں حی القیوم ذات کی زیارت کروگے۔

دعا:

اے ستار العیوب و غفار الذنوب یا مقلب القلوب یا کاشف الکروب ہمارے عیوب ڈھانک دے اور گناہ بخش دے اور ہمارے قلوب کی اصلاح کر اور ہمارے رنج وغم وفکر دور کر اور حسن خاتمہ ہمیں نصیب کر یَا کَرِیْمُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ (امین)

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے
جو چاہے لے چل اس گھڑی ہر جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے

Marfat.com

کانٹا کسی کے مت لگا گو مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
سن رکھ یہ نقطہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تو

اور معاملہ اکتساب یعنی کسب یا (روزگار) کی ایسی حالت میں اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت میں مخل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو مداہم علی الطاعت ومحترز عن المعاصی رہو کہ یہ سب فروع ہیں تقویٰ کی (شیخ سعدیؒ کا مقولہ ہے کہ آدمی کا علم و ہنر بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے لیکن خبث باطن سالوں میں معلوم نہیں ہوتا)

اللہ والوں کی صحبت:

اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والوں کا حال عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے وہ اللہ کی محبت میں چور ہوتے ہیں اور مرتے مرتے مر جاتے ہیں شریعت سے ایک قدم نہیں ہٹتے، عورتیں اور بچے سب ایک ہی رنگ میں رنگ جاتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی عدالت میں نہ مقاصد کی کامیابی کا سوال ہے نہ کوششوں کے نتائج کا مطالبہ نہ شکست و ناکامی پر عتاب نہ کسی سلطنت کے عدم قیام پر محاسبہ وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں (صدق و اخلاص) اور اپنی مساعی اور وسائل کا پورا استعمال۔

لوگو:

اس دن کے بعد ایک اور دن آنے والا ہے جس کا تم میں سے ہر شخص معائنہ کرنے والا ہے جنت میں تم تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک سختیوں میں صبر نہ کرو اللہ نے جنت کی کنجی سختی جھیلنے والوں کیلئے مرحمت فرمائی ہے اپنے صبر و استقلال سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح مبارک کو مسرور کرو پس جس شخص کی تمنا دار بقاء ہے اس کے لئے یہ آج کی مصیبت راہ ہدیٰ ہے اور اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ کے نقش قدم پر چلو حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے منافق اس سے بے فکر رہتا ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (مومن کی نشانی یہ ہے) کہ وہ لوگ جان بوجھ کر گناہوں پر اصرار نہیں کرتے ہیں۔

Marfat.com

ترک کلّی سے کوشش بے ہودہ ہی اچھی

سارے طریق کا خلاصہ ادب ہے:

اس راہ میں ناشکری بہت ہی مضر ہے یہ طریق بس بالکل ادب ہی ادب ہے، سارے طریق کا خلاصہ بس ادب ہے بے ادبی سے بڑھ کر اس طریق میں کوئی چیز مضر نہیں یہاں تک کہ بعض حیثیتوں سے معصیت بھی اتنی مضر نہیں کیونکہ معصیت کا تعلق ایسی ذات سے ہے جو انفعال سے پاک ہے اور بے ادبی کا تعلق شیخ سے ہے جو بشر ہے اور جس کو بے ادبی سے تکدر رہتا ہے جو مرید کے حق میں سم قاتل ہے۔ (انفاس عیسیٰ)

ما انا علیہ واصحابی کے معنی امور اختیاریہ اور غیر اختیاریہ:

سالک کے لئے مجاہدات کے ثمرات میں عجلت اور تقاضا کرنا انتہائی مضر ہے امور اختیاریہ میں ہمت سے کام نہ لینا اور امور غیر اختیاریہ کی تحصیل کی فکر میں رہنا سالک کے لئے مضر ہے جیسے ذوق، شوق، دفع خطرات وغیرہ کی کوشش میں فکر کرنا اور پریشان ہونا وساوس وغیرہ دل کا اعمال میں نہ لگنا، شہوت طبعی کا غلبہ قلب میں رقت نہ ہونا اور سب سے زیادہ مضر مخالفت شیخ اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا ہے اور اہل اللہ فرماتے ہیں کہ خوابوں کو زیادہ اہمیت نہ دینا چاہیے اچھا خواب نظر آئے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر بُرا نظر آئے تو اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں طرف تھوک دینا چاہیے۔

معرفت و نسبت:

معرفت، نسبت بہت سے لوگوں کو حاصل ہو جاتی ہے مگر اجازت نہیں ہوتی اور اجازت بمنزلہ سند اور تکمیل تعلیم کے ہوتی ہے اور اجازت کے مسئلہ میں ایک بہت اہم اور نازک مرحلہ اپنے کو اہل سمجھنے کا ہے حضرت شیخ الاسلام مدنی نوراللہ مرقدہ نے بہت جوش اور غصہ میں فرمایا کہ اپنے کو اہل کون سمجھتا ہے اور جو اہل سمجھے وہ نااہل ہے۔ بہر حال سلوک میں اپنے آپ کو اہل سمجھنا اور اپنے آپ کو قابل اجازت سمجھنا بڑا خطرناک ہے اور اجازت کا مسئلہ بھی مشائخ کے اپنے اختیار کا نہیں ہوتا وہ منجانب اللہ ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو

Marfat.com

مشائخ اجازت دینا چاہتے ہیں مگر نہیں دے سکتے۔بس بھائی اپنی نااہلیت کا جتنا تصور بڑھے گا اتنا ہی مفید ہو گا۔اوراس سلسلہ کے اکابر کا ارشاد ہے کہ اس سلسلہ میں بطریق جذب نفع پہنچتا ہے۔نہ بطریق سلوک اور جذب محبت وتعلق پر ہوتا ہے۔جتنی شیخ کو محبت زیادہ ہوگی۔اتنی ہی کشش اور جذب بھی زیادہ ہوگی۔(رسالہ اسٹرائیک) بھائی اس راہ میں بجز تضرّع وزاری کے کوئی کامیابی کا طریقہ نہیں۔جس کو تمام عمر اللہ کی یاد میں رہنے کے باوجود یہ بات حاصل ہو جائے کہ مجھ کو حاصل نہیں ہوا اس کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔مبارک ہے وہ شخص جو عمر بھر اسی دھڑکے میں رہے کہ میری حالت اچھی ہے یا بُری۔اصل میں طلب ہی مطلوب ہے۔بس عمر بھر طلب میں ہی رہو۔وصول مطلوب نہیں۔کیونکہ وہ تمہارے اختیار میں نہیں جس نے اپنے کو فارغ و کامل سمجھ لیا اور اپنی حالت پر مطمئن و بےفکر ہو گیا وہ برباد ہو گیا۔اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھے کہ اس وقت جو کچھ میری حالت ہے جیسی کچھ بھی ہے۔یہ سب خدا کا فضل ہے۔اور بعض سالکین کو سہولت کی بہت تلاش رہتی ہے جس کی وجہ صرف راحت طلبی ہے۔بھائی راحت کی جگہ تو عالم آخرت ہے اور وہاں بھی جو راحت حاصل ہوگی۔وہ بھی دنیا کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔آدمی کو شرم آنی چاہیے کہ دنیا مردار کیلئے تو اتنی عمر برباد کریں اور مشقت برداشت کریں۔اور طلب خدا کیلئے یہ چاہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں کامیابی ہو جاوے۔

صوفیاء حضرات کی ترتیب زندگی:

حضرات صوفیاء کے ہاں خانقاہی نظام کے ذریعہ انسانوں کی اصلاح دعا ذکر، شغل تخت (چلّہ) گریہ و بکاء وجد اور حال کے ذریعہ اور کشف و کرامات و فقر و فاقہ کے ساتھ زہد تھا قناعت اور صبر و شکر تھا۔ اطاعت و فرمانبرداری اور آئندہ جس کسی کو چلنا ہو اسی روشنی میں چلنا ہوگا۔بس اعلان کر دیا گیا کہ جاگ جاؤ جو جاگا اس نے پایا جو سویا اس نے کھویا۔بھائی حضور علیہ السلام کے آخر لمحات اس دنیا کی زندگی میں رات کی اندھیری میں جو روشنی کرنے والے چراغ میں تیل تھا کسی غریب پڑوسی سے قرض کر کے آیا تھا اور جو چادر اس وقت مرض واپسین کے مریض پر پڑی تھی جب بعد کو دیکھا گیا تو صرف پھٹا ہوا ایک سیاہ کمبل تھا جس کے اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے اور حضور ﷺ کی زرہ تین صاع پر ایک یہودی ساہوکار کے یہاں گروی

Marfat.com

تھی۔ (نبی خاتم ص ۱۴۴) بھائی اس امت کے بادشاہ اور سردار ﷺ کی یہ حالت رہی کہ منہ مبارک کو جو کے بے چھنے آٹے کی روٹی بھی میسر نہ آئی فقیروں نے بھی کبھی دو دو تین تین مہینے تک صرف پانی اور خشک چھوہاروں پر زندگی گزاری ہے فاقہ مستوں نے بھی کبھی بھوک کی شدت میں پیٹ پر دو دو پتھر باندھے ہیں۔ کن بادشاہوں کی لڑکیوں کے ہاتھ میں چکی پیسنے کا گھٹا اور گردن میں پانی بھرنے کے نشاں دیکھے گئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو اور پھر سوچو یہ دو نشے ہیں ایک نشہ کہ جس کی بڑائی میں خدا کی کبریائی کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ تو دوسری طرف اللہ کی مخلوق میں ایسے انسانوں کی بھی کمی نہیں جن کا نشہ کہ خدا کی بڑائی کے سوا ان کے اندر کسی کی بڑائی باقی نہ رہے یہی وہ گروہ ہے جس کی تلواروں کی چھاؤں میں اس نشہ کی مشق کرائی گئی پھر یہ جب پی کر "بدر" میں اترے تو اس کے نتائج بھی سامنے تھے۔

اللہ ہی منعم مالک ہر چیز پر غالب اور نفع وضرر پہنچانے والا ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی مالک اور قاہر ہے نہ کسی کے ہاتھ میں حقیقتاً کسی کا نفع وضرر لہٰذا وہی بالذات مستحق عبادت ہے (مظہری ۱۰۷/۶) اللہ کسی قوم کی عافیت اور نعمت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ اپنے اچھے احوال کی جگہ بُرے احوال اختیار نہ کرلیں اور حضور اکرم ﷺ باوجود خلق عظیم وشفقت عامہ کے ایسے مواقع پر غضب فرماتے تھے کہ ہتک محرمات خداوندی ہو رہی ہو یا کوئی شخص کھلی ہوئی کم عقلی وحماقت کی حرکت کرے یا بے محل بات کرے۔

تصوف کے سلسلہ کا مدار

تصوف کا مدار عقیدت اور محبت پر ہے۔ یعنی شیخ کی طرف سے محبت اور مرید کی طرف سے عقیدت ہو۔ اور اس طریق باطن میں اعتراض اس قدر بُرا ہے۔ کہ بعض اوقات کبائر سے برکات منقطع نہیں ہوتے مگر اعتراض سے فوراً منقطع ہو جاتے ہیں لہٰذا اس طریق میں کامل اتباع اختیار کرے۔ ورنہ علیحدگی اختیار کرے اور شیخ کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے والا برکات باطنی سے محروم ہو جاتا ہے لہٰذا مرید شیخ کے ساتھ اعتراض اور گستاخی سے بچے اور متقی آدمی کیلئے مالدار ہونے میں کوئی حرج نہیں اور تندرستی متقی کیلئے مالداروں سے بہتر ہے کیونکہ متقی آدمی اپنی تندرستی کو نیک کاموں میں لگائے گا اور گناہوں سے بچائے

Marfat.com

گا اور یہ بھی حدیث کا مفہوم ہے۔ کہ نفس کا ہشاش بشاش خوش وخرم ہونا اللہ کی نعمت ہے جس طرح رنجیدہ ہونا مصیبت ہے اسی طرح خوشی حاصل ہونا اور خوش رہنا یہ اللہ کی نعمت ہے۔ (الفردوس ۲۳۶)

کس کام کا وہ گل ہے جس گل میں بُو نہ ہو
کس کام کا وہ دل ہے جس دل میں تو نہ ہو

(مولانا خیر محمد صاحبؒ)

مکی حرص نہ کوڑے جہان والی
تے گلاں مکدیاں مک گیہساں

(مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ)

اور ابھی یہ قریب زمانے کی بات ہے کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے دور میں مدرسہ خیر المدارس ملتان کے قوانین وضوابط میں یہ بات شامل تھی کہ کوئی طالب علم یا استاد یا ملازم بند بازوں اور کالر والی قمیض نہیں پہن سکتا ہے بلکہ کھلے بازو والا کُرتا اور سر پر صحابہؓ والی کپڑے کی ٹوپی یا رومال رکھے۔

سالک کے لئے ادب کی اہمیت:

شیخ سقطیؒ فرماتے ہیں حسن ادب عقل کا ترجمان ہے اور شیخ سقطیؒ کے شیخ نے فرمایا اپنے عمل کو نمک اور اپنے ادب کو آٹا بناؤ اور کہتے ہیں تصوف سراپا ادب ہے۔ چنانچہ ہر وقت اور ہر مقام کیلئے مخصوص ادب ہے۔ جو ادب کو اختیار کرتا ہے۔ وہ مردِ کامل کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جو ادب سے محروم رہے وہ مقام قرب سے دور اور مقام مقبول سے مردود ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ کو ادب سکھانے کیلئے یہ بھی ارشاد فرمایا نبیؐ کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ اسی طرح صوفیاء کے نزدیک مشائخ کے مریدوں کے آداب کی بہت اہمیت ہے اس طرح مرید کا یہ طرزِ عمل ہو کہ وہ نہ اونچی آواز سے بولے اور نہ تکرار کرے کہ شیخ کی گرانی کا سبب بنے اور نہ بہت ہنسے اور نہ بہت گفتگو کرے بجز اس صورت کے کہ شیخ اسے اجازت دے کیونکہ آواز کا بلند کرنا وقار کا پردہ اٹھا دیتا ہے اور اگر وقار دل میں جاگزین ہو جائے تو زبان پر مہرِ سکوت لگ جاتی ہے اور ہمیشہ گردن جھکائے رکھے اور شیخ کے چہرہ پر بار بار نگاہ نہ ڈالے اور ان کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ نہ کرے مگر یہ کہ وہ اجازت دیں اور لوگوں کے منہ بھی نہ تکے کہ اس سے غفلت

Marfat.com

پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح باطنی احترام کرے کہ شیخ پر کسی امر کا انکار نہ کرے۔ ورنہ نفاق میں مبتلا ہو جائیگا اور خاموش رہ کر شیخ سے روحانی غذا کا انتظار کرے قول ایک تخم کے مانند ہے جسے زمین میں ڈالا جاتا ہے اگر بیج خراب ہو تو کچھ نہیں اگتا اسی طرح نفسانی خواہش کی آمیزش سے بات بگڑ جاتی ہے عقیدت کے حدود آداب سے تمام ہوتے ہیں اپنے شیخ پر اعتماد ہونا چاہیے بس مرید شیخ کے ساتھ باادب رہ کر اپنے ظاہر و باطن کی اچھی طرح تعمیر کرے۔ رسول ﷺ نے فرمایا جو بات میں نے چھوڑ دی وہ بات تم بھی چھوڑ دو اور جو بات میں بیان کروں اسے قبول کرو کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں وہ بہت سوالات کرنے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی بناء پر ہلاک ہوئے ایک اصولی ادب یہ ہے کہ مرید شیخ سے اپنا حال اور اپنے فیوضات پوشیدہ نہ رکھے اور یہ بھی یقین رکھنا ضروری ہے کہ شیخ میری اصلاح اور تلقین کا ذمہ دار ہے۔ اور اگر مرید کسی دوسرے کی طرف بھی نظر جمائے رکھے گا تو اپنے شیخ کی صحبت سے زیادہ مستفید نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا کوئی قول موثر بن سکتا ہے۔ فیض اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ وہ صرف ایک ہی شیخ کو تسلیم کر لے اس سے روحانی الفت کا تعلق قائم کرے اور مرید اپنے تمام چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ کی ہدایات اور رجحانات کا خیال رکھے اور اپنی معمولی معمولی حرکات پر شیخ کی ناپسندیدگی کو نظر انداز نہ کرے اور مرید شیخ سے دین و دنیا کے بارے میں کوئی بات کہنا چاہے تو شیخ سے گفتگو کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

سالک میں سات خصائل ضروری ہے:

(۱) ارادہ میں صداقت اس کی علامت یہ ہے کہ انسان سامان تیار رکھے۔

(۲) عبادت وطاعت کے اسباب کرنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ بُرے ساتھیوں کو چھوڑ دے۔

(۳) اپنے نفس کے حال کی معرفت حاصل کرنا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے سامنے آفات نفس نمایاں ہو جائیں۔

(۴) علمائے ربانیین کے ساتھ مجالست کرنا ضروری ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ علماء کو دوسروں پر ترجیح دے۔

Marfat.com

(۵) اس پر توبۃ النصوح لازم ہے۔ اس سے وہ عبادت کی حلاوت پائے گا اور مداومت پر پختہ رہے گا اور توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے خواہش نفس کے اسباب ختم ہو جائیں اور خواہشات نفس میں زہد اختیار کرے۔

(۶) اسے حلال کھانا ضروری ہے جس کی علم مذمت نہ کرے اور اس حلال کی علامت یہ ہے کہ یہ (کمائی) کسی مباح کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ جو کہ شرعی حکم کے موافق ہو۔

۷۔ اس کا کوئی نیک ساتھی ہونا لازمی ہے جو کہ بھلائی کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور نیک ساتھی کی علامت یہ ہے کہ وہ بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور گناہ وظلم سے اسے منع کرے۔ یہ سات خصائل ارادہ کی غذا ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ ارادہ قائم رہتا ہے۔ ان سات خصائل کو حاصل کرنے کیلئے حسب ذیل چار باتوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی اس کی اساس ہیں۔ اور انہی سے مندرجہ بالا کیلئے قوت حاصل ہوتی ہے۔

(۱) بھوک۔ (۲) بیداری۔ (۳) سکوت۔ (۴) خلوت

یہ چاروں نفس کے لئے قید و بند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے نفس کو مارنے اور پابند بنانے سے نفس کمزور ہو جائے گا اور انہی پر نفس کا حسن معاملہ ہے اور ان میں سے ہر ایک قلب میں ایک بہترین اثر ڈالتا ہے۔ (قوت القلوب 120 ص ۳۷۶)

امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول:

خبردار پیٹ بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے سستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد کرنے والی ہے۔ امراض پیدا کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ (کھا کھا کر موٹا، ہوئے جانے والے عالم کو) لیکن اپنی خوراک میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی سے دور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے۔ اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم کردے اور جان لو کہ طمع محتاجی ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

Marfat.com

ریاضت ومجاہدہ کا مقصود:

شریعت مطہرہ نے خواہش نفس کے بالکل ازالہ کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ خواہشات کو مغلوب رکھا جائے اور احکام شریعت کے ماتحت جس طرح گھوڑا سائیس اور کتا شکاری کے قبضے میں ہوتا ہے اور اسی طرح غصہ دبانے کی ضرورت ہے نہ یہ کہ غصہ ہو ہی نہ بس شہوات اور غصہ کتے اور گھوڑے کی طرح آخرت کی سعادت کو ان دونوں کے بغیر شکار نہیں کیا جا سکتا لیکن شرط یہ ہے کہ ماتحت اور قابو کے ہوں پس ریاضت اور مجاہدہ کا مقصود یہ ہے کہ دونوں صفتیں شکستہ اور مغلوب ہو جائیں اور یہ ممکن ہے اللہ ہمت اور توفیق نصیب فرما دیں۔ (آمین)

اہل اللہ سے عداوت:

حدیث قدسی ہے جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی اس کو میں اعلان جنگ دیتا ہوں اس لئے حتی الامکان مشہور و مسلّم اولیاء اللہ سے سوءظن و عداوت سے بچنا لازم ہے ورنہ گستاخی سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے اور ایمان داروں کو مشایعت سے بچنا ضروری ہے کہ یہ ساتھ چلنا ایمان داروں کے دل میں کچھ باقی نہ چھوڑے گا یعنی مشایعت سے خوف سلب معرفت کا ہے۔ (قصص اولیاء حسنؒ) اور اللہ والوں کی وصیت کہ اگر ہو سکے تو یہ کام کرے کہ دوسرے کو جان لے اور تجھ کو کوئی نہ جانے اور چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ دوسرے سے تو پوچھے اور تجھ سے کوئی نہ پوچھے۔

لقمان علیہ السلام:

نبی نہ تھے ایک عبد ہوشیار تھے بہت سوچنے والے تھے حسن ظن رکھنے والے تھے انہوں نے اللہ سے محبت کی اور عرض کیا اے اللہ اے پروردگار اگر تو مجھے خیر دے تو میں قبول کرلوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میرے اللہ میرے ساتھ ایسا کریگا تو میری اعانت فرمائے گا اور مجھے سکھائے گا اور خطا سے مجھے بچائے گا اور اگر مجھے اختیار دے گا چاہے کروں یا نہ کروں تو میں عافیت اختیار کرونگا اور مصیبت کو قبول نہ کرونگا۔ (قصص ۸/۲۹)

Marfat.com

تغیرات:

دنیا کے تغیرات ڈھلتے ہوئے سایہ کی طرح ہیں کسی کی کسی حال میں مستقل حال کی جاگیر نہیں ہے کسی کیلئے اس کا دوامی پٹہ نہیں دیا گیا خدا تعالیٰ نے اپنے مضبوط قوانین سے دنیا میں عروج و زوال کو دوش بدوش بنادیا ہے۔ پست سے پست کو ایک وقت میں عروج نصیب ہو جاتا ہے اور بلند و بالا تر بھی کسی وقت گمنامی و ذلت کے غار میں پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ مال و دولت تخت و تاج سب کی یہی حالت ہے کسی کے گھر کو آباد ہوتے دیکھ کر فوراً یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کسی کا کاشانہ دولت ضرور ویران ہوا ہے۔ ایک عربی شاعر نے ایک مصرعہ میں ساری دنیا کا خلاصہ بیان کر دیا ترجمہ (ایک گروہ کی مصیبت میں دوسرے کے فائدے مضمر ہوتے ہیں)۔

اعمال کا ظہور:

قیامت کے دن بدکار رُسوا ہوں گے دکھائے جاویں گے ان کے کام حشر گاہ میں رسوائی بدکاروں کو، سرخروئی نیکوکاروں کو اس طور پر کہ نامے ان کے اعمالوں کے کھولیں گے اور میزان کھڑی کریں گے اور ہر نیک اور بد عمل ان کا گواہوں کے سامنے پڑھیں گے اور تولیں گے پس اس وقت کما حقہ ظہور حاصل ہوگا اور کافروں کی نیکی اگرچہ ہمیشہ کے عذاب سے بالکل رہائی کا سبب نہیں ہوتی لیکن اس کی تاثیر سے عذاب کی تخفیف ہو جائیگی۔ (تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۵۴) اور اللہ کی نعمتوں کی یہ بھی ناشکری ہے کہ نعمت میں لگ کر یعنی مشغول ہو جاوے اور منعم سے غافل اور اس قدر محبت نعمت کی اس کے دل پر غالب ہو جاوے کہ اسمیں غرق ہو جاوے اور نعمت دینے والے کو بھول جاوے جیسے دنیا دار لوگ کہ دنیا کی محبت ایسی غالب ہو جاتی ہے۔ کہ دن رات اسی میں پھنسے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بھول جاتے ہیں اور یہی ان کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔

مفتی اعظمؒ کے اخلاق: (کفایت اللہؒ)

تمام زندگی تقویٰ اور دیانتداری سے بسر کی غیبت خیانت اور انتقام کا تصور بھی آپ کے دل میں نہ آیا تھا، اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی نیکی کرنے کے عادی تھے مفتی صاحب کسی سے خدمت نہیں لیتے تھے

Marfat.com

اور نہ کسی کو ڈانٹتے تھے اور بھائی محسن کی محبت صاحب کمال کے کمال کا اعتراف ان امور میں سے ہے جو بے اختیار دل میں جاگزیں ہوتے ہیں آدمی حکومت کے رعب سے مطیع بنا سکتا ہے لیکن محبت جانباز شیدا نہیں بنا سکتا قلوب کو مسخر نہیں کر سکتا یہ صرف اخلاق و معاملات ہی ہیں کہ دل مسخر ہوتے ہیں۔

یمنی بزرگ کا خوف الٰہی کی علامت بتانا:

حضرت شیخ یمنیؒ نے صالح نوجوان کے سوال پر بتایا کہ جب خوف خدا ہوا کرتا ہے تو سب خوفوں سے بندہ مامون ہو جاتا ہے اور اللہ ہی کا خوف دل میں گڑ جاتا ہے پھر نوجوان نے سوال کیا کہ بندہ کو کب یقین ہوتا ہے کہ میں خائف ہو گیا ہوں۔ فرمایا دنیا کی لذتوں کو اس طرح چھوڑ دے جیسے کوئی بیمار بیماری بڑھ جانے کے خوف سے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے اور کڑوی دوا پر صبر کرتا ہے اسی طرح یہ خائف بھی دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سن کر اس صالح نوجوان نے ایسی چیخ ماری کہ ہم سمجھ گئے کہ اس کی طائر روح نے جسد عنصری سے پرواز کی پھر دیر کے بعد ہوش آیا تو پوچھا حضرت یہ فرمایئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی کیا علامت ہے شیخ نے فرمایا کہ محبت کے بہت درجے ہیں۔ جوان نے عرض کیا کچھ تو فرمایئے فرمایا ان کے قلوب سے حجاب (پردہ) اٹھا دیا جاتا ہے اور حق تعالیٰ کی عبادت میں اپنی پوری استطاعت صرف کر ڈالتے ہیں اور اس عبادت سے نہ انھیں جنت کی طمع ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف ہوتا ہے یہ سن کر اس نوجوان صالح نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔ (۱/۷۲)

حضرت جنیدؒ کا قول:

ابوالقاسم جنیدؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ علوم کہاں سے حاصل کئے فرمایا میں تیس برس حق تعالیٰ کے سامنے اس درجہ میں رہا (اپنے گھر کے درجہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ علوم مجھے عطا فرمائے اور فرمایا ہم نے تصوف باتیں بنانے سے حاصل نہیں کیا بلکہ بھوک، ترک دنیا اور لذائذ اور دنیا کی نعمتیں چھوڑنے اور ذکر الٰہی کی کثرت اور ادائے فرائض، واجبات واتباع سنت اور تمام اوامر کے بجا لانے اور تمام منہیات کے چھوڑنے سے حاصل کیا ہے۔ (قصص اولیاء ۵۰/۲۱/۷۱)

Marfat.com

حضرت علیؓ کی شکایت:

ایک دفعہ کسی شکررنجی کے تحت حضرت فاطمہؓ نے حاضر خدمت نبویہ علیہ السلام ہوکر حضرت علیؓ کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا بیٹی تم ہی تو سوچو کہ دنیا میں کون سا مرد ایسا ہے جو اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔علماء نے لکھا ہے کہ اس کے بعد پھر وہ کبھی حضور علیہ اسلام کے پاس حضرت علیؓ کی شکایت لے کر نہیں آئیں (انوار باری ۱/۱۵۸)حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں تمہیں بتلاؤں مردوں میں سے کون جنت میں جائے گا۔ا۔نبی جنت میں جائینگے۔۲صدیق بھی اور وہ شخص بھی جو صرف خدا کیلئے اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لئے شہر کے دوسرے کنارے تک جائے اور عورتوں میں سے ہر بچہ جننے والی ان سے محبت کرنے والی جب شوہر کسی بات کی وجہ سے غصہ کرے یا نافرمانی کا ارتکاب کرے تو نادم ہوکر اس سے کہے کہ یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے مجھ پر نیند حرام ہے۔جب تک تو مجھ سے راضی نہ ہوجائے۔(انوار باری ۱۲/۱۶۰)

حضور علیہ السلام کا عمامہ:

حضور ﷺ کا عمامہ نماز عید میں بارہ ہاتھ کا اور جمعہ میں سات ہاتھ کا باندھا ہے۔(انوار باری ۱۱/۱۲۶)

نمازی کے سامنے سے گزرنا:

نمازی کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی دائیں بائیں کھسک سکتا ہے صحرا میں نماز پڑھنے والے کے موضع سجود یا موضع نظر کے آگے سے گزرنا درست ہے مسجد کبیر کا حکم بھی صحرا کا ہے۔(۱۴/۳۸۶)

ارشادات حضرت اقدس مجدد سرہندیؒ:

حق تعالیٰ تمام اشیاء کو محیط ہے اور سب کے ساتھ اس کو قرب و معیت ہے مگر وہ ایسا احاطہ اور ایسا قرب نہیں جو ہماری فہم قاصر میں آسکے کسی کو اس ذوالجلال کی ذات وصفات اور افعال کی حقیقت میں غور کرنے کے بجز جہالت وحیرت کے کیا حاصل ہوسکتا ہے بس اس کو ایمان بالغیب لانا چاہیے کہ وہ محیط ہے اور ہم سے قریب ہے اور ہمارے ساتھ ہے اگرچہ ہم اس کی حقیقت کے آداب سے قاصر ہیں۔(انوار باری ۱۳/۲۵۱) علامہ موصوف مُلا علی قاریؒ نے لکھا کہ باری تعالیٰ کسی مکان میں متمکن نہیں ہے نہ اوپر نہ نیچے اور نہ کسی سمت میں۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو حضورؐ سے مذاہب اربعہ کا پابند رہنے کی وصیت:

حضرت شاہ صاحبؒ کا مزاج علامہ ابن تیمیہؒ کی تصنیفات کا اثر اور شیخ کروی کا اثر سلفیت کا بھی پڑا ہو جس کی وجہ سے ان کا مزاج تقلید کے خلاف بھی بن چکا تھا جس کو وہ خود بتلاتے ہیں۔(فیوض الحرمین ۶۴/۶۵) میں ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے تین امور کا استفادہ کیا جو میرے رجحان و مزاج کے خلاف تھیں ان میں سے دوسری یہ ہے آپ ﷺ نے مجھے مذاہب اربعہ کا پابند رہنے کے لئے وصیت فرمائی کہ میں ان میں سے باہر نہ ہوں اسی فیوض الحرمین کے صفحہ نمبر ۴۸ میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے سمجھایا کہ مذہب حنفی کے اندر ایسا صاف ستھرا راستہ موجود ہے جو دوسرے سب راستوں سے زیادہ سنت نبویہ کے ساتھ موافق و مطابق ہے جس کی تدوین و تنقیح امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کے زمانہ میں ہوگئی ہیں۔(انوار باری ۲۸۲/۱۴) حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ سلفی و اہلِ حدیث حضرات اگر شاہ ولی اللہؒ کے نقل کردہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد مذکورہ پر عمل کریں تو بہت سے نزاعات و اختلافات یکدم ختم ہو سکتے ہیں۔(انوار باری ۲۸۲/۱۴)

ملائکہ برابر رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم اپنے مصلے پر جہاں تم نے نماز پڑھی تھی رہو اور ریح نہ خارج کرو تو ملائکہ تمہارے لئے برابر رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔اے اللہ اس کی مغفرت کیجئے اے اللہ اس پر رحم کیجئے۔(انوار باری ۳۱۲/۱۴)

بیٹی کے لئے کیسا رشتہ ہونا چاہیے:

ایک شخص نے حضرت حسنؓ سے اپنی بیٹی کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ رشتے تو بہت سے آئے ہیں میں کس سے کروں آپؓ نے فرمایا ایسے شخص سے کرو جو خدا سے ڈرتا ہو کہ وہ اگر اس کو پسند کرے گا تو اس کا احترام کریگا، اگر ناپسند ہوگی تب بھی ظلم سے باز رہے گا۔یعنی جو دیندار متقی نہ ہوگا وہ ظلم و زیادتی تک بھی نوبت پہنچا دے گا۔(انوار باری ۱۴۶/۱۲)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے (انسان) آدم علیہ السلام کو اپنی صورت ومثال پر پیدا کیا:

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان مظہر تمام صفات کمالیہ خداوند عالم کا ہے۔ مخلوقات کا کوئی دوسرا فرد خواہ لطیف ہو یا کثیف نوری ہو یا ناری اس درجہ کا مظہر تام نہیں ہے۔ اور اسی حدیث شریف سے انسان کی باعتبار تقویم واعتدال اجزاء صوری احسن واجمل واعلیٰ وبرتر ہونے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے (اشاعت اسلام ص ۵۴۱)

طبیب یا معالج پر اعتماد ضروری:

جس کیفیت کے آثار اپنے اندر محسوس ہوتے ہیں۔ (یعنی فقدان ایمان کا وسوسہ) وہ خلل دراصل قلب میں نہیں بلکہ باہر کے وساوس ہیں کہ ان کا عکس قلب میں نظر آتا ہے جیسے مکھی آئینہ کے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اور اندر نظر آتی ہے اگر اس میں بھی ذہین شیطان کوئی وسوسہ ڈالے تو مریض کو بجائے اپنے فہم پر اعتماد کے طبیب پر اعتماد ضروری ہے اور بیماری اضطراری چیز ہے بلا قصد آتی ہے طاری ہوتی ہے اس لئے ناگوار بھی ہوتی ہے اور ایمان وعدم ایمان دونوں اختیاری چیزیں ہیں۔ اگر کفر کو ناپسند کرے گا تو اس کو اختیار کیوں کرے گا اور بدوں اختیار کئے اس کا تحقق ہی نہ ہوگا شیطانی منطق ہوتی تو بودی ہے مگر اس منطق سے بھی عہدہ براہونے کیلئے ارسطو کی منطق پڑھ لینا بالکل کام نہیں آتا۔

نماز میں ذہنی وفکری حرکات کے قطع کرنے کی تدبیر:

اس کے لئے قلب افکار سے محفوظ رہے اور ذہنی پریشانی کی قلبی حرکات سے بچنے کی تدبیر کیلئے کسی مصلح حکیم تجربہ کار سے مشورہ کی حاجت ہے۔ کیونکہ یہ قطع فکر براہ راست حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے قلب کو کسی محمود چیز کی طرف قصداً متوجہ کر دیا جائے جو وضع صلوٰۃ کے خلاف نہ ہو مثلاً ذاتِ حق کی طرف متوجہ رہے اگر اس پر قادر نہ ہو تو یہ تصوّر کرے کہ میں کعبہ حسنیٰ کی طرف رخ کئے ہوئے ہوں یا نماز میں جو اذکار وقراءت ضرور یہ ہے اس کی طرف توجہ رکھے کہ میں یہ الفاظ پڑھ رہا ہوں یا ان کے معانی کی طرف توجہ رکھے چونکہ نفس ایک آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اسلئے یہ توجہ دوسرے خطرات کے آنے سے مانع ہو جائیگی۔

Marfat.com

میاں بیوی کا الفت ووفا شعاری سے رہنا:

دراصل میاں بیوی کا ایک دوسرے کے لئے وفا شعار ہونا اور باہمی الفت کا نباہنا اور جنسی میلانات کسی بھی دوسری طرف متوجہ نہ ہونے دینا ہی سب سے بڑا زوجیت کا شرف ہے۔ دوسرے درجہ میں بیوی کیلئے شوہر کے گھر کا ماحول بھی بہتر ہونا ضروری ہے کہ بیوی اپنے نہایت مانوس ماحول ماں باپ عزیز بھائی بہنوں اور دوسرے قربت داروں سے جدا ہو کر شوہر کے گھر میں بالکل اجنبی ماحول میں پہنچتی ہے اس لئے صرف شوہر کی محبت والفت اور بہتر سلوک ہی کافی نہیں بلکہ شوہر کے گھر والوں خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی بھاوجوں کا سلوک بھی محبت خلوص وحسن اخلاق کا ہونا چاہیے اور اس کیلئے بھی شوہر کی بڑی ذمہ داری ہے خصوصاً جبکہ وہ بیوی کو سب سے الگ گھر میں نہ رکھ سکتا ہو۔

اور زنانہ فطرت کا قصور فہم اپنی جگہ پر حق ہے مثلاً عورت اگر مطلقہ ہو کر دوسری جگہ نکاح کرے تو پہلے شوہر کے مقابلے میں بعد والے مالدار بہترین شوہر کو بھی اس لحاظ سے کنڈم کر دیتی ہے کہ وہ باوجود طلاق کے بھی پہلے شوہر کی دولت کا ہی دم بھرتی ہے اور عورت کی اس فطری قصور فہم کے علاوہ شیطان بھی آمادہ کرتا ہے تا کہ نئے شوہر سے بھی تعلقات بہتر نہج پر نہ چل سکیں خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا عجیب حال ہے کہ طویل مدت تک بغیر نکاح کے اپنے ماں باپ کے گھر میں پریشانی کے دن گزار کر بھی کہ جوانی ونکاح کی بیشتر عمر گزر چکی ہے اگر اس کو شوہر نصیب ہوتا ہے اور اس سے مالی سرپرستی کے علاوہ بچوں جیسی نعمت بھی اس کو مل جاتی ہے تب بھی اس کی فطرت ایسی ہے کہ شوہر کی طرف سے کوئی ناگواری یا خلاف مزاج بات ہو جائے تو کہنے لگتی ہے کہ اس سے میں کسی دن بھی خیر وبھلائی نہیں دیکھی یعنی غصہ وغضب سے مغلوب ہو کر ناشکری جیسے گناہ کا ارتکاب کر لیتی ہے۔ (انوار باری ۱۹۳/۱۳)

عورتوں نے پوچھا کس لئے آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں دیا جائے تو شکر نہیں کرتیں اگر دینے میں کمی ہو جائے تو شکوے شکایت کے دفتر کھولتی ہو کسی مصیبت یا مرض میں مبتلا ہوتی ہو تو صبر نہیں کرتیں تمہیں ان سب بُری عادتوں کو ترک کرنا چاہیے اور خاص طور سے کفر منعمین سے بچنا چاہئے سوال کیا وہ کیا ہے

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے شوہر کے پاس رہتی ہے اور اس سے دو تین بچے بھی ہو جاتے ہیں پھر وہ غصہ میں اس سے کہتی ہے کہ تجھ سے کوئی خیر میں نے نہیں دیکھی اور اولاد بھی بہت بڑی نعمت ہے اور میاں بیوی دونوں کو اس کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کی قدر کرنی چاہیے اور اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ کا ذکر اکثر کرتے اور ان کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ (انوار باری ۱۶۳/۱۳)

کفر کو ایمان والے کے مقابلے میں پسند کرنا کفر ہے:

اے ایمان والو اپنے باپوں کو اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔ (سورۃ توبہ پارہ ۹ رکوع ۲)

اور اسی طرح دنیا کی اشیاء کا زیادہ پیارا ہونا جو برا ہے مراد اس سے وہ محبت ہے جو احکام الٰہیہ و نبویہ پر عمل کرنے سے باز رکھے میلان طبعی مراد نہیں تشرعی۔ (قرآن ص ۱۷۱)

مخالفین و مصائب سے حفاظت:

اگر ایمان والے کافروں، مشرکوں، منافقین، ملحدین اور مخالفین کی دشمنی یا مصائب یا حکم الٰہی کی تعمیل کی مشقت پر صبر کریں اور انکی موالات سے اور دوسرے ممنوعات سے بچتے رہیں تو ان کی مکاری تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی یعنی وہ پوشیدہ طور پر جو تم کو ضرر پہنچانا چاہتے ہیں کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے اللہ کا فضل اور اس کی طرف سے حفاظت جس کا وعدہ اہل صبر و تقویٰ سے کیا گیا ہے تمہارے شامل حال رہے گا اور صبر و تقویٰ کا جو شخص آہستہ آہستہ مشاق ہو جائے اور رفتہ رفتہ کوشش کرتا رہے وہ متاثر بھی کم ہوتا ہے پھر مومن کو ہر مصیبت کے ثواب کی امید ہوتی ہے اس لئے نعمت ملنے سے زیادہ اس کو مصیبت سے خوشی ہوتی ہے عاشق کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس پر جو دکھ آیا ہے وہ محبوب کا بھیجا ہوا ہے تو اُس کو اِس دکھ میں اتنی لذت حاصل ہوتی ہے کہ نعمت میں نہیں حاصل ہوتی۔ (مظہری 2/348)

اور دنیا کی برائی میں مبالغہ نہ کرو۔ اس لئے کہ دنیا ہماری آخرت کے سفر کا توشہ ہے یہیں سے

Marfat.com

اعمال کر کے لے جائیں گے جو آخرت میں کام آئیں گے۔ تو یعنی دنیا کی ایسی برائی کرنا کہ اس میں بالکل خیر ہی نہیں یہ مناسب نہیں دنیا میں رہو آخرت کیلئے جیو۔ اور کسی آدمی کی خوش بختیوں میں سے یہ ہے کہ اسے (دنیا میں) وسیع مکان، نیک ہمسایہ اور پسندیدہ سواری مل جائے۔ (الحدیث انواری باری 15/315) اور یہ مال دنیا میں اپنی آبرو بچانے کیلئے ہے ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں تو جس نے بخشش اور معافی مانگی ہوتی ہے اس کو معافی دی جاتی ہے۔ (الحدیث المفرد ص 293) مال کا ہونا اور لوگوں سے سوال نہ کرنا شریف آدمی کی بیداری کی بات ہے اور اس کے ذریعے وہ کمینے آدمی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (المفرد، ص 267)

دنیا کی تعریف:

حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں کسی نے دار العجائب کہا کسی نے دار الاضداد۔ کسی نے دار الفراق مگر میں اس کو بیت الحمیر کہتا ہوں۔ کیونکہ گدھے اپنے طویلہ میں کھڑے ہوئے ایک دوسرے پر دولتی چلاتے رہتے ہیں یہاں جس کو دیکھو ایک دوسرے کو ذلت و تکلیف پہنچانے کے درپے ہے اسی لئے حضرت کی نظر میں کسی آدمی کی بڑی تعریف و خوبی یہ تھی کہ وہ بے ضرر ہو۔ اس سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے اور فرماتے جو شخص صاف سینہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا یعنی جس کے دل میں کسی دوسرے کے لئے کینہ، عداوت وحسد وغیرہ نہ ہوگا۔

جہاد نفس کے مراتب:

علم دین و ہدایت حاصل کرنے میں نفس کشی کرنا تکالیف و مشقتیں اور ہر قسم کے مصائب و پریشانیوں کو عزم و حوصلہ سے برداشت کرنا کیونکہ ہر چیز کے حاصل کرنے میں کچھ دشواری ہوتی ہے مگر علم کے لئے بہت سی آفات پیش آتی ہیں علم دین حاصل کئے بغیر کوئی بھی معاش و معاد یا دنیا و آخرت کی سعادت و فلاح حاصل نہیں ہو سکتی اور جو شخص علم دین سے محروم ہوتا ہے اس کی شقاوت دارین و بدبختی میں شبہ نہیں ہو سکتا علم دین حاصل کرنے کے بعد مجاہدہ کا دوسرا درجہ اس کے مطابق عمل کرنے کا ہے ورنہ علم بے

Marfat.com

عمل بھی محض بے سود بلکہ مزید وبال ہے خود علم وعمل کے مجاہدہ کے بعد تیسرا درجہ دوسروں کو تعلیم و تلقین کا ہے یہ بھی ضروری اہم اور سخت مجاہدہ ہے۔ عمل کیلئے کسی صاحب باطن عالم ربانی کی صحبت ضروری ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد:

حصول علم کے لئے حسن نیت نہایت ضروری ہے کہ خالص خدا کو خوش کرنے کی نیت سے علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرنے کا عزم ہو۔ شریعت کا احیاء اور اپنے قلب کو منور کرنا اولین مقصد ہو اور قرب خداوندی آخری منزل اور حضرت سفیانؒ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ مشقت اپنی نیت کو صحیح کرنے میں برداشت کرنی پڑی ہے کہ اغراض دنیویہ تحصیل ریاست وجاہ ومال اور ہمعصروں پر فوقیت لوگوں سے تعظیم کرانے کی نیت ہرگز نہ ہو (4/360) اور حامل قرآن کے لئے جھگڑا و نزاع موزوں نہیں یعنی ان کو نفسانی وشیطانی نزعات سے بالاتر ہونا چاہیے۔

جذبہ اتباع سنت:

حضرت سید حسین احمد مدنیؒ نے ایک مرتبہ بخاری شریف کے درس کے دوران فرمایا بفضلہ تعالیٰ میں بسرعت تقریر کرسکتا ہوں لیکن یہ توقف فی الکلام بہت مشقت کے بعد حاصل کیا ہے میں نے اتباع سنت کی غرض سے کیا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ ٹھہر ٹھہر کر بات کرنے کی تھی اور جس کو اللہ اور رسول ﷺ کی اتباع نصیب ہوگی وہ فلاح پا گیا اور ان بدعات قبیح، گیارہویں، دعا بعد از نماز جنازہ کے متعلق ایک حرف حضورؐ کے طریقہ میں نہ ملے گا اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ تارک نماز قابل ملامت نہیں لیکن ان بدعات کے نہ کرنے والا گردن زدنی ہے۔ بدعت وہ ہے جس کی کتاب وسنت اور فقہ میں کوئی دلیل نہ ہو، جس جگہ آپ ﷺ نے کوئی کام نہیں کیا وہاں نہ کرنا بھی سنت ہے۔

صبر:

بھائی صبر واستقلال کی ضرورت ہے حج، نماز، زکوٰۃ کا اتنا ذکر نہیں جتنا صبر کی تاکید کا بیان ہے صبر

Marfat.com

پھولوں کی سیج پر نہیں بلکہ ببول کے کانٹوں پر ہوتا ہے (مدنیؒ) حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جب تک لوگ نیکی کرنے کے منتظر رہتے ہیں وہ اس نیکی کے کرنے کا ثواب پاتے رہتے ہیں یعنی شریعت نے کسی چیز کے لئے انتظار کو بھی اس کے حکم میں رکھا ہے۔

یارسول اللہ ﷺ:

حضرت انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، بخاری شریف کی عبارت پڑھنے والا جب یارسول اللہ کے ساتھ ﷺ کہتا تو فرماتے کہ جس قدر لکھا ہے اس قدر پڑھو۔ راویان حدیث نبوی ہم سے زیادہ پابند احکام شرع تھے اور ان کی عبادات و ریاضات بھی ہم سے زیادہ ہیں اور لڑائی بھڑائی بھی ان کے ہاں ہم سے زیادہ ہے۔ (انوار باری 15/45)

روح اور نفس میں فرق:

نفس و روح دونوں ایک ہی ہیں۔ صفات کے بدلنے سے نام بدل جاتا ہے جیسے پانی کہ جب تک وہ اصل حالت پر رہتا ہے پانی ہے اور وہی جب درختوں میں پیوست ہو جائے تو اس کے اوصاف و احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

آدمی کے نزع کے وقت موجودگی:

صوفیاء حضرات کا قول ہے بلکہ وصیّت ہے کہ میت کے نزع کے وقت کسی عاقل و صالح کا پاس ہونا ضروری ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ:

علامہ ابن تیمیہؒ کے مزاج میں حدت و شدت ہے اور اپنی تحقیق کو وحی الٰہی کے برابر سمجھتے ہیں اگرچہ وہ خلاف واقع ہوتی ہے۔ (انوار باری 15/73 انور شاہ کشمیری)

امام ابوحنیفہؒ:

حضرت شیخ السنہ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا یہ کیا بار بار کہا کرتے ہو کہ ابوحنیفہؒ نے یہ رائے

Marfat.com

دی وہ رائے دی ہرگز نہیں وہ ان کی رائے نہیں ہے بلکہ وہ جتنے فیصلے دے چکے ہیں۔ وہ سب بالکل معنی الکلمہ معانی حدیث نبوی ہیں۔ (انوار باری 15/113) اور حنفی محدثین کے ساتھ تعصب کی حد ہے۔ (ص 15/53 حاشیہ انوار باری)

عقل کو حاکم سمجھنا:

عقل کو حاکم سمجھنا اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور اسلام نے انسانی اعضاء کی منتقلی کی اجازت نہیں دی، لاشوں میں چیر پھاڑ سائنسی تحقیق کے لئے شرعاً حرام ہے خصوصاً جنس مخالف کی لاش کی بے حرمتی اور بھی سنگین جرم ہے پھر لڑکوں لڑکیوں کے سامنے اور بھی قبیح ہے کسی شخص نے اگرچہ جرم کیا ہو لیکن گواہی دینے والے نے نہیں دیکھا اور گواہی دیکھنے کی دے دی تو اس گواہ نے گناہ کبیرہ کیا جو بڑا جرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ:

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا شام، مصر، یمن پہنچے۔

عقل:

عقل قوت غضبیہ و شہوانیہ کی نگران ہے دونوں کو حدود شرعیہ سے آگے بڑھنے اور تجاوز کرنے سے روکتی ہے۔ شرعی احکام کا اصل مقصد ہی غضبیہ اور شہوانیہ قوتوں کو اعتدال پر لانا ہے۔ (مظہری 9/437) اور معاصی سے اجتناب پر مدت دراز تک مواظبت کی جاوے تو البتہ عقائد قوی ہو جاتے ہیں۔

انسان کی فضیلت:

میلان طبعی کو عزم کے ساتھ روکنے والا مستحق ستائش ہے فرشتوں پر انسان کی برتری صرف اسی وجہ سے ہے کہ فرشتے فطری میلان گناہ سے خالی ہیں اور آدمی طبعی میلان نفس کو عزم سے روکتا ہے عارضی ارادہ اور دل میں خیال کا گزر جانا اور غیر ارادی تصور قابل مواخذہ نہیں ہے جیسے یوسف علیہ السلام کا تھا۔ اور صرف انسان معرفت الٰہیہ کے غیر متناہی مراتب میں ترقی کر سکتا ہے ملائکہ مقربین بارگاہ ضرور ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کا ایک مقام قرب و معرفت معین ہے وہ اپنے مقام سے ترقی

Marfat.com

نہیں کر سکتے۔

دعا:

تدبیر کے بعد دعا کی جائے اور جہاں اسباب کا تعلق نہیں وہاں صرف دعا چاہیے جیسے بارش کیلئے۔(مظہری 9/440)

سرکشی وغفلت قوموں کی تباہی کا سبب بنی:

ثمود کی قوم نے سرکشی سے شہوت اور غضب کی خواہشوں کے غالب کرنے سے عقل اور شرع کے حکموں پر حکم الٰہی کا انکار کیا اور پیغمبر کو اس کی لائی ہوئی چیز کو جھوٹا جانا اور اللہ تعالیٰ نے قوت شہوانیہ اور غضبیہ اس واسطے دی تھیں کہ ان دونوں کو عقل کا فرمانبردار کریں اور عقل کو اس واسطے دیا کہ شرع کی فرمانبرداری کریں اور لوگوں نے اس کا برعکس کیا یعنی شرع کو تابع عقل کا اور عقل کو شہوت اور غضب کے کیا اور باطنی طور پر ساری قوم اونٹنی کے قتل پر راضی تھی اس لئے ساری قوم عذاب میں مبتلا ہوئی گو قتل کرنے والے سارے نہ تھے لیکن بوجہ رضا مند ہونے کے شریک قتل تھے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس وقت زمین پر کوئی گناہ ہوتا ہے پھر جو کوئی اس مجلس میں حاضر ہو لیکن دل سے بیزار ہو اور اس گناہ کو بُرا جانتا ہو وہ شخص گویا اس گناہ سے منزلوں دور ہے کچھ گناہ کی برائی اس کو نہ لگے گی اور جو اس مجلس سے دور ہو اور دل سے راضی اور خوش ہو اس گناہ کے کرنے سے وہ ایسا ہے کہ گویا اس مجلس میں موجود ہے اور اس گناہ میں شریک (تفسیر عزیزی پارہ عم ص 323) اور جاننا چاہیے کہ فرج کی شہوت سب شہوتوں سے خبیث اور بدتر ہے اس واسطے کہ اس حالت میں آدمی عقل سے بہت دور ہو جاتا ہے اور جانور کی سی حرکتیں آدمی سے اس وقت ظاہر ہوتی ہیں اور اس شہوت کی جائے بھی نجاست اور ناپاکیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور عورت کی جگہ کا کھلنا اسی شہوت کو لازم ہے جس کا تمام بنی آدم کے نزدیک چھپانا واجب ہے اس واسطے عادت پیدائشی آدمی کی ہے کہ اس شہوت کے نکالنے کے وقت بہت پردہ کرتا ہے اور سب سے چھپاتا ہے اور اس کا نام مجلس اور محفل میں کھول کر نہیں لیتا سوائے اشارے اور کنایہ کے او

Marfat.com

رجوگالی دنیا میں سنی جاوے سواسی شہوت سے کچھ کی زیادتی کر کے نکلی ہوگی تو لہذا اول بد بخت وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے حق پر شہوت اور غضب کو مقدم رکھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔

اخلاق کا مطالبہ:

اخلاق کا مطالبہ احسان کرنا اور درگزر کرنا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی اور فحش گو گالیاں بکنے والے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔ (ترمذی شریف مظہری 12/41)

عقل کا اندازہ:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں لوگوں کی عقل کو ہر چیز سے معلوم کر لیتا ہوں یہاں تک کہ کسی کی بیماری سے بھی تو جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے نفس کو پورے طور پر خواہش سے روک لیتا ہے اور کھانے پینے میں پرہیز رکھتا ہے تو اس کی عقل کا اندازہ کر لیتا ہوں اور جب بھی مجھ سے کسی شخص نے کسی چیز کا سوال کیا تو مجھے اس سے اس کی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ (ازالۃ الخفاء)

کسب میں دنیا کے رہا میں   دین کی دولت کچھ نہ کمائی

بدبخت اگر بر لب دریا باشد   لب خشک چو ساحل سر دریا باشد

ترجمہ: اگر کوئی محروم القسمت دریا کے کنارے بھی چلا جائے تو ساحل دریا کی طرح پیاسا ہی رہے گا۔

آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا ہے:

انسان کو اپنے دین کی اصلاح و ترقی کی فکر زیادہ چاہیے بہ نسبت دنیوی امور، کھانے پینے، راحت و آسائش وغیرہ کیلئے تاکہ اعمال خیر کل کیلئے ذخیرہ ہوں اور کوتاہیوں و غفلت میں قیمتی وقت ضائع نہ ہو جائے اور ہر شخص کو سوچنا چاہئے کہ اس نے کل کیلئے کیا ذخیرہ کیا ہے کل سے مراد آخرت ہے یعنی آج کی دنیوی محدود زندگی کی راحت عیش میں پڑ کر کل کی آخرت والی ابدی زندگی سے غفلت نہ برتنی چاہیے اور وہاں کی

Marfat.com

زندگی سنوارنے کی واحد صورت نیک اعمال کا ذخیرہ ہے۔(18/124انوار باری)

حقیقت مصیبت:

حقیقت مصیبت اور صورت مصیبت میں فرق، وہ یہ ہے کہ جس مصیبت سے انقباض و پریشانی بڑھے وہ گناہوں کی وجہ سے ہے اور جس سے تعلق مع اللہ میں ترقی اور تسلیم و رضا زیادہ ہو وہ حقیقت میں مصیبت نہیں گو صورت میں ہو۔(تھانویؒ)

ناخوش تو خوش بود بر جانِ من　　دل فدائے یار رنجان من

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے　　بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

اعتدال:

بس اس سے یہ بات کھلی کہ آدمی کو خود مشقت میں پڑنے کا شوق ہو تو اس کا علاج ہی نہیں راستہ بالکل صاف ہے کہ غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیں اختیاری میں ہمت سے کام لیں اگر کوتاہی ہو جائے، ماضی کا استغفار سے تدارک کر کے مستقبل کی تجدید ہمت سے کام لینے لگیں اور استعمال ہمت کے ساتھ دعا کا بھی التزام رکھیں اور بہت لجاجت کے ساتھ سالکین اعمال صالحہ کے فوت ہونے کا بھی زیادہ قلق نہ کریں بلکہ تھوڑی دیر رنج کر لیں پھر جی بھر کے توبہ کر لیں اور ماضی کی فکر میں نہ پڑیں کہ ہائے یہ کام کیوں فوت ہوا ہر وقت یہ شغل سالک کو مضر ہے کیونکہ یہ فکر تعلق مع اللہ کی ترقی میں حجاب ہے راز یہ ہے کہ تعلق مع اللہ بڑھتا ہے نشاطِ قلب سے اور قلق نشاط کو کم کر دیتا ہے اور محققین مجدّدین فی الطریق نے فرمایا ہے کہ ماضی مستقبل سب حجاب عنِ الحق ہے حق تعالیٰ نے ہم کو اپنے مشاہدہ کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ ماضی و مستقبل کے مطالعہ کیلئے مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے:"ماضی و مستقبلت پردہ خدا است"

پہلے مجاہدہ ہوتا ہے پھر ہدایت ہوتی ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ یعنی جسمانی موت آنے سے پہلے اپنی نفسانی خواہشوں اور اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تم کچھ وجود رکھتے ہو موت طاری کر لو۔

Marfat.com

بس بھائی اسلام نے انسانوں کے لئے ایک نظام زندگی بخشا ہے جس میں غرباء مساکین کو حکم ہے کہ وہ اپنے افلاس وقلت مال کے باوجود صبر وشکر کریں تکالیف ومشقتوں کو انگیز اور برداشت کی عادت وحوصلہ کریں، دولت وثروت خدا کے حکم سے چلتی پھرتی ہے آج ایک کے پاس ہے تو کل دوسرے کے پاس ہوتی ہے اس پر انسانی سعادت وشقاوت کا مدار نہیں ہے اس کا مدار صرف خدا کی بھیجی ہوئی شریعت پر عمل کرنے نہ کرنے پر ہے دنیوی زندگی کے نشیب وفراز ہرگز قابل لحاظ نہیں لہٰذا نہ آپس میں کسی اونچ نیچ یا دوسرے اسباب کے تحت بغض وعداوت رکھو نہ ایک دوسرے پر مال وجاہ کی کمی بیشی کے سبب حسد کرو نہ آپس کے میل جول وتعلقات میں فرق آنے دو بلکہ سب ایک خدا کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، لوگوں کی بہت بڑی تعداد جہنم میں اوندھے منہ صرف اس لئے ڈالی جائے گی کہ انہوں نے دنیا میں اپنی زبانوں پر کنٹرول نہیں کیا تھا۔ جھوٹ غیبت فتنہ انگیزی۔ لعن طعن سب وشتم وغیرہ کرتے رہے تھے۔

اور دوسری چیز اسلام میں شریعت کی نظر میں بدعت سے زیادہ قبیح وقابل نفرت دوسری چیز نہیں ہے۔ جو بظاہر ہم رنگ احکام شرعی ہے اور حقیقت میں اس کو شریعت کی روح سے کچھ تعلق نہیں۔ لہٰذا بدعت و سنت میں ایک بہت بڑا فرق اس لحاظ سے بھی ہے کہ ایک بدعت کرنے سے دوسری بہت سی غیر شرعی باتوں کی طرف رغبت بڑھتی ہے اور اتباع سنت سے شریعت کے دائرہ میں پابند ہو کر طاعات وعبادات کی توفیق ملتی ہے اس لئے اصول یہی ہے کہ شریعت کے تمام احکام کی رعایت درجہ بدرجہ کی جائے اور اس کے دائرے سے نکلنے کو کسی طرح جائز نہ سمجھے کہ وہ ہی غلطی کی طرف پہلا قدم ہوگا۔

اور اگر ہم اسی۔ رسمی یا نسلی مسلمان ہیں تو کیا ہمارے لئے ضروری نہیں کہ اسلام کے تمام تقاضات کو پورا کریں اور اس کے تمام احکام کے سامنے ہمہ وقت بلا چوں چرا سر تسلیم خم کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور بشارت ہو قیامت کے دن نور کامل حاصل ہونے کی ان لوگوں کو جو تاریکیوں میں پیدل چل کر

Marfat.com

مسجدوں کو جاتے ہیں الحدیث (مظہری ۲۹۶/۱۱) اور جس نے مذاق بنانے طنز کرنے اور برے لقب سے کسی کو یاد کرنے سے توبہ نہ کی تو وہ ظالم ہے۔ (مظہری ۲۹۶/۱۱) اور کسی محصن (پاک دامن) آزاد کو زنا کی طرف منسوب کرنا (اور پھر ثابت نہ کرسکنا) تو وہ حدِ قذف (اسی کوڑے) کا موجب ہے بس درشت کلامی اور فحش گوئی سے پرہیز کرو اور ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگا ان کی مخالفت کرنے والے ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

طبعی غم:

طبعی غم جو اِختیاری ہے اور تحمل سے باہر نہیں اس کی مدت شریعت نے تین روز رکھی ہے چنانچہ تعزیت حاضرین بلد کی تین دن کے بعد ناجائز ہے اور یہ غم محض رحمت ہے یعنی اللہ اپنے بندہ کو ایک دولت دینا چاہتے ہیں جس کا آلہ غم کو بنایا۔ انسانی ہمدردی ضروری ہے اور ہمدردی موقوف ہے رقت قلب پر جس رقعت کو تازہ کرنے کے لئے بعض دفعہ اسباب رقت یعنی غم وغیرہ نازل ہوتے ہیں اگر اس رقت قلب کی قوت کو تازہ نہ کیا جائے تو یہ قوت کے بالکل معطل ہوجانے کا خدشہ ہے جیسا حکیموں نے لکھا ہے کہ جس قوت سے کام نہ لیا جائے وہ بے کار ہوجاتی ہے لہٰذا غم طبعی کی حکمت یہ ہے کہ اس سے قلب کی رقت اور صفت رحمت تازہ ہوجاتی ہے اور یہ بڑی دولت ہے دین کے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی اور خوف اور حزن کے رفع کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور اس کا سبق روزمرہ نہ پڑھا کرے اور اپنے ذہن کو اس طرف سے ہٹانے کی کوشش کرے اور کسی بات کی طرف لگائے۔ (تھانویؒ)

عبادت کی روح:

عبادت کی روح نماز، روزہ، حج اصلی عبادت نہیں بلکہ اس کی روح اطاعت ہے اور بدعت سیئہ منع ہے نہ کہ حُسن طریقہ اور بعض بدعت واجب ہوتی ہے جیسے علم کا سیکھنا ہو اور جن امور کے لئے کتاب سنت نبویؐ، سنت خلفائے راشدین وتعامل سلف یا اجتہاد معتبر میں کوئی اصل نہ ہو صرف وہ بدعت شرعیہ میں داخل ہوں گے اور نمازی کی جب نماز میں قرات فاتحہ فوت ہوجائے تو وہ خیر کثیر سے محروم ہوا۔

Marfat.com

ہر کام کی غایت مقصود ہوتی ہے:

ہر کام اُس کی غایت کی وجہ سے مقصود ہوتا ہے اور اعمال شرعیہ میں رضائے حق تعالیٰ ہے تو جب عمل ضابطے کے موافق نہ ہوگا تو رضا کے فوت ہونے سے وہ عمل بیکار ہو جائے گا یعنی عمل کرو حکم کے موافق پھر رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔

نوجوان سالکین:

موسم جوانی غنیمت جانیں اور اپنی توانائیوں اور کوششوں کو رضائے حق تعالیٰ کے حاصل کرنے میں صرف کر دیں۔ ایام ضعف و پیری میں کیا کام ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان جوانی کے ایام کو لہو ولعب اور عیش و عشرت میں گزار کر شرمندگی اور خسارے کا منہ دیکھنا پڑے وقت عیش تو آگے آرہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ۔ یہ وقت وقت کار ہے نیک کاموں کے کرنے میں کوشش کریں صلحاء و درویشوں کو بدل و جان عزیز اور ان سے مجالست رکھیں (محمد معصوم سرہندیؒ) اور ترقی کا صریح طریقہ خوش معاملگی اور اعتبار ہے بدمعاملگی تنزل کا سبب ہے ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کسی کا روپیہ لے کر دینا نہیں چاہتے بھائی بدمعاملگی کا مرض عام ہے۔ اس کی اصلاح اہل اللہ کی صحبت میں مجاہدات اور ریاضات اور ذکر وفکر کی کوششوں سے ہوگی (انشاء اللہ) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کی خوش بختیوں میں یہ ہے کہ اُسے (دنیا میں نیک بیوی) وسیع مکان نیک ہمسایہ اور پسندیدہ سواری مل جائے۔ (المفرد ۳۱۵) اور فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں صورتیں بدلنے پتھر برسنے اور زمین میں دھنسنے کے واقعات ہوں گے اور یہ عذاب ظلم والوں سے شروع ہوں گے الحدیث (المفرد ۳۳۰) اور حضرت مسروقؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں کوئی آیت (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا) سے زیادہ بڑھ کر ایسی نہیں جس پر عمل کرنے سے کشادگی کی راہ کھل جائے۔ (المفرد ۳۳۲)

گفتگو راہ ہدایت کو دھیان سے سننا:

اللہ ربّ العزّت نے، اللہ مالک حقیقی نے، اللہ رب العالمین نے انبیاء کو داعی اور ہادی بنا کر بھیجا

Marfat.com

کہ معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں آسان کر کے بتاویں عبادات اوراذ کار و مجاہدات کے ذریعہ سے پھر حق تعالیٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی علماء ربانی اہل اللہ جو انبیاء کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء قائم رکھیں اور ہمیشہ تا قیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو شریر لوگوں کا شر ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اور جن لوگوں نے اہل حق اولیاء اللہ کے کلام کو سنا دھیان کر کے سو وہ راہ پا گئے اور ان کے واسطے نعمت دائمی اور جنات اور راحت کی زندگی ہے اور جن لوگوں نے اس راہ ہدایت سے روگردانی کی اور سرکشی کی سو وہ گمراہ ہو گئے ان کے لئے دوزخ ہے۔ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں اور ہدایت کا سر چشمہ اتباع جناب محمد ﷺ میں ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدرت والا ہے اور بیعت میں مرید توبہ کرتا ہے گناہوں سے اور اقرار کرتا ہے احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا اور اگر ارادہ اڑے رہنے کا گناہوں پر ہو تو وہ البتہ بے فائدہ ہے۔

نشانِ توحید:

درِ مصطفیٰؐ پہ جو آتا ہے یارو
وہ در در پہ سر کو جھکاتا نہیں ہے

نبیؐ کا ہے فرمان عبادت خُدا کی
وہ شیطاں کو اپنا بناتا نہیں ہے

نبیوںؑ نے توحید ہم کو سکھائی
جسم اپنا پتھروں سے زخمی کرا کر

وہ کہتے تھے لوگو پڑھو لَا اِلٰہَ
خدا کے سوا کوئی داتا نہیں ہے

بشر خود خدا نے کہا ہے نبی کو
شہادت میں ہے عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ

جو کرتا ہے انکار کلمہ کا ظالم
وہ جنت میں ہرگز ہی جاتا نہیں ہے

بشر اپنے جیسا جو سمجھے نبیؐ کو
وہ بدبخت ہے سن ذرا غور سے تو

صفت نور ہے پر بشر ذات اُن کی
بشر ایسا خالق بناتا نہیں ہے

ادب کر بے ادبی سے باز آ وگرنہ
محمدؐ کا دیدار ہرگز نہ ہو گا

جو ہوتا ہے عاشق وہ جاتا ہے در پر
نبیؐ کو وہ در در بلاتا نہیں ہے

Marfat.com

نبیؐ کی محبت کا لیبل لگا کر
یہ حجروں میں مجرے اور عزت پہ ڈاکا

غریبوں کا خوں چوس کر پینے والو
نظر دن قیامت کا آتا نہیں ہے

نبیؐ کا ہے دربار سب سے نرالہ
وہاں جا کے دیکھو جو تم کر رہے ہو

وہاں کوئی طبلہ سارنگی بجا کر
بے پرد عورتوں کو نچاتا نہیں ہے

جو حق بات کہتا ہے وہ ہے وہابی
جو فرض اور سنت کا تارک وہ عاشق

یہ الٹی ہی گنگا عجب چل رہی ہے
سمجھ میں میری کچھ بھی آتا نہیں ہے

یہ تنظیم ولیوں پر صدقے ہے خاکی
انہوں نے تو ہے سیدھا رستہ بتایا

یہ گدی نشیں پیٹ اپنے کی خاطر
چھپاتا ہے حق راہ بتاتا نہیں ہے

درِ مصطفٰےؐ پہ جو آتا ہے یارو
وہ در در پہ سر کو جھکاتا نہیں ہے

(خاکیؔ)

Marfat.com

غم سے نجات

اللہ تعالیٰ کا وعدہ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً☆ (سورۃ النحل پارہ ۱۴)

ترجمہ: کہ مرد عورت جو فرد بھی ایمان و عمل صالح کا حق ادا کرے گا اس کو ہم ضرور بضرور دنیا میں مزید ارزندگی عطا کریں گے۔

خوف اور غم:

اللہ اپنے بندوں کو خوفناک اور غمناک حوادث سے بچاتا ہے اور اس خوف سے خوف حق اور غم سے غم آخرت مراد نہیں بلکہ دنیوی خوف وغم کی نفی مراد ہے جس کا احتمال مخالفت اعداء سے ہوسکتا ہے وہ مومنین کاملین کو نہیں ہوتا ہر وقت ان کا اللہ پر اعتماد ہوتا ہے ہر واقعہ کی حکمت کا اعتماد رکھتے ہیں اس میں مصلحت سمجھتے ہیں دین حق پر چلنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی خوف و ہراس کی فضاء کے بجائے امن واطمینان کی فضا پیدا کردیتے ہیں۔

نصیحت:

اور اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو اور اپنے اوپر خواہ مخواہ تنگی سے کام نہ لو اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کی حدود تک پہنچ جائیں گے اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے نفع اٹھائیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ جو چاہیں وہ اعلیٰ مدارج پر احکام کی پابندی بھی کرسکتے ہیں اپنے شکم کی خواہشوں کی تکمیل کھانوں سے کرو اور اتنا کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں اور رہنے سہنے میں اعتدال کا جادہ اختیار کرو اور اللہ کی یاد کے لئے جو فرصت ہم دست ہو اسے غنیمت شمار کرو کم از کم تین وقتوں صبح، شام، اور پچھلی رات کے ذکر کا خاص طور پر خیال رکھو۔

Marfat.com

خصوصیت کے ساتھ دوستی:

قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے ... اعمال، معاملات و اخلاق کی خوب دیکھ بھال لو اگر سب امور میں اس کو مستقیم و صالح پاؤ اس سے دوستی کرو ورنہ دور رہو صحبت بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔

دور شو از اختلاط یارِ بد   یار بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمی برجاں زند   یارِ بد برجان و بر ایمان زند

ترجمہ: بُرے دوست سے دور رہو کیونکہ ایک بُرا دوست بُرے سانپ سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے سانپ کے ڈسنے سے تو صرف جان چلی جاتی ہے اور بُرا دوست تو جان اور ایمان دونوں ہی کو ہلاک کر دیتا ہے (حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) بہر حال جب ایسا کوئی ہم جنس ہم مشرب میسّر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کریئے۔ جہالت اور جاہلوں سے نفور رہے اور جن احتمالات عقلیہ کی شریعت نفی نہ کرے ان سب کے قائل ہونے کی گنجائش ہے اور غیر اسلامی رسم رواج معاشرہ اور تہذیب میں تحلیل نہ ہونے پائے اور گذشتہ غلطیوں اور واقعات کے اعادہ سے محتاط و محترز رہنے کی تلقین کرتا ہوں کہ خدا کی نصرت و تائید سے مانع بن جاتے ہیں نافرمانی سے اللہ کی رحمت دور ہو جاتی ہے ہر معصیت خدا سے دور کرتی ہے نیکی کی خاصیت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اللہ سے قریب کرتی ہے۔

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دِل پُر غم رہا   ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

(حکیم اختر)

تیرے غم کی جو مجھ کو دولت ملے   غم دو جہاں سے فراغت ملے

(سید سلیمان ندوی)

مصائب میں اُلجھ کر مسکرانہ میری فطرت ہے   مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

(حسین احمد مدنیؒ)

Marfat.com

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

خدایا آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے دلوں میں بغض رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے

وہ لاکھ عقل کے پتلے ہوں پھر ہیں دیوانے جنہیں بہار میں اندیشہ خزاں نہ ہوا

مسلمان بچوں کا گیت:

مسلمان کے گھر خدا نے اتارا بنایا ہمیں امتی مصطفیؐ کا

اطاعت ہے ماں باپ کی فرض ہم پر کتابِ خدا بس ہماری ہے رہبر

نمازیں پڑھیں کیوں نہ ہم پنجگانہ کیا فرض خالق نے سر کا جُھکانا

فجر کو اٹھو تو پڑھو پہلے قرآں بڑی سے بڑی ہو گی مشکل بھی آساں

جو احکام حق کو نہ بھولو گے بچو ہمیشہ پھلو اور پھولو گے بچو

محبت سے مل جل کے سب کام کرنا نصیحت ہے میری کہ ہرگز نہ لڑنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ نجات کیسے ملے گی آپ علیہ السلام نے فرمایا زبان کو قابو میں رکھو یعنی مضر باتیں نہ نکلنے دو اور زبان پر اس طرح مالکانہ حق استعمال کرو جیسے غلام کو قابو میں رکھا جاتا ہے اور تمہارے لئے تمہارا گھر وسیع ہو جائے یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو اور اِدھر اُدھر پھرنے کی عادت نہ ڈالو بلکہ اپنے نیک کاموں میں مشغول رہو یہ دور سکوت کا ہے اور گھروں سے چپکے رہنے کا اور بقدر ضرورت معاش پر قناعت کا یہاں تک کہ موت آجائے۔)

اخلاق و اعمال کے نتائج اور ان کی اچھائی اور برائی عموماً عقل سے دریافت نہیں کی جاسکتی اگر بعض امور کا اچھا برا ہونا صرف عقل سے معلوم بھی ہو جاتا ہے تو وہ قابل اعتماد نہیں ہوتا تاوقتیکہ علاّم الغیوب پیغمبروں کے ذریعے سے اس کی اطلاع نہ دے دے۔ اچھے بُرے اعمال کی شناخت اور ان پر عمل اور شریف ورذیل اخلاق کی تمیز اپنی خواہش کو چھوڑ کر پیغمبروں کا اتباع کئے بغیر ناممکن ہے، خواہش پرستی تو اتباع انبیاء کی ضد ہے۔

Marfat.com

انسان اس ابتر اور پراگندہ دنیا میں خوش وخرم اور پرسکون زندگی کیسے بسر کرسکتا ہے

سوال کا عنوان آج کے دکھی دلوں کی ایک عمومی پکار ہے اس لئے حقیقۃً توجہ طلب ہے جواب کو سمجھنے کے لئے پہلے پریشانی اور ابتری کے معنی سمجھنے اور تعین کرنا ضروری ہے تو پھر پریشانی اور ابتری سے بچنے کی راہ اور زندگی کے سکون کی صورت خود ہی متعیّن ہو جائے گی عام طور پر مصیبت و پریشانی، دکھ درد بیماری افلاس، تنگ دستی، جیل وقید وبند، مار دھاڑ، قتل وغارت، قحط ووبا، بلا وغیرہ کو سمجھ رکھا ہے حالانکہ ان میں سے ایک چیز بھی مصیبت نہیں یہ صرف واقعات اور حوادث ہیں پریشانی اور مصیبت درحقیقت اِن سے دِل کا اثر لینا تشویش میں پڑنا دِل تنگ ہونا اور غم میں ڈوب جانا ہے یہ چیزیں جن کو عام انسان پریشانی اور مصیبت سمجھتا ہے زیادہ سے زیادہ اسباب مصیبت کہلائی جاسکتی ہیں خود مصیبت نہیں کہی جاسکتی مصیبت قلب کی کیفیت احساس اور تاثیر کا نام ہے افلاس وتہی دستی خود پریشانی نہیں بلکہ دِل کا اس سے گھبرانا اور مضطرب ہونا پریشانی ہے تپ ولرزہ یا ہیضہ وطاعون اور قحط ووبا مصیبت نہیں، بلکہ دل کا ان سے بے چینی کا اثر لینا مصیبت ہے پس مصیبت خود ہمارے دِل کی کیفیت ہے دنیا کے واقعات وحادثات نہیں لہٰذا یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ مصیبت کے خاتمہ کی تدبیر کبھی معقول اور کارگر نہیں ہوسکتی کہ دنیا کے حوادث کو مٹانے کی کوشش کی جائے جبکہ حوادث زمانہ نہ خود مصیبت ہیں اور نہ ہی ہمارے قبضے میں ہیں بلکہ صرف یہی ہوسکتا ہے کہ ان حوادث کے پیش آنے پر قلبی تشویش و پراگندگی کا راستہ روک دیا جائے جس سے دل ان سے گھلنے کی بجائے لذّت لینے لگے یعنی قلب سے مصیبت ہونے کی شان نکل جائے اور اس کی جگہ قلبی راحت کا ذریعہ بن جائیں اس طرح زندگی میں پریشانیوں کا خاتمہ ہوجائے گا دنیا کے حوادث کو ختم کرنے کی کوشش ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش ہے جو کبھی نہیں ہوسکتی بس بھائی عالم کو بدل ڈالنے کی کوشش کا نام چین نہیں بلکہ خود اپنے کو بدل دینے کا نام سکھ اور چین ہے۔

اپنے کو بدلنے کی سہل صورت:

وہ یہ ہے کہ نظر کو حوادث سے ہٹا کر اس سرچشمہ کی طرف پھیر دیا جائے جہاں سے بن بن کر یہ

Marfat.com

اسباب مصائب وآفات عالم پر اُتر رہے ہیں اور وہ اللہ رب العزت مالکِ حقیقی کی ذات بابرکات ہے جس نے اس عالم کو اپنی لامحدود حکمتوں سے عالم اضداد بنایا ہے اس میں راحت وکلفت، نعمت ومصیبت چین اور بے چینی بیماری اور تندرستی دونوں سموکر اس عالم کی تعمیر کی ہے اگر اس سے رشتہ محبت وعبدیت اور رابطہ رضاء و تسلیم قائم کرلیا جائے جس کا نام ایمان ہے اور ریاضت ومجاہدہ اور عشق سے اپنا حال اور جوہر نفس بنالیا جائے کہ اس کے ہر تصرّف اور تقدیر پر اطمینان واعتماد کلّی میسّر آجائے تو یہ محبت ہی ہر تلخ کو شیریں اور ہر نا گوار کو خوش گوار بنادے گی جس سے قلب ان حوادث سے پریشانی کا اثر نہیں لے گا جو مصیبت کی روح ہے عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی ہر چیز محبوب اور لذیذ ہوتی ہے۔

بس اگر ہم ان حوادث سے بالاتر ہوکر خالقِ حوادث سے قلب کا تعلق قائم کرلیں تو ادھر سے علمی طور پر ان آفات ومصائب کی حکمتیں دِل پر کھلیں گی جس سے یہ مصائب معقول اور برمحل محسوس ہونے لگیں گے اور عقلاً غمگین ہونے کی صورت نہ رہے گی بلکہ پھر عشق الٰہی میں اِن حوادث کو منشا محبوب محسوس ہوگا۔ اور قلب میں عملاً ان آفات سے لذّت کا اثر لینے لگے گا اس طرح بجائے حوادث کی روک تھام کی تدبیروں کے جن میں کبھی بھی مصائب سے نجات نہ پائے گا خلاصہ یہ کہ بندگان خدا انبیاء واولیاء کے راستہ کو اختیار کر کے حوادث عالَم سے تنگدِل ہونے کی بجائے انہیں توجہ حق اور منشاء الٰہی سمجھ کر ذریعہ راحت قلب بنایا جائے جس سے تشویش و پریشانی ان کے قلب کے آس پاس بھی نہ پھٹک سکے گی خود بھی مطمئن اور راحت کے ساتھ رہیں گے اور عالم میں بھی سکون اور اطمینان کی راہیں دوڑادیں گے آخر میں ایک مشہور واقعہ نقل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افلاطون حکیم نے سوال کیا تھا کہ اگر آسمان کو کمان فرض کیا جائے اور مصائب و آفات کو اس کمان سے چلنے والے تیر شمار کیا جاوے اور خدا تعالیٰ کو تیر انداز مانا جائے تو ان مصائب سے بچاؤ کی کیا صورت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مصائب کے تیروں سے بچاؤ کی بہت آسان صورت ہے اور وہ یہ کہ آدمی تیر انداز کے پہلو میں آ کھڑا ہو نہ تیر لگے گا نہ اثر کرے گا اور پہلوئے خداوندی ذکر اللہ اور یادِ حق ہے جس میں محو ہوکر آدمی اپنے کو کلیتہً خدا کے سپرد کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اعلان کردیا

Marfat.com

ہے کہ آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

مغرورانِ عقل تجویز کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو ہمیشہ نامراد رہتے ہیں اور خاکسارانِ حق تفویض (عاجزی) کی راہ چلتے ہیں تو ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں پس دُنیا والوں کی انتہائی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسباب راحت کو راحت اور اسباب مصیبت کو مصیبت سمجھ رکھا ہے اس لئے دنیا کو اسباب و وسائل سے بھرنے پر لگے ہوئے ہیں حالانکہ یہی راستہ زندگی کی تشویشات اور بے چینیوں کا ہے لہٰذا وہ اس راہ سے جتنا بھی حصول راحت اور دفعیہ مصائب کی جدوجہد کرتے رہیں گے اتنا ہی راحت سے دُور اور قلبی سکون سے بعید تر ہوتے چلے جائیں گے حصول راحت کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ خداوند تعالیٰ سے معاملہ صاف اور رابطہ قوی کیا جائے اور اُسی سچے خدا کا سہارا پکڑا جائے اور زندگی کا رخ بدلا جائے اور اس کے بھیجے ہوئے قانون کو اپنا کر راہِ عبدیت اختیار کی جائے کہ کامیابی صرف اور صرف اسی راہ میں ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ)

ایمان واسلام کا متحد ہونا:

ایمان باطن سے پھیل کر جوارح تک آتا ہے اور اسلام کے اثرات ظاہر کی طرف سے باطن میں داخل ہوتے ہیں گویا تصدیق باطن جب غلبہ پا کر اعضاء و جوارح کو طاعت میں مصروف کردے تو وہ اسلام بن جاتی ہے اور اس وقت ایمان و اسلام متحد ہو جاتے ہیں کیونکہ جو عبادات جوارح سے متعلق ہیں اور وہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا ہوں تو گویا ایمان اعضاء کی طرف آیا اور اسلام قلب کی طرف پہنچا اور اگر تصدیق ایمان قلب تک ہی رہی اعضاء پر اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے یا اسلام و ظاہری طاعت صرف اعضاء تک ہی رہی اور درجہ احسان حاصل نہ ہوا تو اسلام کو بھی اعضاء کا ہی اسلام کہیں گے جس کا تعلق دِل سے کچھ نہ ہوگا اور تصدیق قلب اور اعمال ظاہری کے تعلق کو جوڑنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت ہے مَن عَرفَه نفسَه' فَقَدْ عَرفَه رَبَّه' ترجمہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا 1۔ نفس کو پہچاننا یہ ہے کہ اپنا عجز اور فناء اور ضعف پیش نظر ہو اور اپنے رب کا پہچاننا یہ ہے کہ اللہ کی قدرت اور بقاء اور قوت ملاحظہ کرو۔ سالک کا مطمح نظر صرف اس کا محبوب حقیقی ہوتا ہے یعنی اصلی مقصد مالکِ حقیقی کی رضا ہوتی ہے

Marfat.com

اور حصولِ نسبت مع اللہ کا ذوق وشوق ہوتا ہے اور اللہ کی خالص محبت کو دِل میں جمانا جس میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہ ہو نہ دنیوی لالچ نہ دینی نہ مخلوق کی نگاہ میں سر بلندی کا خیال اور اسی طرح خدمت اسلام اور رفاہ عام مسلمین کے کاموں میں اپنے مال اور اوقات کو صرف کرنے سے پہلے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعے خود کو ''پیش مردِ کامل پامال شو'' ہو کر خود کو سنوارنا ضروری ہے اور اسی طرح فرمایا تبلیغ کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پہلے شیخ کی صحبت میں رہ کر کثرت ذکر کی محنت کرے کہ ذکر کے آثار طاری ہو جائیں اور ان میں پختگی سی آ جائے اور یقین والی دولت نصیب ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ کو بعض سے کام نہیں لینا ہوتا تو تنہائی کے ہو لیتے ہیں اور جن سے کام لینا ہوتا ہے ان کی طبیعت میں جوش اٹھتا ہے اور تبلیغ ان کی تبلیغ ہوتی ہے اِس تبلیغ کا ان کو اور لوگوں کو بے حد نفع ہوتا ہے (رائے پوریؒ) اور اصل انسان کی اصلاح عشق ومحبت الٰہی سے ہوتی ہے اور یہ دولت ذکر اللہ اور اولیاء اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ (رائے پوریؒ)

قوت فکر:

انسان کا فکر وتفکّر اصل چیز ہے حواسِ خمسہ ہوں یا عقل ودانش، ذوق ووجدان ہو یا بصیرت وتفقہ ان سب کا قاعد اور محرک فکر ہی ہے اس لئے کہ فکر انسان ہی کی خصوصیت ہے دوسری اجناس کو میسّر نہیں روحانی احوال وکیفیات کا ادراک بھی قوت فکریہ کے بغیر وجود پذیر نہیں ہو سکتا قوتِ فکر اگر متوجہ نہ ہو تو قوت باصرہ، سامعہ، شاءمہ، ذائقہ، لامسہ اور قوت عاملہ سب معطل رہ جاتی ہیں اس لئے جب قوتِ فکر محسوسات کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو حواس خمسہ ہرکاروں کی طرح اس کے حکم پر دوڑتے ہیں تو یہ قوتِ فکر ہی متوجہ ہوتی ہے کہ احسان یا تصوّف جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح حاضر وناظر تصوّر کر کے اس کی عظمت وہیبت اپنے اندر پیدا کر کے آدمی عبادت میں مصروف ہو گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ بس بھائی جب تم اس اللہ طلبی کے راستے میں آئے ہو تو مردانہ وار آ ؤ اور طلبگاری کے جو جو لوازم ہیں ان کو پورا کرو سنن نبویہ کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ بدعت سے اور صحبت بدعتی سے بچتے رہو۔ کمرِ ہمت کو خدمتِ مولائے حقیقی جلّ سلطانہٗ میں کس کر باندھ لو اور جو چیز بھی اس دولت معنوی کی مانع اور منافی ہو اُس سے سینکڑوں کوس دور بھاگو محبت واطاعت اور

Marfat.com

صحبت شیوخ پر مستقیم رہو کہ اس راہ کا مدار اُن کی محبت واطاعت صحبت کے ساتھ ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہی دے ہے منادی　　خالق نے گھڑی عمر سے ایک اور گھٹا دی

غالبؔ برا نہ مانئے گر بُرا کوئی کہے　　ایسا بھی ہے کوئی کہ سب اچھا کہیں جسے

فقر وفاقہ واحتیاج کی فضیلت:

دینداروں کو ان کے فقر وافلاس کے طعنے دینا بھی آج کل کچھ لوگوں کا لذیذ مشغلہ ہے حالانکہ کسب معاش ہر ایک کیلئے یکساں حکم نہیں رکھتا کسی کے لئے ضروری ہے اور کسی کے لئے غیر ضروری اس کے لئے مراتب ودرجات کی تفصیل اہل اللہ نے اور امام غزالیؒ نے لکھ دی ہے ان کی کتب ضرور دیکھو بھائی کسب معاش تو اپنی یا اپنے عیال کی ضرورت کی بنا پر ایک مجبوری ہے نہ کہ بذاتِ خود کوئی کمال کیسی عجیب بات ہے کہ فقر وفاقہ اور زہد وقناعت کی صفت جو بھلے زمانوں میں مایہ صد فخر سمجھی جاتی تھی اور جسے اعلیٰ ترین فضیلت تصوّر کیا جاتا تھا آج اسی پر طعنہ زنی ہو رہی ہے اور یہ سبب ہے اہل اللہ کی صحبت سے دوری، اہل اللہ کی محبت اور تقاضائے شریعت وتقویٰ کا مجھ جیسے نالائق کو سمجھ میں نہ آئے تو ان پر اعتراض کا موجب نہیں بلکہ اپنی بدفہمی لائق ماتم ہے بھائی کیا کِیا جائے جس شخصیت سے الفت ومحبت کا رشتہ نہ رہے تو اس کے محاسن بھی عیوب نظر آیا کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں یہ مشکل نہیں کہ دنیا کے سرکشوں کو ذلیل کر دیتا اور دنیا میں عاجز رہنے والوں کا مرتبہ بلند کر دے یہ اس کے نزدیک کچھ بعید نہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جن امور کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اگر ان کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پھر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اس زمانے کے لوگوں کو جو حکم دیا جائے گا اس کا دسواں حصہ بھی وہ کر لیں گے تو نجات پا جائیں گے۔ (رواہ ترمذی شریف مظہری ۲/۱۳۵) بس بھائی داعی ہوں کہ ربّ العزّت آپ سب حضرات کو بخیر وعافیت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاقِ حسنہ کی جدوجہد میں تا حیات مصروف رکھے دینی مدارس کے طلباء حضرات خاص کر۔ تاکہ علم کی خدمت میں سرشار رہیں اور اپنے مطالعہ میں تیزی سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں کہ منزل دور دراز ہے کہ بخیر وخوبی طے ہو جائے یہ حیات مستعار کا کوئی بھروسہ

Marfat.com

نہیں اور ان حضرات اکابر دیو بند کی اعلیٰ قابلیت ، تدبّر، فہم ،فراست، ذکاوت خدمت قومی کی تفصیل کسی طرح نہیں لکھی جاسکتی کس کس وصف کی مدح سرائی کی جائے اِن حضرات نے اپنی زندگیوں میں حصول مقاصد کیلئے بڑی بڑی کٹھن منزلیں طے کیں بڑی بڑی آفتیں جھیلیں لیکن اس بارگاہ کون وفساد سے کوچ کرنے سے پہلے بڑوں بڑوں نے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے اور یہ احساسات اور جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے۔

ہو گیا محمور اس آغاز کا انجام بھی　　میں نے غم کھا تو لیا لیکن مجھے غم کھا گیا

(مفتی اعظم کفایت اللہؒ)

بس اس سلسلہ کی جدو جہد کرنا ہر ایمان والے کے ذمہ ہے

آنسو رہِ وفا میں گراتے گزر گئے　　لوٹو کہ ہم خزانے لٹاتے گزر گئے

دامن کو الجھنوں سے بچاتے گزر گئے　　اچھے رہے جو ہنستے ہنساتے گزر گئے

یہ بھی تیری نگاہ کی توفیق تھی کہ ہم　　اس رہگزر سے ٹھوکریں کھاتے گزر گئے

(حضرت مفتی اعظم کفایت اللہ لکھنوی ؒ)

غیر معصوم انسان:

ایک غیر معصوم انسان جو صرف غور وفکر صلاح اور مشورے اور دعا اور استخارے سے زیادہ کوئی اور ذریعہ نہیں رکھتا یہی کر سکتا ہے کہ اپنی کوششوں اور صلاحتیوں کے استعمال کے لئے بہتر سے بہتر میدان انتخاب کرے پھر اس میدان میں اپنی ساری طاقت صرف کر دے اور اللہ تعالیٰ پر امید رکھے۔

جنید بغدادیؒ کا قول:

آدمی کے نزدیک اس کے ثنا خوان اور برا کہنے والے یکساں کب ہو جاتے ہیں فرمایا یہ نوبت اس وقت ہوتی ہے کہ یقین کرے کہ میں مخلوق ہوں اور جہاں دین کا ماحول نہ ہو وہاں نفس کا مقابلہ بڑا سخت ہوتا ہے اس لئے اللہ کے ہاں درجہ بہت اونچا ملتا ہے بس نگاہ خدا کی رضا پر رکھیں۔

کھول کے آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں　　آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

Marfat.com

قلبی عبادات:

چند فرائض جن کا مرتبہ عبادات پنجگانہ کے بعد قرآن پاک میں سب سے زیادہ نظر آتا ہے وہ ہے تقویٰ، اخلاص توکل، صبر وشکر۔ یہ وہ فرائض ہیں جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔

ہدایت وگمراہی کا اختیار:

فخر دو عالم سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا میں بھیجا گیا ہوں داعی اور مبلغ بنا کر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس پیدا کیا گیا مزیّن بنا کر (کہ دنیا کی زینت دکھا کر اس پر فریفتہ کرنے کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں۔ ہدایت وضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے اور آدمی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا ہو۔ اس کی حالت کُتے کی سی ہوگی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے (الاعراف ترجمہ) بس بھائیو اور عزیز واللہ والوں سے لپٹا رہنے اور ان کی محبت دل میں ہو تو انشاء اللہ خاتمہ کبھی خراب نہ ہوگا اور دل میں اگر اللہ والوں سے بغض ہوا تو خاتمہ خراب ہونے کا بہت اندیشہ ہے۔

علم ظاہر کا مقصود:

علوم شرعیہ حصول نجات اُخروی کے لئے بمنزلہ شرط اور رکن اعظم ہیں مگر اس کے ساتھ ہی جب تک قلب میں آخرت کا یقین اور اس کی لذتوں کے حاصل کرنے کا شوق نہ ہو اس وقت تک اس علم پر بطیّب خاطر عمل کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے جو علم ظاہر کا مقصود ہے (تذکرہ خلیلؒ) پس بھائی عاقل وہ ہے جو متقی ہو اگرچہ دنیا میں خسیس اور ذلیل ہو اور خوف خدا علم کا ثمرہ ہے لہذا عالم وہی ہے جو خدا سے ڈرے اور میرے عزیز اور پڑھنے سننے والو اکتساب یعنی کسب (یا روزگار) کی اس حالت میں اجازت یا امر ہے کہ ضروری اطاعت میں وہ مخل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو مداہم علیٰ الطاعات ومحترز عنِ المعاصی رہو کہ سب فرع ہیں تقویٰ کی۔

Marfat.com

نگاہیں تم نے جو پھیر لی ہیں تو سارا سنسار پھر گیا ہے
رفیق آنکھیں دکھا رہے ہیں عزیز پہلو بدل رہے ہیں

جو خواب غفلت سے آنکھ کھولی عجب نظارہ یہ ہم نے دیکھا
ابھی کچھ آیا نہیں سمجھ میں ابھی تو آنکھیں مسل رہے ہیں

اگرچہ روشن دماغ بھی ہے اگر چہ دل بھی بہت منور
مگر یہ شعلے ہیں سازشوں کے چراغ کینے کے جل رہے ہیں

نہیں کھلونا یہ جام عرفاں امین بننا نہیں ہے آسان
یہ جانے کیا چاہتے ہیں ناداں کہ طفل صورت مچل رہے ہیں

نہ تھے کبھی ہم بھی ایسے عاجز چٹان تھا حوصلہ ہمارا
پڑی مصائب کی چوٹ ایسی کہ دِل سے چشمے اُبل رہے ہیں

(انظر شاہ ابن انور شاہ کشمیریؒ)

Marfat.com

نسبت کے معنی اور حقیقت

حضرت رائے پوری شاہ عبدالقادرؒ صاحب فرماتے کہ حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری فرماتے تھے مجھے نسبت کے معنی معلوم نہیں تھے جب میری والدہ کا انتقال ہوا میں رائے پور سے بہاولنگر گیا تو جس جگہ والدہ نماز پڑھا کرتی تھیں جہاں بیٹھتی تھیں وہ جگہ دیکھ کر بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر رویا جب بھی وہاں جاتا یہی کیفیت ہو جاتی تب سمجھ میں آیا کہ نسبت اسے کہتے ہیں جب شیخ سے محبت بغایت ہو جاتی ہے اور اس کا اتباع کرنے میں تکلف نہیں رہتا تو اُس کو نسبت کہتے ہیں کسی کی نسبت تو یہ ہوتی ہے غرض اپنے اپنے لگاؤ سے ہوتا ہے کسی کو نسبت محمدیہ ہوتی ہے کسی کی نسبت الٰہیہ ہوتی ہے، بزرگان سلسلہ کی ارواح پاک پر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرتے رہنے سے منجانب اللہ تعالیٰ نسبت باطنی میں تقویت ہوتی ہے حقیقت میں نسبت مطلق تعلق مع اللہ کو کہتے ہیں اس لحاظ سے ہر ایمان والے کا تعلق مع اللہ ثابت ہے اور اصطلاح صوفیاء میں نسبت اس تعلق مع اللہ کو کہتے ہیں جس کے لوازم میں دو چیزیں نہایت ضروری ہیں، اول کثرت ذِکر، ثانی دوام الطاعۃ۔ اس نسبت میں سالک کو حق تعالیٰ سے ایسا قوی راسخ تعلق ہو جاتا ہے کہ ذہول نہایت ہی خفیف ہوتا ہے مطلب یہ کہ صاحب نسبت کو طبعاً دین وحق کی مخالفت گراں ومکروہ معلوم ہوتی ہے اور تمام اذکار اشغال کی غایت مقصود غرض اصلی یہی نسبت مصطلحہ ہے یعنی جس کو صوفیاء حضرات کی اصطلاح میں نسبت کہتے ہیں اور اس کی تحصیل واجب ہے بس اس نسبت مصطلحہ میں عباد کی جانب سے کثرت ذکر و دوام طاعت ہوتا ہے اور خالق العباد کی جانب سے رضا پسندیدگی ہوتی ہے یعنی رضی اللہ عنہٗ ورضوا عنہٗ کا مستحق ہوتا ہے یہی نسبت وہ قرب ہے اور اس کا طریق اعمال صالح ہیں جو اختیاری ہیں نہ کہ کیفیات وحالات غیر اختیاریہ جن کو قرب مذکور میں کچھ دخل نہیں اور اعمال صالح مثلاً فرائض واجبات کے علاوہ تلاوت قرآن کریم وکثرت نوافل واذکار ماثورہ وشغل حدیث شریف واتباع سنن سے شدید رغبت ہو جانا اور پرہیز عن المعاصی اور اللہ کی ہر مشیت محبوب ومرغوب

Marfat.com

جائے خواہ اس کی خواہش کے خلاف ہی ہو یہ ہے اللہ کی محبت اور اس کا عشق اور ایسی ہمہ تن اطاعت اور فرمانبرداری ظاہری اور باطنی تو حضرات صوفیاء کے سوا کسی کو میسّر نہیں آ سکتی (مظہری ۴۱۵/۱ قاضی ثناء اللہ پانی پتی) جب تک آدمی شہوات سے پاک نہ ہو اور ضروری چیزوں پر اکتفا کر کے لذات سے باز نہ رہے اور تمام حرکات وسکنات میں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو رہے تب تک خدا تعالیٰ تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی اور نفس انسانی بھی اپنی جھوٹی تمناؤں خود غرضانہ آرزوؤں اور خوشنما خیالوں سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ (مظہری ۲۲۷ + ۱۱۳/۵ + ۱۲)

دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ☆

ترجمہ: اے اللہ میں علم غیر نافع سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مظہری ۲۲۷ + ۱۱۳/۵ + ۱۲)

ذکر جہر مشروط ہے:

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا اور لوگوں کو قرآن پکار کر پڑھتے ہوئے سنا پس پردہ اٹھایا اور فرمایا سن لو تم میں ہر شخص اپنے رب سے عرض معروض کر رہا ہے اور وہ آہستہ اور پکار کے ہر طرح سن لیتا ہے پس ایک دوسرے کو پریشان مت کرو یعنی قرآن پڑھنے میں یا نماز میں ایک دوسرے پر آواز بلند مت کرو۔ (ابوداؤد شریف الکشف ص ۳۴۵)

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے نہی عن الجہر کو معلل فرمایا عدم ایذاء کے ساتھ اس سے دو امر مستفاد ہوئے ایک یہ کہ ذکر جہر فی نفسہٖ مشروع ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی مشروعیت مشروط ہے اس سے کسی کو ایذا اور تشویش نہ ہو۔

پس موجودہ دور کے لوگوں کے اختلافات میں افراط وتفریط ہے کہ بعضے مطلقاً جہر بالذکر کو خلاف سنت کہتے ہیں اور بعض اُس پر اِس قدر مصر ہیں کہ گو اہل محلہ کو تکلیف ہو نیندیں برباد ہو جاویں نمازی بھولنے لگیں لیکن وہ اس طرف اصلاً التفات نہیں کرتے اصل یہ ہے کہ عبادت مقصود تو نفس ذکر ہے اور جہر فی نفسہٖ عبادت نہیں صرف اس میں بعض مصالح ہیں مثلاً تاثیر قلب، تقلیل خطرات وغیرہ لیکن اگر کسی کو ایذاء

Marfat.com

پہنچے تو ایذاء رسانی سے جو مضرت باطنی ہوتی ہے وہ اس مصلحت سے زیادہ اشد ہے لہٰذا ایذاء کے وقت ذکر اخفاء ضروری ہے۔ (التکشف ص ۳۴۵)

ناقص واسطہ فیض کامل کیلئے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک (شخص صحابہؓ میں سے) رات کو اُٹھے اور قرآن پڑھا اور بلند آواز سے پڑھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فلانے شخص کا بھلا کرے کہ اس نے بعض آیتیں رات مجھ کو یاد دلائیں جن کو میں بھول گیا تھا۔ (بخاری و مسلم التکشف ص ۳۴۶)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گاہے ناقص واسطہ فیض کامل کے لئے بن جاتا ہے اس لئے شیخ بھی صحبت سے اپنے کو مستغنی نہ سمجھے بسا اوقات اِس کو مریدوں سے بعض منافع باطنی پہنچ جاتے ہیں۔ (التکشف ص ۳۴۶)

معمول سے قضا ہونے پر بھی ثواب: عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے معمولی وظیفہ سے یا اس کے کسی جزو سے رہ جائے یعنی آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے ناغہ ہو جاوے پھر اسؔ کو فجر اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لے تو ایسا ہی ثواب ملے گا جیسے رات ہی پڑھ لیا (مسلم شریف التکشف ص ۳۴۷) اس حدیث شریف میں تعلیم ہے کہ معمولات گو نوافل ہوں حتیٰ الامکان ناغہ نہ ہونے دے اگر معین وقت پر نہ ہو دوسرے وقت پر سہی۔

ایک عشق کے ہوتے ہوئے دوسرے عشق کا گزر:

مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری نے عرض کیا کہ حضرت ایک عشق کی موجودگی میں دوسرے عشق کا گزر کیسے ہو سکتا ہے فرمایا کہ انسان کی محبتوں کا باری تعالیٰ کی طرف لوٹنا ایک طبعی امر ہے تو ان محبتوں کا رُخ ماسوا کی طرف ہوگا وہ گویا غیر طبعی حالت ہے جس کے لئے کچھ تھوڑی سی کوشش سے کسی اللہ والے کی صحبت اٹھانے سے حالت اپنے طبعی امر کی طرف اللہ کے فضل سے لوٹتی ہے اور فرمایا دراصل نیک صحبت اختیار کرنا ضروری ہے اور بیعت اس کا ایک طریقہ ہے۔ (رائے پوریؒ)

Marfat.com

احسان کا بدلہ:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ کوئی احسان کیا جاوے اور وہ اس کے کرنے والے کو کہے ''جزاک اللہ خیرا (یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک عوض دے تو اس نے اس کی ثناء اور دعا کے ذریعہ پورا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی شریف الکشف ص ۳۴۹)

حق پر ہوتے ہوئے بحث مباحثہ چھوڑ دے:

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حق پر ہو اور پھر بھی بحث و مباحثہ چھوڑ دے یہ سمجھ کر کہ مخاطب مانتا نہیں فضول وقت برباد ہوتا ہے اور ''احتمال ہے کہ شاید اپنے اندر کوئی نفسانیت پیدا ہو جاوے'' اس کے لئے وسط جنت میں گھر بنایا جاوے گا (الحدیث) اور جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اِس کے لئے اعلیٰ جنت میں گھر بنایا جاوے گا جو کہ وسط جنت سے افضل ہی ہے۔ (ترمذی شریف الکشف ۳۵۱)

تہذیب نفس:

حق سے روگردانی کرنے والا یقینی گمراہ ہو گیا جو شخص بے بصر ہونے کے ساتھ ساتھ بے بصیرت بھی ہو تو اس کو راستہ کیسے نظر آ سکتا ہے اور معرفت الٰہی اور نور الٰہی (یعنی باطن کی روشنی) جد و جہد اور سعی و محنت سے نہیں بلکہ عطاء و بخشش سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کا نام حکمت ہے یعنی معرفت الٰہی ایک وہبی شے ہے نہ کہ کسبی یعنی علم لدنی (پاس والا علم) جو کسی سے سیکھنے کے بغیر منجانب اللہ علم ملے۔ سعادت کا حصول انسان کے لئے اہم ہے اور یہ تہذیب نفس اور قوت بہیمیہ کو قوت ملکیہ کے تابع بنانے سے حاصل ہوتی ہے اور بعض اوقات اپنے اور اجنبی میں ایک عام جائزہ اور معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس میں معلوم ہو جائے کہ کون وفادار ہے کون باغی اور کون فرض شناس ہے کون کام چور تا کہ اس کی ایمانداری کی شہرت ہو اور اس کا نام اونچا رہے۔

خصائل فطرت:

خصائلِ فطرت جو اس امت کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے ورثہ میں ملیں ان کی حفاظت ہم

Marfat.com

کریں گے الحدیث: یہ دس 10 چیزیں۔ 1۔ مونچھیں ترشوانہ 2۔ داڑھی بڑھانا 3۔ مسواک کرنا 4۔ پانی سے ناک صاف کرنا 5 ناخن کاٹنا 6۔ انگلی کے پوروں کو دھونا 7۔ بغل کے بال اکھاڑنا 8۔ موئے زیر ناف صاف کرنا 9۔ پانی سے استنجا کرنا 10 ختنہ کرنا بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (ابوداؤد)

کہہ رہا تھا شورِ دریا سے سمندر کا سکوت جس کا جتنا ظرف ہے وہ اس قدر خاموش ہے

(مولانا یوسف لدھیانویؒ)

بری عادتوں کی اصلاح:

انسان کو ہمیشہ خدا کی بندگی بجالانے میں اور اخلاق کو پاکیزہ کرنے اور بری عادتوں کو نیک اور پسندیدہ بنانے کیلئے کوشش بلیغ کرنے کی ضرورت ہے اس کو بہت بڑا کام سمجھنا چاہئے کیونکہ اس کے ترک و غفلت کے سبب سخت بلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ دنیا میں جتنے درندے وحشی جانور اور حیوانات ہیں ان کی ہر صفت انسان میں موجود ہے اور جو صفت غالب ہوگی قیامت میں اسی صفت کی بنا پر اس کا معاملہ ہوگا یعنی اس کی شکل وصورت اسی طرح کی بنادی جائے گی مثلاً اگر کسی شخص میں غصہ وغضب کی صفت غالب ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر کتے کی صورت میں ہوگا۔ اگر کسی میں بری شہوت اور ہوس بد کا غلبہ ہے تو اس کا حشر سور کی شکل میں کیا جائے گا بس ہر صفت کو اسی پر قیاس کرلو حدیث شریف میں ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آذر کو دیکھیں گے کہ اسے دوزخ کی طرف لے جارہے ہیں آپ ﷺ کہیں گے اے خداوند پاک اس سے بڑھ کر بھی کوئی فضیحت ہوسکتی ہے کہ میں عرصات محشر میں کھڑا ہوں اور میرے باپ کو دوزخ میں لے جارہے ہیں میں نے تو دنیا میں دعا کی تھی **ولا تخزنی یوم یبعثون** ترجمہ: قیامت کے دن تو مجھے غمگین نہ کرنا۔ اسی وقت آذر کی انسانی صورت مسخ ہوکر بجھو کی شکل بن جائے گی کیونکہ دنیا میں بجھو کی صفت اس میں غالب تھی پھر حضرت خلیل اللہ سے پوچھا جائے گا بھلا تم کو کر بجھو سے کیا واسطہ اور کونسی قرابت داری یا کام ہوسکتا ہے؟ بس اسی طرح جنہیں آج تم انسانی شکل وصورت میں دیکھ رہے ہو کل قیامت کے دن انہی کو درندے اور وحشی جانوروں کی صورت میں کھڑا دیکھو گے اور سگ

Marfat.com

اصحاب کہف کو صفت و سیرت کے لحاظ سے اس کی کلبی ہیئت بدل کر آدمیوں کی صفت میں کھڑا کر دیں گے اسی طرح بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کوہ احد کو حضرت رسالت ﷺ نے فرمایا تھا (احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں) عرصہ حشر میں اس کا سنگی چولا اتار کر انسان کی صورت میں صدیقوں کی صفت کے درمیان کھڑا کریں گے چونکہ اس میں صدیقوں کی صفت کا غلبہ تھا اس لئے انہیں کی صورت دی گئی۔ یہاں پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ کوہ احد تو جماد (پتھر) ہے اور پتھر میں محبت و عداوت کی صفت درست نہیں کیونکہ محبت و عدوت کی تمیز کرنے کیلئے ذی روح ہونا لازم ہے اس کا یہ جواب ہے کہ ایک صاحب دل یعنی حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا'' کہ احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں اور اہل دل پتھر اور غیر ذی روح کی باتیں اس طرح سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو اس کی مطلق خبر نہیں ہوتی جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اس کو چراغ کی روشنی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور کہا جاتا ہے کہ کشف والے ہر چیز کی تسبیح سنا کرتے ہیں اگر چہ پتھر ہی کی زبان سے کیوں نہ ہو اور قرآن میں آیا ہے آسمان و زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ (مکتوب صدی ص ۴۵۳)

ولی کی پہچان:

مشائخ رضوان اللہ علیہم ولی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے معمولات میں ہمیشہ طاعتیں وجود میں آئیں اور گناہ سرزد نہ ہوں۔ ولی مستور ہوتا ہے مشہور نہیں ہوتا یعنی اپنی شہرت سے گریز کرتا ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ شہرت جس میں فتنہ ہو اس سے محفوظ ہو۔ یعنی شہرت بغیر فتنہ کے ہو حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید سے پوچھا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے ولی ہو جاؤ مرید نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا دنیا اور عقبیٰ کی طرف رغبت نہ کرو اور خداوند تعالیٰ کی دوستی کے لئے اپنے نفس کو جملہ علائق سے فارغ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے پورے متوجہ ہو جاؤ جس وقت یہ اوصاف تم میں موجود ہو گئے تم ولی ہو گئے۔ (مکتوب صدی) اور شر سے سلامت رہنا بغیر ریاضت کے ممکن نہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّار ☆ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے

Marfat.com

تیری پناہ مانگتا ہوں۔

توبہ کے معانی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کے چھ معانی ہیں۔

(۱) فرائض کے ضائع کر دینے پر پشیمانی۔

(۲) فرائض کو دوبارہ ادا کرنا۔

(۳) حقوق کا ادا کر دینا۔

(۴) جس طرح نفس کو گناہوں میں گھلایا ہو اسی طرح نفس کو طاعت میں پگھلانا۔

(۵) جیسے پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہو اسی طرح نفس کو طاعت کی تلخی چکھانا۔

(٦) جیسے پہلے ہنستا تھا اسی طرح اب رونا (مظہری ۱۰/۲٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دوران گفتگو میں ایک بدوی آیا اور عرض کیا۔ قیامت کب ہوگی حضور ﷺ نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کر اس نے عرض کیا امانت کے ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے فرمایا جب معاملات (حکومت) ایسے لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں جو اہل نہیں تو قیامت ہونے کا منتظر رہ (بخاری بحوالہ مظہری ۱۰/۴۸۲)

کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے:

آداب صوفیاء سے یہ ہے کہ منعم یعنی اللہ تعالیٰ کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نفی فقر کا موجب اس واسطے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہے اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر نعمت زیادتی نعمت کو واجب کرتا ہے پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا اور فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے راویت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ چھ صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب کھانا نوش کر گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا۔ سو جب کوئی تم میں کھانا شروع کرے تو چاہیئے پہلے بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیئے بسم اللہ اولہٗ و آخرہ اور پانی تین سانس میں پیئے پہلی سانس میں الحمد للہ کہے جبکہ پانی پی چکے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین بنائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو اور صوفیاء کی عادت سے ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور یہ سنت جناب رسول اللہ ﷺ کی ہے لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا منہ نہ دیکھے اور اپنے بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور کھانے پر ابتداء نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتداء نہ کرے اور داہنے ہاتھ سے کھائے داہنے ہی ہاتھ سے پانی پیئے اور لینے دینے میں داہنا ہاتھ استعمال کرے اس واسطے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دسترخوان پھیلا دیا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور دسترخوان پر جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے کہ روٹی کی تعظیم کرو اور ضروری یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے اور کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے (عوارف المعارف ص ۴۰۱) اور کھانے کی چیز میں جو گٹھلی اور چھلکا وغیرہ جو چیز پھینکی جاتی ہے طبق اور رکابی میں جمع نہ کرے اس کو اپنے موقع پر پھینک دے کھانا جب سامنے رکھا جائے تو اس کے اردگرد سے لو درمیان چھوڑ دو کہ اس کے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے اور طعام کو عیب نہ لگائے چاہو تو کھاؤ ورنہ چھوڑ دو لقمہ جب گر پڑے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالو اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے اور پیالہ یا رکابی کو انگلی سے صاف کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں سے صاف کرنے کا امر فرمایا اور کھانے میں پھونک نہ مارے کہ کھانے کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہے اور برتن میں سانس نہ لے اور سرکہ اور ساگ سبزی

Marfat.com

دستر خوان پر سنت ہے اور کہا گیا ہے کہ ملائکہ دستر خوان پر نازل ہوتے ہیں جبکہ اس پر سبزی ہوتی ہے اور فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک جماعت نہ کھا چکے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا چکتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور فرمایا خلال کرو تم اس واسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولے اس واسطے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی سوئے اور اس کے ہاتھ میں چربی لگی ہو جس کو نہ دھویا ہو تو اس کو اذیت کچھ پہنچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو اور ایک طشت میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے اور وضو میں آنکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو اس واسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہیں ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو میں کہا ہاں وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے میں داہنے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون لے۔ اور خلال میں جو کچھ دانتوں سے خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے اس کا مضائقہ نہیں کہ نگل جائے۔

اور کھانے میں تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے اس کا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے اس واسطے کہ ریاء او دکھلاوٹ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہے اور کسی قوم کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اس واسطے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جس کیلئے وہ نہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ سارق بن کر داخل ہوا اور مغیر یعنی لوٹیرا خارج ہوا الا اس صورت میں کہ اس کا آنا ایسی قوم کے پاس ہو جن سے ان کی مزحمت اس کے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی کا اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہے اور مہمان بلا اجازت صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان تکلف سے اجتناب کرے اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اور احسن یہ ہے کہ روزہ دار تمہارے یہاں روزہ افطار کریں اور

Marfat.com

ابرار لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر درود بھیجیں اور ادب سے ہے کہ جو کھانا پیش کیا جاوے اس کا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے کہ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون شخص زیادہ گنہگار ہے آیا وہ شخص جو حقارت اس کی کرے جو اس کے سامنے کھانا لایا جائے یا وہ شخص جو حقارت اس چیز کی کرے جو اس کے پاس ہے کہ اسے پیش کرے اور نمود کا کھانا مکروہ ہے اور اگر ایک شخص اپنے بھائی کے حال کو جانتا ہو کہ وہ انبساط سے خوش ہوتا ہے کہ کسی چیز میں تصرف اس کے کھانے میں کرے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اس کے کھانے میں بغیر اس کی اجازت سے کھائے۔

روایت کیا کہ ہارون الرشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور امر کیا کہ اس کے لئے کھانا لایا جائے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اس کے ہاتھ پر طشت میں گرایا پھر جب وہ فراغ ہوا تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہے کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہیں، کہا کہ امیر المومنین نے، کہا اے امیر المومنین اس کے سوا نہیں کہ تو نے علم کا اکرام و اعزاز و اجلال کیا ہے اللہ تعالیٰ تیرا اجلال کرے اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا۔ (عوارف ص ۴۰۹)

کھانے میں سالکین کی ریاضت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن ایک ننھی سی بکری کی طرح ہے جس کو ایک ہتھیلی بھر گھاس ایک مٹھی بھر جو اور گھونٹ پانی کافی ہے اور منافق ایک درندے کی طرح ہڑپ ہڑپ کھاتا اور نگلتا ہے اس کا پیٹ اپنے پڑوسی کی خاطر نہیں سکڑتا۔ حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیوں میں کھاتا ہے شیخ امام ابو محمد سہلؒ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ سات انتڑیوں میں کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ۔ حرص، طمع، لالچ، رغبت، غفلت اور عادت کے طور پر کھاتا ہے۔ یعنی منافق ان اغراض کے اعتبار سے کھاتا ہے۔ اور مومن صرف فاقہ وزہد کے ایک مفہوم کے لحاظ سے کھاتا ہے اسی لئے اہل اللہ فرمایا کرتے اگر ساری دنیا تازہ خون (یعنی حرام ہوتی) ہی ہوتی تو مومن کی اس میں سے خوراک صرف حلال حصہ ہوگی۔ اس لئے کہ مومن تو صرف ضرورت زندگی کے باعث کھاتا اور لیتا ہے کہ

Marfat.com

زندہ رہے۔اور عبادت کرتا رہے۔اور حضرت شیخ امام سہل بن عبداللہ تستریؒ نے فرمایا جسم ایک صنعت ہے جب اس میں خرابی آجائے تو اسے اس کے صانع کے پاس لوٹا دیئے۔اور فرماتے مومن کو دن رات میں د روٹیوں سے زیادہ نہ کھانا چاہیئے اور ان دو کے درمیان بقدر ضرورت ایک بار ذرا چھوٹا وقفہ رکھے عادت و شہوت کے طور پر اپنے آپ کو غذا نہ دے اور روٹی سے مراد چھتیس (۳۶) نوالے ہیں یعنی ہر گھڑی میں تیر نوالے زندگی برقرار رکھنے کے لئے ہوئے جب اس انداز سے روٹی کھانا چاہیئے تو ہر تین نوالوں کے بع ایک گھونٹ پانی پی لے۔

حضرت ابو جحیفہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ثرید اور گوشت کھا کر ڈکار لیا اور بتایا کہ میں نے یہ کھایا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ڈکار ہم سے روک رکھو تم میں دنیا کے اندر زیادہ سیر ہونے والا قیامت کے روز تم میں زیادہ بھوکا ہوگا۔

سلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اختیاری طور پر بدن کو ہلکا کرتے یا فقراء کی غمگساری یا حال فقر میں ان کے ساتھ مساوات حاصل کرنے کی خاطر سیر ہو کر کھانا چھوڑ دیتے تھے۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلی بدعت سیر ہو کر کھانے کی ظاہر ہوئی۔جب لوگوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو وہ دنیا کی جانب بھرپور میلان کرنے لگتے ہیں اگر ہو سکے تو ایک تہائی کھانے۔ایک تہائی پینے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے رکھو۔سوادی حکیم نے فرمایا وہ دوا جس میں مرض نہیں وہ یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھاؤ جب خوب بھوک ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو ہاتھ اٹھالو۔ہندی، رومی، عراقی، اطباء نے تائید کی اور کہا کہ یہ صحیح دوا ہے بعض مشائخ سے مروی ہے فرمایا کرتے جو آدمی صرف گندم کی روٹی کھائے اور ادب کے ساتھ کھائے وہ مرض موت کے سوا کسی دوسرے مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔(ق ق ۲/۵۹۴)

Marfat.com

علماء انبیاء کے وارث ہیں لالچی عالم پیروی کے لائق نہیں

نقل ہے کہ حسن بصریؒ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ دیا ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اور فقہاء اِس مسئلہ میں آپ کا خلاف کرتے ہیں اس سے حسن بصریؒ نے فرمایا تیرا خدا بُرا کرے تو نے فقیہ کبھی دیکھا ہے فقیہ تو وہ ہے جو دُنیا سے بچے اور فرمایا کہ لوگ دنیا میں پانچ قسم پر ہیں ایک علماء وہ تو ورثۃ الانبیاء ہیں دوسرے زاہد جو رہبر ہیں تیسرے غازی جو سیف اللہ یعنی خدا کی تلوار ہیں چوتھے تاجر جو اللہ کے امین ہیں پانچویں بادشاہ جو مخلوق کے نگہبان ہیں جب عالم لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو کس کی اِقتداء کی جائے اور جب زاہد دنیا کی طرف راغب ہو تو پھر کس سے راستہ طلب کیا جائے اور کس سے ہدایت حاصل کی جائے اور جب غازی ریا کار ہو اور ریا کار کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا تو دشمن پر کس سے فتح حاصل کیجائے اور جب تاجر خیانت کرنے لگے تو کس سے امانت داری ڈھونڈی جائے اور کس کو پسند کیا جائے اور جب بادشاہ خود ہی بھیڑیا ہو جائے تو کون بکریوں کی حفاظت کرے اور چرواہی کرے، قسم ہے اللہ کی علماء ہی نے لوگوں کو ہلاک کیا جو دین کی بابت مداہنت برتتے ہیں اور ان زاہدوں ہی نے جو دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں اور ان غازیوں ہی نے جو ریاکار ہیں اور ان تاجروں ہی نے جو خائن ہیں اور ان بادشاہوں ہی نے جو ظالم ہیں اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے اور صاحب علم متقی کا مرجانا تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے اور عابد مقبول بارگاہ خدا کا مرنا بڑا نقص ہے جس کے دیدار سے باطن قلوب میں جان پڑتی ہیں اور بادشاہ عادل سرپرست قوم کا بحکم الٰہی [illegible] بہت بڑا نقصان اور کمر توڑنے والا حادثہ ہے اور سوار بہادر کا مرجانا بنائے اسلام کا [illegible] ہونا ہے جس کے ارادہ سے بسا اوقات نصرت حاصل ہوتی ہے اور سخی آدمی کا مرجانا قحط سالی ہے کیونکہ اسکی بقاء میں نعمت اور سرسبزی تھی پس یہی پانچ ہیں جن پر رونا چاہیے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کا مرجانا تخفیف اور رحمت ہے۔ (قصص اولیاء ۱۶۰/۳)

Marfat.com

دیوبندیوں کو دیکھنے سے بھی دوسروں پر نیک اثر ہوتا ہے:

چونکہ قران میں یہ اثر ہے کہ خالی الذہن کو اس کی طرف خواہ مخواہ کشش ہوتی ہے۔ (بشرطیکہ سننے والا عربی جانتا ہو) اس لئے کفار قران سنتے ہی نہ تھے کہ کہیں ہدایت نہ ہو جائے بلکہ جب قرآن پڑھا جاتا وہ لوگ شور شغب کرنے لگتے یا کانوں میں انگلیاں دے لیتے اسی طرح اہل باطل اپنے لوگوں کو ہماری جماعت کے اختلاط سے روکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان دیوبندیوں کے تو پاس جانے اور ان کی صورت دیکھنے سے بھی دوسرے پر اثر ہوتا ہے اور دیوبندیوں کا رنگ ایسا پختہ ہوتا ہے کہ اس پر دوسرا رنگ چڑھتا ہی نہیں ہے اور یہ ہر رنگ پر جلدی سے چڑھ جاتا ہے اسی لئے اہل باطل اپنی جماعت کو دیوبندیوں سے روکتے ہیں ان لوگوں کی ایسی مثال ہے جیسے مریض یوں کہے کہ ہمیں تو صحت مرغوب نہیں بلکہ مرض ہی مرغوب ہے اسی طرح لوگ طاعات میں لگ جانے سے ڈرتے ہیں تو آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ اپنے اندر محبت پیدا کرلو پھر طاعت میں لگنا اور معاصی سے بچنا آسان ہو جائے گا یعنی مالک سے محبت ہو جانے سے یہ خود ہی سب معاصی کو چھڑا دے گی اور یہ بھی لازم نہیں کہ پہلے معاصی کو چھوڑ دو تب محبت حاصل کرو بلکہ تم جس حال میں ہو اسی حال میں آجاؤ اور بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرو انشاء اللہ اس حال میں بھی محبت پیدا ہو جائے گی پھر یہ خود ہی معاصی کو بھی جلا کر رکھ دے گی حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مکیؒ کا یہی طرز تھا کہ وہ اول طالب کے اندر محبت پیدا کرتے تھے پھر اعمال وغیرہ کی اصلاح کرتے تھے یہی طرز حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اختیار کیا تو محبت قائد ہے اس سے انسان خود بخود بہت جلد حق تعالیٰ تک کھنچا چلا جاتا ہے اور خوف سائق ہے وہ پیچھے سے ہانکتا ہے کہ گو جی نہ چاہیے مگر زبردستی چلنا پڑتا ہے جیسے کافروں کے بارے قرآن میں آتا ہے کہ وہ جہنم کی طرف باوجود کراہت کے پیچھے سے ہانک کرلے جائے جائیں گے جیسے جانوروں کو لیجایا کرتے ہیں بس محبت اور شوق پیدا کرو اس سے پریشانیاں دفع ہو جائیں گی تو محبت پیدا کرنے کیلئے دو چیزیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کیا کرو (نعمتوں کا مراقبہ) اس سے محبت پیدا ہوگی کیونکہ نعمت کا خاصہ ہے جذب کا منعم کے احسانات کو یاد کر کے خواہ مخواہ اس طرف کشش پیدا ہوتی ہے

Marfat.com

دوسری بات یہ کہ اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اس کو دخل عظیم ہے محبت حق کے پیدا ہونے میں اس کے بعد پھر انشاء اللہ موت کا خوف دل میں اصلاً نہ رہے گا بلکہ کسی وباء و بیماری وغیرہ کا فکر بھی نہ رہے گا اس لئے کہ غلبہ محبت کے بعد موت کا اشتیاق بھی غالب ہو جاتا ہے بس اصل محبت ہے کہ محبت ہو جانے کے بعد طاعت اور ترک معاصی کا کام آپ خود کریں گے۔

حقیقت موت:

لوگوں کو موت کی حقیقت معلوم نہیں۔ اگر حقیقت موت کا بار بار مراقبہ کیا جائے تو یہ خوف بہت کم ہو جائے اور یاد رکھو موت صرف جسم عنصری کو آتی ہے روح کو موت نہیں آتی اور اب سمجھو کہ لذات سے متنفع ہونے والا کون ہے کیا آپ کے نزدیک یہ بدن ہے ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روح متنفع و متلذذ ہوتی ہے اور جسم اس کیلئے بمنزلہ آلہ و مرکب کے ہے اور یہ روح موت کے بعد اس عالم کے لذات سے متلذذ ہوتی ہے تو اصل میں انسان کے جسم کے اجزاء ''میں'' نہیں اصل ''میں'' روح ہے اور حقیقت میں روح ہی سب کچھ ہے اور اس پر موت نہیں آتی بلکہ وہ بجنسہ موت کے بعد اپنے حال پر رہتی ہے اور اب بجائے اس جسم کے جو موت کے بعد فنا اور شکستہ ہو جاتا ہے روح کا مرکب دوسرا جسم بنتا ہے جس کو جسم مثالی کہتے ہیں اب اس جسم کے ذریعے سارے فائدے اور نقصان حاصل کرتی ہے تو یہ بات حقیقت ہوئی انسان کی کہ موت کے بعد بھی وہ اپنے حال پر رہتا ہے اس کی قوت و صفات میں کچھ کمی نہیں آتی بلکہ پہلے سے بھی کچھ ترقی ہی ہوتی ہے اور موت کے بعد جسم مثالی مرکب بنتا ہے جو اس جسم عنصری سے لطیف اور قوی تر ہے وہ سب لذات سے منقطع ہوتا ہے جس کے مقابلہ میں یہاں کی لذات ہیچ ہیں (موت کا مراقبہ) موت کا تصور کر کے مرنے کے بعد اس عالم میں جو نعمتیں ملیں گی کھانا بھی پینا بھی سیر و تماشا بھی ملاقات احباب بھی مکانات اور باغات بھی اس حقیقت کا مراقبہ کر کے موت کا دھیان کرو تو انشاء اللہ موت سے وحشت نہ ہوگی بلکہ اس کا شوق پیدا ہوگا اور موت تو تحفۃ المومن ہے (الحدیث) یعنی موت رغبت کی چیز ہے گھبرانے کی چیز نہیں البتہ موت کی ایک فکر ہے کہ اپنے گناہوں سے اندیشہ ہوتا ہے یہ فکر اچھی ہے یہ تو ضرور ہونا چاہیے اور موت کے طبعی فکر کو مغلوب کرنے

Marfat.com

والی دو چیزیں ہیں ایک تو عقل ہے دوسری چیز دین ہے اس کو غالب کرو۔ اگر دینداری حاصل ہو تو پھر موت سے بجائے وحشت کے محبت ہو جائے۔ محبت کے اثرات عجیب ہیں حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ مراقبہ تعلیم فرمایا ہے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۔ ترجمہ: اپنے رب کے فیصلے پر صبر کئے رہو۔ اور استقلال سے جمے رہو کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ جو کچھ آپ کے ساتھ برتاؤ ہو رہا ہے ہم سب دیکھ رہے ہیں اس مراقبہ کا یہ اثر لازمی ہے کہ کلفت مبدل بہ لذت وراحت ہو جائے گی۔

ڈونگی نظرے مڑ مڑ دیکھو لنگھ نہ جاؤ تر کے　　　　جے کوئی سہو خطائی ہوئے بخشو تے بخشاؤ

(میاں محمد بخشؒ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَ اٰخِراً وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ بَاطِناً وظَاهِراً وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ☆

علم کی فضیلت:

علم کی فضیلت اسی لئے ہے کہ وہ مورثِ عمل ہے اور عمل اِس لئے مطلوب ہے کہ مورث حال ہے اگر حال نصیب نہ ہوا تو نہ عمل مفید کہ منافقین بھی کرتے تھے بلکہ مسلمانوں سے زیادہ کرتے تھے اور نہ علم مفید کہ آخر شیطان کو بہت کچھ نصیب تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ عالم بے عمل دوزخ میں جائے گا کہ اس کی آنتیں چکی کی طرح اس کے گرد گھومیں گی (تذکرہ خلیل ۴۱۷) حضور ﷺ نے فرمایا جس کو اس کے افعال نے پیچھے کر دیا اس کو نسب آگے نہیں بڑھا سکتا (احیاء العلوم ۳/۱۸۴) اور فرمایا حضور علیہ السلام والصلوۃ نے قیامت کے دن تمہارے حسب ونسب نہ پوچھے گا بلکہ تمہارے کام پوچھے گا تم میں سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور فرمایا قیامت کے دن متقی ہی میرے اولیاء ہیں اگرچہ بعضوں کے نسب بعضوں سے زائد قریب ہیں اور شرع کا حال بھی یہی ہے کہ جب کسی کو دینی شرف حاصل ہو گیا تو اب نسب کا کچھ اعتبار نہیں دین کے منصب، قضاء اور شہادت پر اُس وقت لگ سکتا ہے جب وہ دیندار، صالح اور عالم ہوں فاسق ان میں سے کسی کی صلاحیت نہیں رکھتا اگرچہ قریشی یا فاروقی بھی ہو۔ (مجموعہ ص ۱۸۵ الفتاویٰ) اور فرمایا میرے اقرباء متقی ہیں جو ہوں اور جہاں ہوں۔

Marfat.com

صوفی اور عالم اگر محقق ہوں تو ایک دوسرے پر انکار نہیں کرتے

نماز، روزہ، زکوٰۃ کی فرضیت اور گناہوں کی حرمت پر دونوں کا اتفاق ہے اسی طرح کثرت ذکر اللہ اور مخالفت نفس اور تحصیلِ اخلاص کی ضرورت پر بھی دونوں متفق ہیں صرف اتنی بات رہ گئی کہ نماز روزہ وغیرہ بجائے گناہوں سے بچنے کا نام لوگوں نے شریعت رکھ دیا اور کثرت ذکر مخالفت نفس اور تحصیلِ اخلاص کا نام تصوّف رکھ لیا مگر نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی مقصود اور نتیجہ دونوں کا ایک ہے جس صوفی کو لفظوں کا پردہ اصلِ تصود اور نتیجہ کے سمجھنے سے روک دے وہ جاہل ہے اور اللہ نے کسی جاہل کو ولی نہیں بنایا اور جس فقیہ (عالم) کو لفظی حجاب حقیقت سمجھنے سے روکدے وہ بھی محروم ہے اے اللہ میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے عزیز من ان مسکین صوفیوں سے جو حجاب میں پڑے ہوئے ہیں کہا کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے شہروں میں کوئی ایسا عالم موجود رہے جو بے دینوں بدعتیوں اور گمراہوں کے شبہات کا روشن دلیلوں سے جواب دیتا رہے اگر نہیں چاہتے تو تمہاری جہالت وحماقت ہے اور اگر چاہتے ہو تو علماء کی ضرورت کو تم نے تسلیم کر لیا پھر اعتراض کیوں اس طرح عزیز من ان غریب علماء سے بھی جو حجاب میں پڑے ہوئے ہیں پوچھتا ہوں کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے شہروں میں کوئی ایسا شخص رہے جو زبردست کرامتوں سے منکروں گمراہوں (اسلام کے مخالفوں) معاندوں کو دبا دے اور مغلوب کر دے جن کو دیکھ کر مخالفین اسلام خود ہی بول اٹھیں کہ واقعی اسلام سچا مذہب ہے بحث وتکرار کی نوبت ہی نہ آئے کیا آپ لوگوں کا دل، یہ چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روحانی زبان (کا سلسلہ) بند ہو جائے آپ کے نفس یہ خواہش کرتے ہیں کہ معجزات نبویہ کی سلطنت جاتی رہے اگر آپ لوگوں کی یہی تمنا ہے تو اپنے ایمان کی خیر منا دیں اگر نہیں تو بتلائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا روحانی ترجمان کون ہے؟ اور حضور ﷺ کے معجزات کا نمونہ کس کے پاس ہے آپ کے پاس یا صوفیاء حضرات کے اگر یہ لوگ نہ رہے تو حضور ﷺ کے روحانی اور باطنی کمالات کا نمونہ دنیا کو کون دکھلائے گا (آیت) يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ

Marfat.com

اٰمَنُوْ مَعَه' نُوْرُ هُمْ يَسْعىٰ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ☆ گواہی دے رہی ہے کہ نبوت محمدیہؐ کی یہ (باطنی) زبان اور سلطنت محمدیہ ہمیشہ باقی رہے گی ترجمہ: جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی (محمد ﷺ) کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا کر ان کے ساتھ ہوئے رُسوانہ کرے گا ان کا نور انکے آگے اور دائیں طرف چلتا ہو گا اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ اور مومنین پر کفار کی طرف سے کسی قسم کا الزام قائم نہ ہوسکے گا کیونکہ ان کے ساتھ ایک ایسا نور ہے جو خود بخود لوگوں پر ان کی حقانیت ثابت کرتا ہے اور یہ نور سب سے زیادہ صوفیاء کرام پر نمایاں ہے جو کثرت ذکر اللہ اور تقویٰ اور صحبت شیخ سے پیدا ہوتا ہے مسلمانوں سے فرشتے قیامت میں کہیں گے کہ ہم تمہارے مددگار تھے دنیا میں بھی اور ساتھی ہیں آخرت میں بھی اور غیبی امداد کا صوفیاء کے ساتھ ہونا بہت زیادہ ظاہر ہے جس پر ان کی کرامات دلالت کرتی ہیں آیت جس کا ترجمہ اوپر نقل کیا: نَحْنُ اَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ☆ ان حقائق کے دوام بقاء کو ثابت کر رہی ہے۔ اور آپ حضرات اس تفریق سے کہ صوفی علماء پر اعتراض کرتے ہیں اور علماء صوفیاء پر اپنی بربادی کے لئے اپنے ہاتھوں سے کنواں کھود رہے ہیں اے خواص اے عوام اے وہ حضرات جو دونوں قسم کی شان رکھتے ہیں آپ سب ایک ہی جماعت ہو آیت: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَا للّٰهِ اِلْاسْلَامُ ☆ اللہ کے نزدیک دین ایک ہی ہے اسلام آج مسلمان کہاں سے کہاں پہنچ گئے کوئی اپنے کو شافعی کہتا ہے کوئی حنفی کوئی امدادی کوئی رحمانی کوئی چشتی کوئی سبحانی کوئی رشیدی کوئی محمودی ولیکن ہیں سب ایک ہی نام کے مسلم یہ نام خدا کا دیا ہوا ہے خلیل اللہ کا دیا ہوا ہے اپنے لئے دوسرے نام تجویز کرنے سے ہی شیطان کو تفرقہ اندازی کا موقعہ ملا ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک — ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

مخلوق الٰہی (دربار خداوندی کی) دہلیزیں اور دروازے ہیں اگر مخلوق الٰہی کے ادب کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوجانے کے دروازے بھی کھلے رکھے ہیں ورنہ مخلوق الٰہی میں پھنس

Marfat.com

کر اللہ تعالیٰ سے رہ جاؤ گے مخلوق کا ادب یہ ہے کہ لوگوں کا دِل ہاتھ میں لو ان کی دلداری کرو یہ عارفین حضرات جن کو معرفت الٰہی اور سچا ذوق حاصل تھا وہ دلوں کے جوڑنے ہی میں لگے رہے انہوں نے لوگوں کے پیروں تلے راستوں میں اپنے رخسارے بچھا دیئے اور اس تواضع و خاکساری کی بدولت اور مخلوق کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کو پہچان لیا اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے بہت دور پایا حدیث قدسی میں ہے (میں ان کے پاس ہوں جن کے دل میرے واسطے انکسار و خاکساری اختیار کرتے ہیں) یہ حدیث شریف بتلا رہی ہے کہ مخلوق کے سامنے تواضع اور خاکساری اختیار کرو مگر اس کا منشاء کوئی دنیوی غرض نہ ہو بلکہ صرف اللہ کے لئے ہو ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے اللہ کی مخلوق میں غور کرو اللہ کی ذات میں خیال نہ دوڑاؤ یعنی یہ سوچو کہ مخلوق الٰہی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہو جائے اس بات کو جتنا سوچا جائے گا اُسی قدر مخلوقات کے ساتھ تواضع وانکساری سے پیش آنے اور شفقت و ہمدردی کرنے کا تقاضا ہوگا کیونکہ اس وقت ہر مخلوق میں صانع عالم کی تجلّی نظر آئے گی اور یہ تجلّی انسان میں دوسری مخلوقات سے زیادہ نظر آئے گی کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ نظر آئے گی کہ اصلی انسان وہی ہیں کفار حقیقت میں آدمی نہیں کیونکہ وہ طریقہ آدمؑ چھوڑ کر طریقہ ابلیس پر چل رہے ہیں اور جو شخص اپنے باپ کا طریقہ چھوڑ کر دشمن کا ساتھ دے وہ اس کے خاندان سے باہر ہے گو برائے نام اس کی طرف منسوب ہو اللہ تعالیٰ نے پسر نوح علیہ السلام کی بابت صاف فرما دیا ہے ترجمہ آیت: ''وہ آپ کے اہل وعیال سے خارج ہے کیونکہ اسکے اعمال اچھے نہیں'' پس آدمی وہی ہے جو آدم علیہ السلام کے طریقہ پر صاحب ایمان اور موحد قائلِ آخرت ہو جو ایسا نہیں وہ آدمی نہیں

دشمنی سے نہیں ہوتا وہ گرفتار بلا — اپنے سایہ میں ترقی جسے دیتا ہے خدا

آدم کی اولاد علم سے پاتی ہے کمال — نہ کہ دبدبہ اور مرتبہ اور مال و اسباب

سب دھندے ہیں دنیا کے جو مٹ جائیں گے اک دن — خلوت میں خدا ڈھونڈیئے بس کام یہی ہے

(گنگوہیؒ البیان المشید)

Marfat.com

محبؔ ہر ماسواء تصور محبوب میں فناء

سالک کے لئے حق تعالیٰ کا قرب وہ عشق ہے جو دل کی آگ ہے اور محبوب کے سوا ہر چیز کو سوخت کر دیتی ہے یعنی ہر چیز کی طرف سے توجہ کو ہٹا دیتی ہے محبوب کے سوا ہر شے کا تصور مٹا دیتی ہے گویا محبّ کی نظر میں محبوب کے علاوہ کوئی چیز موجود ہی نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کو اپنی ہستی بھی نظر نہیں آتی ماسوئی تصور محبوب میں فناء ہو جاتا ہے اس مغلوب الحالی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کو طبعاً وہی چیز پسند آتی ہے جو محبوب کو پسند ہو اور اس چیز سے ذاتی نفرت ہو جاتی ہے جس سے محبوب کو نفرت ہو وہ ہر وقت مرضی محبوب کا خواستگار رہتا ہے اس کو نہ ثواب اور فائدہ کا لالچ رہتا ہے نہ عذاب اور ضرر کا اندیشہ اگرچہ بالغرض اِس طلب میں طمع اور خوف کی آمیزش ہوتی ہے (مگر آلائش نہیں ہوتی) اِس کی اصل غرض محبوب کی خوشنودی کی طلب ہوتی ہے (مظہری ۲/۲۱۹) اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کیلئے قابلیّت شرط نہیں جس پر فضل ہوتا ہے قابلیت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور ہم نے سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ مقصود سیدّ الاصفیاء اور خاتم الانبیاء کے وسیلہ سے اعتقادات باطلہ سے نجات پائی ہے۔

تزکیہ و اصلاح باطن:

قرآن کریم کی تلاوت و تعلیم کانوں سے اور دماغوں سے گزر کر جب قلوب و ارواح کو رنگین کر دیتے ہیں اور اعضاء و جوارح سے جاری ہو جاتے ہیں بس یہی صفت دنیا کے تمام واعظین و معلمین سے ممتاز کرتی ہے اور اعلیٰ تعلیم کے باوجود تزکیے کی کمی اِسی طرح محسوس ہوتی ہے جس طرح کھانے میں نمک کی کمی، تزکیہ نفس، واحسان، تصوف، طریقت علم باطن یا سلوک سب ایک ہی کام کے نام ہیں اور تزکیہ نفس کے ذیل میں مجدّد سرہندیؒ شیخ سرہندیؒ نے مبتدی کے لئے اسم ذات یا نفی و اثبات کے ذکر کو معین کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بغیر تزکیہ نفس کے نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا پھر تجلیات ذاتیہ کا تجلیات کی ترقی کے لئے مجدد صاحبؒ نے نماز کی تعین کی ہے کہ نماز کے بغیر تجلیات ذاتیہ کا نہ حصول ہوتا ہے نہ ان میں ترقی۔

Marfat.com

مراقبہ:

مراقبہ علمی تحقیقات نہیں بلکہ اصلاح نفس کے معالجات ہیں اور اپنے نفس کے علاج سے بے فکر ہو کران تحقیقات میں پڑنا لغواور فضول ہے لہذا شیخ سے بیعت کے بغیر روحانی وقلبی امراض (نماز روزہ، ذکر اذکار کے باوجود) باقی رہتے ہیں شیخ کی جوتیوں سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے

میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی　　خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

مختصر ترجمہ: شیخ کو اصلاح وتربیت کی تدابیر منجانب اللہ القاء کی جاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا لطف و عنایت ان کی تربیت کرتی تھی اور وہ خلق خدا کی اصلاح وتربیت القاء والہام ربانی کے مطابق فرماتے تھے اوراصل تو انبیاءؑ کی اطاعت ہے کہ انبیاء کی اطاعت ہی محبت خدا کے حصول کا سبب ہے اوراس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ کافروں سے موالات اوردین میں مداہنت دنیوی عذاب کو ذلت اورمحکومی کی صورت میں لانیوالی ہے۔(مظہری ۲/۲۱۶)

اذکار واوراد:

بڑھاپے کی عمر کا تقاضا اذکار واشغال کا نہیں ہے اوراد ہے جو ہر زمانہ میں ہر شخص کے لئے اکیسر ہیں اذکار قوت کو چاہتے ہیں اوراوراد نزع میں بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اوراد کا زیادہ اہتمام کریں۔عبادت اور شکر نعمت کو حصول مقاصد کا ذریعہ بناؤ اورانہیں دونوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔(مظہری ۱۰/۱۶۵)

متقی کی پہچان:

متقی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں ایسی چیز سے محفوظ رکھے جو اسے آخرت میں ضرر رساں اور تکلیف دہ ثابت ہو پھر اگر وہ (مضرت دہ چیز) شرک ہے اور اس سے آدمی بچتا ہے تو یہ تقویٰ کا ادنیٰ مرتبہ ہے اورگناہ ومعصیت سے بچنا تقویٰ کا وسطیٰ مرتبہ ہے مگر اعلیٰ درجہ کا متقی وہ ہے جو لایعنی امور سے منہ کر ذکر الٰہی میں مستغرق ہو اسی تقویٰ کی طرف اشارہ ہے ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰہَ حَقَّ تُقٰاتِہٖ

Marfat.com

وَلَا تَمُوْ تُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُم مُسْلِمُوْنَ" اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حلال وحرام دونوں ظاہر ہیں تو جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے ترک کر کے غیر مشکوک کی طرف رُخ کر اور متقی وہ صاف باطن لوگ ہیں جو تم سے غائب ہونے کی حالت میں بھی ویسے ہی ایمان کا دِلی اعتراف کرتے ہیں جیسے منہ در منہ اور سامنے وہ بد باطن اور دغا باز منافقوں جیسے نہیں جو سامنے تو اُن کی رضا جوئی کے لئے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر پیٹھ پیچھے صاف انکار کر جاتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضر ہوا اس پر آپ کی نبوت آفتاب سے زیادہ واضح اور ظاہر تھی اور اِس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا آپ کے دعوے کی تصدیق کرنا قابل تعریف نہ تھا ایمان تو اِس شخص کا قابل تعریف اور لائق مدح وثنا ہے جو نادیدہ آپ پر ایمان لایا مجھے اُس قادر مطلق خدا کی قسم جس کے سوا کوئی پرستش کا اِستحقاق نہیں رکھتا کوئی نفس ایمان میں اس سے بہتر وافضل نہیں ہوسکتا جو بن دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے دعووں کی تصدیق کرتا ہے قادر مطلق نے انسان میں ساری خوبیاں بھی رکھی ہیں اور ساری برائیاں بھی رکھی ہیں برائیوں سے بچنا اور خوبیوں کو اختیار کرنا انسان کی انسانیت کا فریضہ ہے اور یہی انسانیت کی فوقیت اور برتری کی وجہ ہے کہ اس کو دو متضاد امور کی کشمکش میں مبتلا کر کے خوبیوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

علوم واشیاء کے احکام اغراض سے منسلک ہیں:

عارفانہ اور عالمانہ عقیدہ اگر مشاہدہ کی طرح بن جائے تو اس سے بڑھ کر مستحکم ایمان اور کونسا ہوتا ہے ہاں اگر علوم دنیوی اور مباحث دینی کو حصول دولت کا ذریعہ یا مکروفریب کا جال یا فحاشی اور عیاشی کا آلہ یا محض تفریحی مشغلہ بنالیا جائے تو یقیناً یہ ناقابل عفو جرم ہے اسی طرح ہر وہ علم جس کو اصطلاح خاص میں دنیوی کہا جاتا ہے دینی ہے بشرطیکہ اُس کی غرض دینی ہو۔ اشیاء کے احکام اغراض کے اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں دنیوی یا دینی ہونے کا فیصلہ نصب العین پر مبنی ہے اور ظالم کو کسی حکمت کی وجہ سے مہلت دے رکھی

Marfat.com

ہے کہ اللہ کے فیصلہ سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اللہ تعالیٰ حکیم ہیں لہٰذا مہلت کسی حکمت پر مبنی ہے اور جنت میں روایت باری تعالیٰ کے لئے نظر کو دنیا میں تیار کرنا ہے اور دنیا میں جس قلب نے مجاہدات سے نور اور بصیرت حاصل کر لی ہے اس کی نظر جنت میں روایت باری تعالیٰ کرے گی کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور رہے وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں بصیرت قلبی حاصل نہیں کی وہ تو دنیا میں بھی اندھے ہیں اور آخرت میں بھی راستہ سے دور بھٹکے ہوئے ہوں گے بس بھائی اہل اللہ سے عشق ومحبت، عظمت وعقیدت اور فنائیت ومحویت والا تعلق ہی سب کچھ کرتا ہے دراصل اہل اللہ کی نظر وہ کیمیا ہے جو خاک کو اکسیر بنادیتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی صحبت نصیب فرمادیں۔ امین

گناہوں کا معاف ہونا:

علماء حضرات اور مشائخ عارفین حضرات نے احادیث وآثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی روشنی میں یہ تفصیل بھی نقل کی ہے کہ بہت چھوٹے گناہ تو وضو میں ہی ڈھل جاتے ہیں ان سے بڑے مسجد کی طرف جانے کی برکت سے ختم ہوتے ہیں پھر ان سے بڑے نماز سے اگر وہ رعایت احکام اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے اور ان سے بھی بڑے ہوں تو روزہ سے اور ان سے بڑے حج وجہاد سے حتیٰ کہ بعض احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ حج مبرور کے ذریعہ حقوق العباد بھی ختم کر دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ان کی ادائیگی سے عاجز ہو گیا ہو اور توبہ بھی کرے ابن ماجہ وبیہقی شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے عرفہ کی شام میں دعا فرمائی اپنی امت کی مغفرت کیلئے وہاں اس وقت وہ دعا مظالم وحقوق العباد کے علاوہ سب معاصی کے بارے میں قبول ہوئی آپ ﷺ نے عرض کیا کہ بارالٰہی آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت کے ذریعہ خوش کر کے اور اِس کے حقوق سے دست بردار کرا کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں ایسی رحمت کی نظر ہو جائے مگر دعا کا جزو اس وقت قبول نہ ہوا آپ نے مزدلفہ کی صبح کو پھر یہی دعا فرمائی اور وہاں حق تعالیٰ نے اس کو کامل ومکمل طور سے قبولیت سے نواز دیا۔ جس پر رحمتِ عالم ﷺ کو ہنسی آ گئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے سوال کیا کہ حضرت اس وقت جناب والا کی ہنسی

Marfat.com

کی کوئی خاص وجہ ہے فرمایا کہ ابھی جبکہ میری دعا کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا تو ابلیس لعین کو بڑی مایوسی ہوئی وہ بے تاب ہو کر اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور بُری طرح واویلا کرنے لگا اسکے جزع فزع کی عجیب حالت دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی (مشکوۃ شریف انوار باری ۱۴/۴۱۰) اس کے ساتھ ہی علماء حضرات نے کئی قیود لگائے ہیں جن سے اکثر اکابر امت کی رائے ہے کہ کبائر و حقوق العباد کی مغفرت توبہ اور اداء حقوق پر موقوف ہے اور حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بغیر توبہ اور ادائیگی حقوق کے عذاب سے نجات ہو سکتی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْ نَا:

اس دعا کا نزول ہجرت سے تقریباً ایک سال قبل شب معراج میں ہوا اور اس امت کو عطیہ عطا ہوئی جبکہ مکہ معظّمہ میں کفر و اسلام کی آمیزش اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکی تھی مسلمانوں پر جو یک طرفہ مظالم کفارِ مکہ کی طرف سے ابتداء عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک برابر کئے جا رہے تھے ان میں روز بروز زیادتی ہو رہی تھی بلکہ اب ان مظالم و مصائب کا دائرہ حدودِ مکہ معظّمہ سے بڑھ کر اطراف مکہ اور سرزمین عرب کے دوسرے خطوں تک بھی وسیع ہو چکا تھا جس نے بھی کہیں پر اسلام قبول کیا! اس پر عرصہ حیات تنگ کیا جاتا تھا ایسی عام اور ہمہ گیر مصائب و مشکلات کے دور میں معراج اعظم کا واقعہ مبارک پیش آتا ہے پھر بھی حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اِن حالات و مصائب کو ادنیٰ اہمیت نہیں دی گئی بلکہ ساری توجہ اِن مظلوم و بے کس مسلمانوں کی اس طرف مبذول کر دی گئی کہ اپنی خطاؤں، لغزشوں، بھول اور غلطیوں کو حق تعالیٰ سے معاف کرائیں اور اس امر سے پناہ مانگیں کہ کہیں ان مصائب و مظالم سے بھی زیادہ کے ذریعہ ان کی مزید آزمائش نہ ہو جائے جیسی اُن سے پہلی امتوں کے مسلمانوں کی ہو چکی ہے معلوم یہ ہوا کہ مسلمانوں کو مصائب و مشکلات اور کفار و مشرکین کے بڑے سے بڑے مظالم ڈھانے کے وقت بھی جذباتی رنگ میں کوئی اقدام کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے بلکہ اس قسم کی چیزوں کو صرف تقدیر خداوندی اور اس کی طرف سے امتحان و آزمائش سمجھ کر اپنے اصلاح ظاہر و باطن اور توجہ وانابت اِلی اللہ کی فکر کرنی چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یا تو معاصی و سیأت کی

Marfat.com

مغفرت مقصود ہے یا آزمائش ایمان وصبر کے ساتھ درجات اخروی کی ترقی منظور ہے اِس لئے اس فکر میں نہ پڑنا چاہیے کہ وہ مصائب و آلام کیوں اور کس وجہ سے آرہے ہیں بلکہ اہل ایمان کو اس وقت بھی اپنے بلند تر اخلاقی وروحانی کردار کا مظاہرہ کرنا چاہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکی زندگی میں عمل کر کے دکھایا تھا۔ (انوار باری ۱۱/۶۲) اور یادرکھو ایمان واستقامت ہی نزول رحمت کے اصلی اسباب ہیں اور مصائب کے نزول کے وقت نفس کو اطمینان رہے اور زیادہ پریشان نہ ہو اور شکر نام ہے اطاعت گزاری اور فرمانبرداری کا کفر نام ہے ترک شکر یعنی معصیت اور نافرمانی کا (ضمیمہ ص ۳۶ کشف الرحمٰن)

شریعت وطریقت میں فرق:

ظاہر سے عمل کرنا شریعت ہے اور جب قلب میں حکم شرع کا داخل ہو کر طبعاً عمل شرع پر ہونے لگے وہ طریقت ہے۔ (رشیدیہ ص ۱۹۴)

پرہیزگاری:

یہ معرفت ربانی کے باعث ایک حال کا نام ہے جو عظمت وہیبت خداوندی سے پیدا ہوتی ہے اور ڈرانا دعوت الی اللہ میں ایک مقام ہے اور ڈرانے والا وہی ہوتا ہے جو خوف دلائے اور خوف وہی دلاتا ہے جو خود خائف اور ڈرنے والا ہو اور خائف ہی عالم ہے۔

یقین:

یقین سارا ایمان ہے (الحدیث ق ق ۱/۵۷۲) اور ارشاد فرمایا یقین سیکھو کہ یقین کا درجہ علم سے بالاتر ہے اور یقین خود بخود آیا نہیں کرتا بلکہ یہ اہل یقین کے پاس ہی پایا جاتا ہے اور فرمایا اپنے دل سے فتوی لو چاہے تجھے مفتی فتویٰ بھی دیں یعنی آپ ﷺ نے اِسے قلبی فہمیت کی طرف راجع کیا اور مفتیوں کے فتوی سے ہٹا دیا اور اگر علم باطن علم ظاہر پر فیصل نہ ہوتا تو آپ ؐ اسے علوم ظاہر سے ہٹا کر علم باطن کو جانے کا حکم نہ فرماتے۔

Marfat.com

خلافت راشدہ

1۔خلافتِ صدیقیؓ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ	۲سال
2۔خلافتِ فاروقیؓ عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ	۱۰سال
3۔خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ	۱۲سال
4۔خلافتِ علی رضی اللہ عنہٗ	۶سال
5۔خلافتِ امام حسن رضی اللہ عنہٗ	۶ماہ

بندہ آمد از برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا — سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

(لاہوریؒ)

Marfat.com

کافہ: (یعنی داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی فرماتے ہیں کہ ایسی ظاہری و باطنی طاعت کہ داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے تو صوفیاء حضرات کے سوا اور کسی کو میسر نہیں آ سکتی (مظہری ۱۱/۴۱۵) ور ایمان والا اپنے نیک عمل کے عوض میں اللہ تعالیٰ سے اجر دینے کا امیدوار ہوتا ہے کیونکہ صرف عمل نہ موجب ثواب ہے اور نہ ثواب کے ثبوت کا یقین دلانے والا ہے خاص کر اس صورت میں کہ اعتبار خاتموں ہی کا ہوتا ہے۔ (مظہری ۱۱/۴۳۸) ور ایمان والے کے لئے دوام ذکر و دوام طہارت کو قرآن مجید و حدیث رسول ﷺ دونوں ہی نے نہایت اہم مطلوب و مقصود شرعی قرار دیا ہے اور موت کی یاد نے مسلمان آدمی کے لئے کوئی خوشی نہیں چھوڑی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمان کا کسی کو دوست نہیں ہونے دیتا کیونکہ امر بالمعروف کرنے والے کو لوگ برا کہتے اور آبروریزی کرتے بلکہ فاسق لوگوں کو مقابلہ میں اپنے مددگار بنا لیتے ہیں خدا کی قسم یہاں تک نوبت پہنچی کہ اویس قرنیؒ کے ذمہ بڑے بڑے جرم لگا دیے (بیان اویس قرنیؒ قصص اولیاء ۳/۱۵۰) بس بھائی دنیا محل انجاس ولواث ہے اگر چہ عالم آخرت کے لحاظ سے یہاں خیر و شر طہارت و نجاست ایمان و کفر اور طاعت و معصیت کا مجموعہ ہے یعنی اچھائی و برائی ملی جلی ہے پھر اس کے بعد عالم آخرت اور دارالجزاء میں دو عالم الگ الگ ہوں گے ایک وہ جہاں صرف خیر، طہارت، تقدس، نیکی اور انواع و اقسام کی نعمتیں ہوں گی وہ دارالنعیم یا جنت کہلائے گی دوسرا وہ جہاں صرف شر، نجاست، تلوث برائی اور انواع و اقسام کے عذاب اور تکالیف ہوں گی اِس کو دارالعذاب یا جہنم کہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی ہیبت و عظمت اور خوف و حزن اور اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم پکڑ و نفع مند ہوگا اور دنیا کو چھوڑ دو اندھیری رات میں (عبادت کے اندر) خوب کوشش کرو اور دروازہ کچھ دنوں کھٹکھٹا۔ امید ہے کہ دروازہ کھلے گا (قصص اولیاء ۱/۱۲۷) اور جنت کی حور کا مہر، شب بیداری ہے، ہمیشہ روزہ رکھنا ہے فقیر اور مسکینوں سے محبت کرتے رہو اور کثرت استغفار کرنا مسلمانوں کی راہ سے ان کی ایذا دینے والی چیز دور کرنا ہے اور اگر دنیا میں تو بصیر اور سمجھدار ہے تو تجھے مسافر کی ضرورت کے مطابق دنیا سے حاصل کرنا چاہیے اگر دنیا آدمی کے دین کو باقی رکھے تو پھر جو کچھ بھی فوت ہو جاوے کوئی ضرر اور نقصان نہیں ہے اور فراست و سمجھ

Marfat.com

مومن کی سچ ہوتی ہے۔ (قصص اولیاء ۱۷ + ۳/۹۴)

نرمی و آسانی اور ارزانی والے شہر میں قیام:

وطن میں اگر حال درست بنا رہے تو بہتر ورنہ اگر حال سلامت نہ رہے تو ایسی جگہ تلاش کر جس میں اس کو کوئی نہ جانے اور دین سلامت رہے بفراغِ دل عبادت میسر ہو کہ اسکے حق میں یہ مقام سب سے افضل ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہر سب اللہ کے ہیں اور لوگ سب اس کے بندے ہیں اس صورت میں جس جگہ میں تو نرمی اور آسانی دیکھے وہاں ٹھہر جا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کر اور اگر مخلوق میں نماز پڑھنے والے اور دودھ پیتے بچے اور بے خطا جانور نہ ہوں تو تم پر سخت عذاب ڈالدیا جائے اور راہ خدا میں مال صرف کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ بخل اور مالی محبت سے نفس پاک ہو جائے۔ (مظہری ۲/۵۷)

ڈونگی نظرے مڑ مڑ سمجھو لنگھ نہ جاؤ ترکے ۔۔۔ جے کوئی سہو خطائی ہووے بخشو تے بخشاؤ

(میاں محمد بخش صاحبؒ)

من آنم کہ من دانم ۔۔۔ میں جانتا ہوں میں کیا ہوں

کفرانِ نعمت:

اللہ کی نعمتوں کی یہ بھی ناشکری ہے کہ نعمت میں مشغول ہو کر منعم سے غافل ہو جاوے اور اس قدر محبت نعمت کی اس کے دل پر غالب ہو جاوے کہ اُس میں غرق ہو جاوے اور نعمت دینے والے کو بھول جاوے دنیا دار لوگ کہ دنیا کی محبت ان پر ایسی غالب ہو جاتی ہے کہ دِن رات اسی میں پھنسے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بھول جاتے ہیں بس بھائی اگر راحت چاہتے ہو تو اللہ کے سوا کسی سے توقع مت رکھو اور بس تم سیدھے رہو اور قریب قریب چلتے رہو صبح، شام اور رات کے کچھ اندھیرے میں نفلی عبادت کے کام میں لگے رہو اور ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو تم مقصد کو پہنچ جاؤ گے اور آدمی کا حِلم غصہ کے وقت اور امانت کو طمع کے وقت جانچنا چاہیے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خدا کے غضب سے کیا چیز بچا سکتی ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ خود غصہ مت کیا کر۔ حضور علیہ السلام نے صحابہؓ سے پوچھا کہ لوگ پہلوان زبردست کس کو سمجھتے ہیں سبھوں نے عرض کیا ایسے شخص کو کہ جو کسی سے

Marfat.com

بچھاڑ نہ کھاوے آپ نے فرمایا وہ پہلوان نہیں بلکہ پہلوان زبردست وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو دبائے رکھے بس نرمی اور حسن اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دیا جائے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی کو سزا نہیں دی لیکن جب اللہ کی حدود کو کوئی توڑتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے سزا دیتے تھے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے مطلب یہ کہ سختی اور بدمزاجی جس میں ہوگی اس کو خراب کر دے گی اور اللہ تعالیٰ کو یہ محبوب ہے کہ اس کے بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور فرمایا آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو اور نفرت نہ دلاؤ اور جابر و سرکش مت بنو تیزی بیوقوفی کی جڑ ہے اور اِس کا منشاء غصہ ہوتا ہے۔ (جواب جاہلاں باشد خموشی)

دین کے اہم امور پر طعن کرنے والوں کا قتل:

بخاری شریف ونسائی میں حضرت ابو سعید خذریؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام لوگوں میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ اس وقت ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ عدل کیجئے آپ نے فرمایا افسوس ہے اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اِس کی گردن ماردوں آپؐ نے فرمایا جانے دو اس کے ساتھ اور بھی لوگ ہیں جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے یہ لوگ دین سے اس طرح سے جُدا ہوں گے جس طرح شکار کے اندر سے تیر جلدی سے نکل جاتا ہے اور تیر پر شکار کے خون وغیرہ کا کوئی اثر تک نہیں ہوتا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے اس قسم کے بداعتقاد لوگوں کو اپنے زمانہ خلافت میں قتل کیا۔ یعنی جب اِن لوگوں کی کثرت ہوگئی تو حسب فرمان نبوی ﷺ قتل کیئے گئے۔ (انوار الباری ۱۲/۱۸۷)

دعا:

یا اللہ میں سراپا فقیر ہوں میں ایک ایک چیز میں محتاج ہوں اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں سے خود بھی واقف نہیں ہوں اور آپ میری ساری ضرورتوں کو جانتے ہیں پس مجھے دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں عطا فرمائے اور ساری مضرتوں سے حفاظت فرمائے۔

Marfat.com

متفرق جواہرات

تعریف توجہ:

قلب کو کسی طرف اس طرح مجتمع کرنا اور یکسو کرنا کہ دوسری چیز کا خطرہ نہ آوے ہمت اور کوشش سے ہوتا ہے اس ہمت سے بڑے بڑے کام بنتے ہیں آج کل اس کا نام توجہ ہے

ایمان کی حلاوت پانے والے:

تین شخص ایمان کی حلاوت پاتے ہیں ایک وہ جو کسی سے محبت رکھے تو محض اللہ کی خاطر محبت رکھے دوسرا وہ جس کے نزدیک خدا اور رسول ؐ تمام دوسری چیزوں سے محبوب تر ہوں اور تیسرے وہ جس کیلئے (ایمان سے نکل کر) کفر میں جانا دوزخ میں جانے سے زیادہ نا گوار ہو۔ (ارشاد الطالبین)

ظاہری احکام پر عمل کے بغیر واصل ہونا:

کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ سے ذکر کیا کہ بعض کہتے ہیں کہ ہم واصل ہو گئے اب ہم کو ان ظاہری احکام کی کیا حاجت ہے آپؒ نے فرمایا بے شک وہ واصل تو ہو گئے مگر جہنم رسیدہ ہوئے خدا رسیدہ نہیں ہوئے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ نے مال دیا (یعنی صاحب نصاب) اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایسے سانپ کی شکل پر کر دیا جائے گا جو گنجا ہو گا اور اسکی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ دھبے ہونگے قیامت کے دن وہ سانپ زکوٰۃ نہ دینے والے کی گردن کا طوق ہو جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا بے زکوتی خزانہ ہوں۔

تیمّم وقت نوم:

جن امور کے لئے وضو وطہارت واجب وضروری نہیں ہے ان کے لئے بجائے وضو کے تیمّم بھی کافی ہے اس لئے اگر سونے کے وقت وضو نہ ہو سکے تو تیمّم ہی کر لیا جائے اس سے بھی فضیلت مذکورہ (باوضو سونے کی) حاصل ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (انوار باری ۶۱/۱۱۱ انور شاہ کشمیریؒ)

Marfat.com

بن مانگے جو چیز ملے وہ اللہ کی نعمت ہے:

حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہتے تھے جو شخص بلا طلب دیا جاوے اور لینے سے انکار کرے اس کا انجام یہ ہے کہ طلب کرے گا اور نہ پاوے گا۔ (قصص اولیاء ۲/۴۴) اور جو خدا کے ساتھ مشغول ہو کر اس سے پھرے گا فوراً غضب الٰہی میں مبتلا ہوگا (۲/۴۸ قصص اولیاء) رمضان المبارک کے روزے خدا کا دین اور قرضہ ہے جو ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ (۱۳/۱۵۸ الحدیث انوار باری)

علم کو صرف علم کے لئے چاہنا قلبی جہل ہے:

علم نبوت جو قرآن اور حدیث کی صورت میں موجود ہے اللہ کی رضا کیلئے اور اس سے اصلاح حال مقصود ہے اور دوسری چیز نور علم نبوت ہے علماء حضرات علم نبوت کے حصول پر مطمئن ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل چیز نورِ علم نبوت ہے جو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور تنگ نظری وتعصب کی ساری باتیں ہٹا کر ''مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ'' پر سب کو جمع ہو جانا چاہئے اور یہ شان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فاروقی ہے اس کو گوارا نہ کیا کہ امت مرحومہ کسی مرض عام اعتماد علیٰ غیر اللہ و ترک توکل میں مبتلا ہو کر تدبیر ہی کو مایہ اعتماد بنا لے۔

ماسوی اللہ میں گرفتار کا علاج:

ماسویٰ اللہ میں گرفتار سالک قرب حق تعالیٰ سے دور و مہجور ہے اور اس مرض باطن کا علاج یا اس کا ازالہ ذکر کثیر کے ساتھ متعلق ہے اور ذکر کثیر اس وقت متحقق ہوتا ہے جب کہ غفلت اس کے پیچھے نہ ہو غفلت اس راہ میں سم قاتل اور مرض باطن کی مدد و معاون ہے ایک درویش کا مقولہ ہے کہ اگر کوئی سعادت مند اللہ تعالیٰ کی طرف تمام عمر متوجہ رہا اور ایک لحظہ اس سے غافل ہو گیا تو جو چیز اس سے فوت ہوئی وہ اُس سے زیادہ ہے جو اسے حاصل ہوئی اس ذکر کثیر کا کمال یہ ہے کہ ماسویٰ میلان سینہ سے اپنا بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائے۔ اور تمام مطلوبات سے سینہ پاک و مصفیٰ ہو جائے نہ خوشی دنیا سے خوش ہو نہ غم دنیا سے غمگین ہو اور باوجود ذکر کے یہ حاصل نہیں تو ذکر حق یاد ماسویٰ سے آمیزش لئے ہوئے ہوگا اور یہ حالت فناء کلی سے حاصل

Marfat.com

ہوتی ہے (مکتوب ص ۲۹۴) بندہ کی اصل نظر شکر کی طرف ہونی چاہیے اس کو اللہ کی نعمت کی رغبت اس لئے ہو
حصول نعمت شکر ادا کرنے کا ذریعہ ہے اور تائید الٰہی اسباب ظاہری پر موقوف نہیں ہے اور اگر دنیا کا مال
دولت و اولاد حصول دین کا وسیلہ ہو جائے تو ایسی دنیا نہایت محمود ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ مال
صالح مرد کے لئے بہت اچھی چیز ہے

آبرو کی حفاظت کے لئے مال خرچ کرنا:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جن مواقع میں تو اپنا مال خرچ کرتا ہے ان سب میں بہتر آبرو
کی حفاظت کا موقع ہے شر سے محفوظ رہنا بھی طلب خیر میں داخل ہے اور مال خود وبال اور عذاب کا سبب
اس وقت بنتا ہے کہ صاحب مال تنعم میں پڑ کر بے تامل بلافکر انجام اڑانا شروع کر دے اِس کا دِل سخت ہو
جائے اہل حق کا حق ادا نہ کرے تو مال کا انجام دنیا میں ہلاکی یا عقبیٰ کی گرفتاری عذاب کا سبب بن گیا۔

شاعر کو انعام دینا:

اگر شاعر کی حیثیت کو دیکھا جائے کہ دن رات معاصی میں منہمک افزاء و بہتان میں مصروف ہے
تو اس کو ایک پیسہ بھی دینا جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی تقویت و اعانت علی المعصیت ہے لیکن جب ان کو انعام
دینے سے مقصود اتقاء شریعی یعنی عزت و آبرو کی حفاظت ہے تو اتقائے شریعیہ طلب خیر اور داخل اعمال حسنہ
ہے تو اس کو دینا اور انعام میں بھاری رقم دینا دونوں نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور بعض اوقات درجہ ضرورت
تک پہنچ جاتے ہیں۔ (اشاعت اسلام ص ۴۷۱)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

حضرت اسامہؓ بن زید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک
آدمی کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا ہوا دوزخ میں اس طرح چکر کاٹے گا جیسے
گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے شخص یہ تیرا کیا حال ہے کیا تو ہم کو
اچھے کام کرنے کا حکم اور برے کاموں سے باز داشت نہیں کرتا تھا وہ جواب دیگا میں تم کو نیکی کرنے کا حکم دیتا

Marfat.com

مگر خودنہیں کرتا تھا اور برے کاموں سے روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔(۲/۳۳۱ متفق علیہ مظہری) حضرت ابو ہریرہ
ی اللہ عنہٗ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان فتنوں سے پہلے عمل کرو جو تاریک رات کے
روں کی طرح (آئندہ) چھاجائیں گے صبح کو آدمی مومن ہوگا شام کو کافر شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر دین کو
کے حقیر سامان کے عوض بیچ ڈالے گا۔(راوہ احمد مظہری ۲/۳۳۴) بس دانا وہ ہے جو ذلیل رکھے اپنے
ں کو اور کام کرے موت کے بعد کے لئے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کے درپے رکھے
ارزو رکھے اللہ سے مغفرت کی۔(ترمذی شریف وابن ماجہ)

ہیں جو کہ حیات دنیوی پر مغرور — بے شک ہے دماغ و عقل میں ان کے فتور
مرنے پہ کھلے گا ان کو یہ راز نہاں — چھلکیں گے مزا جب کہ بپا داش قصور
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی
خاک و آب و باد و آتش بندہ اند — بامن تو مردہ باحق زندہ اند
گر تو سنگ خارہ مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

(مولانا رومیؒ)

بے پردگی اور معاشرتی قدروں سے بغاوت قومی زوال کا پیش خیمہ ہے

احتساب:

قرآن وحدیث مبارکہ کی اصطلاح میں کسی عمل کو اجر وثواب کی لالچ میں اور اس شوق پر اللہ کی
رف سے جو وعدے ہیں ان کے یقین کے ساتھ کرنے کو 'احتساب' کہتے ہیں۔(الحدیث) حضرت مولانا
بدالحیؒ عارفی فرمایا کرتے کہ شیطان میں تین عین تھے مگر چوتھا عین نہیں تھا اس لئے مارا گیا عالم تھا اور عابد
ا اور عارف تھا اور ظالم عاشق نہیں تھا اس لئے مارا گیا۔

جزا وسزا ضروری ہے:

عقل وفہم رکھنے والے واقف ہیں کہ کچھ لوگ اس دنیا میں اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والے
ں جن کی خرابی اور بُرائی ہر دانشمند کی نظر میں یقینی ہے لیکن ان تمام معصیت کوشیوں کے باوجود وہ خوش عیش

Marfat.com

اور آسودہ حال ہیں اور ان کے خلاف کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بڑے شکر گزار ہر حال میں خدا کے حکم
پر راضی اور مخلوق پر مہربان ہیں۔ مگر ہر وقت دکھ اور مصیبت میں ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کیلئے
کوئی اور مقام ہے ورنہ برے کی اچھے پر اور مذموم کی محمود پر ترجیح لازم آئے گی اور یہ ناممکن ہے اللہ کی شان
اس سے اعلیٰ اور بالا ہے بس یوں کہا گیا کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے سے باز رہو موت کو یاد کرو موت کے
وقت دنیا ختم ہو جائے گی اور غیر فانی آخرت سامنے آئے گی اور تم کو رب کی طرف ہنکا کر اس وقت لے جایا
جائے گا جب سانس گلے میں اٹکی ہو گی اور مرنے والا یقین کر لیتا ہے کہ اب دنیا اور مرغوبات دنیا کا فراق ہے
(جدائی ہے) یعنی موت ان سب کو چھوڑ دینے کا سبب ہے اور یہ دنیا کا آخری اور آخرت کا اس کیلئے اول
ترین دن ہو گا اور مرنے والے پر دوہری شدت ہو گی دنیا کو چھوڑنے کی اور آخرت کے سامنے آنے کی۔

موت کا اثر:

ربیع بن انسؒ کا مرسل قول امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے نقل کیا ہے کہ دنیا سے بے رغبت
بنانے اور آخرت کی اندرونی طلب پیدا کرنے کے لئے موت کافی ہے اور اللہ کی مشیت کے بغیر کسی کو کسی
بات پر قدرت حاصل نہیں ہوتی یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب دس 10 محرم کو آیا اور ان کی توبہ کرنے پر
اور گڑگڑانے پر اللہ تعالیٰ نے عذاب دور کر دیا۔ (مظہری ۱۱/۸۵) دنیا کی زندگی میں انسان خیال کرتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ اِس کی ہڈیاں اکٹھی کر کے نہیں جوڑیں گے اور اس کو قیامت کے دن زندہ کر کے نہیں اٹھائینگے اسی
لئے نہ وہ تصدیق (صدقہ) کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے ایسے شخص کے لئے قتل، پھٹکار، بدنامی اور دنیوی سزا
کی صورت میں تباہی ہو گی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا:

فَاصْبِرْ صَبْراً جَمِيْلاً۔ پس اے محمد ﷺ تکذیب کفار پر خوبی کے ساتھ صبر کرو تمہاری طرف
سے عجلت پسندی اضطراب اور بے صبری محسوس بھی نہ ہو یعنی آپ ان کے سوال سے تنگ نہ ہوں عذاب ان
کو بہالے جائے گا عذاب کا وقت قریب ہے۔ تَدْعُوْ مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى: حق سے پشت پھیرنے والوں کو
اور طاعت سے روگردانی کرنے والوں کو وہ آگ پکارے گی اور کہے گی اے منافق ادھر آ۔ اے مشرک
میرے پاس آ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کافروں کو اور منافقوں کو ان کے نام لے کر فصیح

Marfat.com

زبان سے پکارے گی اور اس طرح اُچک لے گی جیسے پرندہ دانہ کو اچک لیتا ہے اور بداعمالی کی تاریکیاں ان کے دِلوں پر اِتنی غالب آ گئیں کہ حق و باطل کی تمیز سے ان کے دِل اندھے ہو گئے اور قیامت کے روز آسمان پھٹ جائینگے ستارے جھڑ جائیں گے چاند سورج بے نور ہو جائیں گے ملائکہ پر خوف طاری ہو جائے گا اور زمین پر شر پھیلے گی تو پہاڑ خاک ہو کر اڑ جائیں گے پانی خشک ہو جائے گا روئے زمین پر جو پہاڑی یا عمارت ہوگی ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ (مظہری ۱۲/۲۳)

نزولِ مصیبت:

اگر نزولِ مصیبت ترقی درجات کا سبب ہو تو ایسی مصیبت استغفار سے دفع نہیں ہوتی اور آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مرتبہ کے موافق ہوتی ہے آدمی کی دین میں استقامت اور ایمان کی مضبوطی وسعت رزق کا موجب ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ اور حضرات عمران کا قول بتا رہا ہے کہ نماز کو ترک کرنے والا زکوٰۃ نہ دینے والا۔ لہو و لعب اور باطل میں گھسنے والے خواہ مومن ہی ہوں مگر شفاعت سے بھی اِن کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (مظہری ۱۰۴+۱۲/۳۰۱)

صوفی کے حجاب کا ہٹنا:

صوفی جب شریعت کا اتباع کرتا ہے اور سنت کے مطابق زندگی گزارتا ہے کثرت ذکر مجاہدات اور ریاضات سے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتا ہے تو اس کے ظاہری اور باطنی حواس روشن ہو جاتے ہیں بس یہی روشنی اِس کے لئے کشف و کرامات کا ذریعہ ہوتی ہے اور اِسی کو فراست مومن کہا گیا ہے۔ (مظہری)

ترکِ الفت دوستوں سے جرم پر کرتے ہو تم ۔۔۔ پھر بتاؤ وہ کہاں ہے جو خطا کرتا نہیں
سنتے سنتے نغمہ ہائے محفل بدعات کو ۔۔۔ کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمہ مشروع بھی ۔۔۔ کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے
پارہ جس کے لحن سے طور ہدیٰ ہونے کو ہے ۔۔۔ حیف گر تاثیر اسکی تیرے دل پر کچھ نہ ہو

(ابوعثمانی تفسیر عثمانی)

Marfat.com

دنیا ظرف طلب ہے مطلوب نہیں، اعمال کیا ہیں

اصل میں اعمال نیت کا نام ہے جو قلب کا فعل ہے اور یہ ذکر شغل مراقبہ تو نیت کی اصلاح کیلئے ہے اور نیت بغیر محبت نہیں سنورتی اور محبت بغیر صحبت اور ذکر کے پیدا نہیں ہوتی اس لئے صحبت اہل محبت کی اور ذِکرِ الٰہی کرنا ہے کہ خدا کی محبت پیدا ہوتی اور پھر اس کی رضا جوئی کیلئے اس کے پسندیدہ اعمال کئے جائیں جس کا نتیجہ جنت اور رویئت باری تعالیٰ اور دائمی راحت کی زندگی ہے یہ بہت مشکل کام ہے مگر محبت اور ذِکر اختیار کرتا رہے کبھی نہ کبھی ہو ہی جائے گا۔ شریعت کی پابندی کرنا گویا اخلاق کو صحیح کرنا ہے۔ جو اخلاق صحیح کر لیتا ہے وہ دائمی راحت اور آرام کی زندگی پاتا ہے۔ (رائے پوریؒ)

☆ حضرت رائے پوریؒ کی مجلس میں حاضر حضرت مولانا منظور نعمانیؒ نے فرمایا کہ جب میں قرآن دیکھتا ہوں جو نشان منافقوں کے ہیں یا احادیث میں آئے ہیں وہ اکثر آج کل کے دینداروں میں محسوس ہوتے ہیں۔ (رائے پوری کی مجلس میں)

☆ اللہ تعالیٰ کے پالینے کے معنی اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے حصول کے سوا کچھ اور نہیں بندہ پر رضائے الٰہی کی طلب اور اس کے لئے سعی ومحنت فرض ہے لیکن اس کا حصول بندہ کے اختیار میں نہیں اُس لئے وہ اس کا مکلّف نہیں اس کا ڈھونڈنا شرط ہے اس کا پانا شرط نہیں۔ ملنے نہ ملنے کا مختار وہ آپ ہے۔ پر تجھ کو چاہیے کہ تگا پو لگی رہے۔ (حاجی امداد اللہ مکیؒ)

1۔ طریقت تابع وخادم شریعت ہے: کمالات شریعت احوال ومشاہدات پر مقدم ہیں ایک حکم شرعی پر عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے اتباع سنت میں قیلولہ احیائے لیل (شب بیداری) سے افضل ہے (مجدد صاحبؒ) بس اپنے وقت پر کسی فرض کی ادائیگی ایک ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے اگرچہ وہ نیت خالص سے ادا کئے جائیں۔ (مجدد صاحبؒ)

2۔ بیعت کی حقیقت: بیعت کی حقیقت اور ضرورت کیا ہے؟ بیعت میں مع اللہ تعالیٰ سے احتساب منہیات اور

Marfat.com

تعمیل اوامر شرعیہ کا عہد کرتا ہے اور مراد اس عہد کا گواہ بنتا ہے اور بس۔ (مراد سے مطلب پیر ہے)

سالک کیلئے اعمال میں حکم اولاً تو عزیمت کا ہے اور جو عذر کے وقت نرمی کا ہے وہ رخصت ہے گو رخصت پر عمل کرنا بھی پسندیدہ ہے مگر نفس کو ڈھیل کا عادی بنانے میں وہ بے عذر یا غیر واقعی عذر میں بھی رخصت و گنجائش اختیار کر لیتا ہے جو مضر ہوتا ہے اس لئے کوشش عزیمت کی ہونی چاہیے تا کہ نفس کو ڈھیل نہ ملے اور جب واقعی عذر ہو گا تو عزیمت پر عمل ہو ہی نہ سکے گا اس وقت صحیح عمل پر رخصت کا عمل ہو گا اور نفس کی شرارت نہ چل سکے گی۔

3۔ آدمی کی شقاوت قلبی کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی عمر ستر سال سے اوپر ہو جائے لیکن اس کے باوجود اسے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے نہ روک سکے۔ (سید بنوریؒ)

4۔ حضرت ابو ہریرہؓ۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایسے آدمی سے بغض رکھتے ہیں جو موٹا بہت کھانے والا، بازاروں میں شور کرنے والا، رات کو مردار (کی طرح) رہنے والا دن کو گدھے کی طرح (دنیا میں) لگا رہنے والا دنیا کا خوب واقف مگر آخرت سے جاہل ہو۔ (ق۔ق۔ج۔1ص109)

5۔ بندہ کے لئے اللہ کی طرف سے گمراہ ہونے کا فیصلہ اس کے خود عزم گمراہی کے بعد ہوتا ہے۔

6۔ حوادث: تمام حوادث اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں بظاہر اسباب کا سلسلہ اپنے معمول پر چلتا ہے یعنی بظاہر نتائج اسباب سے وابستہ ہیں اور اسباب نتائج کو پیدا کرتے ہیں۔ (مظہری ج10ص180) لیکن اسباب ظاہرہ دوامی طور پر نتائج پیدا نہیں کر سکتے تجربہ شاہد ہے کہ بعض اوقات اسباب ظاہرہ، موجود ہوتے ہیں اور نتیجہ مفقود ہوتا ہے۔

7۔ خدا سے تھوڑا سا مال طلب کرنا اس نیت سے کہ اطمینان اور فراغت دل سے بغیر کسی تردد کے خلق سے بے نیاز ہو کر طاعت اور عبادت میں مشغول ہو تو قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔ اور اگر دولت کی طلب شان و شوکت اور تفاخر اور سر بلندی کے لئے ہو تو وہ بروزِ قیامت اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کو اپنے ساتھ (غضب) غصہ اور جلال میں دیکھے گا۔

8۔حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: فرماتے ہیں تین چیزیں ہیں جن سے حافظہ ترقی کرتا ہے اور بلغم دور کرتی ہیں۔(۱) مسواک کرنا۔(۲) روزہ رکھنا۔(۳) قرآن پڑھنا

9۔دجال: اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب مینارہ بیضاء کے قریب دو زرد کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں کا سہارا لئے اتریں گے جب سر نیچے جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے چاندی کے موتیوں کی طرح ٹپکیں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو بھی چاندی کے موتی لڑھک کر گریں گے۔(رواہ مسلم مظہری ج 10 ص ۳۷۶)

10۔کسی عمل کے عذر ہونے کو مشقت اور تکلیف کا ہونا کافی ہے اور تپ یعنی بخار اور سردی اور زخم اور درد سر اور جوئیں عذر ہے اور مرض کا ہمیشہ رہنا یا ہلاکت تک پہنچانا شرط نہیں۔عذر کی وجہ سے کسی عمل کا نہ کرنا کرنے والا کفارہ سے محفوظ رہتا ہے۔(گنگوہیؒ)

11۔قرآن کی صداقت پر ایمان رکھنے سے انسان کی دینوی اور اُخروی فلاح وابستہ ہے۔

(مظہری ج 10 ص ۳۴۶)

12۔حضور ﷺ کی وفات کے بعد امت محمدیہ شدید عذاب (باہمی جدال وقتال اور نفاق اور شقاق) میں مبتلا ہوگی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں وہ حوادث دکھادیئے گئے جو امت کو آپ ﷺ کے بعد پیش آنے والے تھے اس خواب کے بعد وقتِ وفات تک آپ ﷺ کو کبھی خنداں وفرحان نہیں دیکھا گیا۔(مظہری ج 10 ص ۳۴۷)

13۔اونگھ ایک بیماری ہے جو بدن میں سرائیت کر جاتی ہے اس کی دوا نیند ہے۔

14۔قرآن کی برکات: حضرت مجددؒ صاحب نے فرمایا کہ نفس کو فناء کرنے اور بری خصلتوں سے پاک ہوجانے کے بغیر صوفی کو قرآن کی برکات حاصل نہیں ہوتی فنائے نفس سے پہلے قرات قرآن کا شمار نیکیوں کے اعمال میں ضرور ہوتا ہے۔

Marfat.com

15۔حدیث شریف ہے کہ ایک صاحب بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی عمل بتایئے کہ جب میں ایسے کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کریں اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ جواب میں ارشاد فرمایا ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کر تجھے اللہ تعالیٰ محبوب رکھیں گے اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کر تجھے لوگ محبوب رکھیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۲) اے کاش کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تکمیل میں ہمیں واقعتاً زہد کی حقیقت نصیب ہو جاتی تو ہم خالق اور مخلوق کی نظر میں واقعی محبوب بن جاتے زہد کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی محبت دل سے نکل جائے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ مخلوق کے ہاتھ میں جو کچھ متاع دنیا ہے سب سے امید قطع کر دے جو شخص ایسا کرے گا اس کا قلب راحت میں رہے گا۔ کیونکہ زہد قلب اور بدن دونوں کو راحت دیتا ہے۔ (تھانویؒ) انفاس عیسیٰ ص ۱۷۸۔

16۔قلب اس یقین سے معمور اور مطمئن رہتا کہ کارساز اور موثر صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر اشیاء میں خاصیتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی نے رکھی ہیں اور اسی نے تدبیر اور اسباب کے استعمال کا بندوں کو حکم دیا ہے یہ واقعہ ہے کہ رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور محققین امتؒ کا توکل ہمیشہ سے ہی رہا ہے اسباب ہی کو سب کچھ سمجھنا اور ان ہی پر نگاہ رکھنا جیسا کہ آج کل ہمارا عام حال ہے مقام ایمان کے منافی ہے اور ان کی اسبابی حیثیت کا انکار بھی سنگین غلطی ہے۔ اعتدال کی راہ ہی صراط مستقیم ہے۔ (مولانا محمد منظور نعمانی)

17۔ضلالت کی صورت میں بھی جو لوگ مجاہدے اور محنت میں لگے رہتے ہیں ان کیلئے بھی ایسی صورتیں اور آثار ظاہر ہوتے ہیں جن سے ان کو اپنے مسلک کی تائید اور اس پر اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ اس میں اور زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اسی کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں استدراج بھی ہے اس لئے محض کشوف وانوار کیفیات وآثار حقانیت اور مقبولیت کا معیار نہیں ہے اصل معیار کتاب وسنت اور مسلک سلف سے مطابقت ہے۔ (تشریح قرآن رائے پوریؒ) موجودہ دور میں مصلحین میں اپنی اصلاح ونفسانی امراض اور اخلاق رذیلہ کے علاج واستیصال سے غفلت کے مناظر اور نمونے دیکھنے میں آتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں بشرطیکہ اہل اقتدار سے اختلاط نہ رکھیں جب وہ ان سے اختلاط کریں تو ان

Marfat.com

سے ڈرو کہ وہ دین کے چور ہیں۔ (الحدیث) آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ اچھا آدمی کون ہے فرمایا ''جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو''۔

18۔ کسی کی موت کو ''بے وقت کی موت'' کہنا بڑا ہی غلط اور جاہلانہ محاورہ ہے اور یہ گویا حق تعالیٰ شانہٗ کے فعل پر اعتراض ہے کیونکہ یہ حق تعالیٰ شانہٗ کے علم میں ہے کہ کسی کی موت کے لئے کون سا وقت موزوں ہے اس لئے عقلی و ایمانی حیثیت سے مومن کو اس بات کا پورا اطمینان ہونا چاہیے کہ جس شخص کے حق میں موت کا جو وقت مقرر ہے وہی اس کے لئے خیر ہے۔ تاہم دنیا سے جانے والے حضرات کی جدائی سے جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اس پر رنج و غم اور حسرت و قلق کا ہونا ایک طبعی چیز ہے۔

19۔ خدا کی رحمت کا مطلب یا مقصود اللہ تعالیٰ شانہٗ کے احسانات کا فیضان ہے دل کی خاص کیفیت نہیں۔ جس کو اصل میں رحمت کہتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہؒ)

20۔ اپنے معمولات میں راحت کی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں اور اسی طرح دوسروں کی بھی راحت کا خیال رکھتا ہوں لوگوں کی عادت بے عمل اظہار معلومات اور بے سند سنی سنائی خبریں بیان کرنے کی ہوتی ہے ایسی اُلجھی ہوئی باتوں سے طبیعت پریشان ہو کر متغیر ہو جاتی ہے ہر بات جچی تلی ہر معاملے میں اپنی اور سب کی سہولت اور راحت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

21۔ سعادت کا حصول انسان کے لئے اہم ہے اور یہ تہذیب نفس اور قوت بہیمیہ کو قوت ملکیہ کے تابع بنانے سے حاصل ہوتی ہے اور طبیعت کے عقل کے تابع ہونے کی مشق کے لئے نماز سے زیادہ کوئی مفید و موثر طریقہ نہیں۔ (شاہ ولی اللہؒ)

اور مقاصد اُخرویہ کے سب سے اعظم حصول غفران ہے اور وصول برضوان اور دخول جنان اور رضائے رحمٰن ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ لاحول کنجی ہر فلاح کی ہے اور دوا ہر مرض اور غم و الم کی۔

22۔ جو کوئی آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی آخر تک پڑھے اور ستر (70) بار درود پڑھے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدٌ تو

Marfat.com

فرشتہ ندا کرتا ہے کہ **صلی اللہ علیک** یا فلاں یعنی رحمت خدا کی تجھ پر اے فلاں چاہ جو حاجت کہ تو رکھتا ہے کوئی حاجت تیری آج رد نہیں کی جائے گی۔ (تفسیر روح البیان دلائل الخیرات ص ۲۶)

23۔ دنیا جنت کا راستہ ہے یا دوزخ کی قرارگاہ ہے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا میں پردیسی یا راہ گیر کی طرح رہو۔ (رواہ البخاری مظہری ج ۱۲ ص ۳۰۸) اور فرمایا موت مومن کیلئے تحفہ ہے چونکہ موت دار القرار تک پہنچانے والی ہے راہ جنت یا راہ جہنم انسان خود اختیار کرتا ہے کہ راہ کے انتخاب میں جبر تو بہر حال نہیں ہے انسان راہ زندگی کو اختیار کرنے میں آزاد ہے۔ (مظہری ج ۱۲/ص ۳۰۸)

24۔ تم میں سے جو کوئی مرے تو اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اچھا گمان رکھے (الحدیث) حسن ظن اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال صالحہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا اعمال صالحہ کی پابندی اس قدر کرو کہ مرتے وقت حق تعالیٰ کیساتھ حسن ظن پیدا ہو جاوے کیونکہ بدوں اعمال صالحہ کے مرتے وقت حق تعالیٰ کیساتھ حسن ظن نہیں ہو سکتا اور بدون اعمال صالحہ کے حق تعالیٰ سے امیدوں کا وابستہ رکھنا حُسن ظن نہیں ہے بلکہ غرور یعنی دھوکا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو شیریں کرتا ہے یعنی اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے نیک کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس سے خوش رہتے ہیں ایمان کے ساتھ ہر نقصان و مصیبت کا نعم البدل ملتا ہے لہٰذا مصیبت کی حقیقت تجارت ہے جو ہماری نظر سے غائب ہے۔

26۔ **انسان کامل**: انسان کامل تو علم و عمل کا پورا ہونا ہے صحیح معیار پر ٹھیک اُترنا ہے اور معیار صرف وہی ہے جو حق تعالیٰ نے دین کی شکل میں بھیجا ان کے نبی ﷺ لائے اور خود ہر ہر بات میں نمونہ بنا کر دکھا گئے اس سے ہٹنے والا ناقص ہے اور کرامت یہ ہے کہ بزرگوں نے استقامت دینی کو سب سے بڑی کرامت قرار دیا ہے۔

بس جب ظاہر اسباب منقطع ہو چکے اور صورت و حقیقت دونوں اعتبار سے علیم و قدیر خدا پر نظر رہ گئی تو پھر اسباب نے ہمیشہ دانتوں میں انگلیاں دبائیں اور دنیا حیران ہو کر تکتی رہی اور جو ہونا تھا ہو کر رہا۔

Marfat.com

صحبتِ شیخ

بدوں صحبت شیخ اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں حضرت خواجہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت خود ذکر اللہ میں یہ کیفیت ہونی چاہیئے تھی کہ وہ خود کافی ہو جایا کرتا صحبت شیخ کی کیوں قید ہے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کام تو ذکر اللہ ہی بناوے گا لیکن عادت یوں ہی جاری ہے کہ بدون شیخ کی صحبت کے ذکر اذ کر کام بنانے کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے صحبتِ شیخ شرط ہے جس طرح کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کرسکتی گو کاٹ جب ہوگا تلوار ہی سے ہوگا بس ہمت سے انسان کام لے تو کوئی کام بھی مشکل نہیں اور یہ ہمت پیدا ہوتی ہے کسی کامل کے صحبت میں رہنے سے یا اس سے تعلق پیدا کرنے سے اور طالب کو اپنے شیخ کے سامنے اپنی رائے کا بالکل فنا کر دینا چاہیے اس طریق میں دو چیزیں لازمہ طریقہ ہیں۔ (اتباع سنت اور اتباع شیخ)

توجہ:

مرشد کی توجہ اس وقت نافع ہوتی ہے جب کہ اس کی اطاعت کی جاوے اس کے بتلانے کے موافق عمل کیا جاوے اپنے کو اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ کر دیا جاوے۔ کہ وہ جس طرح چاہے تم میں تصرف کرے۔ اس کے بعد جو توجہ مرشد کی ہوتی ہے وہ واقعی کیمیا ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف چلنا جسے سلوک کہتے ہیں:

انسان اپنی پیدائش سے لے کر تمام عمر علوم جو ماسوائے اللہ اور غیر اللہ ہیں کماتا ہے خواہ کسی طرح کمائے تو اب جب خدا تعالیٰ کیطرف چلنا ہے جسے سلوک کہتے ہیں تو اس راہ میں وہ تمام علوم جو لوح دماغ پر نقش ہو گئے ہیں ان کو صحبت شیخ ذکر ماحول جیسے تمام چیزوں کے ذریعے سے محو کیا جاتا ہے پھر اس پر دوسرے نقوش لکھے جاتے ہیں۔ سلوک حسب استعداد رخ کا ٹھیک کرنا ہے اور سارے اعمال مثلاً صحبت، ذکر، ماحول شغل ادا کرنے ہی ہیں مگر پرہیز سب سے زیادہ ضروری ہے۔ دیکھو روشنی کیلئے چراغ تیل بتی

Marfat.com

وغیرہ سب چیزوں کا اہتمام کیا جانا ضروری ہے۔مگر صرف معمولی فوہ مارنے سے (پھونک مارنے سے) گل ہو سکتا ہے پس پرہیز ضروری ہے کیونکہ کیا کرایا کھونے کیلئے یہی ضروری نہیں کہ آدمی کسی معروف گناہ میں پورا مبتلا ہو۔بعض اوقات ایک نظر جو کسی پر خلاف شرع پڑ جائے اس خرمن کو جلانے کے لئے کافی ہوتی ہے اور اس ابتدائی نورانی کرن کو ہمیشہ کے بجھانے کا سبب بن سکتی ہے خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں طاعت اور کثرت ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے لہذا اصلی کام طاعت شیخ اور کثرت ذکر پر دوام رکھے اور معصیت وغفلت سے بچے۔اور تعدادِ انواع۔ادعیہ واذکار اور نماز نفل میں قیام وقعود وغیرہ ذکر ہی ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ:

حضرت گنگوہیؒ نے دستار بندی کے جلسے میں دوران تقریر فرمایا (اللہ) تمام مجمع لوٹ پوٹ ہو گیا اور رو رہا تھا پہلے فرمایا وعظ کہنا پیشہ ور کا کام ہے یا عالم ربانی کا میں دونوں میں سے نہیں ہوں اور شیخ سے فیضان حاصل کرنا ہو تو اس کی نقل کرے (چاہے ایک بات میں ہو) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا تحصیل علم شرعیہ کا طریق تھا کہ جتنا سیکھا اس پر عمل شروع کر دیا چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے کتنے سال میں سورۃ البقرہ ختم کی۔

حضرت عالی شاہ عبدالرحیمؒ:

حضرت عالی شاہ عبدالرحیمؒ مراقب تھے لوگ سمجھتے تھے کہ اونگھ رہے ہیں دفعتہً ہنسے پوچھنے پر فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تمہارے سلسلہ کے تمام لوگوں کو میں نے بخش دیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ:

حضرت شیخ الحدیثؒ کو ایک مرید نے خط میں اعلیٰ خوابیں لکھیں اس پر فرمایا کہ شیطان راہ مارنا چاہتا ہے اپنے آپ کو اہل سمجھنا بڑا خطرناک مرض ہے۔

مراقبہ:

اصطلاح صوفیاء میں یہ ہے کہ اپنے قلب کو اس بات کی طرف متوجہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ

Marfat.com

رہے ہیں بیٹھتے ہوئے دل میں اس بات کا تصور کرے کہ وہ آنحضور ﷺ کے سامنے بیٹھا ہے اور چلتے ہوئے ذکر قلبی کرے۔

کمال سلوک:

تعریف کرنے والے کو سمجھے جھوٹ کہہ رہا ہے اور برا کہنے والا میرے عیوب واقعی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مالک کی ستاری کا پردہ ہے ورنہ لوگ منہ پر تھوکنے لگیں بس یہی کمال سلوک ہے راہ سلوک میں جفاکشی اور محنت ضروری ہے۔

مولانا عبداللہ بہلویؒ:

حضرت شاہ صاحبؒ سے بخاری شریف پڑھی دورہ حدیث کے بعد فرمایا ہزار دفعہ بخاری شریف پڑھو جب تک کسی کامل کے جوتے نہ اُٹھاؤ گے کچھ نہیں ملے گا ذاکر کو بلاضرورت ملنا لوگوں سے منع ہے ضروری حقوق واجبہ کیلئے ملنا بھی اتنا نہ چاہیے کہ اپنے دینی دنیوی کام کا حرج ہو اور نان ونفقہ میں اس قدر مشغول نہ ہو کہ بس دنیا کا ہو رہے۔

استخارہ:

یارحیم لکھ کر سرہانے کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ (حضرت پیر جی عبداللطیفؒ)

بیعت ہونے میں نیت:

سالک بیعت ہوتے وقت یہ نیت کرے شاید اس کے ہاتھ کیوجہ سے میری نجات ہو جائے اور آج کل اس لئے جلدی کرتے ہیں کہ کسی بدعتی کے ہاتھ نہ لگ جائے بلکہ گھیر کر لانا چاہیے اور بیعت کرنے کے بارے یہ ہے کہ ہم بیعت لینے والے کون ہیں حضرت اقدسؒ کے دست مبارک پر بیعت لیتے ہیں سب کام ادھر سے ہوتا ہے۔

معتقد فیہ کی عظمت کا حق ادا کرنا ضروری ہے:

جب کسی نے ایک شخص کو اپنے اعتقاد میں معظم سمجھ لیا ہے تو پھر وہ اب اپنے اعتقاد و عظمت کا حق

Marfat.com

کیوں نہیں ادا کرتا اپنے اعتقاد کے خلاف اس کے ساتھ کیوں معاملہ کرتا ہے۔ مجھکو تو واللہ اس تصحیح معاملہ کی تعلیم کرتے ہوئے بھی نہایت خجلت ہوتی ہے مگر بضرورت اصلاح کرنا پڑتی ہے کہ اسی لئے جمع ہوتے ہیں کہ موت سے پہلے اصلاح ہو جائے کہ موت کے بعد والی ذلت و رسوائی سے بہت بہتر ہے پھر بعض شخص کے عرصہ تک بزرگوں کی صحبت میں رہنے کے باوجود مجلس کے آداب اور خاص کر سالک کے لئے آداب اہمیت کے خلاف ہی کرتے رہنے سے دوسروں کے لئے مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے جسکی اعلانیہ اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے پھر یہ بات بھی عرض کر دوں کہ شیخ کے پاس رہنے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ مناسبت پیدا ہوتی ہے اصلاح کے لئے اپنے امراض کو پیش کرنا اور شیخ کے جوابات سمجھ کر ان پر عمل کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے شیخ کے پاس محض ملاقات کے لئے آئیں تو جس طرح چاہیں چلے آئیں لیکن اگر اصلاح کے ارادہ سے آئیں تو مجموعی طور پر نہ آئیں بلکہ ہر شخص تنہا آئے ورنہ نفع نہ ہوگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کے مناسب حال کا برتاو کرنا چاہیے اگر کسی کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا ضروری ہوا تو اسکو اپنے ساتھیوں میں شرمندگی ہوگی بس انفرادی اصلاح کے لئے الگ الگ آنا ہی ٹھیک ہے۔

بھائی آنے والوں کی تسلی کے لیے اور اشاعت طریق کے لئے اللہ والے حریص رہے ہیں بشرطیکہ سچے طالبین کا مجمع ہو اور شیخ کو اشاعت طریق کا حریص ہونا ہی چاہیے اور جب تک شیخ یا استاد سے دلی محبت و تعلق نہیں ہوگا اسکی چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اعتراض ہوگا اور بزرگوں نے عقیدت سے زیادہ محبت کو پسند فرمایا ہے کہ عقیدت خیالی چیز ہے ذرا میں زائل ہو جاتی ہے اور محبت زائل نہیں ہوتی شیخ کی مجلس میں آپس میں بات چیت کرنا خلاف آداب مجلس ہے اور سالک کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ قلب کی اول ہی کھٹک پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ قلب کا یہ قاعدہ ہے کہ اول وہلہ میں اسکو جس قدر کراہت و نفرت ہوتی ہے دوسری مرتبہ میں ویسی نفرت نہیں ہوتی اور اس میں جو کھٹک اول وہلہ میں پیدا ہوتی ہے اگر اس پر عمل نہ کیا گیا بلکہ اسکو دبا دیا گیا تو پھر یہ کھٹک کمزور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اعمال سے محبت حق پیدا ہونی چاہیے:

اکثر سالکین برکات ذکر سے محروم رہتے ہیں اسکی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کہ نفع اور برکت کی نیت سے ذکر نہیں کرتے بلکہ ایک عادت کے طور پر کرتے ہیں اور اعمال سے جو محبت حق پیدا نہیں ہوتی اِس کا سبب بھی یہی ہے کہ محبت حق کی نیت سے اعمال نہیں کیے جاتے خالی الذہن ہو کر کئے جاتے ہیں۔ اور ذکر لسانی ضروری ہے ذکر قلبی کافی نہیں کیونکہ اس سے اکثر سالک کو ذہول ہو جاتا ہے کہ میں ذکر قلبی میں مشغول ہوں اس لئے ذکرِ لسانی بھی اسکے ساتھ ضروری ہے اور اپنے معمول کو ضرور پورا کر لینا چاہیے خواہ عذر کی حالت میں بے وضو ہی سہی یا چلتے پھرتے ہی سہی کیونکہ معمول کو مقرر کر لینے کے بعد ناغہ کرنے میں بڑی بے برکتی ہوتی ہے حدیث شریف میں اسکو پسند نہیں فرمایا اور طالبعلم کے لئے اصل وظیفہ تو اپنے اسباق ہی ہیں جو تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہیں کہ ذکر و شغل سے تعلیم میں حرج واقع نہ ہو لیکن چونکہ اصلاح اعمال بہر حال فرض ہے اور اس میں کوئی حرج اوقات نہیں بلکہ ترک فضولیات کی وجہ سے وقت اور بچ جاتا ہے اس لئے شیخ کو ملتے رہنا مشورہ اور خط و کتابت سے تعلق قائم رہتا ہے اور اپنی اصلاح کے متعلق مشورے لینا انشاء اللہ دیکھو گے کہ بہت نفع ہوگا اور اصل اس طریق کا حاصل فناء و عبدیت ہے بس جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو مٹایا جاوے تعلیم کے دوران میں اپنے اعمال پر کڑی نگرانی کے ساتھ اپنی ساری عمر فناء اور عبدیت کی تحصیل ہی میں گزار دینی چاہیے۔

''حضرت نظام الدینؒ اولیاء کا اپنے شیخ سے علم کو جاری رکھنے کا مشورہ''

علم کا ایک حصہ وہبی ہے اور خدا کی بخشش لازوال ہے وہ آج بھی ہے کل بھی ہوگی دوسرا حصہ کسبی واختیاری ہے اسمیں بھی انسان کی جدوجہد کا عمل بقدر توفیق جاری رہتا ہے لیکن وہ عِلم جو سبب معرفت بنتا ہے اور جو ایک منزل پر پہنچ کر ہیچ و پوچ معلوم ہونے لگتا ہے اخص الخواص ہی کے حصہ میں آتا ہے تصوف کی راہ میں سب سے افضل مرتبہ سالک مجذوب کا ہے جسے دوسرے لفظوں میں فقیہ صوفی بھی کہا گیا ہے یہ وہ منزل ہے جہاں علم مغلوب ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت نظام الدینؒ اولیاء جب حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے بیعت ہوئے تو اپنے شیخ سے عرض کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں ابھی سلسلہ تعلیم جاری ہے اسے یوں ہی جاری رکھوں یا چھوڑ کر اور ادو ظائف میں لگ جاؤں؟ شیخ نے فرمایا کہ میرا یہ طریقہ نہیں کہ کسی کو تحصیل علم سے باز رکھوں اور درویش کیلئے بھی تھوڑا علم ضروری ہے تم دونوں شغل جاری رکھو اور پھر دیکھو کون غالب رہتا ہے حضرت نظام الدینؒ نے ایک زمانہ کے بعد اپنی مجلس میں فرمایا کہ میں نے نہ کسی کو غالب دیکھا نہ مغلوب پایا کہنے کو یہ ایک سادہ چھوٹا سا جملہ ہے مگر ایک انتہائی دشوار مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے جہاں ظاہر و باطن میں ایک توازن پیدا ہو جائے یہی وہ استقامت ہے جسے فوق الکرامتہ کہا گیا ہے یہی توازن ہمیں سید سلیمان ندویؒ کی شخصیت میں نظر آتا ہے وہ ایسے فقیہ صوفی ہیں جنہوں نے علم ظاہر و باطن میں توازن پیدا کیا اور مستقیم رکھا۔ (القاسم ص نمبر ۳۳۶۔سوانح سید سلیمان ندویؒ)

ذکر میں توجہ کا طریقہ:

ذکر میں توجہ رکھنے کیلئے دوران ذکر اگر بسہولت ہو سکے تو مذکور کی طرف ورنہ ذکر کی طرف توجہ رکھے اور اس سے زیادہ کاوش مضر ہے معتدل توجہ کافی ہے اور ذکر کرتے وقت تصور ذات حق سارے مراقبات سے افضل واصل مقصود ہے بشرطیکہ بسہولت ہو سکے اور اہل اللہ یہ بھی تاکید فرماتے کہ توجہ استحضار میں زیادہ کاوش نہ کی جائے ورنہ قلب و دماغ ماؤف ہو جاویں گے اور یکسوئی فوت ہو جائیگی زیادہ کاوش سے تعب و پریشانی ہوتی ہے جس سے نفع بند ہو جاتا ہے اس معتدل توجہ سے شدہ شدہ ملکہ تامہ حاصل ہو جاتا ہے۔

مشورہ کے جواز کی مصلحت:

مشورہ کی حقیقت تو اصل میں دوسرے کی محض اعانت کیلئے ہوا کرتا ہے کہ مشورہ لینے والے کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو لیکن آج کل لوگ عموماً مشورہ کے مضر ہونے پر یا مفید ہونے پر خود مشیر کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں جو ٹھیک نہیں۔

Marfat.com

تسلیم ورضا:

علماء ملت اس نمائشی اسلام کو تسلیم نہیں کرتے جس کے لئے قلب میں تسلیم ورضا کی گنجائش نہ ہو مگر ہاں اس موقع پر ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے یعنی اسلام کا مستقبل اگر روشن ہے تو یہ ضروری نہیں ہم جیسے بدنام کنندگان اسلام کا مستقبل بھی روشن ہو ہم اگر اپنا مستقبل روشن بنانے چاہتے ہیں تو شرط یہ ہے کہ اسلام سے زیادہ سے زیادہ وابستہ ہوں داعی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت کو زیادہ سے زیادہ مضبوطی سے سنبھالیں اللہ نے فرمایا (ترجمہ) تم ہی سر بلند ہوں گے بشرطیکہ صاحب ایمان ہو اور دوسری جگہ فرمایا (ترجمہ) اگر تم منہ موڑ و تو اللہ تمہارے سوا کوئی دوسری قوم بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے اور حفاظت اسلام کے نعرے بہت بلند کیے جاتے ہیں مگر اس کے عملی پہلو سے ہم خود گریزاں رہتے ہیں اسلام کوئی مجسمہ نہیں جس کی حفاظت کیلئے لاؤ لشکر کی ضرورت ہو آپ اپنے اندر اسلام سمو لیجئے آپ بھی محفوظ ہو جائیں گے اور اسلام بھی محفوظ ہو جائے گا عمل سے گریز اور زبان پر دعویٰ معاذ اللہ اسلام بڑے بڑے بادشاہوں اور حکمرانوں سے نہیں پھیلا بلکہ اسلام کے پھیلانے میں اللہ والوں کا کردار اور ان حضرات کے انفاس قدسیہ ان کے روحانی فیوض و برکات اور ان کی بے لوث ہمدردی خلقِ خدا جس سے آج تک غیر مسلم بھی متاثر ہیں اشاعت اسلام کا ذریعہ بنی۔ (خطبات مدنی ص ۱۶۰) بس بھائی اسلام اپنی مقبولیت اپنی کشش اور اپنی دلچسپی میں نہ کسی وقت شان وشوکت اور قوت واقتدار کا محتاج ہوا تھا نہ آج محتاج ہے خود حضورؐ کی مثال لیجئے جس وقت آپ نے ضلالت اور گمراہی کی گھٹاٹوپ اندھیروں میں شمع توحید روشن کی تو کیا آپ کسی ملک کے فرمانروا تھے کیا کوئی مادی اقتدار آپ کے زیر نگیں تھا۔ معاذ اللہ کچھ بھی نہیں ارض بطحا کے اس در یتیم کے پاس جو کچھ تھا وہ صدق واخلاص تھا عزم محکم تھا اعتماد علی اللہ تھا۔ مختصر یہ کہ یہی موتی اگر آپ اپنے دامن ایمان میں ٹانک لیں تو اسلام کے مستقبل کے ساتھ آپ کا مستقبل بھی روشن ہو جائے گا عزیزو یہی پیغام ہے حضرات علماء دیوبند کا یہی نصب العین ہے اور اسی مرکزی نقطہ پر علماء حق اپنے عملی پروگرام کی عمارت تعمیر کر رہے ہیں یعنی سب سے پہلے اپنی اصلاح اپنے قبیلہ اور عشیرہ کی اصلاح بچوں اور جوانوں کی

Marfat.com

اخلاقی تربیت احکام شریعت کی پابندی زندگی کے ہر شعبہ میں دین کی اطاعت پڑوسیوں اور اہل شہر کے حقوق خدمت خلق کے صحیح راستے حب وطن کے صحیح فرائض کی انجام دہی جو انفرادی طور پر بھی آپ کے روشن مستقبل کی ضمانتیں ہیں اور جماعتی لحاظ سے بھی تعمیر ملت کی بنیاد اور منزل کامیابی کی شاہراہیں ہیں۔

یہ عالم ابتلاء ہے:

اللہ نے زمین پر کئی چیزوں کو اس کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کریں کہ دنیا کی رونق میں لگ کر کون اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف سے لاپرواہی کرتا ہے اور کون اچھے اعمال کر کے اللہ کی رضامندی تلاش کرتا ہے تو یعنی یہ ضرور ہوا کہ کوئی مبتلائے کفر ہوا اور کوئی مشرف با یمان ہو پھر غم بیکار۔ آپ اپنا کام کئے جایئے یعنی دعوت و تبلیغ کا کام کئے جایئے نتیجے کا مرتب کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور فتح کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے صبر رکھنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی شرط پر کیا تھا (احد کے دن) اور انسان کو اللہ مالکِ حقیقی نے غم رحمت کی وجہ سے دیا ہے اس کا راز یہ ہے کہ انسان کے اندر ہمدردی ہے اور ہمدردی موقوف ہے رقت قلب پر بس رقت کو تازہ کرنے کے لئے بعض دفعہ اسباب رقت یعنی غم وغیرہ نازل ہوتے ہیں تو غم کی حکمت یہ ہے کہ اس سے قلب کی رقت اور صفت رحمت تازہ ہو جاتی ہے۔ (انفاس عیسیٰ ص ۱۲۳) اور پریشانی کے بالکل رفع ہونے سے تو امید ہی منقطع کر لینی چاہیئے کیونکہ آپ تو پریشانی کے لئے پیدا ہوئے ہیں یہ تو جنت میں پہنچ کر ختم ہوگی۔ انشاء اللہ

سن لاکھ کوئی تجھے سناوئے کیجیو وہی جو سمجھ میں آوے

(تھانویؒ)

اب تو طلب بھی پیر ہی کو کرانی پڑتی ہے:

بھائی اب تو ایسا وقت آ گیا ہے بیٹے کو باپ بنا کر رکھنا پڑتا ہے شاگرد کو استاد بنا کر اور مرید کو پیر بنا کر رکھنا پڑتا ہے جس دن بیٹے کو بیٹا شاگرد کو شاگرد مرید کو مرید بنا لیا اسی دن بھاگ جائے گا بزرگوں نے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ مولانا غلام علیؒ صاحب بیعت ہوئے ایک دفعہ حضرت مرزا صاحبؒ نے مولانا غلام علیؒ سے پنکھا کرنے کو کہا مولانا پنکھا کرنے لگے مرزا صاحب

Marfat.com

نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹ گئے زور زور سے کر، وہ زور زور سے کرنے لگے پھر حضرت مرزا صاحب نے کہا ہوا میں اڑا دے گا مولانا کہنے لگے ادھر چین نہ ادھر چین حضرت مرزا صاحب نے فوراً خانقاہ سے باہر نکلوا دیا تقریباً چھ ماہ یا ایک سال تک باہر روتے پھرے پھر بہت مشکل سے حاضری کی اجازت ہوئی کافی دنوں کے بعد حضرت مرزا صاحب نے پھر کہا۔ غلام علی پنکھا کرو کرنے لگے حضرت مرزا صاحب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹ گئے وہ زور زور سے کرنے لگے پھر مرزا صاحب نے کہا ہوا میں اڑا دے گا مولانا آہستہ آہستہ کرنے لگے پھر مرزا صاحب نے کہا ہاتھ ٹوٹ گئے مولانا زور زور سے کرنے لگے مرزا صاحب نے جب دیکھ لیا کہ اب اس کو غصہ نہیں آتا کہنے لگے بس رہنے دو پھر مولانا کو اجازت عطا فرمائی اور یہ کہا کہ غلام میں نے جو تجھے تنگ کیا یہ تیری وجہ سے کیا میرا ذاتی مقصد نہیں تھا اور کسی جگہ کا نام لے کر کہا کہ وہاں چلا جا اور کسی سے کچھ مانگنا نہیں مولانا وہاں کی مسجد میں گئے جہاں کا حکم دیا تھا حجرہ صاف کیا مسجد صاف کی اذان دی اس سے پہلے مسجد ویران تھی آپ نے آباد کی عشاء کی نماز کے بعد حجرہ بند کر کے اندر بیٹھ گئے کوئی آدمی آیا اور کہنے لگا کوئی ہے کھانے والا کوئی نہیں بولا اس نے آگے آ کر آواز دی پھر بھی نہ بولے پھر تیسری مرتبہ حجرہ کے پاس آ کر آواز دی پھر بھی نہ بولے اس آدمی نے غصے میں آ کر حجرہ کی کیواڑوں میں لات ماردی اور کہا تیرے پیر نے یہی تو کہا تھا کہ کسی سے مانگنا نہیں یہ تھوڑا ہی کہا تھا کہ بولنا بھی نہیں۔ تب آپ نے کہا میں ہوں کھانا کھانے والا اس نے کہا لیجئے کھا لیجئے اور دے کر چلا گیا کھانے سے فارغ ہو کر کچھ روٹی بچ گئی مولانا نے سوچا اس کو رکھ دوں صبح کام آ جائے گی مگر ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ جس نے اب دی وہی صبح کو بھی دے گا۔

یہ کسی کو صدقہ کر دوں کئی مرتبہ یہی خیال آتا جاتا رہا مولانا روٹی لے کر باہر آئے دیکھا تو ایک غریب فقیر پڑا ہوا ہے فقیر نے روٹی لیتے ہوئے کہا جانچ گیا اگر روٹی صبح کے لئے رکھ دیتا تو یہ بھی گئی تھی بس پھر عجیب خانقاہ چلی بس بھائی اب ایسے مرید کہاں جن میں ایسی طلب ہو اب تو طلب بھی پیر ہی کو کرانی پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا لائے:

حضرت حاجی امداد اللہ مکیؒ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر پوچھے گا کیا لائے تو کہہ دوں گا قاسمؒ

Marfat.com

اور رشیدؒ کو لایا ہوں۔

شیخ ہندیؒ بہت بڑے بزرگ ہیں:

حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ (مہاجر مکیؒ) فرماتے ہیں اگر منصور میرے زمانے میں ہوتا تو اس کو اِن کیفیات سے نکال دیتا۔ حضرت حاجی صاحبؒ ہجرت کر کے مکہ چلے گئے تھے وہاں ٹھہرے ہوئے ایک رات میں جب حضرت ذکر کر رہے تھے تو ایک مکی عرب رات میں کسی حاجت (غسل وغیرہ) کیلئے آیا تو اس نے دیکھا کہ جب حضرت لَا اِلٰهَ الا اللّٰه کہتے تو اِلَّا اللّٰه پر ان کے منہ سے ایک روشنی نکل رہی تھی۔ کبھی روشنی ہوتی کبھی اندھیرا اِس نے سوچا کہ جن جنات کا اثر ہے جب اس نے قریب آ کر دیکھا تو کہا کہ شیخ ہندی بہت بڑے بزرگ ہیں اس نے صبح ہی لوگوں کو بتلایا اس کے بعد پھر لوگ (حضرت حاجی جیؒ) سے بیعت ہوئے

زبان منصور کی تھی بولنے والا تھا پردے میں انا الحق صاف تھا مگر آواز پہچانی نہیں جاتی

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ وہ انا الحق خود نہ کہہ رہے تھے بلکہ اِس وقت ان کی وہ حالت تھی جیسے شجرہ موسیٰ سے آواز آئی اِنّی انا اللّٰه رَب العالمین گو آواز شجر ہی سے نکل رہی تھی چنانچہ قرآن کریم میں آیت موجود ہے تو پھر کیا شجرہ خود کہہ رہا تھا۔ اِنی اَنا اللّٰه ہرگز نہیں ورنہ شجرہ کا رَب ہونا لازم آئے گا۔

پس ماننا پڑے گا کہ وہ آواز شجرہ ہی کی تھی اور اسی میں سے نکلی تھی مگر وہ حق تعالیٰ کی طرف سے متکلم تھا خود متکلم نہ تھا تو منصور کے انا الحق کو خدا تعالیٰ کا قول کہنا چاہیے کیونکہ غلبہ حال میں کلام حق ان کی زبان سے نکلا تھا یعنی منصور بھی متکلم بحکم حق تھے خود متکلم نہ تھے اسی واقعہ سے بات سمجھ میں آجائے گی۔

ایک بزرگ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ منصور نے بھی اپنے کو خدا کہا تھا اور فرعون نے بھی وہ تو مقبول ہو گئے اور فرعون مردود ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے جواب ارشاد ہوا کہ منصور نے اپنے کو مٹا کر انا الحق کہا تھا اور فرعون نے ہم کو مٹا کر اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہا تھا اس کا یہی مطلب ہے کہ منصور نے جو کچھ کہا تھا خود نہ کہا تھا کیونکہ وہ خود ہی کو مٹا چکے تھے۔

Marfat.com

بیعت مشرع ہوئی واسطے صفائی باطن کے:

اللہ رَب العزت نے اللہ مالک حقیقی نے اللہ مالکِ کُل نے اللہ ربّ العالمین نے انبیاء علیہم السلام کو داعی اور ہادی بنا کر بھیجا کہ معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتاویں عبادت اور ذِکر اذکار مجاہدات کے ذریعہ سے پھر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے وارث ٹھہرائے یعنی علماء ربانی اہل اللہ جو انبیاء کے علم اور ارشادت کو بعد زمانہ انبیاء علیہم السلام کے قائم رکھیں اور ہمیشہ تا قیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو شریر لوگ ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور جن لوگوں نے اہل حق اولیاء اللہ کے کلام کو سنا دھیان کر کے سو وہ راہ نجات پا گئے اور ان کے واسطے نعمت دائمی اور جنات اور راحت کی زندگی ہے اور جن لوگوں نے اس ہدایت سے روگردانی کی اور سرکشی کا پہلو اختیار کیا سو وہ گمراہ ہو گئے ان کے لئے دوزخ ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں اور ہدایت کا سرچشمہ اتباع محمد مصطفیٰ ﷺ میں ہے اور صوفیاء حضرات کی نسبت باطنی نعمت عظمیٰ ہے (شاہ ولی اللہ دہلوی محدثؒ) اور بیعت شروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور صفائی باطن فقط قول بدوں عمل کے کفایت نہیں کرتا اور بیعت میں مرید توبہ کرتا ہے گناہوں سے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا اور اگر بارادہ اڑے رہنے کا گناہوں پر ہو تو وہ البتہ بے فائدہ ہے اور سب انسان انبیاء علیہم السلام کے علاوہ خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت توبہ کرنے والے ہیں۔

عزیزان من ہم نے اپنے بزرگوں کے ہاں صرف تصوف اور طریقت ہی نہیں دیکھا بلکہ دین و شریعت کا لبِ لباب پایا ان کے اخلاق کا اخلاق نبوی علیہ السلام کے مثل پایا اور ان کے اعمال و معاملات زندگی شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے پائے اور یہ حضرات رسومات سے بے پرواہ اور بدعات کے سخت مخالف پایا۔ ان کے اتباع سنت کا دائرہ صرف عبادات نہیں بلکہ عادات و معاملات تک وسیع پایا ہمارے اکابر حضرات اس فن تصوف کے مقلد نہیں بلکہ مجتہد تھے کہ ہر ایک کے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز کرتے اور علاج و پرہیز میں طبائع کا پورا لحاظ رکھتے یہ حضرات لکیر کے فقیر نہ تھے ان حضرات

Marfat.com

کے ہاں اخلاق کی اصلاح معاملات کی صفائی طبیعت میں اعتدال کا پیدا ہونا شیخ کی صحبت سے ہوتا ضبط نفس اور ایثار و اخلاص رضاء الٰہی تصوف کا اصل مقصود اور اذکار و مجاہدات پر دوام کے لئے صحبت شیخ اصل چیز تھی۔

صوفی کا عمل:

صوفی پر لازم ہے کہ مخلوق کی طرف سے جو دکھ پہنچے اس پر صبر کرے منکروں کے حق میں بددعا کرنی جائز نہیں۔ منکرین نبی اللہ کے خلاف بددعا کرنے کی اللہ نے اجازت نہیں دی بلکہ صبر کرنے کا حکم دیا ہے تو منکرین ولی اللہ کے خلاف بددعا کیسے ہوسکتی ہے۔ (۱۲/۴ مظہری)

اور صوفی کی مصروفیات یہ ہونی چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنے گناہوں پر نظر رکھے پس نعمتوں کا شکر ادا کرے اور گناہوں سے استغفار کرتا رہے چستی رہنے تک نفل نماز پڑھو سستی آ جائے تو بیٹھ جاؤ اور بندہ سے اضطراری ایمان قبول نہیں کیونکہ عبد مکلّف ہے ایمان اختیاری کا اور شریعت کے اصولوں کے تحت تمام حالات میں واز مان کے، لحاظ سے سہولت و آسانی نکلتی ہے اور ہمہ وقتی ضرورت کی چیزوں میں تحدید و تنگی کو شریعت نے پسند نہیں کیا۔

ہمیشگی کی ہلاکت:

اور یاد رکھنا چاہیئے کہ شہوت اور غضب کے حکم کو عقل اور شرع کے حکم پر غالب کرنا اور عقل اور شرع کو محکوم شہوت اور غضب کا بنانا رفتہ رفتہ دین کے انکار اور تکذیب کا موجب ہوتا ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۳۱۲ سورۃ والشمس)

اس لئے خدا کے نیک بندوں کو اس جہان سے ہجرت کر کے اوپر کے جہان میں پہنچنے کی سعی کرنی ہے اور اس کا واحد طریقہ صحیح و معتمد تعلیمات نبویہ پر عمل پیرا ہونا ہے اور یہ الحمد للہ ہمیں اپنے اکابر کے ذریعہ سے نبوت کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں ملا ہے اگرچہ عمل کے میدان میں ہمارے اندر بھی بہت سی کوتاہیاں آ گئی ہیں ان کو دور کرنے کی فکر علماء حضرات و عوام سب کو کرنی چاہیئے اور بھائی حصول منفعت سے دفع

Marfat.com

مضرت کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ جو امر خیر بذریعہ غیر مشروع حاصل ہو وہ امر بھی خیر نہیں ہے اور جب قیود کا غیر مشروع ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کا ثمرہ کچھ بھی ہو جائز الحصول نہ ہوگا۔ (تذکرہ رشید ص ۱۳۰) اور جو شخص پاک ہونے کے باوجود وضو کرتا ہے (تجدید وضو) اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ (رواہ نسائی مظہری ۴/۳۹۰) اور آدمی کے لئے بدزبان، فحاش اور بخیل ہونا پورا عیب ہے الحدیث (مظہری ۴/۴۰) اور جو شخص اپنے مولا کے دروازہ سے دنیا کی مشغولی کے سبب غائب رہا اس نے اپنی جان کو محنت اور آزمائش دنیوی (یعنی رنج دنیوی) کے واسطے پیش کیا۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی — برق طبع نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازان — کہتے ہیں اس علم کو اربابِ نظر موت
(ڈاکٹر اقبالؒ)

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی — نہیں ملتا یہ جوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
ڈوہنگی نظرے مڑ مڑ سمجھو لنگھ نہ جاؤ تر کے — جے کوئی سہو خطائی ہووے بخشو تے بخشاؤ
(میاں محمد بخشؒ)

ایمان والے کی انتہائے سفر:

بھائی ایمان والے کی انتہائے سفر رضائے الٰہی ہے جس کو عارفین حضرات مقام رضاء کہتے ہیں اور جنت میں سب سے آخر یہی نعمت حاصل ہوگی اس کے حاصل کرنے کی جدو جہد اور کوشش کے لئے اسلام نے اس فانی دنیا میں اور آخرت کی کھیتی میں زندگی گزارنے کی ایک ترتیب اور سلیقہ سکھایا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام ایک عملی، روحانی، اخلاقی اور معاشرتی مذہب ہے غرض اسلام نے تمام مکارمِ اخلاق اور حکمت و دانائی کی بات کو اختیار کرنا ایک مسلمان کا شیوہ وشعار قرار دیا ہے اور دنیا کی قدر و منزلت کو ایسا جانتے ہیں جیسا سڑا ہو کتا۔ (سید احمد شہیدؒ)

بس بھائی سب مشکلات کا ایک ہی علاج ہے کہ مرضیات حق کو اپنا نصب العین بنا کر حق تعالیٰ سے

Marfat.com

ہی مدد طلب کی جائے اور اس کے غیر سے قطع نظر کر لی جائے اور پھر ایسے ماحول میں جس میں غداری اور کورنم کی کو (فن شریعت) کا درجہ دیا جائے بے اصولی و بد کرداری کو اعلیٰ درجہ کی سیاست سمجھا جائے اور موقع سے فائدہ اٹھانے کو دانشمندی اور دوراندیشی تصور کیا جائے وہاں خیر کی امید کہاں۔

توفیق الٰہی:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جانب پیش قدمی اس بات کی علامت ہے کہ توفیق الٰہی دستگیری کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے اور فرمایا کیفیت حضوری کیفیت یقین سے بہتر ہے کیونکہ حضوری دل میں جاگزین ہوتی ہے اور یقین صرف ایک احساس کا نام ہے اور اللہ پاک سے محبت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کے سوا ہر مخلوق سے وحشت ہونے لگے اور اہل اللہ سے محبت کا معاملہ تو یہ ہے کہ دراصل یہی ذات حق سبحانہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ (حضرت علی اصفہانی دارالعلوم دیوبند نومبر ۱۹۶۳)۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فریب سے محفوظ رکھے کہ اعمال کو اچھے سمجھتے رہیں اور باطن خراب رہے اور ہمارے دلوں کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ انہیں طاعت سے طبعی محبت نہیں بلکہ زبردستی ان کو اس راہ پر لگانا پڑتا ہے لہٰذا ڈر اس کا ہے کہ ان کو ایک قدم کی رخصت دے دی گئی تو یہ ہزار قدم دور جا پڑیں گے اور باطل چیز کی طرف بار بار دیکھنے سے دل محروم معرفت ہو جاتا ہے اور جو اپنے قلبی تاثرات کے بارے میں اللہ پاک سے حیاء محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء و جوارح کی حفاظت فرماتے ہیں اور بھائی جس کو تقویٰ نصیب ہو گیا اس کے لئے دنیا کو ٹھکرا دینا بہت آسان ہے اور فرمایا تقویٰ یہ ہے کہ دنیا کی آرائش و زینت کی طرف نظر اٹھانا تو کجا دل میں اس کا وسوسہ بھی نہ آنے پائے اور منازل نیت کو پختہ کئے بغیر معرفت کی تمنا بے سود ہے اور توبہ کے بغیر نیت درست نہیں ہوتی اور یہ بھی اہل اللہ کا قول ہے کہ "ہر چہ از محبوب رسد شریں بود" ترجمہ محبوب کی طرف سے جو کچھ بھی پہنچے وہ شریں ہی ہے اور نجات اخروی کے لئے پختہ اعتقاد کافی ہے دلائل و براہین کا جاننا واجب و شرط نہیں ہے۔ (انوار باری ۱۲/۴۰) اور قرآن و حدیث شریف و اجماع سے ثابت شدہ تمام امور غیبیہ اور اعمال طاعت کو ماننا

Marfat.com

ایمان ہے اور اعمال کی ادائیگی اسلام ہے پھر ان تمام ثابت شدہ امور کو ضروریات دین کہتے ہیں اور ان کا انکار یا تاویل باطل وکفر ہے (انوار باری ۱۲/۵۰) ہر نیک عمل دنیا میں انسان کے نفس پر شاق اور ثقیل ہوتا ہے اور بندہ تحمل اس کے ثقل اور مشقت کو حکم الٰہی کی فرمانبرداری کے واسطے کرتا ہے اور برائی اور بھلائی کا اندازہ تجربے کے بعد ہی ہوتا ہے کسی انسان کی صلاحیت یا عدم صلاحیت اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کو آزمانہ لیا جائے۔

بزرگی بعقل است نہ کہ بسال

اے خدا این بندہ را رسوا مکن گر بدم ہم سر من پیدا مکن

ناواقفیت عذر نہیں:

سارے قطعی امور اسلام کا جاننا اور ماننا فرض وضروری ہے اور جو شخص ظاہری حالت سے مسلمان سمجھا جائے لیکن اس کے عقائد کفر تک پہنچے ہوں تو اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں اور اگر نکاح ہو جانے کے بعد ایسے عقائد ہو جائیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور جو شخص کسی قطعی اور یقینی کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے (تفسیر بیان القرآن) (انوار باری ۴۴+۱۲/۴۴) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعضوں کے ذریعے سے دفع کرتے رہا کرتے تو (سرزمین تمام) تر فساد سے پُر ہو جاتی۔ (تشریع ص ۳۶)

ابدال کے اعمال:

وہ اپنے ظالم کو معاف کرتے ہیں برائی کرنے والے سے بھلائی کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس پر موافقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نورِ معرفت سے منور فرماویں حضرت فضل بن غزوانؒ نے حضرت زین العابدینؒ سے روایت کی ہے فرمایا جو شخص صاحب علم ہو اور قہقہ سے ہنستا ہے وہ علم کو تھوکتا ہے اور جو بدن بیمار نہیں ہوتا تو وہ بہت بُرا ہے۔

ولی صادق اور زندیق کی پہچان:

ولی صادق اور زندیق فاسق مشتبہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ادنیٰ ملاقات سے دونوں پہچان لئے جاتے

Marfat.com

ہیں کیونکہ علامات مقربین اور ابرار کی زندیق اور فجار کی سی نہیں ہوتیں تو یہ دیکھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے اگر خبیث ظاہر میں عمدہ لباس سے کتنا ہی اپنے کو چھپائے لیکن باطن سے اس کی ایسی بوئے خبیث آئے گی جو اس کی بدبو اور خبث کو ظاہر کر دے گی اور خُلقِ بدفخر کی علامت ہے کہ مال کی کثرت سے لوگوں پر ظاہر کرنا جو بغیر لیاقت کے ہاتھ آ جائے کہ اکثر اوقات مال کی کثرت کے سبب ہی اوروں سے اونچے اور بڑے بننے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور خلق بد اور مغرور لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وجہ بڑائی اور بزرگی کی کچھ مال ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ جہالت، نخوت، اور سرکشی نے کافر کے اور مردود کے دل میں جوش مارا اور مومنین کیلئے باعث ضرر بنے پھر تائید غیبی کے سبب سے ضعیف مخلوق بڑی قوی مخلوق کو زیر کرتی ہے اور بغیر حق تعالیٰ کی مدد کے بڑی زبردست مخلوق سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری جدھر دیکھتی ہوں ادھر تو ہی تو ہے

سالک کے لئے تعلق مع اللہ:

سلوک میں رائے پوری حضرات سالک کو جو دوا تجویز فرماتے وہ ذکر اللہ کی کثرت اور صحبت شیخ ہے صحبت شیخ تو اکیلی بھی نافع ہوسکتی ہے لیکن ذکر کا اکیلا بغیر صحبت شیخ کے نتائج پیدا کرنا شاذ و نادر ہی ہے قلب کی چیز قلب کھینچتا ہے باطن کی چیز باطن کھینچتا ہے اور یہ بات بغیر صحبت کے ناممکن ہے اور اصل چیز تعلق مع اللہ کا دوام ہے اس کے ساتھ اتباع شریعت از خود آ جاتی ہے اور تعلق مع اللہ کے بعد یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کرے اسی لئے اہل اللہ صوفیاء حضرات مع اللہ کے دوام پر زور دیتے ہیں کیونکہ جب یہ تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو اتباع شریعت اور اخلاق عالیہ خود بخود آ جاتے ہیں اور اسی کے حصول کے لئے ذکر و شغل اور مراقبہ کرایا جاتا ہے اور ذکر کے اثرات یہ ہیں کہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی ہو جاتی ہے اور آخرت سے محبت اور ہر گھڑی اس کا خیال اور فکر دامن گیر رہتا ہے۔ (رائے پوری)

انسان کے اندر بدترین عیب:

اخلاق ذمیمہ میں سب سے بدتر عیب عجب وخود پسندی اور کبر ہے جس کو مصلحین اُم الامراض باطنی

Marfat.com

میں سے قرار دیتے ہیں اوراس کے برعکس تواضع جو کبر کی ضد ہے تمام اخلاق حمیدہ اوراوصاف حسنہ کا منبع ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی جب اپنی برائیوں پر نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

نفس ولطائف خمسہ کی مختصر تفصیل:

نفس کا اصل فعل غفلت ہے اور کیونکہ غفلت سے شہوت پیدا ہوتی ہے اور شہوت سے غفلت تو حاصل یہ ہے کہ فعل نفس مجموعہ شہوت وغفلت ہے اوراس فعل کی اصلاح مجاہدات وطاعات سے ہوتی ہے یعنی ریاضت وتقویٰ سے شہوت وغفلت میں کمی ہو جاتی ہے اسی کمی کا نام سکون ہے اورصوفیاء حضرات نے اس سکوں وعدم سکوں کے تین درجے مقرر فرمائے ہیں درجہ اول سکون میں نفس کا نام مطمئنہ فرمایا اور درجہ ثانیہ سکون میں نفس کا نام لوامہ فرمایا اور درجہ ثالثہ سکون میں نفس کا نام امارہ بالسوء فرمایا۔ پس اگر نفس میں بالکل شان اطاعت پیدا ہو جائے تو مطمئنہ کہلاتا ہے کیونکہ یہ حالت اطمینان کی ہے اور اگر کبھی نفس مطیع ہوتا ہے اور کبھی مطاع تو لوامہ کہلاتا ہے کیونکہ اس درجہ میں ارتکاب افعال شنیعہ سے (یعنی برے اعمال) نادم بھی ہوتا ہے اوراپنے آپکو ملامت کرتا ہے اور اگر نفس ہمیشہ برائی پر آمادہ رہے تو امارہ بالسوء کہلاتا ہے نفس مطمئنہ امور خیر میں لگا تو رہتا ہے لیکن وساوس وخطرات پیش آجاتے ہیں مگر اس سے انسان کے اجر وکمال میں اضافہ ہوتا ہے ترقی ہوتی ہے جیسے شائستہ گھوڑا کبھی کبھی شوخی کرتا ہے لیکن سوار کے اشارہ پر درست ہو جاتا ہے اسی طرح نفس مطمئنہ بھی وساوس وخطرات کے درجہ میں کوتاہی کرتا ہے لیکن سالک کے اشارہ پر درست ہو جاتا ہے اسی لئے اس حالت کوسکون نام سے تعبیر کیا ہے یہ تھا لطیفہ نفس کا فعل اور باقی لطائف خمسہ کا فعل مقصود کی طرف توجہ اوراس کا تصور ہے جو سب میں مشترک ہے اوراسی تصور کو ذکر، یاد، وغیرہ الفاظ سے کہا جاتا ہے اوران لطائف خمسہ سے فعل تصور کی اصل حقیقت اس قدر ہے کہ نفس ذات باری تعالیٰ کا تصور ذہنی وذکر مفرد کیا جائے اور ذکر لسانی تو ذکر قلبی ہی کی حکایت ہے اور ذکر اسم ذات کے تصور میں اس قدر محویت ہو جائے کہ فرط عشق ومحبت کی وجہ سے اپنی بھی خبر نہ رہے اور قلب، روح، سر، خفی، اخفی انہیں

Marfat.com

اجزاء خمسہ یعنی غیر مادیہ کا نام لطائف خمسہ ہے اور بعض صوفیاء حضرات ان میں نفس کو بھی شامل کر کے مجموعہ کو لطائف ستہ کہتے ہیں اور حضرت مجدد صاحبؒ کے کلام میں اکثر لطائف خمسہ ہی مذکور ہے اور لطائف کے تصور میں تصور عرش کی حاجت نہیں ہوگی کیونکہ ''اَلطَّائِفُ فَوْقَ الْعَرْش'' سے یہ مراد نہیں کہ لطائف عرش پر برابر بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ اس اعتقاد سے یہ مراقبہ جائز بھی نہیں سو لطیفہ قلب کا محل قلب صنوبری ہے جو پستان (جیب) کے نیچے ہے لطیفہ روح کا محل بستان راست کے دو انگل نیچے قلب صنوبری کے محاذی اسی وجہ سے دونوں لطیفہ قلب و لطیفہ روح کو ذاکر بنانے کیلئے دوضربی ذکر کیا جاتا ہے اس ذکر کیلئے عملی مثال دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اللہ اللہ بڑے دلکش لہجہ میں کہنا اس طرح کہ اول مرتبہ ضرب میں سر سے داہنی جانب اشارہ پھر بائیں جانب پھر دائیں جانب پھر بائیں جانب میں اور لطیفہ سر کا محل سینہ کا وسط، لطیفہ خفی کا محل دونوں ابرؤوں کے درمیان میں، لطیفہ اخفی کا محل ام الدماغ یہ دماغ میں ایک نقطہ ہے جس کو جوہر دماغ کا مرکز کہا جا سکتا ہے۔ لطائف کی تجلیات مثالیہ کے الوان الگ الگ ہیں جیسے نفس کا لون زرد ہے قلب کا سرخ ہے روح کا سفید ہے سر کا سبز ہے، خفی کا نیلگوں ہے اخفی کا سیاہ ہے باقی اصل مقصود ذکر ہے اور لطائف کی طرف تفصیلی توجہ کرنے سے طبیعت میں تفرق و انتشار و پراگندگی تخیل ہوتی ہے کیونکہ ایک لطیفہ کو ذاکر بنانے کے بعد دوسرے لطیفہ کو ذاکر بنانے کی جب سعی کی جائے گی تو یا تو پہلے لطیفہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے تب وہ رخصت ہوا اور محنت سابقہ اکارت گئی یا دوسرے لطیفہ کے ساتھ پہلے لطیفہ کی طرف بھی توجہ کرے گا تاکہ دونوں محفوظ رہیں تو توجہ میں انتشار لازمی ہے تو یہاں تک بقدر ضرورت لطائف کا بیان ختم ہوا باقی ہر فریق اپنے اجتہاد سے جیسا نافع سمجھتا ہے ویسا عمل کرتا ہے یہ حضرات حق تعالیٰ کے نزدیک علی الطریق الصحیح ہیں اور تصور شیخ چشتیہ کے ہاں بضرورت دفع وساوس وخطرات ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ وساوس وخطرات کے مندفع ہو جانے کے بعد یہ تصور شیخ بھی ترک کر دینا چاہئیے اور یہ تصور خوش عقیدہ کیلئے مضر بھی نہیں لیکن عوام الناس وضعیف العقائد کیلئے سخت مضر ہے ان ہی عوام لوگوں کی وجہ سے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ شہید نے تصور شیخ کو بت پرستی میں داخل کیا ہے اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب

Marfat.com

تھانویؒ فرماتے ہیں مجھ کو یہ امر ذوقاً توحید کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

رائے پوری حضرات کی سالک کے لیے ذکر کی ترتیب:

ذکر جہر کے ساتھ اور قوت کے ساتھ کرو کہ گرمی پیدا ہو ذکر جلی سے خفی کی طرف چلاتے ہیں ذکر ذرا اونچا کرو اعتدال کے ساتھ کہ دماغ پر تعب بھی نہ ہو بعض پر ذکر کے آثار بہت جلد پیدا ہو جاتے ہیں منتہی کے لئے ذکر نماز مراقبہ جہاں دل لگے اس کو بڑھاؤ پہلے ذکر بڑھاتے ہیں پھر مراقبہ کی طرف چلتے ہیں اور ذکر گھٹاتے ہیں پھر نوافل قرآن پاک کی تلاوت جس طرف طبیعت زیادہ لگے چلاتے ہیں اور ذکر میں تصور یوں ہو کہ قلب سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے پھر چند روز کے بعد سارے جسم سے اس میں حواس ستہ بھی آجاتے ہیں تاکہ یکسوئی پیدا ہو۔

بعض اہم اصطلاحات اور اصلاح کا مدارِ اعظم:

اصلی مقصود اس طریق باطن میں اصلاح اعمال باطنی ہے اور ان اعمال کو اصطلاح میں اخلاق و مقامات کہتے ہیں پھر ہر مقصود کے ساتھ کچھ متعلقات بھی ہوا کرتے ہیں اسی طرح اس اصلاح مذکور کے ساتھ بھی بہت سے امور اس کے متعلق ہیں پھر ان متعلقات میں سے بعض امور وہ ہیں جو بمنزلہ ثمرات غیر اختیاریہ اصلاح مذکور کے ہیں انکو اصطلاح میں احوال کہتے ہیں اور بعض امور ان ثمرات کے معین و اسباب حصول ہیں انکو اشغال کہتے ہیں اور بعض امور صرف اشتباہ کا دفع کرنا یا کسی مرض باطنی کا علاج یا کسی عمل کا طرز و طریق ہے۔ اس کو اصطلاح میں تعلیمات کہتے ہیں اور بعض امور اختیاری یا غیر اختیاری ان ثمرات کے آثار ظاہری ہیں۔ ان کو علامات سے تعبیر کرنا مناسب ہے اور تحقیقات علمیہ کو مسائل کہتے ہیں۔

اصلاح کا مدارِ اعظم:

اصلاح کا مدارِ اعظم عادۃ اللہ میں صحبت و خدمت اور اطاعت اُن حضرات کی ہے (اپنے شیخ کی) جو اپنی اصلاح کر چکے ہیں۔ اور یہ تاثیر صلحا کی صحبت ظاہری یا معنوی کی موقوف ہے اس پر کہ انکے ساتھ

Marfat.com

عقیدت و محبت ہو۔ ورنہ عمر بھر بھی کچھ نفع نہیں ہوتا اور اسی طرح اہل فساد یا صحبت بد کا قرب اور تعلق بھی مضر اور مہلک ہے۔

لطائف ستہ کے ذاکر ہونیکی اصل حقیقت:

ذِکر لطائف دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک ذکر سے دوسرے شغل سے مجموعہ کو اہل فن اصطلاحاً ذکر کہتے ہیں۔ ذکر سے مراد تو وہی ذکر ہے۔ جو شریعت میں مذکورہ و ماثور و منقول و مقصود ہے اور شغل سے مراد ہیئت ذکر ہے یعنی تصور کیا جائے کہ فلاں موقع جو فلاں لطیفہ کا محل ہے۔ مشغول ذکر ہے۔ یعنی جیسے لسان ذکر ہے۔ اسی طرح یہ محل بھی ذاکر ہے۔ مثلاً لطفیہ قلب میں لسانی ذکر کے ساتھ یہ تصور کیا جائے کہ قلب صنوبری بھی ذکر کر رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ذکر لطائف میں اصطلاحاً شغل بھی ہوتا ہے۔ یعنی محال لطائف کے متعلق یہ تصور کیا جاتا ہے کہ ذکر الٰہی میں یہ محال بھی ہمنوائے لسان ہیں۔ اور تصوف میں تمام اشغال کی حقیقت تخیلات مخصوصہ ہیں اور ذکر جیسے لسانی ہوتا ہے اسی طرح قلبی بھی ہوتا ہے کہ الفاظ متخیلہ سے قلب کو ذاکر بنایا جاتا ہے۔ کہ تمام اوقات کا احاطہ ہو سکے۔ الحاصل ذکر لطائف اصطلاحاً دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ذِکر وفکر اور فکر و شغل سے اصل مقصود یہ ہے کہ ذہول وغفلت کم ہو اور اکثر اوقات مشاہدہ جمال وکمال میں بسر ہوں اور اس طرح لطائف کی مشق کی حکمت یہ ہے کہ بعض طبائع کو بعض اوقات میں وساوس و خطرات کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور وہ یکسوئی و دفع وساوس کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس لئے شیخ کامل اس ذکر لطائف کی مشق کراتا ہے تاکہ سکون و اطمینان حاصل ہو جائے۔ اور طبیعت سے پراگندگی تخیل و انتشار وساوس دور ہو جائے بحرحال یہ طریق مقصود بالذات نہیں بلکہ صرف وسیلہ یکسوئی ہیں جو ایک درجہ میں شرعاً بھی مطلوب ہے مثلاً تقاضائے طعام کے وقت قبل نماز طعام سے فراغت حاصل کرنے کا حکم ہے۔ تاکہ یکسوئی ہو جائے۔ اور نماز اعتدال واطمینان سے ادا کی جائے تو طعام سے فراغت مقصود بالذات نہیں بلکہ یکسوئی کا وسیلہ ہے تاکہ نماز طمانیۃ القلب سے ادا ہو سکے۔

Marfat.com

سلطان الاذکار:

اس میں ذاکر تمام اعضاء و جوارح کے متعلق عین ذکر کے وقت یہ تصور اجمالی کرتا ہے کہ یہ سب ذکر کر رہے ہیں ایسے ہی ذکر شغل کو اہل فن سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ الغرض ذکر لطائف و سلطان الاذکار وغیرہ سے مقصود اصلی یہ ہے کہ ذاکر کے دل و دماغ میں ایک مستحکم و راسخ ملکہ یاداشت پیدا ہو جائے جس کے سبب اکثر اوقات مقصود سے ذہول و غفلت نہ ہو۔ بلکہ ذکر میں مشغول رہے۔ اس کثرت ذکر کو صوفیاء کے کلام میں دوام ذکر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی عدم ذہول فی اکثر الاوقات ہے کیونکہ ذکر سے جمیع اوقات کا احاطہ عادۃً ناممکن ہے کیونکہ نوم وغیرہ امور حیات انسان کے لئے عادۃً ضروری ہیں۔ ان میں ذہول لازمی ہے اس لئے بعض حضرات صوفیاء نے لفظ دوام کو بدل دیا ہے اور فرمایا طریق میں مقصود کثرت ذکر و دوام طاعت ہے سعدی شیرازیؒ کا شعر ہے جس کا ترجمہ ہے:

دو ایک جام پی کے چلو بزم عیش سے　　یعنی طمع نہ رکھو وصال دوام کی

چاہے کبھی کبھی خفیف سا ذہول بھی ہوتا ہے یا یوں کہیئے ذہول نہیں ہوتا بلکہ توجہ کم ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مسلم کے ترک معاصی میں کبھی کبھی ترک معاصی سے خفیفؒ سا ذہول ہو جاتا ہے۔ جو منافی طاعت نہیں۔ ذہول مطلق کبھی نہیں ہوتا لہٰذا لفظ دوام طاعت پر کوئی شبہ نہ کرنا چاہیے بس جاننا چاہیے کہ اسی ذکر میں قوت و ترقی ہو کر وہ درجات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کو ذکر و حضور و مکاشفہ و شہود معائنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بحر حال چونکہ ہم ضعیف الاستعداد و ضعیف العقائد ہیں ہمارے قلب و دماغ میں دنیا اور مافیہا کا حسن و جمال مرکوز ہے۔ حقائق ہم سے مستور ہیں۔ اس لئے ہم کو وصول الی اللہ کیلئے ان ذرائع و وسائل خاصہ کی حاجت ہے۔ اور شدید حاجت ہے بس اذکار و اشغال سے خالص توجہ الی اللہ الحق ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کے وساوس و خطرات زائل ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا عبارت کے پیش نظر کثرت ذکر و مشائخ کی صحبت سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ یکسوئی سے ملکہ یاداشت حاصل ہوتا ہے ملکہ یاداشت سے قوت بڑھتی ہے اور درجات خمسہ مفصلہ مذکورہ ماسبق حاصل ہوتے ہیں۔ بعض سالکین کو یکسوئی بغیر شغل وغیرہ صرف ذکر سے

Marfat.com

بھی حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ جوذکر باللسان ہے وہ بالقلب بھی ہوسکتا ہے۔صرف توجہ کی ضرورت ہے البتہ یہ بات ضرور یادر کھنے کی ہے کہ ضرورت تعلیم شیخ کی ہے۔نہ کہ بیعت کی۔ یہ انقلاب زمانہ ہے کہ آج کل تمام دارومدار بیعت پر سمجھا جاتا ہےاور تعلیم کی جانب توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ اصل شئی وہ ہے۔مثلاً اگر ایک شخص بیعت نہیں ہے۔لیکن شیخ کامل تعلیم دیتا ہے اور وہ پورا پورا عمل کرتا ہے اس کے کامل ومکمل ہونے میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں۔اس کے برخلاف ایک شخص ہے جو کسی قطب الارشاد سے بیعت ہے۔مگر نہ وہ تعلیم دیتا ہےاور نہ یہ عمل کرتا ہے۔

تو بیعت ہیچ ہے۔ کچھ فائدہ نہیں۔حضرات صوفیاء کا مقصود بیعت سے صرف اتنا تھا کہ شیخ و مرید میں ایک طرح کی مناسبت پیدا ہو جائے۔جس سے تعلیم شیخ وتعلم مریدین میں سہولت ہو۔مگر جاہلوں نے عکس کر دیا کہ بیعت ہی کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ تعلیم شیخ پر پابندی سے عمل کیا جاتا اس کو اپنے احوال سے مطلع کیا جاتا اطلاع احوال فطری طور پر شیخ کو مرید کی جانب متوجہ کرنے میں کافی دخل ہے اس لئے کہ اس کو اس سے مسرت ہوتی ہے۔کہ یہ میری تعلیم پر عمل کرتا ہے۔اور میری تجاویز کو نگاہ وقعت سے دیکھتا ہے جیسے طبیب جب اپنے مریض کو متوجہ وقدردان پاتا ہے تو زائد متوجہ ہوتا ہے۔دوکاندار پیروں نے عوام الناس کو ارادت کے دام میں پھنسانے کیلئے بیعت کی ضرورت کے گیت گائے ہیں۔

اللہ نے اس دنیا کو مجموعہ اضداد بنایا ہے:

ہر اصل کے مقابلے میں اس کی ایک ضد ہےاور ہر اصل کا تصادم اپنی ضد سے برابر ہوتا رہتا ہے مثلاً اسلام کے مقابلے میں کفر ہے توحید کے مقابلے میں شرک ہے اخلاص کے مقابلے میں نفاق ہے سچ کے مقابلے میں جھوٹ ہے ظلمت کے مقابلے میں نور ہے دن کے مقابلے میں رات ہے اور اسی طرح دنیا کے اندر خیر وشر بھلائی اور برائی ملی جلی چل رہی ہے اس دنیا کو نہ صرف خیر کا عالم کہہ سکتے ہیں اور نہ صرف شر خیر محض اور راحت محض یہ عالم جنت ہے تکلیف محض اور برائی محض یہ جہنم کا عالم ہے۔اس دنیا کو جنت وجہنم

Marfat.com

دونوں سے مرکب کر کے بنایا گیا ہے اور توجہ سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شر اور برائی اس عالم میں اصلی ہے۔ اور یہ خود بخود چیزوں کے اندر پیدا ہو جاتی ہے مگر بھلائی محنت کر کے لانی پڑتی ہے تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ آدمی محنت کرتا ہے بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر محنت نہیں کرتا تو برائی خود بخود ابھر کر سامنے آ جاتی ہے مثال کے طور پر کھانا ہے اس کو خوش رنگ اور ذائقہ دار رکھنے کیلئے نعمت خانہ یعنی ہوادار کمرے بنوانے پڑتے ہیں یا جیسے آج کل فریج رکھنا پڑتا ہے لیکن اگر یہ محنت نہ کی جائے تو کھانا خود بخود سڑ جائے گا خراب ہو جائے گا بدبو پیدا ہو جائے گی۔

اسی طرح کائنات کی ہر ہر چیز کی ذات کے اندر برائی اور شر موجود ہے۔ انسان محنت کرتا ہے تو خیر آ جاتی ہے نہیں کرتا تو شر خود بخود ابھر آتا ہے یہ اس عالم کا ایک طرز ہے اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے چونکہ انسان بھی اس عالم کا ایک فرد ہے لہذا اس کا بھی اس اصول سے جدا ہونا ممکن نہیں چنانچہ بلا تکلف یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ برائی ہر انسان کی ذات میں موجود ہوتی ہے اور بھلائی لانی پڑتی ہے مثلاً بچہ پیدا ہوتا ہے آپ اس کی تربیت کرتے ہیں تعلیم دیتے ہیں تب جا کر وہ انسان بنتا ہے اور اگر آپ یہ محنت نہ کریں تو اس کے اندر جو برائیاں ہیں ان کو بروئے کار لانے کیلئے کسی محنت کی ضرورت نہیں ہوگی خوبیاں پیدا کرنے کیلئے عالم بنانے کے لئے سینکڑوں ادارے ہیں مدرسے ہیں۔ مگر کیا جاہل بنانے کے لئے بھی آپ نے کوئی مدرسہ دیکھا جاہل تو انسان بنا بنایا پیدا ہوا ہے اللہ نے قرآن میں فرمایا ترجمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم ذرہ برابر علم نہیں رکھتے تھے پھر تمہارے اندر سننے کی طاقت رکھ دی تا کہ سن سن کر علم حاصل کرو دیکھنے کی طاقت رکھ دی تا کہ دیکھ دیکھ کر حاصل کرو۔ تدبر و تفکر کی قوت رکھ دی تا کہ اس کے ذریعہ معلومات میں اضافہ کرو۔

اور انسانی نفس میں ذاتی طور پر شر موجود ہے اس لئے وہ انسان کو برے اعمال ہی کی طرف لے جائے گا آپ اس کی تربیت کریں گے تو بن جائے گا اور بھلائی کی طرف آ جائے گا ورنہ برائی پیدا ہونے اور اس کی تربیت کے لئے کسی کالج اور مدرسہ کی ضرورت نہیں ہوگی حاصل اس کلام کا یہ نکلا کہ کسی چیز کو قیمتی

Marfat.com

بنانے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر بے قیمت بنانے کیلئے کسی محنت کی ضرورت نہیں ہوتی بس بھائی انسان کی قیمت اوصاف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ میں بالذات خوبیاں ہیں کمالات ہیں اور مخلوق میں ذاتی طور پر خوبی و کمال نام کی کوئی چیز نہیں اور یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ دنیا میں ہر چیز کی قیمت اوصاف سے ہوتی ہے ایک شخص عالم ہے اس کی آپ عزت کرتے ہیں اسکے علم کی وجہ سے اور اگر وہی آپ کا استاد بھی ہو تو عزت کا ایک درجہ بڑھ جائے گا اس طرح انسان کے اندر جس قدر اوصاف بڑھتے جائینگے اس کی قدر و قیمت اور عزت و وقار میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور بالذات انسان میں کوئی کمال نہیں کمال ایک عارضی شئی ہے جو محنت سے لایا جاتا ہے۔ بہر حال اصل عرض کرنے کی چیز یہ ہے کہ اس دنیا میں اوّل بُرائی ہے اس کو بروئے کار لانے کیلئے کسی محنت کی ضرورت نہیں اور بھلائی کیلئے محنت کرنی ہوتی ہے مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ ورنہ یہ تعلیم گاہیں اور خانقاہیں نہ ہوتیں اور نہ تبلیغی اجتماعات ہوتے تعلیم کی حاجت ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اپنی ذات کے اعتبار سے کچھ نہیں۔ بلکہ اس کو گھڑ گھڑا کر انسان بنایا جاتا ہے آدمی کی صورت کا نام انسان نہیں بلکہ وہ تو سیرت اور اخلاق کے مجموعے کا نام ہے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

گر بصورت آدمی انسان بودے   احمد و بو جہل ہم یکساں بودے

ترجمہ: اگر آدمی کی صورت ہی کا نام انسان ہوتا۔

تو نبی ﷺ اور ابو جہل میں کوئی فرق نہ ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ انسانیت دراصل آتی ہے سیرت سے اخلاق سے اگر صورت اچھی ہوئی لیکن باطن خراب ہے یا ظاہر درست ہے لیکن اندر ناقص اور نکما تو اس سے کوئی بات اچھی پیدا نہ ہوگی اس طرح باطن کے خراب رہتے ہوئے ظاہر کو بنانے اور سنوارنے کی جدوجہد بالکل ایسی ہے جیسا کہ نجاست کے اوپر چاندی کا ورق لگا دیا جائے اس طرح نجاست کا پاک ہونا تو درکنار ورق بھی ناپاک اور ناقابل استعمال ہو جائیں گے۔

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا   سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

(لاہوری)

Marfat.com

بس بھائی آدمی کو فخر اپنے اندر کی چیز پر کرنا چاہیے جب تیرے اندر کمال نہیں تو کپڑوں اور تخت تاج سے باکمال نہیں بن سکتا حاصل یہ کہ آدمی صورت انسانی کا نام نہیں اور نہ اس کی وجہ سے آدمی باعزت اور باکمال بنتا ہے اس طرح لباس، دولت عہدہ یہ سب باہر کی چیزیں ہیں اور ہمارے اندر جو کمال آئے گا خدا کی ذات سے آئے گا کہ اصل سرچشمہ کمال تو خدا ہی کی ذات ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ ہمارا قرب بارگاہ خداوندی سے اور ظاہر ہے کہ قرب حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنی پڑے گی۔ پھر جس قدر جدوجہد بڑھے گی قرب بڑھے گا اور جس قدر قرب بڑھتا جائے گا کمال آتا چلا جائے گا اور جتنا بُعد ہوگا کمال میں کمی پیدا ہوتی جائے گی۔

انسان کے دو کمال ہیں:

ایک علمی کمال اور دوسرا عملی کمال علمی کمال کیلئے مدارس دینیہ اور عملی کمال کیلئے امام غزالیؒ نے اور اہل اللہ نے صحبت اہل اللہ کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ ان اہل اللہ حضرات کی صحبت جتنی زیادہ نصیب ہوگی اتنا ہی ان کا رنگ قلب کے اندر اترتا جائے گا خیر اور خوبی پیدا ہوتی چلی جائے گی خدا یاد آئے گا۔

خاصان خدا خدا نہ باشد ٭ ولیکن از خدا جُدا نہ باشد

Marfat.com

وصیت نامہ

''توشہ گور و آخرت''

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہم پردیسی اور مسافر ہیں اور یہ تصور پیش نظر رکھنا ہے کہ ہم ہر وقت ہر لحہ سفر میں ہیں۔ جس کے لوازم میں سے ہے بے چینی اور عدم اطمینان کیونکہ مسافر کو منزل پر پہنچنے سے پہلے اطمینان نہیں ہوا کرتا بلکہ مسافر کیلئے غیر منزل کے ساتھ اطمینان اور رضا موانع سفر سے ہے۔ جو مسافر غیر منزل سے دل لگائے گا اور اسی میں قیام کر کے بے فکر ہو جائے گا یقیناً منزل پر نہ پہنچ سکے گا۔

ہمارے روحانی آباؤ اجداد نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں ان کی عادات و روایات سے تعلق کے لئے قرآن وحدیث سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔ تو خاندانی شرافت و ذمہ داری کا احساس پایا جانا آباؤ اجداد کے ساتھ تعلق کے لئے ضروری ہے غیرت کے اوصاف خاندانی اساسہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ ''لوگ اسی طرح سے (جواہرات کی) کانیں ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں جو ان میں جاہلیت کے زمانہ میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ بشرطیکہ وہ (دین کی) سمجھ حاصل کریں۔ (مسلم شریف)

دنیا میں رہنے کیلئے حکمت عملی، آداب مجلس اور تہذیب و دانش مندی کی باتوں کا سیکھنا ضروری ہے اس میں اپنے خاوند کا ادب اور خدمت کہ خاوند کی راحت کی چیزیں وقت پر سلیقہ کے ساتھ مہیا ہوں بعض لوگ کسی خاص پوشاک یا عادت کے پابند ہو جاتے ہیں۔ کوئی تکیہ کلام مقرر کر لیتے ہیں اور بعض کھانوں سے ایسے متنفر ہو جاتے ہیں کہ ان کی وہ چڑھ مقرر ہو جاتی ہے ان سب چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اپنی کسی خواہش کی تکمیل میں صرف لذّت مقصود نہ ہو اس میں کسی ضرورت کی تکمیل کسی فضیلت کا حصول یا ادائے سنت مقصود ہونی چاہیے۔ چال ڈھال، نشست و برخاست کسی سے ضعف یا کسل مندی کا اظہار نہیں ہونا چاہیے۔

اپنی خاندانی شرافت کی حاجتیں اور توانائیں۔ اپنی اولاد کی اصلاح اور تربیت پر صرف ہونی چاہیں اور کچھ مخصوص اوقات کو یاد الٰہی میں مصروف رکھنا چاہیے اور خاتمہ بالخیر کی دعا بندہ مشت خاک اور سب عزیز و اقارب اور سب ایمان والوں کیلئے کرتے رہنا چاہیے۔ بس اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام

Marfat.com

کی اطاعت حضور ﷺ کے طریقہ پر کرتے رہیں پھر جس درجہ کی اطاعت ہوگی اسی درجہ کی رحمت ہوگی۔

زمانہ میں تبدیلیوں کا لاحق ہوتے رہنا ناگریز ہے۔کوئی چہرہ میں بجائے خود حسن و جمال کے خواہ سارے صفات کمال موجود ہوں مگر خارجی و عارضی گرد و غبار اس کو بھی مکدر کرہی دیتا ہے جس سے صاف کرتے رہنا وقتاً فوقتاً ضروری ہوتا ہے۔اور یہ معاشرت کی اصلاح سے ہوتا ہے اس لئے امور معاشرت کی درستی عبادات سے بھی زیادہ ضروری ہے۔کیونکہ عبادت میں اگر کوتاہی ہو تو یہ خود اپنا نقصان ہے۔بخلاف امور معاشرت میں کوتاہی سے کہ اس سے دوسروں کی ایذا ہوتی ہے اور توجہ سے سنو کہ انسانیت یا آدمیت نام ہی اس حسن معاشرت کا ہے کہ ''اپنے سے دوسرے کو اذیت نہ پہنچے''۔

اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت ضروری ہے اور اس سے تغافل، جہل یا انکار بڑے خطرات اور عظیم نقصانات کا حامل ہے جو کسی اور چیز سے پُر نہیں ہوسکتا۔ہندوؤں اور مغربی رسوم کے طور طریق کو اپنے اندر پھیلنے نہ دیں اور اخلاق و اعمال میں کامل اعتدال و توازن اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک قرآن و حدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے۔اور ایسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اصلاح کا جھنڈا بلند کیا اور میدان میں آ کر بدعتوں اور خرافات اور جاہلی عادتوں فتنوں اور شر و فساد سے کھلی جنگ کی اور دین خالص اور صحیح اسلام کی دعوت دی کہ شریعت آخرت کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ہماری دنیا کی بھی تکمیل کرتی ہے۔اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مقصود رضائے الٰہی قرب خداوندی اور نجات اُخروی کو قرار دیا گیا ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ نظام تکوینی انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے نظام تشریعی کے نہ صرف مطابق ہونا چاہیے بلکہ اس کیلئے مدد و معاون اور ان کے مقاصد کا خادم بن کر رہنا چاہیے۔یہ تعلق اور ربط جب ٹوٹ جاتا ہے تو معاشیات اور اخلاقیات دونوں کو شدید بحران سے واسطہ پڑتا ہے جس کا اثر مذہب و اخلاق پرسکون زندگی انسانوں کے باہمی روابط اور تمدن و تہذیب سب پر پڑتا ہے۔انسان جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ روحانی ملکات اور ترقی کے امکانات رکھے ہیں۔معاشی اور اقتصادی تنگی پر مجبور ہوکر گدھے اور بیل کی طرح روٹی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہنے لگتے ہیں اور ہر طرح کی سعادتوں اور ترقیوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی کچھ خصوصیات جو جناب اقدس الٰہی سے دوسری شریعتوں سے مخصوص حاصل ہوئیں:

حضور ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور (اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا (یعنی یہ نور الٰہی کا مادہ نہ تھا) بلکہ اپنے نور کے فیض سے، پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتے تھے اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین اور نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا اس حدیث شریف سے نور محمدی ﷺ کا اوّل الخلق ہونا ہوا اور دوسری حدیث شریف میں فرمایا میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النّبین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام کا ابھی پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ سب شریعتوں میں جن چیزوں سے مخصوص ہیں سو بہت ہیں انکی گنتی طول وطویل ہے ان میں سے یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے ایسا دیکھتے تھے جیسے روبرو اور رات کے وقت اور اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا دن کی روشنی میں اور آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک کا لعاب کھاری پانی کو میٹھا کرتا تھا اور شیر خوارے بچوں کو اپنے منہ مبارک کے لعاب سے ایک قطرہ چکھاتے تھے تو وہ بچے سارا دِن پیٹ بھرے رہتے تھے دن بھر دودھ طلب نہ کرتے تھے چنانچہ عاشورے کے دن اہل بیت کے بچوں سے تجربہ ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ کی بغلیں سفید رنگ اجلی شفاف تھیں ان میں اصلا بال کا نام نہ تھا اور آنحضرت ﷺ کی آواز اتنی دور جاتی تھی جو اوروں کی آواز اس کے دسویں حصے تک نہ جاتی تھی اور آپ کی آواز اتنی دور سے سنتے تھے جو اوروں کی آواز اس پلے سے سن نہ سکتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل جاگتا رہتا تھا اور آنحضرت ﷺ کو ساری عمر میں جمائی نہ آئی۔ اور کبھی احتلام نہ ہوا اُن کے بدن مبارک کا پسینہ مشک سے بہت خوشبودار تھا یہاں تک اگر کسی راستے سے تشریف لیجاتے تو لوگ ان کے پسینے کی خوشبو کے سبب سے جو اس ہوا میں پھیل رہتی تھی معلوم کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں اور کسی آدمی نے اُن کے

Marfat.com

جھاڑے (یعنی بول براز) کو زمین پر نہ دیکھا تھا زمین پھٹ کر نگل لیتی تھی اور اس جگہ سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی اور آنحضرت ﷺ تولّد کے وقت ختنہ کیے ہوئے ناف کٹے ہوئے اور پاک صاف کیے اصلاً اُن کے بدن مبارک پر پلیدی کا اثر نہ تھا پیدا ہوئے اور زمین پر سجدہ کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے آئے اور ان کے تولّد کے وقت ایک نور چمکا اور ایسی روشنی ہوئی جو اُن کی ماں کو اس روشنی کے سبب سے شام کے شہر نظر آئے اور فرشتے اُن کا جھولا جھلاتے تھے اور چاند ان کے ساتھ بچپن کے وقت جھولے میں باتیں کرتا تھا اور جب اُس کو اشارہ کرتے تو ان کی طرف جھکتا تھا اور بارہا جھولے میں جھولتے کلام کیا ہے اور بادل اُن پر ہمیشہ دھوپ کے وقت سایہ کرتا تھا اور اگر جھاڑے تلے آتے تو جھاڑ کا سایہ ان کی طرف متوجہ ہوتا تھا اور اُن کی پوشاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور اگر آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کی سواری کی مدت تک لید اور پیشاب نہ کرتا تھا اور عالم ارواح میں جو اول پیدا ہوا سو آپ ﷺ تھے اور پہلے جس نے الست بربکم کے جواب میں بلٰی کہا سو وہ بھی آپ تھے اور معراج اور براق کی سواری بھی مخصوص آپ کو تھی اور آسمان پر جانا اور قاب قوسین تک پہونچنا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا اور فرشتوں کو ان کی فوج اور سپاہ بنانا کہ لشکر کی طرح اُن کے ہمراہ ہو کر لڑنا یہ بھی خاصہ ان ہی کا ہے اور چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجائب معجزے کہ ان ہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور قیامت کے دن جتنا ان کو ملے گا اتنا کسی اور کو نہ ملے گا اور جو پہلے قبر سے اٹھے گا سو بھی آپ ہوں گے اور جو پہلے بیہوشی سے ہشیار ہوگا سو بھی آپ ہوں گے اُن ہی کو حشر میں بُراق پر لاویں گے اور ۷۰۰۰۰ ستر ہزار فرشتے ان کے جو گرو ہونگے اور ان ہی کو عرش عظیم کے داہنی طرف کُرسی پر بٹھائیں گے اور مقام محمود سے مشرف کریں گے اور لواء الحمد یعنی الحمد کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیویں گے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد اس جھنڈے کے تلے ہونگے اور سارے انبیاء علیہم السلام اپنی اُمتوں سمیت اُن ہی کے پیچھے چلیں گے اور پروردگار کا دیدار دیکھنا پہلے اُن ہی سے شروع ہوگا اور اُن ہی کو شفاعت عظمیٰ سے مخصوص کریں گے اور پل صراط پر جو پہلے گذر کرے گا سو آپ ہی ہونگے اور محشر کے ساری خلائق کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کر لو تا کہ ان کی بیٹی حضرت بی بی

Marfat.com

فاطمۃ الزہرا ؓ پل صراط پر سے تشریف لے جاویں اور پہلے جو بہشت کا دروازہ کھولے گا سو آپ ﷺ ہوں گے اور انہی کو قیامت کے وسیلے کے مرتبے مشرف کریں گے اور آنحضرت ﷺ قیامت کے دن جناب الٰہی سے قرب ومنزلت میں ایسے ہوں گے جیسے وزیر بادشاہ سے اور آنحضرت ﷺ کو کافروں کی غنیمت کا مال حلال کیا اور ان کے واسطے ساری زمین کو مسجد بنا دیا یعنی جس جگہ چاہیں نماز پڑھیں اور ان کے واسطے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والی کیا اور پانچ وقتوں کی نماز اور وضو اس طریق سے اور اذان اقامت اور سورۃ الحمد اور ''آمین'' اور جمعہ کا روز اور قبولیت کی ساعت جو جمعہ کے روز میں ہے اور رمضان شریف اور شب قدر کی برکتیں کہ یہ سب اُن ہی کے واسطے مخصوص ہے اور یہ خصوصیتیں دریافت کرنے کو ظاہر نظر پہنچتی ہے اور آپ کی وہ خصوصیتیں ''جو باطنی مراتب کے بموجب ہیں'' اور وہ انوار اور وہ تجلیات جو روز بروز بڑھتے اور زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ حالات اور مقامات جو ان کے امتیوں کو اُن کی پیروی اور فرمانبرداری کرنے کے طفیل سے حاصل ہوئے اور ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے اور وہ علوم اور عرفان جو ان کو عطا ہوئے سو بے انتہا ہیں اور بعض کہتے کہ بی بی حلیمہ آنحضرت ﷺ کی دائی آپ کو اپنے گھر سے عبدالمطلب کے یہاں پہنچانے کو لائیں اور مکہ معظّمہ کے دروازے پر آپ کو گنوایا تو بے قرار ہو کر ہبل کے پاس گئیں کہ وہ ایک بڑا بت تھا اور وہاں جا کر بلند آواز سے رونے لگیں جوں ہی آنحضرت ﷺ کا نام مبارک لیا وہیں سارے بت اوندھے منہ گر پڑے اور بتوں کے اندر سے ایک آواز نکلی کہ ہے ہے یہ کیا نام لیتی ہے کہ اس لڑکے کے ہاتھ میں ہماری ہلاکی اور خرابی ہے اس عرصہ میں جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آنحضرت ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اُن کے دادا عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیا۔

آپکی دائی بی بی حلیمہ ؓ بت خانے سے بے آس ہو کر اس ارادے سے نکلیں کہ عبدالمطلب کو آپ کے گم ہو جانے کی خبر دوں تا کہ آپ کو ڈھونڈیں وہاں گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ آپ عبدالمطلب کے پاس بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر بہت اچھنبے میں پڑی اور دنگ ہو گئیں (تفسیر عزیزی پارہ عم ص 365) معراج کے واقعہ میں نقل ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام براق پر حجاب تک پہنچے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ

Marfat.com

جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں یہاں حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے انہوں نے کہا اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں (نشر الطیب ص ۷۶) اور معراج کے سفر میں دوزخ کی سیر میں حضور ﷺ کا ایک قوم ایسی پر سے گزر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور انہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے اور حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہیں بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کردیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں بروایت حضرت کعبؓ عالم ہیں توریت سے نقل ہے جنت میں موتیوں کے گنبد ہیں اور مٹی ان کی مُشک ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اس کو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہونگے۔ (توریت)

جسم مثالی (یعنی دوسرا جسم):

نیک اور صالح حضرات اور انبیاء علیہ السلام کے جسد اصلی تو اپنی اپنی اصلی جگہ پر موجود ہوتے ہیں لیکن دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثّل ہوتا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے نظر آتے ہیں جس کو صوفیاء حضرات جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار میں نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق ہوتا ہے۔ آپ عمر سِن شیخوخت (بڑھاپا) تک نہ پہنچیں گے حضور کی عمر تریسٹھ (63) سال ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی۔ (نشر الطیب ص ۶۵/۷۰)

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری جدھر دیکھتی ہوں ادھر تو ہی تو ہے

درود شریف کی برکات:

سب سے لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پرنور ﷺ کی دولتِ زیارت میسر ہوتی ہے بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے شیخ

Marfat.com

عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السادات میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِیِّ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلِّمْ تَسلِیماً ☆ اور دوسرا طریقہ یہ نقل ہے نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار ۱۰۰۰ بار پڑھے دولت زیارت نصیب ہوگی وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِیِّ ۔ فاسق کا کوئی احترام نہیں ہے اور نہ تعظیم کرو اور فاسق کو سلام ابتدائی بھی نہ کرو۔ (المفرد ص ۶۲۳) شطرنج کھیلنے والے کو بھی ابتدائی سلام نہ کرو اصحاب معاصی کو سلام نہ کرو نہ جواب دو۔

تین محبوب چیزیں:

اور اللہ کے رسول علیہ السلام نے فرمایا میں نے سب کا حق ادا کر دیا ہے صدیق کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ اور صدیق اکبرؓ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

آپؐ کے چہرے کا دیکھنا۔ اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں امر بالمعروف اور نهی عن المنکر کرنا یعنی اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا اور پرانا کپڑا پہننا۔

اور عثمان غنیؓ فرماتے ہیں مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ مہمان کی خدمت، گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار۔ اور اس موقع پر اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا اگر میں جبرئیل دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند

Marfat.com

ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، بتاؤ عرض کیا۔ بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا، غریب عبادت گزاروں سے محبت کرنا۔ اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا پھر اللہ تعالیٰ کو یہ مجلس پسند آئی اور جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر اپنی محبت ظاہر کردی کہ اللہ جل شانہ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اللہ کی راہ میں طاقت کا خرچ کرنا۔ مال سے ہو یا جان سے ہو اور گناہ پر ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔ بس بھائی آج بھی اگر ہم اپنی مجلسوں کی نسبت اس محبوب و مقبول مجلس سے جوڑ دیں اور ہمہ تن جان مل کر عہد کریں کہ ہمیں بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ جان و مال اور وقت کو اللہ کے راستہ میں لگانا تو زہے نصیب! تنگ دامنی کا اظہار اس شعر سے ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حضور علیہ السلام کی حیات برزخی کا یقین اور توسل:

حضور علیہ السلام سے آپکی برزخی زندگی کے زمانہ میں بھی طلب استغفار درست ہے اور صحابہ کرامؓ جانتے تھے کہ آپ سائل کے سوال کو سنتے ہیں اور جانتے ہیں۔ محدث شہیر ابوبکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاریؒ) اور محدث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ صحابی جلیل القدر حضرت ابو عبدالرحمٰن بلال بن الحارث مزنیؓ جو فتح مکہ کے وقت جیش نبوی میں قبیلہ مزنیہ کے علمبردار بھی تھے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ایک دن قبر شریف پر حاضر ہوئے اور ندا کی یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے باران رحمت طلب کیجئے کہ وہ سب ہلاک ہونے والے ہیں یہ بھی ایک صحابی کی طرف سے عہد صحابہؓ میں پیش آیا جس میں بعد وفات نبوی علیہم السلام طلب شفاعت بھی ہے۔ اور ندا کر کے طلب دعا بھی۔ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت اور مسجد نبوی اکابر صحابہؓ سے بھری ہوئی ہے اور کسی ایک نے بھی حضرت بلالؓ کے اس فعل پر نکیر نہیں کی بلکہ اس کو خلاف اولیٰ بھی قرار نہ دیا اور نہ کسی نے حضرت بلال بن الحارث مزنیؓ کو قبوری، مشرک یا قبر پرست کہا (براہین) لہذا تمام صحابہؓ کا اس پر مطلع ہونے کے باوجود کسی کا بھی اس پر نکیر نہ کرنا منکرین توسل کی زبانیں بند کر دینے والا ہے۔ (مقالات ص ۳۸۸) اور سنن الٰہیہ میں سے ہے وہ اپنے بندوں کی حاجات نبی کریم ﷺ کے توسل سے پورا کرتا رہا ہے نیز دوسرے اولیاء صالحین کے توسل سے حیات میں اور بعد وفات بھی لوگوں کو

Marfat.com

فائدہ پہنچا ہے جس پر احادیث صحیحہ، آثار مقربین اخبار عامہ مومنین شاہد ہیں لیکن حافظ ابن تیمیہؒ نے آ کر اس بارے میں شکوک وشبہات کے جراثیم پھیلا دیئے اور ان کی کتاب ''الفرقان'' پڑھ کر متاثر ہونے والا ہر شخص کرامات اولیاء اللہ وغیرہ سے انکار کرنے لگتا ہے تمام اکابر امت نے زیارت نبویہ علیہ السلام کے وقت اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر کے ۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَلَمُوْ اَنفُسَھُمْ جَآءُ وُ کَ فَاسْتَغْفِرُوْاللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَ جَدُ وُ اللّٰہَ تَوَّ اباً رَّحِیْمًا☆ استغفار کرنے کی تلقین کی ہے اور سب نے اس کا تعامل کیا ہے۔ (انوار باری (۱۳/۲۱۴) اب بھی حضور علیہ السلام کی حیات برزخی کے زمانہ میں قیامت تک کیلئے قبر نبوی پر حاضر ہو کر استغفار ذنوب وطلب شفاعت نبوی نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ومطلوب ہے چنانچہ سب ہی علماء مناسک نے زیارت نبویہ کے باب میں اس اعرابی کے طریقہ کو پسندیدہ قرار دیا ہے جس نے قبر نبوی علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کرنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُو اَنفُسَھُم جَآءُ وکَ فَاستَغفَر واللّٰہ وَاستَغفَرُ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَ جَدُ وَ اللّٰہَ تَوّ اباً رَّحِیْما☆ لہٰذا میں بھی آپؐ کے حضور میں اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں اور آپؐ کی شفاعت اپنے ربّ کی بارگاہ میں چاہتا ہوں (انوار باری ۱۳/۲۱۵) اور علامہ قسطلانی شارع بخاریؒ نے لکھا ہے کہ جس شخص نے اس کے خلاف عقیدہ رکھا وہ محروم ہے۔ نورِ بصیرت سے خالی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے باطن کو ضلالت وگمراہی میں ڈال دیا ہے اور جن حضرات کی نظر دین اسلام کے پورے لٹریچر پر ہے وہ حافظ ابن تیمیہ کے تفردات ومختارات اور ان دلائل وتمسکات کو ہرگز کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس سے زیادہ یہ کہ وہ صرف اپنی چھوٹی سی جماعت کو خالص توحید کا علمبردار بتلاتے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو جو ان کے تفردات سے اتفاق نہیں کرتے ان سب کو قبوری ومشرک کہتے ہیں اور اعتدال سے ہٹ کر سختی اختیار کرتے ہیں۔ (انوار باری ۱۳/۲۲۱) اور انکے متبعین نے زیارت نبویہ کی احادیث کو تو باطل اور موضوع قرار دیا لیکن عقائد جیسے اہم باب میں اتنا تساہل اختیار کیا کہ نہ صرف ضعیف بلکہ معلول احادیث سے بھی استدلال کو جائز رکھا (۱۳/۶۴) ان سب آثار سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور علیہ السلام کی حیات

Marfat.com

برزخی کا یقین رکھتے تھے اور تابعی جلیل القدر حضرت سعید بن المسیب کا واقعہ ایام حرہ کا بھی نہایت مشہور ہے کہ تین دن تک جب مسجد نبوی میں کوئی نمازی بھی نہ آ سکتا تو وہ پانچوں وقت قبر نبوی سے اذان و اقامت کی آواز سن کر اپنی نمازیں ادا کرتے۔ (انوار باری ۱۳/۲۲۸) اور یہ بھی واضح ہوا کہ صحابہؓ کرام وسیلہ سے صرف اعمال کا وسیلہ نہ سمجھتے تھے بلکہ ذات کا وسیلہ بھی مانتے تھے اور کسی بھی فقیہ امت یا متبحر عالم دین سے توسل ذات نبوی علیہ السلام کا انکار منقول نہیں ہوا۔ (۱۳/۲۲۹) نئے نئے مسائل نکالنا اور ہر چیز کو بدعت و شرک قرار دینے کی رٹ لگانا موجودہ دور کی نجدیت و سلفیت کا خاص شعار بن گیا ہے اور مختصر ہے یہ کہ ''طریق ماانا علیه و اصحابی '' راہِ سنت ہے اور اس کے خلاف جس سے ترک سنت مذکور لازم آئے وہ بدعت و ضلالت ہے۔ (۱۳/۱۹۷ انوار باری)

روضہ اقدس نبویؐ پر حاضری کے دوران اللہ تعالیٰ سے استغفار کی درخواست

خطا کاروں یا نسیان سرزد ہو جانے والے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ سورۃ النساء رکوع نمبر ۹ آیت نمبر ۶۴ میں ہدایت فرما رہے ہیں ترجمہ: اگر وہ لوگ ظلم و معصیت کے بعد آپ کے پاس یعنی حضور ﷺ کے پاس آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی و مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی و مغفرت طب کرتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور رحم و کرم کرنے والا پاتے اس طرح مغفرت طلب کیلئے دعا کے بارے میں حافظ ابن کثیرؒ نے اس کے بعد متصلاً اپنی تفسیر ابن کثیر میں عتبیٰ رضی اللہ عنہ والا قصہ نقل کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح قبر نبوی روضہ اقدس پر حاضر ہو کر استغفار کرنے کے بعد الموت بھی درست اور مفید سمجھتے ہیں۔ (انوار باری ۱۳/۱۴۴ تفسیر ابن کثیر ۱/۱۹) چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت المقدس سے صلح کی تو کعب احبارؒ آپ کے پاس آئے اور اسلام لائے تو آپ نے بہت مسرت کا اظہار کیا اور یہ بھی فرمایا کہ تم میرے ساتھ مدینہ چلو تو بہتر ہے تا کہ قبر مبارک حضور ﷺ کی زیارت کا شرف و برکت حاصل کرو کعب احبارؒ نے کہا ضرور حاضر ہونگا۔ نیز امام بیہقیؒ نے نقل کیا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ ایک قاصد شام سے مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کی جناب میں سلام عرض کرنے کیلئے بھیجا کرتے تھے لہذا زیارت کے

Marfat.com

لئے سفر کرنا قربت ثابت ہوا۔ (انوار باری ۱۳/۱۴۵) روضہ اقدس کی حاضری کے چند ایام کے بہترین اثرات ظاہری و باطنی مدت العمر باقی رہتے ہیں بھائی صحیح یہ ہے کہ دل اگر حساس ہو تو اس سے زیادہ قیمتی دوسری چیز نہیں اور بے حس ہو تو اس کی حیثیت پتھر سے زیادہ نہیں۔ اب اگر کوئی حساس دل لے کر روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت کے کارناموں کو مستحضر کر کے (استحضار) دین و شریعت محمدیہ علیہ السلام کے سارے احکام و ہدایات کی پابندی کا عہد باندھے اور دنیائے انسانیت کے اس محسن اعظم کے احسانات کا ایک ایک کر کے تصور کرے تو ایمان و عمل کی وہ کونسی راہ ہے جو منٹوں اور سیکنڈوں میں طے نہیں ہو سکتی اور اس بلند ترین مقصد کیلئے روضہ مقدسہ کی حاضری کو اگر مقصدِ زندگی کہیں تو کیا بے جا ہے؟ (انوار باری ۱۳/۱۴۷) اور عام طور پر امام ابن تیمیہؒ کے فیصلے احادیث نبی علیہ السلام کے عام حکم کو متاثر کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ و تابعینؒ وغیرہ ہم سب نے جو کچھ سمجھا تھا یہ اس سے خلاف انفرادی رائے ہوگئی علامہ تقی الدین سبکی المتوفی ۷۵۶ھ نے لکھا کہ حافظ ابن تیمیہؒ خلافِ عقل و نقل کے قائل ہوئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ خلطِ مباحث کرتے تھے اور علوم میں دوسروں کے طفیلی تھے اور طریق صحیح کے مطابق علماء و شیوخ سے تلمذ کے ذریعہ سے اخذ علم نہیں کیا تھا۔ (السیف ص ۱۶۳ انوار باری ۱۳/۱۱۳) لہذا حج پر جانے والا حج سے فارغ ہو کر اگر زیارت روضہ اقدس پر حاضری نہیں دیتا تو یہ ترک کرنا غفلت عظیمہ اور بہت بڑی بے مروتی و احسان نا شناسی ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

عبادت کے معنی:

عبادت کے معنی حقیقت میں نہ نماز پڑھنے کے ہیں نہ روزہ رکھنے کے ہیں نہ زکوٰۃ دینے کے ہیں عبادت کے معنی تعمیل حکم کے ہیں کہ جو ہم کہیں اس کی اطاعت کی جائے اگر ہم کہیں نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے اگر ہم کہیں ہرگز نماز مت پڑھو تو چھوڑنا عبادت بن جاتا ہے اگر ہم کہیں روزہ رکھو تو روزہ رکھیں یہ عبادت ہے ہرگز نماز مت پڑھو سورج ڈوبنے اور نکلنے کے وقت اور زوال کے وقت ان اوقات میں آدمی

Marfat.com

نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا معلوم ہوا نہ نماز پڑھنا عبادت نہ چھوڑنا عبادت حکم ماننا عبادت ہے۔غرض عبادت کا حاصل یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی کو قانون خداوندی کے تحت میں گزارنا ہر حال میں اس کی رضا کو سامنے رکھنا اور اپنی منشاء کو ختم کرنا یہ عبادت ہے۔(مولانا زکریاؒ)

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
اب رہی بحث رنج و راحت کی وہ فقط وقت کا گزرنا ہے
رہ گیا عز و جاہ کا جھگڑا یہ تخیل کا پیٹ بھرنا ہے
اور قابل ذکر ہی نہیں خوردو نوش یہ بہمی کی خو سے لڑنا ہے
مقصد زندگی ہے طاعت حق نہ کہ فکر جہاں میں پڑنا ہے

(حکیم الاسلام قاری طیبؒ اکبر الہٰ آبادی)

بڑوں کا ادب:

بڑوں کا ادب حصول علم کے سفر کو نرم وسبک بنا دیتا ہے نتیجہ میں علم وعمل میں برکات کا ایک باب کھلتا ہے انگریزی تہذیب وتمدن اور جدید تعلیم کا نظام جب ہندوستان میں داخل ہوا تو صدیوں کی یہ روایات الٹ کر رہ گئیں اس انقلاب نے علم کی کائنات کو تہ و بالا کر دیا اور یہ بے ادبی بے احترامی کے مظاہرے بدقسمتی کا ایک جلی عنوان ہے۔زبان درازی طعن وتشنیع لوگوں کا عام مزاج بن گیا ہے تو حاصل یہ ہے کہ دین کیلئے ادب ایک بنیادی چیز ہے جس حد تک ادب اور تایب بڑھتا جائے گا اسی حد تک انسان کا دین قوی ہوتا جائے گا اور جس قدر بے ادبی گستاخی جرات وجسارت اور بے باکی بڑھتی جائے گی انسان دین سے ہٹتا جائے گا خواہ علم ہو یا عمل ان میں شریعت نے آداب کی رعایت رکھی ہے۔

مہینے میں تین روزے رکھنے کی فضیلت:

ابوذرؓ نے اپنے مہمان کو فرمایا کہ آپ کھانا کھالو اور آپ کو یہ بات فکر مند نہ کرے کہ اکیلے کھا رہے ہو۔کیونکہ میرا روزہ ہے اس کے بعد ابوذرؓ نماز میں مشغول ہو گئے۔اور جلدی جلدی رکوع کرنے لگے

Marfat.com

اور فارغ ہو کر مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے مہمان نے کہا'' اِنَّا لِلّٰهِ '' کہ مجھے اس کا بالکل دھیان نہ تھا کہ آپ مجھ سے جھوٹی بات کریں گے۔ ابھی تو آپ نے کہا میرا روزہ ہے۔ اور پھر آپ کھانے بھی لگے ابوذرؓ نے فرمایا اللہ تیرا بھلا کرے جب سے میری تم سے ملاقات ہوئی ہے میں نے جھوٹ نہیں بولا مہمان نے کہا کیا آپ نے مجھے ابھی یہ نہیں بتایا تھا کہ میں روزہ سے ہوں انہوں نے فرمایا ہاں میں نے اس مہینے میں تین روزے رکھے ہیں سو میرے لئے اس کا اجر لکھ دیا گیا اور میرے لئے کھانا بھی حلال رہ گیا (المفرد ص ۴۸۷) ف: جو شخص مہینے میں تین روزے رکھ لے اسے پورے ماہ کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں تین روزے رکھ چکا ہوں لہذا روزے دار کے حکم میں بھی ہوں اور کھانا بھی جائز ہے۔

خلاصہ تصوف:

اخلاص و ہمت خلاصہ تصوف ہے اور ان دونوں میں بھی اصل چیز ہمت ہے۔ کیونکہ اخلاص پیدا کرنے کیلئے بھی ہمت کی ضرورت ہے اور ہمت کا معین استحضار ہے۔

اصلاح ہوگئی:

یہ جو کہتے ہیں فلاں کی اصلاح ہوگئی تو اصلاح سے مطلب کچھ زیادہ عبادت، ریاضت، کثرت نوافل و روزہ وغیرہ نہیں بلکہ نفس کا ٹوٹنا یعنی تکبر کا ٹوٹنا ختم ہونا مطلب ہے۔ (رائے پوریؒ)

سب سے زیادہ عقل مند:

سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے کہ جس کی تمام تر سعی (کوشش) و ہمت (توجہ) اللہ ہی کی طرف اور اس کی تمام کوشش کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے وہ دنیا اور اس کی فضولیات اور اس کی ریاست اور عیش و آرام سے بالکل بے رغبت ہوگیا ہو اس کے نزدیک دنیا بالکل حقیر ہے اس نے اس دنیا میں تھوڑے دنوں تو مصیبتوں اور مشقتوں پر صبر کیا پھر غیر متناہی (نہ ختم ہونے والی) زمانے میں راحت اور چین کی زندگی گزارے گا۔ (مفہوم الحدیث ۱/۲۱) بس عبادت اور شکر نعمت کو حصول مقاصد کا ذریعہ بناؤ اور انہی دونوں کے

Marfat.com

وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ (مظہری ۱۰/۱۶۵) اور ایمان لانا اور حفاظت کے ساتھ لے جانا اگرچہ دوامی جہنمی ہونے سے روکتا ہے اور جنت میں (کبھی نہ کبھی) داخل ہونے کا مستحق بنا دیتا ہے لیکن حصول درجات تو اداء اطاعات اور ترک خواہشات سے وابستہ ہیں اور اللہ نیک لوگوں کو سخت مصائب میں مبتلا کر کے پرکھتے ہیں تمام امتیں اسی آزمائشی دور سے گزری ہیں (مظہری ۱۰/۱۵۶) اور عارفین حضرات اور ابدال حضرات کو جو یہ مراتب نصیب ہوئے تو صرف روزہ نماز اور خشوع وخضوع حسن ظاہری اعمال سے نہیں ہوئے بلکہ خالص تقوی، نیت حسنہ اور سلامت صدر اور تمام مسلمانوں پر رحمت اور ہمدردی کی وجہ سے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے علم کے ساتھ برگزیدہ فرما کر اپنی ذات پاک کے لئے خالص بنایا ہے اور وہ ہر دور میں چالیس رہے ہیں کہ ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں۔ (قصص اولیاء ۱/۱۳۰) اور لوگوں میں خالص ایمان اسی کا حصہ ہے جو ہلکا کم سامان والا ہو اور خلوت میں رہے رات کو نمازوں سے اور دن کو روزہ سے اسے حصہ ملا ہو اور روزی بقدر حاجت ملتی ہو اور وہ اس پر قانع ہو اور اسمیں عفت و پاکدامنی اعلیٰ درجہ کی ہو اور ایسا گمنام ہو کہ لوگوں کی انگلیاں اُس کی طرف نہ اٹھتی ہوں اور جو مرے تو اس پر رونے والیاں بھی کم ہوں اور ترکہ کا نام ونشان نہ ہو ایسا شخص ہر شر سے نجات پا گیا اور قیامت کو اُسے آگ نہ چھوئے گی (قصص اولیاء ۱/۲۱) اور ایسے شخص کیلئے ہمیشگی کی ہلاکت ہے جو شہوت اور غضب کے حکم کو عقل اور شرع کے حکم پر غالب رکھے۔ عقل اور شرع کو محکوم شہوت وغضب کا بنائے ایسا شخص رفتہ رفتہ دین سے انکار اور تکذیب کا موجب ہوتا ہے۔ (عزیزی سورۃ الشمس ص ۳۱۲) اور جو یہ چاہے کہ قیامت کے دن اللہ اُس کو قصر جہنم سے بچا کر اپنے سایہ عرش میں لے لے اس پر اپنا سایہ کر دے تو اس کو چاہیے کہ مومنوں پر درشت خو نہ ہو بلکہ اُن کیلئے نرم دِل ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دیدیا جائے تو کچھ لوگ لوگوں کے خون اور مال کا دعویٰ کرنے لگیں گے۔ (مظہری ۲/۱۲۹ـ۲/۱۰۴)

حکم کے دسواں حصہ پر بھی نجات کی امید:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جن امور کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اگر

Marfat.com

ان کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پھر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اس زمانے کے لوگوں کو جو حکم دیا جائے گا اس کا دسواں حصہ بھی اگر وہ کر لیں گے۔ تو نجات پا جائینگے (ترمذی شریف) بس بھائی فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے کبائر بھی معاف کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صغائر کی بھی سزا دیتا۔ (مظہری ۲/۱۳۵)

رذائل نفس کا مواخذہ:

رزائل نفس کا مواخذہ اعمال بدنیہ کے مواخذہ سے زیادہ سخت ہے اگر بندہ اپنی امکانی کوشش کرے اور مجاہدہ نفس کے ذریعہ امراض نفسانی کو دور کرنے کی جدوجہد کو کام میں لائے اور خواہش نفس کے پیچھے نہ پڑ جائے اور رزائل نفس کو دور کرنے کیلئے فقراء اہل اللہ کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ اس کے اندرونی معاصی معاف فرما دیگا لیکن جو شخص اپنے اندرونی عیوب کی طرف توجہ ہی نہ کرے اور رزائل نفس کو دور کرنیکا ارادہ ہی نہ ہو تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیاء حضرات کے طریقہ پر چلنا اور فقراء کے دامن سے وابستہ ہونا ایسا ہی فرض ہے جیسے کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کے احکام کو سیکھنا۔ (مظہری: ۲/۱۶۱) اور جو وسوسے دل میں پیدا ہوتے ہیں جب تک ان پر عمل نہ ہو یا ان کو زبان سے نہ کہہ دیا جائے تو اللہ نے اس امت کیلئے درگذر فرمائی ہے۔ (متفق علیہ)

دنیا سے لذت یاب ہونا:

اور جو شخص دنیا میں لذت یاب ہوا اگر چہ کسی جانور ہی کی خوش آوازی سے کیوں نہ ہو اس کا حصہ آخرت میں بہت کم ہو جاویگا اسی واسطے جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی اور ٹھنڈا پانی شہد کا ملا ہوا لائے تو آپؓ اس کو ہاتھ میں پھیراتے رہے پھر اس کو نہ پیا اور فرمایا مجھ سے اس کا حساب علیحدہ رکھو (احیاء العلوم) اور جس کی معرفت الٰہیہ قوی تر ہوگی وہ لذات دنیاوی سے زیادہ تر احتراز کرے گا (شہرت بڑی معلوم ہوگی) تنہائی اچھی لگے گی لیکن چونکہ بدن بھی نفس کی سواری ہے جس سے زندگی کی مسافت آدمی طے کرتا ہے پس اس کا کفیل ہونا اس قدر کہ علم اور عمل کی طاقت رہے دنیا کی لذت میں شمار نہ

Marfat.com

ہوگا اور جو کوئی دنیا میں سے ضرورت و حاجت کی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل کی آنکھ کو اندھا کردے گا اور نور بصیرت سے محروم رہے گا یہی بیان دنیا کا آدمی کے حق میں ہے اس کو خوب غور کرلو انشاء اللہ ہدایت پاؤ گے لیکن بدن کی ضروریات کو ہی پورے کرنے میں تگ ودو کرنا اور چوپایوں کی طرح بجز خورد و خواب کے اور کچھ نہ جاننا اور اسی کو مقصود جاننا اور خدائے تعالیٰ کے احکام سے اور قیامت کے دن سے غافل رہنا انتہائی غفلت کی زندگی ہے ایسے لوگوں کی کمائی مرنے کے بعد کھاؤ اڑاؤ کے ہاتھ لگتی ہے اور وہ صرف کھانے اور لباس اور مسکن کی حاجت میں لگ کر یہ بھول جاتے ہیں کہ ان چیزوں کی حاجت کس لئے ہے اور ان میں سے کس قدر کافی ہے اور اپنی معاد و آخرت کی فکر بھول جاتے ہیں دنیا کو دنیا کی غرض سے نہیں بلکہ دنیا کو دین کی غرض سے لینا جائز ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَ آخِراً ﷺ علی سیدنا محمد و اصحابہ وسلم اور جن لوگوں نے حضور ﷺ کی ہدایت قبول فرما کر اتباع سنت کی وہ سنور گئے اور انہوں نے دغابازی چھوڑ دی چنانچہ اس روز سے آج کے دن تک تمام دنیا میں کوئی پورا ناپنے تولنے والا مدینہ منورہ کے لوگوں کے برابر نہیں اور آدمی کی خیانت جناب حق تعالیٰ سے یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ سے پورا چاہیئے اور خود اس کی طاعتوں میں نقصان کرے اور حضورؐ نے فرمایا کوئی قوم سب مل کر عہد شکنی نہیں کرتے مگر دشمن اُن کے اوپر مسلط کیے جاتے ہیں۔

سالک کا وساوس کے ہجوم سے عقلی طور پر تشفی ہونا۔ مگر دل کو اطمینان اور سکون نہ ہونا:

سالک کیلئے وساوس کا علاج جو تحریراً بتایا گیا ہے اور بعض ساتھیوں کو پرچہ بھی دیا لیکن بعض ساتھی یوں کہیئے کہ وساوس کا علاج جو تحریراً سنا اور دیکھا اور سمجھا اس سے عقلی طور پر تشفی ہوگئی لیکن دل کو اطمینان اور سکون نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم کو اطمینان نہیں ہوتا نہ ہو بھلا ہمیں اطمینان ہے کہ تمہاری حالت اچھی ہے طبیب کو اپنے اطمینان کی ضرورت ہے اگر مریض اطمینان نہ کر سکے کچھ پروا نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرق نہایت لطیف ہوتا ہے جس کو طبیب اپنی حذاقت سے محسوس کرتا ہے مگر مریض کو نہیں سمجھا سکتا

Marfat.com

کیونکہ نہ تو اس میں حذاقت اور نہ اعتدال مزاج پس تم کو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ہمیں اطمینان ہے اس سے تسکین ہو جائیگی اب اس پر مزید جان لو کہ انسان خواہ کسی قدر معاصی کرے اور خواہ کتنا ہی حق سے دور رہے مگر اس کی استعداد بالکلیہ زائل نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ حالت کفر میں بھی استعداد زائل نہیں ہوتی ہاں اس قدر محجوب ہو جاتی ہے کہ کالعدم ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی اثر ظاہر میں نہیں رہتا اور اگر بالکل معدوم ہو جایا کرتی تو پھر انسان قبول حق کا مکلف ہی کیوں رہتا اور یہ عذاب وثواب ہی کیوں ہوتا یہ سب اسی لئے ہے کہ باوجود استعداد ہونیکے اس کو اپنے معاصی اور نافرمانیوں نے اس درجہ کو پہنچا دیا ہے کہ کالعدم ہو گئی خوب سمجھ لو۔

امام حفص بن غیاثؒ:

امام صاحبؒ (امام اعظمؒ) اور امام ابو یوسفؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں اور حنفی ہیں عمر بن حفص بھی کبار رجال بخاریؒ میں سے اور ثقہ ہیں ان ہی محمد بن حفصؒ سے نقل ہے کہ والد بزرگوار کی وفات کا وقت ہوا اور ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تو میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کیوں روتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ کی جدائی کے خیال سے اور اس لئے کہ آپ قضاء کے معاملات میں پھنسے تھے فرمایا نہیں روؤ نہیں کیونکہ خدا کا شکر ہے میں نے پوری زندگی عفت پاکدامنی کی گزاری ہے اور مدعی و مدعا علیہ میں سے کبھی کسی کے ساتھ عدل وانصاف کرنے میں مداہنت نہیں کی (انوار باری ۹/۴۰) امام ابو یوسف نے فرمایا حفصؒ اور ان جیسے لوگوں کو تو قیام لیل کی برکت سے حق تعالیٰ کی حفاظت و سرپرستی میسر ہو جاتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حفصؒ کو برکت تہجد سے اپنی توفیق سے نوازا ہے اور یہ ہارون الرشیدؒ کے دور کے قاضی تھے اور وفات کے بعد اپنے او پر نو سو درہم کا قرضہ چھوڑ گئے۔

ذکر قلبی:

قلبی ذکر کو فکر اور دھیان کہتے ہیں ذکر نہیں کہتے اس کو ذکر مجازاً کہا جائے گا ذکر وہی ہے جو زبان سے خواہ سراً ہی ہو اور دوام ذکر کی اصطلاح جو حضرات نقشبندیہؒ میں ملتی ہے یہ بمعنی دوام توجہ الیٰ اللہ ونسیان

Marfat.com

ماسوا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا۔ اے فرزند، فرصت غنیمت ہے اور صحت وفراغ بہت مغتنم ہے ہمیشہ اپنے اوقات عزیز کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رکھنا چاہیے ہر عمل جو موافق شریعت غرا ہے داخل ذکر ہے اگرچہ خرید وفروخت ہو لہٰذا تمام حرکات وسکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت ہونی چاہیے تاکہ وہ سب ذکر ہو جائیں کیونکہ ذکر سے مراد و مقصود دفع غفلت ہے اور جب حق تعالیٰ کی رعایت تمام افعال میں ہوگی تو آمر و ناہی یعنی حق تعالیٰ سے غفلت نہ رہے گی اور اس کے دوام ذکر کی نعمت حاصل ہو جائے گی اور یادداشت جس کو کہتے ہیں۔ وہ دائمی دھیان ہے جس کا تعلق صرف باطن سے ہے جو اس کے علاوہ ہے اور سالک کیلئے نسیان ماسویٰ اس طریق کا پہلا قدم ہے اور اس کیلئے سعی کی ضرورت ہے کہ کوتاہی نہ ہو اور یہ شیخ کی صحبت کی برکت سے مطلوب حقیقی جل سلطانہ کے ساتھ دوام توجہ قلب حاصل ہو جاتی ہے۔

کمالات ولایت:

اطاعت وعدم عصیان اور شکر وعدم کفران کا مدار نفس کے فناء پر ہے حقیقی ایمان اور قلبی اطمینان پر ہی اطاعت کلی اور شکر دوامی کی بناء ہے لہٰذا (اس آیت کا تقاضا ہے) ترجمہ اے ایمان والو۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے۔ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ .....) کہ کمالات ولایت کو حاصل کرنا واجب ہے حضرت انسؓ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک حق تقویٰ ادا نہیں کرتا جب تک اپنی زبان کی نگہداشت نہ کرے کمالات ولایت کو پہنچنے کیلئے کم کھانا کم سونا ہمیشہ ذکر کرنا زبان کو لغو باتوں سے روکنا عوام سے اختلاط کم رکھنا اللہ کے حقوق کے معاملہ میں لوگوں کی پرواہ نہ کرنا کمال ولایت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ (۲/۳۱۷ مظہری) اور سوائے تواضع کے سب نعمتوں پر حسد کیا جاتا ہے اور شریف جب عابد ہو جاتا ہے تو تواضع کرنے لگتا ہے اور احمق جب عابد ہو جاتا ہے تو اپنے آپ کو بزرگ سمجھنے لگتا ہے اور دلوں کو متقی بنانا دین کا کام ہے انسان کا نہیں۔

سالک کیلئے وساوس وخطرات کا علاج:

کوئی ایسا سالک واصل الی اللہ نہیں ہے جس کو راستہ میں یہ گھاٹی نہ آتی ہو پس اُن میں جو خود

Marfat.com

عارف یا کسی عارف باللہ سے تعلق ومحبت واعتقاد کا رکھنے والا ہے اس کی نظر میں تو یہ وساوس لا شے محض معلوم ہوتی ہے اور جو خود ناواقف ہیں وہ تل کو پہاڑ کر کے طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اے عزیز! صحابہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہیں ہوا اُن تک کو یہ قصہ پیش آیا کہ انواع انواع وساوس نے گھیرا اور وساوس بھی ایسے جس کو زبان پر لانا جل کر کوئلہ ہو جانے سے بدتر اور سخت تر اور گراں تر وناگوار تر جانتے تھے آخر انہوں نے حضور پُر نور ﷺ کے حضور اس کو ذکر کیا حضور صلعم نے فرمایا ذَالِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَان۔ یعنی یہ تو کھلی نشانی ایمان کی ہے دو وجہ سے اول اس لئے کہ چور وہاں جاتا ہے جہاں متاع پاتا ہے پس اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب میں نہ ہوتا تو ہرگز شیطان اس کے پیچھے نہ پڑتا یہی وجہ ہے کہ اکثر نیک لوگوں کو وساوس پیش آتے ہیں اور جو فساق وفجار واشرار ہیں ان کو کبھی اس کا اتفاق بھی نہیں ہوتا کیونکہ شیطان ان سے جب گناہ کرا رہا ہے اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے امر میں مبتلا کرے جس میں کسی قسم کا گناہ بھی نہیں نرا رنج ہی رنج ہے دوسرے اس لئے علامت ایمان کی ہے کہ مومن نے جب اسکو برا سمجھا پس اگر اس شخص کے ایمان میں خلل ہوتا تو اُن خیالات کفریہ کو حق سمجھتا اور ان کو دل سے قبول کرتا اور ان پر مطمئن ہوتا اور ان میں اس کے قلب کو انشراح ہوتا کراہت نہ ہوتی۔ جیسا تمام کفار کو دیکھا جاتا ہے جب اس شخص نے ان کو مکروہ سمجھا تو ان کے اضداد کو حق سمجھتا ہے اور یہی ایمان ہے غرض ان وجوہ سے یہ علامت ایمان کی ہے ہرگز ہرگز کفر نہیں بلکہ گناہ ومعصیت بھی نہیں کیونکہ گناہ وہ فعل مذموم ہے جو باختیار خود کرے اور چونکہ وساوس پر اختیار نہیں ہے اس لئے وہ گناہ نہیں ہوسکتا جب گناہ نہیں پھر اس پر پریشان ہونا فضول ہے یہ تو تحقیق ہے وسوسے کے برے یا بھلے ہونیکی رہا اس کا علاج بس سب معالجات سے بہتر علاج جس کو اکسیر اعظم کہنا چاہیے کہ اس کا کچھ علاج نہ کیا جائے بلکہ جرأت ودلیری کے ساتھ اور یقین عزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دل میں خیال کرے کہ جب یہ عند اللہ گناہ نہیں اور شرعاً کوئی مرض نہیں پھر کیا غم بلکہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ دلیل ایمان ہے تو اسپر الٹا اور خوش ہونا چاہیے جب یہ شخص خوش ہوگا تو شیطان نے وسوسہ تو خاص اسی لئے القاء کیا تھا کہ یہ شخص محزون ہوگا جب وہ دیکھے گا کہ یہ شخص تو خوش ہوتا

Marfat.com

ہے اور اس کا خوش ہونا اس کو پسند نہیں وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیگا اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہو جائیگی اور اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پرواہ نہیں کیونکہ جب یہ معصیت نہیں تو اس سے نجات کی کیا ضرورت ہے پس عمدہ علاج یہی ہے اور ہر وسوسہ کا بالتفصیل جواب سوچنا یا کسی سے پوچھنا یہ طریقہ مضر ہے بلکہ اس سوچ بچار کیلئے ذکر اللہ کا شغل رکھے کہ وہ قاطع وسوسہ بھی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اور اس سے قلب میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ایسے خرافات سے متاثر نہیں ہوتا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو ایک ہی روز میں بلکہ ایک ہی منٹ میں پوری تسکین و راحت حاصل ہو جاوے گی۔

وسوسہ پر مواخذہ:

وسوسہ پر جب تک عمل نہ ہو اس وقت تک نہ اس پر مواخذہ ہے اور نہ وہ مضر ہے۔ (تھانویؒ) اور وسوسہ تو کفر کا بھی آنا مضر نہیں اور ریاء قصد سے پیدا ہوتا ہے اور مسلمان کو زیادہ تر طاعات میں مشغول رہنا چاہیے مباحات میں زیادہ منہمک نہ ہو کہ اس کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے اور زہد قلب اور بدن دونوں کو راحت دیتا ہے مخلوق کے ہاتھ میں جو کچھ ہے سب سے امید قطع کر دو۔ راحت میں رہو گے بس یہی زہد ہے اور مروت میں اپنی دینی ضرر ہرگز گوارا نہ کرنا چاہیے اور بے تحقیق بات کا نقل کرنا گناہ ہے اور جب دوسرے کی طرف سے ذمہ داری سونپی گئی ہو تو اس میں آپ کی منجانب اللہ اعانت ہوگی اس میں بدگمانی، تجسس، غیبت ان سب کا منشاء کبر ہے بلکہ متکبر کی غرض پوری طرح غیبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

معمولات کی پابندی:

معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے۔ اہتمام سے کرتے رہیں دل لگے یا نہ لگے دل بھی لگنے لگے گا ہمارے قلوب کا رخ متعین نہیں حدیث نفس کا ہجوم اور واہی تباہی خیالات بے دینی بری صحبت یہ سب رکاوٹیں ہیں راہ کے تعین کرنے میں۔

مراقبہ کا طریقہ:

مراقبہ کیلئے تنہائی میں یکسو ہو کر بیٹھے کہ ذکر کے بعد تھوڑی دیر کیلئے قلب کی طرف متوجہ ہو کر تصور

Marfat.com

کرے اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی اور اللہ تعالیٰ کی حضوری نظر اور اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے۔ باوجود پاک ہونے اس ذاتِ مقدس کے جہت کے مکان سے یہاں تک کے تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے اور پھر قلب پر جو کیفیت وارد ہو اس کی قدر کی جائے اور عالم الغیب و الشہادۃ کا احسان سمجھ کر شکر گزاری کے ساتھ اس کا تحفظ کیا جاوے۔ (گنگوہیؒ)

خشوع:

اللہ کی ہیبت جو دل پر طاری ہو اِس کو خشوع کہتے ہیں اور تسبیح و مراقبہ تو محض ذرائع ہیں مقصود نہیں مقصود حصول نسبت مع اللہ ہے۔

ناز اس ظاہر طہارت پر نہ اے مغرور کر　　حرص دنیا خود نجس ہے یہ نجاست دور کر

بس ولایت کا تقاضا ہے استغراق اور فناء فی اللہ اور ہر طرف سے توجہ کو ہٹا کر اللہ کی ہی طرف رخ کر کے ڈوب جانا اور اس کا مرتبہ نبوت سے نچلا ہے کیونکہ ولایت نام ہے تجلیات صفاتی کا اور نبوت عکس ہے تجلیات ذاتیہ کا۔ (حضرت مجدد الف ثانی مظہری ۱۴۱۰/۷)

سالک کیلئے خلوت کی شرطیں جنید بغدادیؒ:

(۱) ہمیشہ باوضو رہے جس وقت جائے فوراً بنالے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

(۲) روزہ رکھنا نماز مغرب سے پہلے افطار کرے اور اگر ضرورت ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان کھانا کھالے۔

(۳) کھانا کم کہ معدہ کا تہائی خالی رہے۔ اس سے قلب کی راحت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زاہد ہوتی ہے کہ اہل اللہ کا قول ہے کہ بھوک اللہ کا کھانا ہے۔

(۴) زبان سے سوائے اللہ کے ذکر کرنے کے کچھ نہ نکالے سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہیے ہاں اگر شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت گفتگو کرے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل

Marfat.com

ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

(۵) ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

(۶) خطرات کا دور کرنا حدیث نفس کو دفع کرنا یعنی غیر خدا کا خواہ اچھا ہو یا بُرا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے۔

(۷) دل سے شیخ کا رابطہ رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتماد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کیلئے میرے اوپر اس کو متعین کیا ہے اور ہمیشہ محبت سے شیخ کی طرف متوجہ رہے کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی کی جاتی ہے۔ (ضیاء القلوب ۱۴۵)

طریقت اور سلوک میں داخل ہو کر یہ کام چھوڑنا پڑینگے:

داڑھی منڈانا، داڑھی کٹانا جبکہ چار انگل سے زائد نہ ہو۔ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، شلوار پہننا یا لنگی باندھنا یا کرتہ چوغہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا یا عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا یا کسم وزعفران کا رنگا ہوا یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا یا لڑکوں کو پہنانا یا کفار کا سا لباس پہننا یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یا زائد یا سونے کی انگوٹھی پہننا یا عورتوں کو کھڑا جوتا (یعنی مردانہ جوتا) یا مردانہ لباس پہننا یا باجہ دار زیور پہننا یا ایسا باریک یا چھوٹا پہننا جس میں بدن کھلا رہے کسی عورت یا مرد کو بری نگاہ سے دیکھنا یا عورتوں لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں رہنا یا بدوں سخت مجبوری کے سامنے آجانا اگرچہ وہ پیر ہی ہو یا رشتہ دار ہوں اور سخت مجبوری ہو وہاں سر اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے اور عمدہ پوشاک اور زیور سے نامحرم کے سامنے آنا بالکل ہی برا ہے اس طرح نامحرم مرد و عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیے فضول خرچی کرنا۔ کپڑے میں

Marfat.com

تکلف کرنا کیونکہ یہ بھی فخر ونمود میں داخل ہے مردہ پر چلا کر رونا اس کا تیجہ دسواں، چالیسواں وغیرہ کرنا۔ مردہ کے ورثہ کو بدوں شرع کے موافق تقسیم کرنا۔ لڑکیوں کا حصہ نہ دینا رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا۔ تصویر بنانا یا رکھنا۔ ٹی وی رکھنا یا دیکھنا۔ یا براہ شوق کتے پالنا، کبوتر بازی و مرغبازی پتنگ بازی وغیرہ کا شغل کرنا۔ گانا سننا، عرسوں پر جانا۔ بزرگوں کی منت ماننا۔

نیاز گیارہویں وغیرہ متعارف طور پر کرنا یا شادیوں میں مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہونا شب برات کا حلوا پکانا یا محرم کو تہوار منانا، ٹونے ٹوٹکے کرنا یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا غیبت کرنا۔ چغلی کھانا جھوٹ بولنا، تجارت میں دغا کرنا، عورت کا خاوند کے سامنے زبان درازی کرنا یا اس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا یا بلا اجازت کہیں جانا اور حافظوں کا مُردوں پر قرآن پڑھ کر یا تراویح میں قرآن سنا کر کچھ لینا یا مولویوں کو وعظ پر یا مسئلہ بتلانے پر اجرت لینا یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا درویش وضع لوگوں کو پیری و مریدی کی ہوس کرنا یا تعویز گنڈوں کا مشغلہ رکھنا یہ ہے فہرست مختصر نہ کرنے کے کاموں کی اور تفصیل حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے رسالوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

علاج وساوس:

خطرہ کی حقیقت بلا اختیار نفس کا کسی بُری چیز کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ عقل سے اور یہ تسلیم حکماء وعلماء سے ثابت ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا اس لئے جب کسی بُری چیز کا خیال دل میں آوے تو اس کے دفعیہ کا قصد نہ کرے نہ اس میں اور اس کے اسباب میں خوض کرے کہ اس سے زیادہ لپٹتا ہے بلکہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کر دے۔ اس سے وہ برا خیال خود بخود دفع ہو جاویگا اور اگر وہ پھر خیال میں آوے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی متخیلہ سے بالکل نکل جاوے گا علاج کلی اس کا یہی ہے۔

باقی معالجات جو مشائخ کے نزدیک معمول ہیں جیسے تصور شیخ یا پاس انفاس یا تخیل نقش اسم ذات وہ سب اسی کلی کے جزئیات ہیں اور اگر خطرات سے پریشان ہو کر ضعف قلب یا خفقان یا جسمانی کمزوری یا

Marfat.com

کسی مرض کے عروض کی نوبت آ گئی ہو تو علاج مذکور کے ساتھ مقویات و مفرحات قلب وغذائے نفیس اور ادویہ مرض عارضی کا استعمال بھی کیا جانا ضرور ہے۔اس علاج کو اختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھا جائے امتحان کر کے اس کا نفع ملاحظہ فرمائیں۔

دین اہل اللہ کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے:

اصل یہی ہے کہ دین محض کتابوں سے یا کتابوں کے ورقوں سے نہیں پیدا ہوتا۔اہل اللہ کے دلوں سے پیدا ہوتا ہے۔کتابیں کوئی لاکھ پڑھ لے صحبت نہ ملے دین اثر نہیں کرے گا قلب کے اندر رنگ نہیں پیدا ہوگا محض کتاب یا کاغذ سے نہیں اہل دل کے پاس بیٹھ کر دل میں اثر پیدا ہوگا۔لسان العصر اکبر الہ آبادی یو پی کا بڑا شاعر گزرا ہے اس نے کہا وہ اکثر علی گڑھ کالج کے لڑکوں سے خطاب کیا کرتا تھا جو چوٹیں ہوتی تھیں ان پر طعن بھی کرتا تھا ساتھ میں انہیں سمجھاتا بھی تھا کالج کے لڑکوں سے اس نے خطاب کر کے کہا ہے۔کہ

کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا — دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
کتابوں سے نہ واعظوں سے نہ زر سے پیدا — دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اہل اللہ کی نظر پڑتی ہے دین آنا شروع ہو جاتا ہے نہ کتاب سے آتا ہے نہ مدرسے کے دروازوں سے اہل دل کے دل سے آتا ہے۔دل سے بات اٹھی ہے تو دل ہی سے جا کر ٹکراتی ہے اس واسطے اعلیٰ ترین طریقہ دین اور دینی اخلاق حاصل کرنے کا وہ فیض صحبت ہے۔خواہ علماء ربانی کی صحبت میسر ہو یا کوئی حقانی درویش اور اہل اللہ میں سے ہو۔اس کی صحبت میسر ہو وہ بھی نہ ہو تو کسی نیک آدمی ہی کی صحبت میسر ہو عوام میں بھی نیک ہوتے ہیں آدمی چھانٹ لے یہ مقبول ہے اور مقبولیت اعمال سے معلوم ہوتی بلکہ صورت سے نظر پڑتی ہے کہ یہ مقبول ہے۔اس کے چہرہ پر ایک ایمان کی نرمائی ایک بھول پن، ایک سادگی اللہ پر بھروسہ اور توکل ہوتا ہے۔نہ چالاکی اور عیاری برستی ہے بلکہ سچائی برستی ہے۔یعنی المومن غر کریم والمنافق خب لئیم۔مومن کی شان یہ ہے کہ وہ بھولا بھالا۔سیدھا سچا ہوتا ہے اور بھولے پن کے معنی بیوقوف نہیں۔

Marfat.com

مومن بے وقوف نہیں ہوا کرتا۔ جس درجے کا ایمان ہوگا اس درجے کی عقل مندی بھی، جس کے ہاں ایمان ہی کمزور ہے عقل بھی کمزور ہوگی بھول پن سے مطلب یہ ہے کہ فریب کاری نہیں ہوتی۔ کتابوں میں آیا کہ جب حضرات صحابہؓ اجمعین ہندوستان میں آئے تو اول سندھ میں آئے جب صحابہؓ سندھ کے بازاروں سے گزرے ہیں تو ہزاروں آدمیوں نے اُن کے چہرے دیکھ کر اسلام قبول کیا اور کہا یہ جھوٹوں کے چہرے نہیں ان چہروں پر سچائی برستی ہے۔

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور   کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

یہ چہرہ اصل میں چغل خور ہے جو دل میں ہوتا ہے چہرہ چغلی کھا دیتا ہے کہ یہ چیز دل میں بھی بھری ہوئی ہے اگر بد نیتی بھری ہوئی ہے چہرے پر برستا ہے کہ یہ آدمی اچھا نہیں ہے بہر حال چہرہ ذی شعور کے سامنے بول دیتا ہے چہرہ آئینہ ہے دل کی چیز چہرے پر کھل جاتی ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام)

سالک راہ حق کے لئے اہم نکات:

(۱) گمراہی کی حالت میں بھی مجاہدے کرنے والوں کو ایسے آثار اور صورتیں درپیش آتی ہیں کہ ان کو اپنے مسلک کی تائید اور اس پر اطمینان ہوتا ہے اور وہ اس میں پختہ ہو جاتے ہیں اس کا نام استدراج ہے اس لئے محض کشف و کرامات اور کیفیات وانورات معیار مقبولیت نہیں اصل معیار کتاب وسنت ہے اور مسلک سلف سے مطابقت ہے۔

(۲) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں پانچ بادشاہ گزرے ہیں کسی سے ملاقات نہیں کرنے گئے ایک دفعہ تغلق نے مسئلہ سماع کی تحقیق کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو ایک عام اجتماع میں بلایا تھا۔ اور ایک دفعہ علاء الدین خلجی نے کہلا بھیجا کہ میں زیارت کے لئے آرہا ہوں آپ نے فرمایا کہ میرے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ اس طرف سے آیا میں اس طرف سے نکل جاوں گا اور نہیں ملے۔

(۳) نقشبندی، قادری اور سہروردی سماع نہیں سنتے صرف چشتیہ والے سنتے ہیں حضرت شاہ ولی

Marfat.com

اللہ دہلوی نے لکھا ہے کہ چشتیہ کی نسبت عشق کی نسبت ہے اور عشق میں بغیر سے سکون نہیں ہوتا مگر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ضروری نہیں (کیونکہ ان حضرات کی نسبت بھی چشتیہ ہی تھی)۔

(۴) جس چیز کو ہندو تصوف کہتے ہیں اسلام میں وہ تصوف نہیں حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ آئینہ اگر زنگ آلود ہو اور پیشاب سے صاف کیا جائے تو صفائی آجاتی ہے اور پانی یا عرق گلاب سے صاف کیا جائے تو بھی صفائی آجاتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے یہ پاک۔

(۵) مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ رائے پوری کا ایک شیعہ کو جواب: شیعہ: یہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے۔ مولانا کا جواب: اگر موجودہ قرآن محرف ہے تو اب اور نبی آنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کتاب سابق میں تحریف ہوتی ہے تو اس کے بعد نیا نبی آتا ہے جس پر نئی کتاب اتاری جاتی ہے۔

(۶) اگر شیخ کے متعلق دل میں کوئی شبہ پیدا ہو اور پھر زائل ہو جائے اور دل صاف ہو جائے اس طرح شبہات پیدا ہوتے رہیں اور زائل ہوتے رہیں تو اس سے محبت اور اعتقاد صحیح رہتا ہے کوئی نقصان نہیں۔ (رائے پوری)

(۷) س: کیا صحبت ذکر کا بدل ہوسکتی ہے؟ ج: صحبت زیادہ ضروری ہے اور مفید بھی زیادہ ہے لیکن اس کو ذکر کا بدل نہ بنایا جائے اور مجلس سے فارغ ہو کر ذکر کی مقررہ مقدار (تعداد) پوری کرے۔

(۸) اخلاص پیدا ہوا کہ نہیں یہ شیخ ہی بتا سکتا ہے کہ مرید کو اخلاص نصیب ہو گیا ہے مرید خود بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔

(۹) مولانا محمد یوسف دہلوی ابن مولانا الیاس دہلویؒ فرماتے کہ انفرادی اصلاح کا مقصد اجتماعیت کو فائدہ پہنچانا ہے۔

(۱۰) حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ فرماتے اصل مقصود اپنے نفس کی اصلاح ہے

Marfat.com

فرائض و واجبات اور عبادات کرتا رہے اور اللہ اللہ کرتا رہے اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے تو طبیعت کو خود اس طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ یا بطریق الہام یا بحکم شیخ اس کے سپرد کوئی کام کر دیا جاتا ہے اس وقت اس کے لئے بہتر یہی ہوتا ہے کہ جو کام اس کے ذمے لگایا گیا ہو اس کو کرتا رہے اور جب تک یہ صورت ہو انفرادی طور پر اللہ اللہ اور عبادت کرتا رہے انشاء اللہ اسی میں اس کی نجات ہو جائے گی دیکھو حضور ﷺ ازکی نفس ہیں مگر آپ کو بھی جب تک مامور من اللہ نہیں کیا گیا غار حرا میں جا کر انفرادی طور پر اللہ کی عبادت کرتے رہے حالانکہ قوم کی سب بے اعتدالیاں دیکھتے تھے مگر جب فرشتہ نازل ہوا اور فرمایا گیا'' بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ '' تو غار حرا کو چھوڑ کر کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے اور اس فرض کو پورا فرمایا۔ (رائے پوریؒ)

(۱۱) کشف کی حقیقت: ایک امام صاحب کی لڑکی کی شادی تھی جلدی میں سنار کو سونا وزن کئے بغیر دیدیا اور مسجد میں آ کر نماز پڑھانے لگے نماز ہی میں خیال آیا کہ کہیں سونے کے وزن میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔ پیچھے ایک صاحب کشف بزرگ تھے نیت توڑ کر اپنی علیحدہ جُدا نماز پڑھی نماز کے بعد امام صاحب سے کہنے لگے ہم آپ کے پیچھے تھے اور آپ کسی دوسری جگہ پھر رہے تھے۔ اس واقع پر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسے بزرگوں کو کہا جائے کہ بھلا تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان اماموں کے پیچھے کیوں پڑے وہ اور چیزوں کے خیال میں حضوری سے دور ہوئے تم ان کی طرف خیال کرے حضوری سے دور ہوئے۔ ایسے صاحب کشف بزرگوں سے تو بے کشف ہی اچھے۔

(۱۲) شاہجہاں نے اپنے وزیر اعظم سعد اللہ خان سے کہا کہ شہزادے کے لئے کوئی لائق اتالیق تجویز کیا جائے انہوں نے عرض کیا لائق اتالیق ہے تو سہی لیکن وہ یہاں نہیں آئے گا اس لئے شہزادے کو وہیں بھیج دیا جایا کرے شہزادے نے پڑھنا شروع کیا روزانہ بادشاہ کی خدمت میں شہزادے کے حالات بھی روزنامچے میں پہنچائے جاتے ایک روز مولانا نے شہزادے کو سبق نہ یاد کرنے پر منہ پر تھپڑ مارا بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اتنا خوش ہوا کہ ان عالم صاحب کو ایک جاگیر انعام میں دی مولانا روشن الدین صاحب (شاگرد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ) نے وہ کتاب دیکھی ہے جس کو پڑھتے ہوئے شہزادے

Marfat.com

کو تھپڑ لگا تھا اس کتاب پر خون کے چھینٹے بھی تھے جو دانت ٹوٹنے سے یا کسی جگہ سے خون نکلنے سے کتاب پر گرے تھے۔

(۱۳) شاہجہان کی بیگم نے رات کے ایک دو بجے بادشاہ سے کہا جس شخص کی اتنی بڑی سلطنت ہو کیا اس کو حق ہے کہ رات کے بے فکر ہو کر سوئے۔ بادشاہ نے کہا اس کا جواب سعد اللہ خان (وزیر اعظم) دے گا اور سعد اللہ خان کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور ملازمین سے کہا کہ جس حال میں ہو اٹھا کر لے آئیں ملازم گئے دیکھا کہ نواب سعد اللہ خان چار پائی پر بیٹھا ہے لیمپ روشن ہے اور پروانے پتنگے لیمپ کو سارے ماحول کو گھیرے ہوئے ہیں نواب صاحب قمیض اتاری ہوئی ہے اور صرف تہبند باندھے بیٹھے کام کر رہے ہیں اور کچھ لکھ رہے ہیں ملازمین چار پائی سمت اٹھا لائے بادشاہ نے پوچھا رات دو بجے آپ کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا فلاں موضع کی مالگذاری کے کاغذات پڑتال کر رہا تھا اس سال کی مالگذاری میں سابق کی نسبت تین آنے زائد تھے میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کسی پر ظلم کر کے تو تین آنے نہیں بڑھائے گئے بہت سوچا سمجھ میں نہیں آتا تھا بادشاہ نے کہا پھر اس کا کیا جواب ہے کہا اس وقت تو کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا راستے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ بادشاہ سلامت پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمادیا اور دیکھتے دیکھتے کاغذات مل گئے جن میں معلوم ہوا کہ فلاں تحصیلدار نے پرانا تالا خراب ہو جانے کی وجہ سے نئے تالے کی منظوری حاصل کی تھی اور پرانا تالا فروخت کر کے تین آنے مالگذاری میں شامل کر دیئے اس لئے اس سال تین آنے زائد ہو گئے اس وقت بادشاہ نے بیگم سے کہا کہ جس بادشاہ کا وزیر اعظم ایسا بیدار مغز ہو اور جو ملک کے انتظام کی فکر میں راتوں کو نہ سوتا ہو اس بادشاہ کو سونا جائز ہے۔

(۱۴) سالک کی ابتدائی اور انتہائی حالت:

فرمایا کہ سالک کے ابتدائی ذکر اذکار کے دوران انوارات وغیرہ نظر آتے ہیں اور انتہائی حالت میں نظر نہیں آتے تو اس کی مثال دی فرمایا لکڑی جب تک سلگتی رہتی ہے دھواں اور شعلہ دیتی ہے جب کامل طور پر جل جاتی ہے تو شعلہ اور دھواں نہیں دیتی۔

Marfat.com

(۱۵) آداب اور عبادت میں اعتدال:

رسول اللہ ﷺ جب کلام فرماتے تو وہ (صحابہؓ) اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے بالکل پست کر لیتے اور آپ کو تیز نگاہ بھر کر دیکھ نہ سکتے بسبب آپ کی غایت تعظیم کے (مبالغہ در محبت واحترام) اور شیخ سے محبت درجہ جان بازی تک رکھے اور احترام سلاطین سے زیادہ کرے البتہ حد شرع سے وہ تجاوز نہ ہونا چاہیئے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے (جبکہ زمانہ حکومت یمن میں دونوں ملے) فرمایا کہ تم کس کیفیت سے (شب کو نماز میں) قرآن پڑھتے ہو انہوں نے فرمایا کہ میں تو سو رہتا ہوں پھر اٹھتا ہوں پھر (نماز میں) قرآن پڑھتا ہوں (یعنی ساری رات بیدار نہیں رہتا) اور میں اپنے سونے میں بھی ویسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جیسا اپنی شب بیداری میں سمجھتا ہوں۔ (التکشف ص ۳۹۴ بخاری و مسلم) اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب معرفت صحیح ہو جاتی ہے اور اس سے امور عادیہ بھی صادر عن المصلحت ہونے لگتے ہیں تو وہ امور عادیہ بھی عبادت وموجب اجر وقرب حق تعالیٰ جل جلالہ ہو جاتے ہیں چنانچہ ایسے شخص کا سونا مبنی اس مصلحت پر ہوتا ہے کہ سونے سے آرام ملے گا اور نشاط سے عبادت ہوگی کبھی یہ قصد ہوتا ہے کہ عمل بالرخصت میں شان (اظہار عجز وضعف ہے) اور اس سے یہ بھی ہوتا ہے کہ قوت وصحت رہتی ہے جس کو خدمت خلق میں صرف کریں گے ان سب اغراض سے وہ نوم عبادت ہو جاتی ہے۔ (ص ۳۹۴ التکشف)

مقصود تصوف اور معلّیات:

سلطان الاذکار وغیرہ اور کشف قبور اور اس طرح کی دوسری چیزیں کاروبار میں ترقی وغیرہ تصوف نہیں ہیں۔ بلکہ تصوف کا آرٹ ہے آرٹ میں حقیقت کہاں تصوف کا مقصود تو رضائے الٰہی اور اتباع سنت ہے ہاں اس سلسلہ میں از خود کوئی بات حاصل ہو جائے تو وہ اور بات ہے اور فرمایا آمدنی کثرت مدخل کا نام نہیں بلکہ قلت مصارف کا نام ہے پس نظر کسب سے زیادہ صرف کی مدات پر رہنی چاہیئے یہی قناعت کی راہ ہے اور ذکر ہر حال میں کرنا چاہیئے اگر لذت ہے تو نعمت ورنہ ادائے فرض کی نعمت تو بہر حال حاصل ہے اور

Marfat.com

ذکر میں اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ فرماتے ہیں "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ" تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا ذاکر کو بوقت ذکر خود اللہ تعالیٰ یاد کرتا ہے ذرا اس کا تصور تو کیجئے جب "اللہ" کہئے تو تصور کے کان سے سنئے کہ عبدی کی آواز آئی ہے کیا دوا کے استعمال سے غرض طلب صحت ہے یا لذت۔ کام و دہن اگر میسر آجائے تو فبہا ورنہ دوا سے انکار تو نہیں کیا جائے گا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے: آپ خود سنتے ہیں آکر جو میرا پیغام ہے (سید سلمان ندویؒ) اس کے علاوہ دوسری چیز عملیات کا تصوف وتزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ عوام کی غلط فہمی ہے کہ عاملوں کو پیر سمجھ لیتے ہیں اور پیر کو عامل سمجھتے ہیں بعض بزرگوں کا قول ہے کہ عملیات میں بعض دفعہ نسبت کو نقصان ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نسبت سلب ہو جاتی ہے یہ بھی سنا ہے کہ حضرت لاہوریؒ نے اپنی اولاد کے لئے وصیت چھوڑی ہے کہ نہ تو کیمیا گری میں اپنا وقت لگائیں اور نہ عملیات میں باقی جائز عملیات بھی ہیں یعنی یہ فن ہے جس کا اچھا برا ہونا اس کے حاصل کرنے کے طریقے اور استعمال پر منحصر ہے مثلاً کسی برے عامل نے کسی کو نقصان پہنچایا ہو تو اس کو اس عامل کے شر سے بچانا یہ اعلیٰ درجے کی خدمت خلق ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو اس پر بڑے اجر کی توقع ہے اسی طرح وہ عملیات جن میں عقیدہ کا فساد لازم ہو اس کا کرنے والا ایمان سے نکل جاتا ہے جبکہ بعض عملیات میں ستاروں کا اثر مان لیا جاتا ہے یہ شرک ہے۔

روحانی اصلاح کے لئے اپنے شیخ سے تعلق:

روحانی اصلاح کے لئے صرف اپنے شیخ سے تعلق رکھیں کبھی کسی اور پر اپنا حال ظاہر نہ کریں اس سے بعض دفعہ سخت نقصان ہو سکتا ہے اس کو توحید مطلب کہتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے کہ بیماری کا علاج تبھی ممکن ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے کثرت رائے باعث تشویش ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہیں رہتی۔

چار حق مرشد کے ہیں رکھ ان کو یاد اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

Marfat.com

اکتفاء بر ضروریات:

اصطلاح فن سلوک میں ایسے شخص کو جو عبادات جوارح میں سے محض ضروریات پر کفایت کرے باقی اوقات ذکر وفکر مراقبہ اور دھیان میں مشغول رکھے قلندر کہتے ہیں کیونکہ اکتفاء علی الضرورت تو حدیث شریف میں منصوص ہی ہے اور دوام ذکر وفکر صحابہ رضی اللہ عنہ کا قرآن سے معلوم ہے۔ (التکشف ص ۴۵۸)

ذکر میں ضرب کی حکمت:

حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب ہو رہی تھی۔ (یعنی وسوسہ تکذیب) آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (مسلم شریف) ذکر میں ضرب کی حکمت یہی ہے کہ قلب میں اثر پہنچے حدیث میں بھی اس ضرب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی غرض تھی اور اس میں کوئی معتد بہ فرق نہیں کہ اپنی ضرب سے قلب میں اثر پہنچے یا دوسرے کی ضرب سے۔

شجرہ پڑھنے کا فائدہ:

جس طرح تمام مخلوقات میں شیخ سالک کے لئے سب سے زیادہ مفید ہوتا ہے اس طرح اپنا وہ سلسلہ جس کے ذریعہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے سالک کے لئے انتہائی مفید ہوتا ہے کیونکہ شیخ کا محسن اس کا شیخ اور پھر اس کا محسن اس کا شیخ ہوتا ہے تو جب سالک اپنا شجرہ پڑھتا ہے تو اس کے ذریعے اپنے رب سے محبت اور نسبت طلب کرتا ہے جو انتہائی مقبول دعا بن جاتی ہے یعنی یہ سلسلہ اس کے لئے ہدایت کا وسیلہ ہے تو یہی سلسلہ اس کے لئے رب سے مانگنے کا بھی وسیلہ ہو سکتا ہے۔

دجال کا خروج:

نواس بن سمعانؓ سے ذکر دجال میں روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ دجال کے زمین میں رہنے کی کتنی مدت ہے فرمایا چالیس دن ایک دن برس روز کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر اور باقی ایام تمہارے معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔ (مسلم شریف، التکشف ص ۴۶۱)

Marfat.com

سالک کے قلب کی حالتیں:

ابتداء میں سالک کے قلب کے احوال بدلتے رہتے ہیں کبھی قبض ہوتا ہے کبھی بسط کبھی سکر کبھی صحو یہ سب لوازم سلوک میں سے ہے اور سب کے ساتھ پیش آتا ہے اس لئے اس سے پریشان بالکل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کو تصوف کی زبان میں تلوین بھی کہتے ہیں بس اپنے شیخ سے رابطہ رکھے اور شریعت کے احکام کی پابندی کرتے رہو تو کوئی خطرہ نہیں دوام طاعت اور کثرت ذکر پر استقامت جب نصیب ہو جاتا ہے تو کسی حالت عمود پر سالک کو قرار آجاتا ہے جس کو اصطلاح تصوف میں تمکین کہتے ہیں اس کے بعد ماشاء اللہ تمام حقوق اور معمولات پورے ہوتے رہتے ہیں اسی کو اعتدال کہتے ہیں اسی توسط کی وجہ سے اس امت کا نام امت توسط ہے اسی طرح سالک کے قلب کا نور حجابات میں گھرا رہتا ہے کہ ہر لطیفہ کے الگ الگ حجابات ہیں کثرت ذکر سے ظلمت دفع ہوتی ہے۔ اور سالک کو لطیفے کا نور نظر آجاتا ہے جو علامت ہے اس کے حجاب کے اٹھ اٹھ جانے کا مثلاً شہوت اور لذّت نفس کا حجاب ہے۔ اور دل کا حجاب غیر حق پر نظر کرنا ہے عقل کا حجاب فلسفہ غیر ضروری علوم میں غور کرنا ہے اور روح کا حجاب عالم مثال کے مکاشفات میں غور کرنا ہے ان سب سے آدمی مستغنی رہے مقصود حقیقی اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور غیر مقصود کی نفی کرتا رہے۔ لا کی تلوار سے غیر اللہ کو قطع کرتے ہوئے اللہ تک پہنچنا ہے۔ (تصوف کا خلاصہ)

اور اصل چیز تعلق مع اللہ کا دوام ہے اس کے ساتھ اتباع شریعت از خود آجاتی ہے اور تعلق مع اللہ کے بعد یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کرے۔

بیج کو قلب حاضر سے بونا:

حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالیؒ جب طوس اپنے علاقے کی طرف پھرے تو ان کے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض قریات میں کی گئی تو زیارت کے لئے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے ملاقات کی اس وقت وہ ایک جنگل میں اپنے تھا کہ زمین میں گیہوں بوتا تھا۔ سو جب اس نے شیخ محمد غزالیؒ کو دیکھا تو اس کی طرف چلا اور اس کی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اس کے پاس اس کے اصحاب میں

Marfat.com

سے آیا اور اس سے بیج مانگا تا کہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت اس وقت تک کرے کہ وہ محمد غزالیؒ کے ساتھ مشغول رہے تو اسے منع کیا اور بیج انہوں نے اسے نہ دیا تو محمد غزالیؒ نے منع کرنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں اس بیج کو قلب حاضر سے بوتا ہوں اور لسان ذاکر سے اس امید سے کہ اس میں برکت ہر ایک شخص کے واسطے ہو جو اس میں تناول کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اس کو سپرد اس شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ (عوارف المعارف ص ۴۰۱)

سماع کس کے لئے حلال ہے:

عبدالرحمٰن سلمہٗ نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے تھے۔ مستمع کو چاہیے کہ دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو سُنے اور جس کا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اس کے لئے سماع حلال نہیں ہے۔

قیامت کے دن کا طول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی نسبت جس کی مقدار یا طول پچاس ہزار سال ہوگی (مراد قیامت کا دن) براہ تعجب پوچھا گیا کہ اس دن کا کس قدر طول ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ دن اہل ایمان پر ایسا ہلکا ہوگا کہ فرض نماز جو دنیا میں پڑھتا ہے اس سے بھی ہلکا ہوگا۔ (بیہقی الکشف ص ۴۶۲)

اتباع سنت کا مفہوم:

اتباع سنت بس اسی کا نام نہیں کہ وضع وقطع مطابق سنت کر لی جائے بلکہ کامل اتباع یہ ہے کہ فکر و نظر اور جذبات واحساسات بھی ذوق نبوی علیہ السلام کے تابع ہو جائیں۔

اصل سلوک:

ہر قسم کے رذائل سے بقدر امکان دوری اور فضائل کے حصول کی کوشش اور اطاعت الٰہی پر مداومت اور حصول رضائے الٰہی کا شوق اور باقی غیر مقصود ہیں اپنی اصلاح وتربیت کی دھن میں لگے رہنے تا آنکہ اللہ کے سوا دل سے ہر چیز کی محبت فناء ہو جائے بڑی چیز یہ ہے کہ اپنے پر نظر بڑائی کی نہ پڑے یہ راستہ

Marfat.com

مردودیت کا ہے ہر حال میں تواضع اور فناء پر نظر رہے اور رذائل اخلاق پر۔ اور مرضیات الٰہی کی اتباع کا ذوق بڑھے اور اللہ تعالیٰ کی یاد حالاً ہو اور یہ دعا آخر لحہ تک اور اس پر استقامت رہے۔ ''تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِیْ بِا لصَّا لِحِیْنَ'' اور عوارض کی وجہ سے معمول میں کمی باعث افسوس نہیں وہ کمی افسوس کے قابل ہے جو غفلت یا کوتاہی کے باعث ہو۔

مراقبہ اللہ معی:

اللہ معی کا تصور کہ ہر وقت وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے قریب ہے اور ہمارے ہر فعل و خیال کا ناظر و حاضر ہے اس مضمون پر غور کیا کرے۔ والحمد للہ اوّلاً واٰخراً والصلوٰۃ علیٰ رسُولِہٖ ظاھراً وباطناً وعلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِک وَسَلَّم☆

حال اور مقام میں فرق:

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہے اور اشتباہ اس وجہ سے ہے کہ فی نفسہا ان دونوں میں بہت تشابہ اور تداخل ہے سو شے بعضوں کی رائے میں حال ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہے اور دونوں روایت صحیح ہیں۔ اس واسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے میں موجود ہے اور یہاں مقصود دونوں میں فرق بتلانا ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کو گردش ہے اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ثابت اور مستقر ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ کبھی ایک شے بعینہ حال ہوتی ہے اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہے مثلاً کہ باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوتا ہے پھر وہ داعیہ غلبہ صفات نفس سے زائل ہو جاتا ہے اور پھر وہ عود کرتا ہے اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہے اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لئے متعاہد حال کا ہوتا ہے پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہے یہاں تک کہ خدائے کریم کی مدد اس کا تدارک کرتی ہے اور حال محاسبہ غالب آتا ہے اور نفس مقہور ہو جاتا ہے اور حال محاسبہ غالب آجاتا ہے پھر محاسبہ اس بندے کا وطن اور مستقر اور مقام ہو جاتا ہے اور وہ مقام محاسبہ میں رہتا ہے۔

بعد ازاں حال مراقبہ اس پر نازل ہوتا ہے سو جو شخص کہ محاسبہ اس کا مقام ہو تو مراقبہ اس کے لئے

Marfat.com

حال ہوتا ہے بعدازاں مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہے اس سبب سے کہ بندہ کے باطن میں سہو اور غفلت نوبت بنوبت آتے ہیں حتیٰ کہ سہو اور غفلت کی پراگندگی دور ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جبکہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف بعطا ہوتا ہے تو مراقبہ اس کا قرار حاصل کرتا ہے اس کا مقام ہو جاتا ہے پھر مشاہدہ کے مقام میں بہت کچھ احوال اور زیادات وترقیات ہیں جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہیں کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی طرف عنایات ہوتیں ہیں جیسے فناء کے ساتھ متحقق ہونا اور بقاء کی طرف پہنچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو ترقی کرنا اور حق الیقین قلب کے پردے پھاڑ ڈالتا ہے اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے اور اسی کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ''اے بارخدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایمان کا کہ دل میرے میں عمل کرے''۔

پس مشاہدہ ہی اول اور اصل ہے کہ اس سے فناء ہوتی ہے بعدازاں بقاء ہے۔ یہ حالت سب احوال کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہے اور یہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہے اور یہ آسمانوں کے رستے ہیں اور زہد وغیرہ جو مقامات ہیں۔ جو شخص ان رستوں کا سالک ہے اس کا دل آسمانی ہو جاتا ہے۔ (عوارف ص ۵۵۰)

سالک مغلوب المحبت:

سالک مغلوب المحبت و مشغول الذکر کو کسی دوسرے کے گناہ پر نظر کرنا یا فکر کرنا اپنے کام سے معطل ہو جانا ہے کیونکہ دوسرے کی مذمت یا اصلاح کا کام مرتبہ شریعت کا ہے جو اہل فتویٰ و مشائخ کا ہے نہ کہ ذاکرین تارکین کا۔

لقمہ حلال:

حضوری جو اس راہ (یعنی صوفیاء حضرات کی راہ) کا بڑا مقصود ہے وہ لقمہ حلال کے بغیر میسر نہیں آ سکتی حضرت شکر گنج کا ارشاد ہے کہ اس راہ میں اصل دل کی حضوری ہے اور دل کی حضوری اس وقت میسر ہو گئی جب کہ حرام لقمے سے بچے گا اور اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرے گا کیونکہ اہل دنیا اصل میں وہی ہیں

Marfat.com

جو حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے۔

اہل فضل کہاں ہیں:

جب روز قیامت ہوگا تو خدائے تعالیٰ خلق کو جمع کریں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا اہل فضل کہاں ہیں تو تھوڑے سے لوگ اٹھیں گے اور جنت کی طرف کو دوڑیں گے فرشتے جو ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ تم دوڑ کر چلتے ہو وہ کہیں گے ہاں ہم اہل فضل ہیں وہ پوچھیں گے کہ تم میں کیا فضل تھا وہ جواب دیں گے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم پر اگر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور اگر کوئی ہم سے سلوک بد کرتا تو ہم بخش دیتے۔ اور اگر جہالت کرتا تو حلم کرتے فرشتے کہیں گے تو آپ جنت میں تشریف لے جائیے ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو میں نے ایسا دیکھا تھا کہ ہمہ تن پتے تھے کانٹا نام کو نہ تھا اور اب ہمہ تن خار ہیں پتے کا نام نہیں اور سخی وہ ہے جو دنیا کو دین کی بہتری کیلئے خرچ کر ڈالے۔

تنگ دستی اور بیماری:

پہلی امتوں کے پاس اللہ نے بہت پیغمبر بھیجے تھے مگر انہوں نے ان پیغمبروں کی نصیحت کو نہ مانا سو اللہ نے ان کو اس تکذیب پر تنگ دستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کر لیں سو جب ان کو ہماری طرف سے سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے (یعنی توبہ کیوں نہ کی) کہ ان کا جرم معاف ہو جاتا لیکن ان کے قلوب تو ویسے ہی سخت رہے۔

نصیحت کا سلیقہ:

نصیحت کرنے والا ایک تو استاد ہوتا ہے ایک باپ استاد تو بالعموم ضابطہ پر ہی نصیحت کر دیتا ہے۔ مگر باپ ایسے عنوان سے نصیحت کرنا چاہتا ہے کہ بیٹے کے دل میں گھر کرے اور اس طریقہ نصیحت کا منشاء شفقت ہے اس لئے باپ کا کلام نصیحت کے وقت کبھی بے ربط و بے ترتیب بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے کہ وہ حق بات کہہ ڈالتے ہیں خواہ تلخ ہی ہو اس حق گوئی کی بدولت ان کا کوئی دوست نہیں رہا۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے ہم کلامی کرتے وقت عرض کیا اے پروردگار میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔ جواب ملا اس دل میں جو میری قضا کی چوٹ سے ٹوٹا ہوا ہے۔ آپ نے عرض کیا خداوند مجھ سے زیادہ شکستہ دل اور نا امید کوئی اور نہ ہوگا ارشاد ہوا میں بھی وہیں ہوں جہاں تو ہے۔ (ص ۴۸۱ مکتوب صدی)

نری بیعت دافع امراض باطنی نہیں:

یہ گمان کرنا کہ صرف بیعت میں اثر دافع امراض باطنی کا ہے بالکل غلط ہے بیعت صرف مجاہدہ اتباع کا نام ہے آگے اتباع کی ضرورت ہے اور اتباع کا محل عمل ہے اور عمل میں البتہ خاصیت دفع امراض باطنی ہے۔

تعلیم و تعلم کا مقصد:

تعلیم و تعلم کا مقصد اصل یہی ہے کہ آدمی خدا کا ہو جائے مگر آج کل اھل علم نے صرف تعلیم و تعلم ہی کو مقصد سمجھ لیا ہے۔ عمل کا اہتمام نہیں کرتے محض الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں انکو قلب تک نہیں پہنچاتے غرض علماء کو تحصیل علم کے بعد طریق سلوک یا جذب کو حسب تجویز شیخ اختیار کر کے اصلاح نفس کرانا چاہیے۔ (تھانویؒ)

تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس کے لئے ذکر ضروری ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تزکیہ نفس کے لیے اسم ذات یا نفی و اثبات کے ذکر کو معین کر دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بغیر تزکیہ نفس کے نماز کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (مظہری ۱۲/۳۸۳) جب اللہ کے سوا کسی شے سے تعلق نہ ہوگا تو پھر کسی شے کے فوت ہو جانے سے زیادہ قلق بھی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ شکر گزار وہ ہے جو لوگوں کے احسان کا بہت شکر ادا کرنے والا ہو نہیں شکر کرتا اللہ کا جو نہ شکر کرے لوگوں کا (اَلْاِنْسَانُ عَبْدَ الْاِحْسَان) انسان احسان کا بندہ ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی پر کچھ احسان کرتا ہے تو اس کی محبت بھی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

اللہ کے امر اور ارادہ میں فرق:

ہدایت یابی مشیت خداوندی پر موقوف ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امر اور ارادہ میں فرق ہے

Marfat.com

(امر تمام لوگوں کو ہے اور ہدایت یابی کا ارادہ صرف مومن سے تعلق رکھتا ہے۔) اللہ تعالیٰ (ازلی) کافر کو ہدایت کرنا نہیں چاہتا اگرچہ ہدایت قبول کرنے کا حکم کافر کو بھی دیا ہے۔ امرِ الٰہی سے تخلف تو ممکن بلکہ واقع ہے۔ بیشتر انسان اللہ کے حکم کے خلاف چلتے ہیں مگر اللہ کے ارادہ کی خلاف ورزی کوئی نہیں کرسکتا۔

ولایت:

ولایت کے لئے شرط تقویٰ ہے نہ کہ کثرت اذکار و وظائف البتہ یہ اذکار وغیرہ حصول تقویٰ کیلئے معین ضرور ہیں اور ترک گناہ ضروری ہیں۔ کیونکہ اصرار علی المعصیت اور قرب الٰہی میں تضاد ہے ورنہ معصیت کے ساتھ اذکار اور وظائف کا نفع تام نہ ہوگا اور ایسا سالک ہمیشہ ناقص رہے گا اور ساتھ ہی اپنے مصلح سے برابر مشاورت رکھے۔ (مثنوی ۱/۲۵۲)

مراقبہ:

اپنی خلوتوں اور اپنی جلوتوں میں اپنے رب عزّ وجل کا مراقبہ رکھو۔ اللہ کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل میں دھیان رکھنا مراقبہ ہے ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں زبان تو قلب کی غلام اور خادم ہے۔ (اور اعتباراً آقا کا ہے نہ کہ غلام کا) (فیوضِ یزدانی ص ۱۲۷) دنیا ہاتھ میں رکھنی جائز ہے۔ جیب میں رکھنی جائز نہیں کسی اچھی نیت سے اس کو جمع رکھنا جائز باقی قلب میں رکھنا جائز نہیں کہ دل سے بھی محبوب سمجھنے لگے) دروازہ پر اس کا کھڑا ہونا جائز باقی دروازہ سے آگے گھسنا ناجائز ہے۔ جب اللہ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی (صحت اور دولت چھین لیتا ہے پس وہ اگر صبر کرتا ہے تو اس کو رفعت بخشتا ہے۔ خوش عیشی نصیب فرماتا ہے عطاؤں سے نوازتا ہے اور سرمایہ عطا فرماتا ہے۔

دعا:

یا اللہ ہم تجھ سے قرب کا بغیر بلا کے سوال کرتے ہیں اپنی قضاء و قدر میں ہمارے ساتھ شفقت کا برتاؤ کر۔ اور شریروں کی شرارت اور بدکاروں کی بدکاری سے ہم کو بچا اور ہماری حفاظت فرما اور ہماری دعا کو قبول فرما۔ اے عزت والے تجھی پر میرا بھروسہ ہے جس کا تو مقصود و مطلوب ہو وہی مبارک ہے۔ (پس

Marfat.com

پروردگار کے حکم پر صبر کر اور منتظر رہ کیونکہ تو اللہ کی نظر کے سامنے ہے)

ہر چہ از محبوب رسد شیریں بود — یعنی محبوب کی طرف سے جو کچھ بھی پہنچے وہ شیریں ہے

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر لکھ لکھ ہوئے چور — جس پڑھنے سے مولا ملے او پڑھنا کچھ ہور

(رائے پوریؒ)

کارساز مابساز د کارِما فکرِ مادر کارِما آزارِما

ترجمہ: یعنی ہمارے کام بنانے والا تو ہمارے کاموں کے بنانے میں ہی ہے اب ہمارے کاموں میں ہمارا سوچ بچار کرنا خود ہماری تکلیف ہے۔

عاشق بد نام کو پروائے ننگ و نام کیا — اور جو خود ناکام ہو اس کو کسی سے کام کیا

(مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی — جس طرح کٹا روز گزر جائے گی شب بھی

(گنگوہیؒ)

میرا ایک کھیل خلقت نے بنایا — تماشا کو بھی تو میرے نہ آیا

(حاجی امداد اللہؒ)

موت کی گھڑی:

ہوش و حواس تاب و تواں داغؔ جا چکے — اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو جا چکا

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر — زان پیشتر کہ بانگِ در آید فلاں نماند

(شیخ سعدیؒ)

ترجمہ: اے عزیز۔ کچھ نہ کچھ خیر اور بھلائی کر لے اور عمر کو غنیمت سمجھ۔ یہ موتیوں جیسے دن ہیں جو جا رہے ہیں انمول موتی ہیں جو قیمت سے نہیں اللہ نے بلا قیمت دے دیئے ہیں۔ تو کوئی خیر کر لے اور عمر کو غنیمت سمجھ اس سے پہلے کہ یہ آواز دی جائے کہ آج فلاں نہیں رہا انا للہ وانا الیہ راجعون سے پہلے کچھ کرنا ہے تو کر لے۔

Marfat.com

مراقبہ اور اس کا مفہوم:

مراقبہ کا لغوی مفہوم انتظار ہے مگر اصطلاح تصوف میں اس سے مراد جناب باری تعالیٰ عزاسمہ، سے انتظار فیض ہے۔ سالک مراقبے کی بہ دولت تمام روحانی مقامات طے کرتا ہے اور اس کے باطن پر انوار و اسرار ربانیہ پیہم نازل ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس کے دوام سے حضور میسّر آتا ہے۔ اور سالک کے رگ و پے میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے خلوت و یکسوئی مراقبے کے لوازم میں سے ہے۔ اور خلوت سے کیا مراد ہے ملا علی قاریؒ نے شرح عین العلم میں اسے یوں بیان فرمایا ہے پھر لوگوں کا اپنے اپنے سلوک طریق میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک خلوت کا دارومدار اس پر ہے کہ دل خلق کے مشاہدہ سے فارغ ہو جائے اور اس پر ذکر الٰہی کے سوا کوئی چیز جاگزین نہ رہے۔ اگر چہ مراقبہ کرنے والے کی نشت و برخاست مخلوق کے ساتھ ہو۔ اور سر کا لپیٹنا اور آنکھوں کا بند کرنا بھی اسی کا حصہ ہے کہ سالک اطمینان قلب سے ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکے اور مراقبہ کی قسمیں ہیں ایک تو جیسے شغل یعنی اپنے دل کو مخاطب سمجھے اس طرح کہ اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہو۔ اور ایک مراقبہ اس طرح یعنی میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے اور مجھے ایسی ذات کی طرف سے فیض پہونچ رہا ہے جو کمال کی تمام صفات کی جامع اور ہر نقص و زوال سے پاک تر ہے جو میرے دل پر لطیفہ فیض کا ورود کرنے والی ہے۔

ایک ہی شیخ کا ہو رہنا:

بزرگ سمجھ کر سب کی خدمت کرو مگر اصلاح کا تعلق اور رُجحان قلبی ایک ہی طرف رکھو اور اصلاحی تعلق کسی ایک سے رکھو۔ اِدھر اُدھر جانے سے ترائی کرنے سے فائدہ نہیں ہوتا حضرت گنگوہیؒ کا قول نقل ہے فرماتے اگر کسی ایک مجلس میں شبلیؒ اور جنید بغدادیؒ اور حاجی جیؒ ہوں تو ہم تو اپنے حاجی جی کی طرف گردن اٹھا کر دیکھیں گے بس فرمایا طریقت میں وحدت ہونی چاہیے اور فنائیت کے بغیر فائدہ نہیں ہوتا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتے ہزاروں کی تقدیر دیکھی
روح میری تن سے جب آزاد ہو منہ میں کلمہ دل میں تیری یاد ہو

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ جولوگ ایمان لائے وہ خدا سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کی سب سے بڑی علامت بتائی گئی اور صوفیاء حضرات کا کلام ہے کہ انسان کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد اللہ رب العالمین کی محبت ہے اور محبت کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اللہ کیلئے مرنا اور اللہ کے لئے جینا آ جائے مطلب یہ کہ دنیاوی تمام تعلقات کے ہجوم میں رہ کر اپنے معبود حقیقی کو نہ بھولے یعنی ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی مطلوب ہو بس بھائی خدا کی محبت حاصل ہونے سے آدمی ہر قسم کے آداب واخلاق سیکھتا ہے مخلوق کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت کا برتاؤ کرتا ہے اپنی مرضیات اور خواہشوں کو اللہ کی مرضی کے تابع بنا دیتا ہے محبت سے ساری تلخیاں شیریں ہو جاتی ہیں محبت الٰہی مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ ہے اپنے آپ کو بالکل کچھ نہ سمجھنا ضروری ہے تب کہیں آدمی فائز المرام اور گوہر اصلی کو پانے والا ہوتا ہے اور ان مقامات کو پانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی محبت فناء فی الرسول ﷺ حاصل کئے بغیر نہ تو فناء فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ولی کامل ان مراتب کو پہنچ سکتا ہے اور عشق رسول کے بغیر اتباع سنت رسول ﷺ نہیں ہو سکتی ایک موقعہ پر حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا جب آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے قبر میں دفن کرنے کے بعد حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے جس کی داڑھی کٹی ہوئی ہوتی ہے یا مونڈی ہوئی ہوتی ہے حضورؐ اس سے منہ مبارک پھیر لیتے ہیں جب حضورؐ نے چہرہ مبارک پھیر لیا بتاؤ پھر کیا رہا کچھ بھی نہیں۔

عمل ومجاہدہ امر اختیاری اور کسبی ہے:

عمل جاذب کمالات مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ وہ تعلق روحانی ہے جس کو حُب کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یا کہتے ہیں باقی اذکار واشغال اور تعلیم کردہ اوراد واعمال اس کے آلہ بمنزلہ اوزار کے ہیں ان کے بدوں بھی چارہ نہیں بس عمل ومجاہدہ امر اختیاری اور کسبی ہے کمانے یعنی کوشش کرنے سے حاصل ہونے والی چیز ہے مگر حُب وانس اور ربط مع الشیخ امر غیر اختیاری ہے اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ جس کو جو کچھ بھی ملا یعنی روحانی کمال نصیب ہوا وہ محض فضلِ خداوندی سے نصیب ہوا ہے نہ کہ کسب سے مگر اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جو اس مقرر کردہ طریق پر چلتا ہے اور مجاہدہ وریاضت میں

Marfat.com

اپنے آپ کو ڈالتا ہے وہ اسی کو روحانی کیفیات بخشتا ہے اور اپنے قرب کا مزہ چکھاتا ورنہ بندہ کی غفلت و بے پروائی جو کہ اس کا امر اختیاری ہے اس کی محرومیت کا سبب بن جاتی ہے۔ (تذکرہ خلیل) اور ایمان والے کے اعمال کی غرض و غایت خدا کی مرضی و ثواب آخرت ہے جس کو احتساب سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی احتساب کے ساتھ ہونا چاہیے (نیت کا احتضار) پس عمل خیر کا داعیہ تو خالص ایمان باللہ ہو کہ نہ اس کو بطور عادت کرے نہ خواہش نفس سے اور نہ داعیہ طلب جاہ و ستائش سے اور نہ ریا کاری و دکھاوے کے لئے پھر اس عمل کی غرض و غایت مذکورہ بالا ہو تو وہ عمل عنداللہ ضرور مقبول ہوگا اور بچہ خسیس اور ذلیل کے تابع ہوتا ہے یعنی ماں اور باپ میں جو کمینہ اور بد خصلت ہوتا ہے بچہ اس کی عادت سیکھتا ہے تو شر کا حکم غالب ہوتا ہے اور خیر کا حکم مغلوب۔ (عزیزی ص ۳۴۰)

توبہ:

توبہ گناہ کا اقرار کرنے اور اس پر نادم و شرمندہ ہونے اور آئندہ ایسا کام نہ کرنے کا عزم مصمم کرنے کو کہتے ہیں۔

حج کی سعادت:

حج کی عبادت باطن کے کھوٹ یا کھرے پن کو نمایاں کر دیتی ہے یعنی اگر پہلے سے دینی و اخلاقی خرابیاں موجود ہیں اور ان کی اصلاح نہیں کی تو وہ فاسد مادہ اور ابھرتا ہے اور اگر بہتر ملکات و حالات پہلے سے ہیں اور اصلاح حال کی مزید فکر رہتی ہے تو اس مقدس عبادت کی برکت سے ان میں ترقی و نشو و نما ہوتا ہے معلوم ہوا کہ سفر حج سے قبل اپنی اصلاح حال کی فکر بہت زیادہ کرنی چاہیے تا کہ اپنے حال و قال ظاہر و باطن کو بہتر سے بہتر بنا کر وہاں کی حاضری دی جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضی کے موافق عبادات کی توفیق عطا فرماویں آمین۔

وصول الی اللہ:

عرصہ دراز کسی صاحب دل اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر کثرت ذکر سنت رسول ﷺ کی پابندی

Marfat.com

کے ساتھ مجاہدات ریاضات کے ذریعے تزکیہ نفس کرانے کے ساتھ معاصی سے پرہیز آدمی کی عادت غالبہ بن جاتی ہے تو پھر دھیرے دھیرے آدمی وصول الی اللہ کے دائرے میں داخل ہوتا رہتا ہے اس طرح وہ مکلف نہیں رہتے تو فرمایا وہاں تکلیف کا معنی یہ ہے کہ احکام پر عمل ان پر دشوار نہیں رہتے آسانی سے ادا ہوتے رہتے ہیں اور ان کی غذا بن جاتے ہیں جیسا کہ آدمی جب کھانا کھاتا ہے تو اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ کھانا تو خود طلب کیا جاتا ہے اگر کوئی نہ کھائے تو مر جائے یہی حال اہل یقین کا ہوتا ہے کہ عبادت ان کی غذا بن جاتی ہے اور تصوف کا مطلب یہی ہے کہ شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا خیال کرنا ممکن نہ ہو تو یہ خیال کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے پھر اگر دنیا کے تمام مباح اور جائز کاروبار کو بھی دین بنانا چاہتے ہو تو اس نیت کو سامنے رکھ کر یہ کام کرو کہ میں اللہ کے لئے یعنی اس کی رضا کے حصول اور تکمیل احکام میں یہ کام کرتا ہوں اس طرح بہت سی نفل عبادتوں سے یہ کام افضل ہو جاتے ہیں مثلاً مسلمانوں پر اپنے اہل وعیال کی پرورش کا درجہ واجب ہے اب اگر اس واجب کی ادائیگی کے لئے وہ کام کرتا ہے مگر نیت تازہ کر کے اور غفلت ترک کر کے کرتا ہے تو نوافل پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے کیونکہ وہ ایک واجب ادا کر رہا ہے پس اس طرح ہر کام کو عبادت بنایا جا سکتا بشرطیکہ وہ کام حرام اور مکروہ نہ ہو کم از کم مباح اور جائز کے درجہ کا ہو اور اس کام کو یعنی تصوف یا تزکیہ نفس تصحیح نیت ہی کہتے ہیں۔(انما الاعمال بالنیات) اور اس کو دین کی صحیح سمجھ بھی کہتے ہیں تو یعنی ابتداء اس کام کی تصحیح نیت ہے اور انتہاء اللہ کی معرفت کا حاصل ہو جانا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا پہچانا جانا۔تو انسان کی تخلیق ہوئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جان پہچان ہو۔اس طرح کامل انسان آخر ایک ہونا تھا وہ حضرت محمد ﷺ ہوئے تو گویا منشاء تخلیق یعنی معرفت میں حضور ﷺ کو وہ شرف ملا کہ اس کے اوپر سلسلہ ختم ہو گیا اور اس کے بعد ولایت اس سلسلے میں اب خادمیت کے فرائض ضرور انجام دے رہی ہے مگر یہ زوال کا پہلو ہے اب جس شخص کو جو استعداد ملی ہے اس اعتبار سے اسے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

عقل کا مقام:

عقل قوت غضبیہ وشہوانیہ کی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں نگران ہے دونوں کو حدود شرعیہ سے آگے

Marfat.com

بڑھنے اور تجاوز کرنے سے روکتی ہے شرعی احکام کا اصل مقصد ہی غصبیہ اور شہوانیہ قوتوں کو اعتدال پر لانا ہے تو مومن بندہ ان نعمتوں کو اللہ مالکِ حقیقی کی رضا اور آنحضرت ﷺ کے طریقہ کی اتباع میں استعمال کرتا ہے اور یہ کثرت ذکر، ماحول اور صحبت شیخ سے حاصل ہونے والی چیز ہے جس کیلئے ہمت اور اخلاص کی ضرورت ہے بس بندہ عاجز کو اگر اس کی جدوجہد وسعی ناتمام پر اس نعمت کا کچھ حصہ عطا فرمادیں تو اس کا کرم ہے:

جان دی دِی ہوئی اسی کی تھی حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہدایت کی راہ قبول کرنے پر آمادہ ہونا:

تمام آسمانی کتابیں اللہ کے احکام ونواہی پر پابند رہنے کی ہدایت کر رہی ہیں اور راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو نفس اور عناصر کو فناء کر کے خواہشات سے بالکل الگ ہو چکے اور تجلیات ذاتیہ میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ کوئی شبہ اُن کو لاحق ہی نہیں ہوسکتا راسخین فی العلم کے بارے حضورؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو قسم کے پورے۔ زبان کے سچے استقامت قلبی رکھنے والے اور شکم اور شرمگاہ کو حرام سے بچانے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت جس کو بھی نصیب ہوئی دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت سے نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جانب پیش قدمی اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق دستگیری کر رہی ہے اور نافرمانی سے بچنے کی کوشش اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی طرف سے حفاظت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اخلاق ذمیمہ مثل شہوت وغضب، ریا وعجب دفع کرنے کے دو درجے ہیں:

اول یہ کہ اپنے اختیار سے ان کا قصد نہ کرے اور جو پیش آوے اُس کو برا سمجھے اور اُس کے مقتضاء کے موافق عمل نہ کرے گو خطرات ووساوس کا ہجوم رہے ان کا عمداً قصد نہ کرے یہ مرتبہ اختیاری اور فرض ہے اور چونکہ خطرات کا ہجوم غیر اختیاری ہے کچھ مضر نہیں دوسرا درجہ کہ ان اخلاق ذمیمہ کی بیخ و بنیاد ہی ختم ہو جاوے یعنی نفس میں ان کا تقاضا اور میلان نہ رہے اور یہ ایسے ہی مبغوض ہو جاویں جیسے گندگی طبعاً مبغوض ہوتی ہے اس کی تحصیل مستحب ہے اور موجب کمال اور عادۃً موقوف ہے مجاہدہ وریاضت اور خلوت طویلہ پر

Marfat.com

اور یہی دو مرتبے ہیں اس کے علاوہ نماز میں دھیان اور یکسوئی نصیب ہو اس کیلئے قلب کے نماز میں اول نماز یا کسی نیک عمل میں بطور مقصودیت کے کوئی غیر اللہ قلب میں حاضر نہ ہو۔ یعنی عبادت سے مقصود کسی مخلوق کی رضا یا اس سے مال و جاہ کا حاصل کرنا ہو یہ حضور قلب فرض ہے اور بدوں اس کے نماز قبول نہیں ہوتی اور عذاب ریا کا مستحق ہوتا ہے دوسرا مرتبہ یہ کہ نماز میں بجز خدائے تعالیٰ کے قلب کا التفات بطور تخیل بھی کسی جانب نہ ہو۔ پھر اس میں دو مرتبے ہیں۔ ایک یہ کہ باختیار خود کسی غیر کا خیال قلب میں نہ لاوے اس کو خشوع کہتے ہیں یہ بھی ضروری ہے گو درجہ فرض نہ ہو۔ دوسرا مرتبہ یہ کہ بلا قصد بھی کسی کا خیال نہ آئے یہ بدوں فناء نفس وقلب کے نصیب نہیں ہوتا اور اس کی تحصیل مستحب ہے۔

اور مراقبات و معاملات میں اگر کچھ انوار وغیرہ نظر آویں تو آپنے اعتقاد و عمل کو درست رکھے یعنی ان کو حادث و مخلوق سمجھے اور عمل کی درستی یہ کہ ان انوار میں مشغول نہ ہو بلکہ اس کی نفی کر کے مطلوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاوے۔ کیونکہ یہ انوار گو ملکوتی ہیں لیکن پھر مخلوق ہیں۔ تو اس میں مشغول ہونا ایسا ہی ہے جیسے مال و زر میں مشغول تھا حجاب ہونے میں دونوں برابر ہوئے بلکہ یہ ملکوتی نورانی حجاب زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ سالک ان انوار کو عظیم الشان اور ثمرہ مجاہدہ کو لذیذ سمجھے گا اس لئے اس میں اگر مشغول ہو گیا تو عمر بھر بھی اس بند سے نکلنے کی امید نہیں۔ بعض اوقات ان سے عقیدہ بھی برباد ہو جاتا ہے اس لئے اعتقاد و عمل کی تصحیح ضروری ہے۔

مسائل دینیہ میں مطالبہ سند اس امت کا ذوق ہے قرآن کریم سند متواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اسی طرح حدیث شریف سند متواتر کے ساتھ یعنی کلام رسول کی اس اُمت نے وہ حفاظت کی ہے کہ دوسری قومیں اپنے کلام خداوندی کی وہ حفاظت نہیں کر سکیں حدیث شریف کا ایک ایک لفظ اور راویوں کی پوری سند بیان کرتے ہیں یعنی مجھ کو فلاں سے فلاں اور فلاں نے اس سے اس نے اس سے بیان کیا یہاں تک کہ سند حضور ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔ تو ایک ایک حدیث کی سند محفوظ تھی کہ مسلمانوں نے پچاس ہزار راویان حدیث کا کرکٹر اور تاریخ مرتب کر دی اور ایک فن بنا دیا جس کو فن اسماء الرجال کہتے ہیں ان لوگوں نے نام اور کردار جو حدیث کے راوی ہیں ان کا حافظہ ایسا تھا تقویٰ ایسا تھا خاندانی نسب ایسی تھی تو قرآن و

Marfat.com

حدیث شریف اور فقہ میں بھی یہی صورت ہے بہرحال اس امت کی عادت یہ پڑ گئی کہ بے سند کے کوئی چیز نہ مانے حتیٰ کہ تصوف میں جو محققین صوفیاء ہیں انہوں نے کتابیں لکھیں تو تصوف کے مسائل میں بھی اسی طرح سند بیان کرتے ہیں کہ ہم سے فلاں نے بیان کیا ان سے جنیدؒ نے اور ان سے شبلیؒ نے بیان کیا تو امت کا گویا ذوق ہی قرآن نے یہ بنا دیا کہ بے سند کسی چیز کو جو دین کے بارے میں ہو مت قبول کرو۔ آج بھی اگر کوئی دین کا مسئلہ پیش کرے گا پہلا مطالبہ یہ ہوگا کہ بھئی قرآن وحدیث فقہ اور تعامل امت میں ہے؟ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ وتابعین کا عمل اس پر تھا ان میں سے کسی میں بھی موجود نہ ہو تو بات رد کردی جائے گی ان سب میں موجود ہوگا تو کہیں گے کہ سر آنکھوں پر ضرور قبول ہے۔ (خطبات) اس ساری تحریر سے یہ بات صاف ہوگئی کہ یہ حضرات جو دین میں ہر چیز میں سند کے محتاج ہیں اور ہر چیز میں سند مانگتے ہیں یہ دلیل ہے کہ ان کی سب سے پہلی محبت تو اللہ تعالیٰ سے قائم ہے پھر نبی کریم ﷺ سے اور ائمہ مجتہدین سے ان کے بعد علماء ربانی اور مشائخ حقانی سے قائم ہے اور محبت سے ہی یہ سارا سلسلہ چلتا ہے بہرحال یہ حضرات مشائخ طریقت سب کی محبت میں گرفتار ہو کر عاشق کل ہیں انہیں کوئی یوں کہے کہ ان کے دلوں میں بزرگوں سے محبت ہے ہی نہیں اس سے زیادہ دھوکہ دینے والا کون ہے۔ تو یہ حضرات سب کی محبت کے اسیر ہیں اور یہ سب کے عاشق تو سند کا مطالبہ پہلے ہوگا پھر اتباع کا درجہ ہے۔ یعنی جو مسئلہ سند صحیح سے ثابت ہو جائے۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اس کی اتباع کریں۔ اب خود رائی یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

بس بھائی ہم اگرچہ حقیر و ذلیل ہیں۔ مگر نسبت بڑی ہے جن بزرگوں سے وابستہ ہیں وہ بے شک بڑے تھے۔ اور ان ہی کے نام پر بیعت لیتے ہیں ورنہ ہم کون ہوتے ہیں بیعت لینے والے بس بھائی ذرّے کو جب آفتاب کی روشنی حاصل ہوتی ہے تو ایسے چمکنے لگتا ہے جیسے ہیرا حالانکہ وہ چمک اس میں نہیں وہ چمک آفتاب کی ہے۔ بس ایک نسبت آفتاب سے قائم ہوگئی ہے جس سے وہ چمک رہا ہے۔

باقی طریقت یا تصوف ہی کیا سارا دین ہی ادب کی بنیاد پر قائم ہے جو اس طریق میں جسارت اور بے باکی برتے گا وہ بے ادبی اور گستاخی کا راستہ اختیار کرے گا۔ وہ آخرت کے انعامات کا حصہ نہیں پائے گا اللہ والوں کے اعتماد سے محروم رہے گا۔

Marfat.com

اللہ والوں سے دنیا کا علیحدہ رکھنا یا نیک بختوں کو دنیا سے بچائے رکھنا:

اللہ تعالیٰ نے جو دنیا کو نیک بختوں سے علیحدہ رکھا ہے صرف امتحان کیلئے ہے اور اپنے دشمنوں کیلئے جو اس کا پھیلاؤ کیا ہے ان کے مغالطہ و دھوکہ کیلئے ہے یہی وجہ ہے کہ جس کو دنیا پر قدرت ہو جاتی ہے اس کو یہ گمان ہوتا ہے کہ خدا نے میری بڑی عزت کی ہے اور اس کو وہ معاملہ جو اللہ نے اپنے حبیب آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا یاد نہیں کہ بھوک کے مارے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھا تھا ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ تم تو انگری کو آتا دیکھو تو کہو کہ کسی گناہ کی عقوبت جلد ہوئی اور اگر مفلسی کو آتے دیکھو تو کہو کہ خوب ہوا کہ یہ نیک بختوں کا شعار آیا اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے یہ سب آرائش علیحدہ رکھتا ہے دنیا کی نعمتوں سے اُن کو ایسا علیحدہ رکھتا ہے جیسا کوئی شفیق چرواہا اپنے گلے کو مہلک چراگاہ سے بچاتا ہے اور یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک ذلیل ہوں بلکہ اس نظر سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو صحیح و سالم توقیر کے ساتھ پورا حاصل کریں اور اللہ کے دوست جو اللہ کیلئے زینت کرتے ہیں۔ انکسار اور خوف اور خضوع و تقویٰ سے کرتے ہیں جب ایسے لوگوں سے ملاقات ہو تو ان کی تعظیم کرنا اور بہ انکسار دل و زبان پیش آنا اور دنیا کے عیش کو قیام نہیں نہ راحت کو دوام ہے اس زندگی کے بعد اسیر نیجہ موت ہونا ہے اور پتھر و مٹی کچھو مر نکالے گی پھر اللہ بادشاہ کے سامنے پیشی ہو گی گذشتہ گناہوں کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہوں گے اور دل تھراتے پردے فاش ہونگے اور تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے جسم صرف لذّات دنیا سے بہرہ ور ہیں اور دل اس سے پاک و صاف ہیں دلوں میں دنیا کی محبت کا کسی طرح کا علاقہ نہیں اور یہ ایک شیطان کا دھوکا وفریب ہے کہ ان کو اندھا کر رکھا ہے اسلئے کہ اگر انکو اس عیش و لذت سے علیحدہ کر دیا جائے تو کیسا بڑا رنج ہو اگر دل کو علاقہ نہ تھا تو علیحدگی سے درد و رنج کیوں ہوتا۔ غرض یہ کہ ارشاد آنحضرت ﷺ ہے کہ جس طرح پانی میں چلنے سے قدم ضرور تر ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے اختلاط سے بھی دل میں ایک علاقہ اور ظلمت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس تعلق دنیاوی کے ساتھ دل میں عبادت کا مزہ نہیں پاتا اسی طرح جس کو دنیا کا روگ ہے وہ عبادت کی حلاوت نہیں اٹھاتا اور جس طرح گھوڑے سے

Marfat.com

سواری کا کام نہ لینے سے بگڑ جاتا ہےاور کام نہیں دیتا اسی طرح اگر دل بھی ذکر موت سے اور مشقت عبادت سے نرم نہ ہو اور اس کو مجاہدہ میں نہ ڈالا جائے تو سخت اور بیکار ہو جاتا ہے بس دنیا میں منہمک ہونے والا آخرت کو بھول کر ساری محنت مشقت دنیا کیلئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہوا ہے اُس سے لاپروائی اور غفلت کرتا ہے اور اپنے اللہ مالک حقیقی کو ناراض کر کے اپنی دنیا اور آخرت تباہ کرتا ہے اور مباحات سے زائد از ضرورت مستفید ہونا دنیا مذموم میں داخل ہے اور موت سے آدمی نیست نہیں ہو جاتا بلکہ دنیا کی محبوب چیزیں چھوٹ جاتی ہیں اور خدا کے سامنے حاضری ہوتی ہے لہذا سالک طریق آخرت وہی ہے جو ان تینوں صفات یعنی ذکر اور فکر کے ساتھ عمل پر دوام رکھے جس سے کہ شہوات دنیا چھوٹ جائیں اور مدامت اعمال صالح رہے اور لذات دنیاوی سے پرہیز کرے اور یہ اعمال بدوں صحت تندرستی کے ممکن نہیں اور بدن کی صحت بدون غذا اور لباس و مسکن ممکن نہیں اور ہر ایک کیلئے جدا سامان چاہیے پس جو کہ آدمی کو غذا اور لباس و مسکن بقدر ضرورت آخرت کیلئے حاصل کرے وہ دنیادار نہ کہلائے گا۔

جُدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اللہ کا لحاظ رکھ اللہ تیری نگہداشت کریگا: (الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا ارشاد فرمایا لڑکے اللہ کا لحاظ رکھ اللہ تیری نگہداشت کرے گا۔ اللہ کا لحاظ رکھ تو اپنے سامنے اللہ کو پائیگا اگر کچھ مانگے تو اللہ سے مانگ اور مدد کی درخواست کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اور خوب سمجھ لے کہ اگر سب لوگ جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں گے تو بس اتنا ہی نفع پہنچا سکینگے جتنا اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہوگا قلم اٹھا لئے اور لکھی ہوئی تحریریں خشک ہوگئی۔ (رواہ احمد ترمذی شریف مظہری ۲/۳۴۸)

اللہ ہر شخص کی اہلیت سے خوب واقف ہے اس لئے ہر شخص کو وہی دیتا ہے جس کا وہ اہل ہوتا ہے اور بوقت سلوک (الی اللہ) سالکین کے نفوس فاضلہ کے یہ احوال ہوتے ہیں کہ خواہشات نفس سے نکل کر عالم القدس کی طرف نشاط کے ساتھ جاتے ہیں پھر مراتب ترقی میں تیرتے ہوئے کمالات کی طرف بڑھتے

Marfat.com

ہیں یہاں تک کہ مدبّرات میں سے ہو جاتے ہیں (دوسرے لوگوں کو سلوک کی راہ بتانے والے) اچھے بُرے اعمال کی شناخت اوران پر عمل اور شریف ورذیل اخلاق کی تمیز اپنی خواہش کو چھوڑ کر پیغمبروں کا اتباع کیئے بغیر ناممکن ہے خواہش پرستی تو انبیاء علیہم السلام کی ضد ہے۔اور جب یہ عقیدہ حال بن جائے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اوراس کی نظر غیر اللہ سے اٹھ گئی تو اعلیٰ مقام سمجھا جاتا ہے جو صدیقین و اہل معارف کے سوا دوسروں کو حاصل نہیں ہوتا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے تمام افراد باوجود تفاضل مراتب کے اس حال کے ساتھ متصف تھے کہ انکو کشفاً وعیاناً یہ مراتب وحالات حاصل تھے ان کے اندر وہ سکون اور طمانیت موجود تھی جو سالہا سال کی ریاضت وتزکیہ وتصفیہ باطنی سے حاصل نہیں ہوتی یہی وجہ تھی کہ صحابہؓ کا ہر ایک فرد قرون مابعد کے تمام افراد سے افضل مانا گیا ہے ظاہر بین نظریں سمجھتی تھیں کہ ان کو محض اپنی تدابیر پر اعتماد ہے مگر درحقیقت ایسا نہ تھا وہ سب کچھ کرتے تھے مگران کا علاقہ اور تعلق اپنے خالق ومالک کے ساتھ اس قدر قوی کہ ان کی نظر غیر اللہ سے ایسی اٹھی ہوئی تھی کہ قوی سے قوی کارآمد ومفید تدبیر کو بھی منفتح نہ سمجھتے تھے اور سوائے خداوندعالم کسی کو فاعل وصانع مختار نہ جانتے تھے۔(اشاعت اسلام ص ۴۸۲) اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ''لَا جَبْر وَلَا قَدْر'' وَ لٰکِنْ اَمْرًا بَیْنَ بَیْنَ ترجمہ: نہ جبر محض ہے کہ انسان مجبور ہو اس کے اختیارات کو افعال میں کچھ دخل نہ ہو اور نہ قدر ہے کہ وہ خود اپنے افعال کا خالق اوران پر قادر ہو بلکہ جبر وقدر کے درمیانی بات ہے یعنی بعض وجوہ سے وہ قادر ومختار ہے اور بعض وجوہ سے مجبور (اور اسی کو جز ایمان قرار دیا) اس اعتقاد حق کے سوا جس فرقہ نے کوئی دوسری راہ اختیار کی وہ خود بھی تباہ ہوا اور دوسروں کو بھی تباہ و برباد کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر مسلمان کو صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے اپنے خیالات کی پابندی، احکام شریعت کا اپنی ناقص عقلوں کے معیار پر اتارنا تباہ و برباد کردیتی ہے قعرِ جہنم کا ایندھن بنادیتی ہیں۔(اشاعت اسلام ص ۴۸۴)

آدمی اپنے ہم نشین کے دین پر ہے:

صحبت اور ملاقات کا دلوں پر اثر ہو کر آدمی کو اپنے دوست اور ہم نشین کے دین پر کردیتا ہے

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ آدمی جس کی صحبت اختیار کرے اس جیسا نہ ہو جائے۔ (مظہری ۱/۴۵۸) پس اولیاء اللہ ہی کے ساتھ رہنا چاہیے مسلمان راہِ آخرت کا مسافر ہے اس کو لازم ہے کہ اس راستہ کیلئے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو اور راستہ کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچا کے نکلے بھائی خدا نخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا تو ذلت و رسوائی اور ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا اِلّا یہ کہ رحمتِ خداوندی کسی کی دستگیری فرماویں۔ بیدار ہو جاؤ۔

اٹھو اٹھو کہ یہ خواب گران کا وقت نہیں
زمانہ ڈھونڈ رہا عمل کے شیدائی

(زکی کیفی)

تقویٰ و معرفت الٰہی:

قیامت کے زلزلہ سے محفوظ رکھنے والا سوائے تقویٰ کے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے اور کوئی نہیں اس لئے تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کے احکام پر اپنی زندگیوں کے معمولات کو استوار کرو انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی معرفت و عبادت ہے معرفت پر عبادت مرتب ہوتی ہے اور انسان دنیا میں اپنی مرضی سے نہیں آیا بلکہ بھیجا گیا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے اٹھائے گا اور وہ لوگ بد انجامی سے مستثنیٰ ہیں جو پیغمبروں کے آخرت کا خوف دلانے سے متنبہ ہو گئے اور بغیر شرک کی آمیزش کے خالص طور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ایسے لوگ یقیناً عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (مظہری ۸/۲۳)

خوشحالی ہے اللہ کی رضا میں اور گمنام رہنے میں:

خوشحالی ہے اس بندے کے لئے جو گم نام ہو اس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اسے نہ پہچانا اور اللہ نے اس کو پہچانا کہ وہ اس کی رضاء جوئی میں ہے ایسے ہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے پیٹ کے ہلکے نہیں ہوتے اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری کرنے والے ہوتے ہیں اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ مومن متقی ہے اس حال میں کہ قلب خشوع کرے لباس سے متقی نہیں بنتا بلکہ قلب سے بنتا ہے غصہ کم کرو یعنی ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو اس

Marfat.com

سے قلوب نہیں بگڑتے۔ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اس کی مثال ترنج کی سی ہے خوشبودار بھی اور خوش مزہ بھی لوگ سوئے ہوتے ہیں جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ نیکی سے آگ کو بھی غلام بنالیا جاتا ہے اور اس کو نہ دیکھو کہ کس نے کہا یہ دیکھو کہ کیا کہا۔ مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت کو بڑھا کر مکمل کر دیتا ہے کھانے کی بڑی ہوئی حرص اور بدہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کا کوئی وجود نہیں شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی حسد ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔ انتقام کے جذبہ کے ساتھ سرداری جمع نہیں ہوتی اور درست رائے ترک مشورہ کے بعد نہیں ملتی بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں چاہیے کوئی بزرگی تقویٰ سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔ توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوبصورت کوئی لباس نہیں معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے بھرے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے جب مقدرات واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں شہوات کا بندہ زیادہ ذلیل ہوتا ہے غلامی والے بندے سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اس کو شکر میں کمی کر کے نہ بھگاؤ علم کم مرتبہ شخص کو اوپر اٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے گرا دیتا ہے علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ (ازالۃ الخفاء ج ۲) انسانی اعمال اللہ کی مشیت وارادہ سے وابستہ ہیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو دل چاہے کھا جو دل چاہے پہن (حلال چیزوں میں سے) لیکن دو باتوں سے پرہیز رکھ حد سے تجاوز اور اترانا (اکڑپنہ) (مظہری ۴/۱۹۷) اور مبتدی (یعنی اللہ کے راستہ پر چلنے والے کے لئے) کیلئے جائز امور میں بھی جو توجہ کو ہٹانے والے ہوں مشغول ہونا کامیابی کے لئے صدرہ ہے یعنی رکاوٹ ہے۔ (رائے پوریؒ)

اخلاق تقدیر میں لکھے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ جس طرح ہم انسان کی جسمانی حالت کو نہیں بدل سکتے اسی طرح اسکے اخلاق کو نہیں بدل سکتے اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں فرشتہ بھیج کر اس کا رزق اور اس کا اخلاق لکھ دیتے

Marfat.com

ہیں اور وہ فرشتہ یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ شقی ہے یا سعید ہے، حضرت عبداللہؓ کا مطلب یہ ہے کہ فطری طور پر جو انسان میں اخلاق پیدا کیے گئے ہیں وہ بدلتے نہیں اور یہ کہ اہل اللہ کی صحبت سے اخلاق بدل جاتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے جواب اس کا یہ ہے یہ اخلاق نہیں بدلتے اخلاق کا رجحان اور میلان اور رخ بدل جاتے ہیں (المفرد، ص ۲۲۵) اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرو، قلب کا اکثر حصہ لوگوں سے مشغول رہتا ہے۔

تعلق مع اللہ:

اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے تا کہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ سب کچھ گل کر فناء ہو جائے اور قلب صاف اور شفاف ہو جائے۔ سوائے اللہ کے کوئی اس میں نہ ہو۔ اس وقت تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دیں گے اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرماویں گے۔ اپنے نفس کو طاعت میں مشغول رکھ اور خلوت میں اللہ کی طاعت کر پھر جب تو دعا کرے گا تو قبول ہوگی محبت کی شان یہ ہے کہ وہ جب شروع ہوتی ہے تو محبّ کو ایک دائمی الم اور قلق لگ جاتا ہے اور صبر میں جزع و فزع نہیں ہوتا حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بہت سے بندے ہیں کہ انہوں نے گناہوں کے بہت سے درخت لگائے ہیں اور پھر ان کو آب توبہ سے سینچا تو ان کو ندامت اور حزن کے پھل لگے اور بغیر جنون کے مجنوں بن گئے اور بغیر کسی عیب کے کند ذہن بن گئے اور باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے گونگے ہو گئے اور حالت ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی معرفت میں وہ کامل ہیں اور پھر ان کو طول بلا کے ساتھ صبر کی میراث ملی اور ان کی اپنی خطائیں پیش نظر ہو گئیں اور ترک دنیا کی تلخی انھیں شیریں معلوم ہونے لگی اور سخت بستر کی سختی کو وہ مثل ریشم نرم سمجھنے لگے اور نفسانیت کے پہلوں سے گزر کر صحن علم میں جا اترے اور حوض حکمت سے سیراب ہوئے نفسانی خواہشات پر غلبہ کیلئے ثابت قدمی صبر سے ضروری ہے اور ثابت قدمی کا مدار قلب پر ہے اور یہ جو آیا ہے کہ دنیا دھوکے کا سودا ہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دنیوی زندگی سب کیلئے مضر ہے مطلب یہ ہے کہ اصل مقصود بنانے کے قابل نہیں ہے اور دنیا میں جو حوادث آتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اس میں صبر کرنا چاہیے اور دل تنگ نہ ہونا چاہیے اور ان حوادث سے بچنے کے لئے تدبیر کرنا منع نہیں ہے اور

Marfat.com

زیادتی کرنے والے سے انتقام بھی منع نہیں ہے۔ باقی ان حوادث میں تمہارے لئے منافع و مصالح ہیں اور تقویٰ اختیار کرو یعنی کہ خلاف شرع امور سے بچو گو تدبیر بھی کرو۔ (تشریع ص ۴۴)

اور مسجد میں ہنسنے سے قبر میں تاریکی ہوگی (انور باری ۱۴۱۲۷۴) اور تعصب اور تنگ نظری سے دور رہو کہ جو بھی کام اہل علم و عوام کیلئے کیا جائے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتا ہے اللہ ہمیں اور انھیں سب ہی کو اپنی مرضیات کی توفیق دے۔ حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے (پیر) سوموار کے روز قبا میں داخل ہوئے اور جمعہ کے روز قبا سے کوچ فرمایا اور انسانیت کے اشتراک سے جن امور میں مساوات ضروری ہے حفظ جان و مال حفظ ننگ و ناموس حفظ حقوق و معاملات وغیرہ ہیں (اشاعت اسلام ص ۵۵۵)

اپنی خدمت خود کرنا:

حضرت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ خود ہی اپنے خادم تھے اور شہرت و نمائش سے ہمیشہ متنفر رہے اور فرماتے سب سے بڑا متکبر وہ ہے۔ جو اپنی خدمت کو اپنے لئے عار سمجھے اور یہ بھی فرماتے کہ ہم تلوار کی دھار سے کھیلنے والی قوم ہیں ہم بگڑ جاتے ہیں غزالہ صفت بیویوں سے جبکہ وہ مداہنت کی دعوت دیتی ہی بس بھائی مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہؒ کا عمل ہمارے لئے یادگار برائے گھریلو زندگی کے نصیحت ہے کہ مولانا کی سادگی، حضرت مولانا کے نیازمندوں نے اکثر یہ منظر دیکھا کہ گرمی کا زمانہ ہے اور یہ جلیل القدر انسان اپنے دونوں ہاتھوں میں لکڑیوں کا ڈھیر لئے ہوئے اپنے مکان کی طرف جا رہا ہے اس وقت یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا تھا کہ علم انسان پر حاوی ہے یا انسان علم پر اللہ تعالیٰ ان کی روح کو جوار رحمت میں جگہ دیں آمین یعنی مطلب یہ ہوا کہ ہر کام خادم سے مت لو جس کام کو تم خود نہ کر سکو اس کام میں اس کی مدد لو اپنی خدمت میں ثواب بھی ملتا ہے۔ نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور ادب سکھانا ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اخلاق کا مطالبہ:

اخلاق کا مطالبہ احسان کرنا اور درگزر کرنا اخلاق کا مطالبہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

Marfat.com

کے دن مومن کی میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی اور فحش گو گالیاں بکنے والے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں۔(مظہری ترمذی شریف) اس کے علاوہ حسن سلوک کا کردار ذلت ونکمت کی رسوائیوں سے محفوظ کرتا ہے اور لسانی دل آزاریاں پیدا کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی بدزبانیوں سے نہایت تنگ آ کر خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ ان کی لسانی دل آزاریوں سے مجھے بچاؤ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) لوگوں کی زبان کو اپنی ہی ذات کے بارے میں نہیں روکا تو تمہارے بارے میں کیا روکوں گا۔

حسن اخلاق کی بھی ایک حد ہے:

اور آدمی اس کا مکلف نہیں کہ حسن اخلاق میں اپنے کو برداشت سے زیادہ مشقت میں ڈالے اور اپنا جانی مالی نقصان برداشت کرے اور حد سے زیادہ ایذا کا تحمل کرے اس کی مثال یہ ہے کہ فقیر کو یعنی سائل کو تین بار (عذر سمجھا کر) جواب دے دو کہ اللہ تیری مدد کرے اور وہ پھر بھی نہ جائے لپٹ کر جم ہی جائے جس سے ایذا ہونے لگے تو پھر اس کے جھڑک دینے میں کچھ ڈر نہیں۔(تھانویؒ)

شیخ کی دعا اور برکت:

شیخ کی دعا اور برکت کو بھی اصلاح میں بڑا دخل ہے لیکن اس کا درجہ اعانت کا ہے نہ کہ کفایت کا اس کی مثال ایسے ہے کہ اگر مریض طبیب کی دوا کو نہ پیئے اور محض طبیب کی شفقت وتوجہ سے اچھا ہونا چاہیے تو اس کی خام خیالی ہے۔لہذا شیخ کا اصل کام تو راستہ بتانا ہے باقی راستہ کا قطع کرنا تو سالک ہی کا کام ہے۔

نسبت کی حقیقت:

ہر وقت حق تعالیٰ کا دھیان رہنا اور نافرمانی کا نہ ہونا۔یہ نسبت کی حقیقت ہے اور صاحب نسبت ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کی زندگی میں رغبت الی الاخرت اور نفرت عن الدنیا کا اثر ہو اور اس کی طرف دینداروں کو توجہ ہو۔

Marfat.com

علم حاصل کرنے کا مقصد:

علم حاصل کرنے سے مقصد ظاہر و باطن کی سنوار ہے۔ اگر کسی علم سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو وہ لا حاصل ہے اور اگر کسی علم سے بجائے سنوار کے بگاڑ کی شکلیں رونما ہوں تو اس علم سے جہل بہتر ہے۔

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر تے لکھ لکھ ہوئے چور   جس پڑھنے سے مولا ملے او پڑھنا کچھ ہور

(رائے پوریؒ)

ہر چہ از محبوب رسد شیریں بود

بُروں کو عیش اور اچھوں کو ہے دنیا میں رنج   توڑتا ہے گل کو گلچیں چھوڑتا ہے خار کو

بے ہنر مسند نشیں اہل ہنر در در خراب   عقلِ انسان سے خدا کا کارخانہ دور ہے

بدل جائے جو تھوڑے رنج و غم میں وہ طبیعت کیا   کیا ہو شکر جس منہ سے کریں اس سے شکایت کیا

نئی میں اور پرانی روشنی میں فرق اتنا ہے   انھیں ساحل نہیں ملتا انہیں کشتی نہیں ملتی

(اکبر الہ آبادیؒ)

اسبابِ تمول زنجیریں ایوان حکومت زندان ہے   دلچسپ جسے تو سمجھا ہے وحشت کا وہ ساز و سامان ہے

سکوں کی چمک پر مرتا ہے دولت کیلئے سرگرداں ہے   تو راز فناء معلوم تو کر دنیا کیلئے کیوں حیران ہے

(محمد صادق سیالکوٹی)

اس شے سے تعلق ہی کیسا جو چیز کے جانیوالی ہے   سامانِ تعیش جمع کئے جا موت بھی آنے والی ہے

علم الیقین:

آج وجدان جو علم یقین کا ایک بہت بڑا سر چشمہ ہے بالکل معطل ہوتا جا رہا ہے حواس خمسہ کے علاوہ کسی اور باطنی حاسہ کا وجود تسلیم نہیں کیا جا رہا بس ایک عقلی ظاہریت چھائی ہوئی ہے امت کی قوت عمل اور اس سے بڑھ کے حرارت عشق جو اس امت کا سرمایہ اس کی طاقت کا سر چشمہ اور نبوت کا فیضان ہے سرد ہوتا جا رہا ہے دل سوز سے خالی اور حرارت عشق سے عاری ہوتے جا رہے ہیں اور عالم کا عالم الفاظ کے طلسم کا گرفتار اور ظواہر کا پرستار بنا جا رہا ہے ریاضات و علوم کی غرض کیا ہے آداب و شریعت کا نفاذ سب کی غرض یہ

Marfat.com

ہے کہ معلوم تک رسائی ہو جائے۔ عقل تنہا تمام مقاصد کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ تمام مشکلات کی نقاب کشائی کر سکتی ہے بدن اور اخلاق میں خاص مناسبت ہوتی ہے اگر وہ لطیف ہو تو اخلاق بھی لطیف ہونگے۔

حقیقت تصوف یا علم الاحسان:

اس کے تین اصل ہیں۔ اعمال خیر کے ذریعہ یقین پیدا کرنا۔ اخلاص فی العمل ۲۔ کثرت اعمال خیر مثلاً تلاوت، ذکر اذکار، نماز تہجد، نوافل اور روزہ اور معصیت سے پرہیز۔ ۳۔ خشوع وخضوع۔ ترک حدیث نفس، لایعنی، ان اعمال سے امید اور خوف وغیرہ کا تعلق صرف ذات الٰہی سے قائم ہو جاتا ہے اور اعتماد اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر ہو جاتا ہے اگر کسی شخص کے دل پر یقین (مستوی) حقیقی یا عین الیقین غالب نہ ہو تو اس کی تمام صفات صرف ذاتی وطبعی ہوں گی مقامات سلوک سے نہیں۔ اور سلوک سے مراد تزکیہ نفس ہے اور یہ فناء کے بعد اور محبت ذاتی کے پیدا ہونے کے بعد ہے جہاں انعام اور تکلیف برابر ہو جاتے ہیں تزکیہ سے مراد دلوں کو غلط عقائد اور اللہ کے سوا دوسروں کے ساتھ لو لگانے سے پاک کرنا ہے نفوس کو رذیل خصائل سے طاہر بنانا ہے اور اجسام کو نجاستوں گندگیوں اور بُرے اعمال سے صاف کرنا ہے۔ (مظہری ۲/۴۰۵) اور اسی فنائے نفس کے سلسلے میں حضرت مجدد شیخ سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ

کافر فرنگ اور ملحد زندیق کو کئی اعتبار سے اپنے سے بہتر جانتا ہوں اور مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں انسان خدا کا بندہ اسی وقت کہلانے کا مستحق ہے جب غرض کی بندگی سے نجات پائے ظاہری اور رسمی عبادتوں سے کام نہیں چلتا۔ دل کو غیر اللہ سے پاک کرنا اور اعمال صالحہ دونوں مراد ہیں احوال مواجید معارف جو راستہ میں آتے ہیں مقاصد نہیں ان سے اطفال طریقت کی تربیت ہوتی ہے مقام رضا مقصود ہے اور روح کی ترقی نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ (مجدد الف ثانی سرہندیؒ)

فلسفہ تکلیف:

ذکر اللہ سے مصائب سے نجات ہوگی اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیماریاں وغیرہ تکالیف نہ آئیں گی۔ بلکہ مصائب ہجوم کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ باوجود مصائب کے ہجوم کے قلب مطمئن ہوتا ہے

Marfat.com

مصیبت قلب کی کیفیت کا نام ہے۔ بخار وغیرہ اسباب مصیبت ہیں۔ خود مصیبت نہیں دل میں پراگندگی بے چینی کا ہونا مصیبت اور پریشانی ہے۔ جو چیز کفارہ سیّئات یا ترقی درجات بنے وہ مصیبت نہیں بلکہ نعمت ہے۔ کائنات کی ہر شے خیر وخوبی کو محنت اور کسب سے لایا جاتا ہے جو وجودی چیز ہے لیکن شر کیلئے جدو جہد کی ضرورت نہیں وہ پہلے سے خمیر میں موجود ہے انسان کے لئے مصیبت آتی نہیں اندر ہی سے ابھر آتی ہے کہ وہ اس کی جبلت میں ہے۔ جب نعمت چلی جاتی ہے تو مصیبت خود بخود اُبھر آتی ہے۔ جیسے سورج کی روشنی ختم ہوئی رات ظاہر ہوگئی۔ سانپ کو جتنا دودھ پلا کر مطیع ومتعاون کرلیا جائے ڈسنے کی جبلت قائم رہے گی ورنہ وہ سانپ نہیں۔ اسی طرح انسانی نفس کے مجاہدات سے نفس کے نقائص وشرور دور نہیں ہوتے۔ بلکہ اعتدال پر آجاتے ہیں یا رخ بدل لیتے ہیں۔ اس سے یہ چیز صاف ہوگئی کہ صفات رذیلہ کا مادہ جبلی ہے اگر کوئی کہے کہ صفات رذیلہ کا مادہ جبلی ہوتا ہے تو ان کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے تو خوب سمجھ لو کہ وہ جبلی ہوتا ہے مگر فعل اختیاری ہوتا ہے بس مادہ بیشک زائل نہیں ہوتا مگر اس کے مقتضا پر عمل کرنا نہ کرنا اختیار میں ہے۔ اور اسی کا انسان مکلف ہے اور بار بار مقتضا کی مخالفت کرنے سے وہ مادہ بھی ضعیف ہوجاتا ہے۔ (انفاس عیسیٰ ص ۱۵)

امر بالمعروف ونھی عن المنکر:

اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے انبیاء علیہم اسلام کو خالصتہً اور اولیاء اللہ کو تبعاً دعوت دین کے لئے مقرر فرمایا اور ان کے ذریعے سے لوگوں کو عذاب وثواب سے آگاہ کیا اور اس طرح مخالفین اسلام پر حجت قائم کی اور انکی زبان عذر کو بند کردیا۔ پس آنحضرت ﷺ کے (سچے) تابعدار دعوت و **امر بالمعروف** اور **نھی عن المنکر** میں آپؐ کے شریک ہیں اور جو شخص تارکِ **امر باالمعروف** اور **نھی عن المنکر** ہے وہ درحقیقت تابع رسول ہی نہیں ہے انصافاً غور کرنا چاہیے کہ اگر فساق وکفار مبغوض خُدا نہ ہوتے تو بغض فی اللہ واجبات دین سے نہ ہوتا افضل قربات اور ایمان کا مکمل کرنے والا نہ قرار پاتا سبب وصول ولایت اور باعثِ رضا وقرب خداوندی نہ بنتا حضرت عمرو بن الجموحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بندہ صریح ایمان نہیں پا سکتا تاوقتیکہ اللہ کے لئے بغض نہ کرے۔ جس

Marfat.com

کسی میں یہ صفت پیدا ہوگئی کہ وہ اللہ کے لئے محبت رکھتا ہے اور اللہ کے لئے بغض رکھتا ہے تو وہ مستحق ولایت ہوگیا۔ (رواہ احمد)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے منع کیا اس کا ایمان کامل ہوگیا (رواہ ابو داؤد) پھر فرمایا حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ نے عجیب بات ہے کہ جو لوگ مشرب کم آزاری اور مسلک صلح کُل اختیار کئے ہوئے ہیں وہ یہود و جوگیہ، براہمہ اور زنادقہ وغیرہم کے ساتھ تو اچھے ہیں۔ ان سے صلح و محبت اور صحبت رکھتے ہیں لیکن اہل سنت والجماعت سے جو کہ فرقہ ناجیہ ہے غفلت و عداوت کا معاملہ کرتے ہیں۔ ان کی صلح دوسروں سے ہے اس جماعت حقہ کو ایذا و آزار پہنچاتے ہیں اور اس کو بیخ و بُن سے اکھاڑنا چاہتے ہیں اچھی صلح کل پالیسی ہے کہ محمدیوں سے عداوت اور غیر محمدیوں سے محبت و مودت خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ترک تعرض محمود ہوتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجبات دین سے نہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ امر و نہی کرنے والوں کو خیر امت کا لقب نہ دیتے۔ (مکتوب نمبر ۲۹ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ)

انبیاء علیہم السلام۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین۔ تابعین تبع تابعین اور تمام سلف صالحین نے کتنی کچھ کوشش امر باالمعروف ونهي عن المنكر میں صرف کی ہے اور کتنی کچھ ایذائیں اور مصیبتیں اس کام کے کرنے میں جھیلی ہیں ایک عبث کام کیلئے اتنی جدوجہد کرنا (نعوذ باللہ) سراسر بے عقلی قرار پائے گی اگر ترکِ تعرض مستحسن ہوتا تو منکر شرعی کو دیکھ کر انکار قلبی کرنے کو کیوں ضعف ایمان قرار دیا جاتا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے (ذالِک اضعف الایمان) یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔

قرآن قیامت تک رہنے والی چیز ہے۔ اور صحابہؓ کو قران کی تعلیم نے ہی تو برگزیدہ بنایا فرمایا رسول ﷺ نے میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ باقی رہیگی۔ چاہے چھوٹی ہو۔ جو منصور من اللہ ہوگی۔ حق پر قائم رہیگی۔ وہی کچھ کرتی رہیگی جو کچھ میں نے کیا۔ وہی کچھ کہتی رہیگی جو کچھ میں نے کہا وہی اس کا نعرہ ہوگا جو میرا نعرہ ہے۔ انہیں کوئی رسوا کرنیوالا رسوا نہیں کرسکے گا۔ ذلیل کرنیوالا ذلیل نہیں کرسکے گا۔ اور

Marfat.com

فرمایا اہل خیر آتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اس امت کو اپنے پیغمبر کا متبع بنائے۔ اس لئے کہ اتباع ہی میں علم اور اخلاق نصیب ہو سکتے ہیں۔

علم اللہ کی صفت ہے۔ بندہ کی صفت نہیں۔ قرآن کو پھیلانا گویا بندہ کو خدا سے وابستہ کرنا ہے۔

عشق و محبت:

سنتے تھے عشق جسے وہ یہی ہو گا شاید　　خود بخود دل میں ہے اک شخص سمایا جاتا

(مولانا حالیؒ)

معلوم ہوا کہ عشق و محبت بڑے کام کی چیز ہے مگر ایسی کار آمد اور قیمتی نعمت کو کسی فانی شے سے وابستہ کرنا نہ صرف یہ کہ اس کا بیجا مصرف ہے بلکہ بہت بڑی حماقت بھی ہے اسی لئے حدیث شریف میں رہنمائی کی گئی ہے کہ اول درجہ کی محبت و عشق کا تعلق حی و قیوم سے اور اس کی وجہ سے اس کے محبوب و برگزیدہ رسول ﷺ سے قائم کیا جائے تو انکی اطاعت سہل تر ہو جائے گی بس محبت تو ایک ہی صفت ہے جس کو میلان قلبی کہنا چاہیے کہ اگر وہ میلان ان سب دنیوی محبوبات و مرغوبات کی طرف زیادہ ہے اور خدا اور رسول علیہ السلام اور انکی مرضیات کی طرف کم ہے تو یہی آخرت کے بڑے خسران اور بُرے نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ (صحیح بخاری مقدمہ ص ۱۱۵)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں دین کے مددگار و اور حق و ہدایت کے حامیوں! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل اور نیت کے بغیر کبھی شامل حال نہیں ہوتی اور جب تک نافرمانی، گناہ اور معصیت میں بندہ مبتلا رہتا ہے اور عمدہ اور نیک کام کی خواہش نہیں کرتا اس وقت تک وہ کبھی اس تک نہیں پہنچتی (یعنی اللہ کی رحمت) اور جنت میں انسان بدون اعمال صالحہ کے داخل نہیں ہوتا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور مغفرت واسعہ صابرین اور صادقین اہل اللہ کے پاس آتی ہے۔

بیعت ایک عہد ہے

بیعت کا مقصد خدا کے کسی حکم کی بجا آوری کا عہد و میثاق رسول یا نائب رسول کی وساطت سے

Marfat.com

پورا ہوتا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اس طریقہ کو نہایت پسند فرمایا ہے اور یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ آپؐ سے بیعت کرتے ہیں وہ بلا شک وشبہ خدا سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے پھر جو کوئی اس بیعت کو توڑے گا تو اس کے توڑنے سے اپنا ہی نقصان کرے گا اور جو اپنے عہد کو پورا کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے پس جو وسائل معین انابت وتقربؐ ہوں ان کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا مناسب نہیں البتہ بیعت لینے والے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ صحیح معنی میں نائب رسول ہو ورنہ جادہ شریعت سے انحراف کا خطرہ رہے گا جس سے بجائے نفع کے نقصان کا اندیشہ ہے۔

نوجوان سالکین:

تجربہ اس کا شاہد ہے کہ حق وصداقت کی تحریک اور نہ صرف یہ بلکہ ہر انقلابی تحریک جس درجہ میں قوم کے نوجوانوں پر اثر انداز ہوتی ہے عمر رسیدہ افراد قوم پر اس سرعت کے ساتھ اثر انداز نہیں ہوتی ''علم النفس'' کے ماہرین اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ معمر افراد کا دل ودماغ چونکہ عمر کے بڑے حصہ میں پرانی ریت ورسم کا عادی ہو جاتا اور گذشتہ نظام سوسائٹی سے عرصہ تک مانوس رہ چکا ہوتا ہے اور اس کے رگ وریشہ میں قدیم اثرات راسخ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اسلئے ہر وہ تحریک جو قدیم نظام یا فرسودہ رسوم کے خلاف ظاہر ہوتی ہے انکا دل ودماغ اس کے جدید اثرات سے اذیت وتکلیف محسوس کرتا ہے اور جدید وقدیم محرکات کا تصادم ان کیلئے بار بن جاتا ہے اسلئے وہ جدید انقلاب سے مانوس ہونے کی بجائے اور زیادہ متوحش ہو جاتے ہیں البتہ ان میں سے جو دل ودماغ جذبات کے مقابلہ میں عقل کو اور تاثرات کے مقابلہ میں دلائل کو راہ نما بنا لیتے ہیں وہ ایسے کاموں کیلئے زبردست پشت پناہ ثابت ہوتے ہیں لیکن چونکہ نوجوانوں کے دل ودماغ بڑی حد تک غیر جانبدار ہوتے ہیں اس لئے ان پر ذکر اذکار اور آخرت کی طرف متوجہ ہونا آسان ہوتا ہے بلکہ دلچسپی اور شوق کے ساتھ اشغال میں مشغول ہوتے ہیں۔ (قصص القرآن ۳/۲۸۴)

راستہ بالکل صاف اور آسان ہے:

آدمی کا اگر خود مشقت میں پڑنے کا شوق ہو تو اس کا علاج ہی نہیں راستہ بالکل صاف ہے کہ غیر

Marfat.com

اختیاری کی فکر میں نہ پڑیں اختیاری میں ہمت سے کام لیں اور اگر کوتاہی ہو جائے ماضی کا استغفار سے تدارک کر کے مستقبل کی تجدید ہمت سے کام لینے لگیں اور استعمال ہمت کے ساتھ دعا کا بھی التزام رکھیں اور بہت لجاجت کے ساتھ۔ سالکین اعمال صالحہ کے فوت ہونے کا بھی زیادہ قلق نہ کریں بلکہ تھوڑی دیر رنج کر لیں پھر جی بھر کے توبہ کر لیں اور ماضی کی فکر میں نہ پڑیں کہ ہائے یہ کام کیوں فوت ہوا ہر وقت یہ شغل سالک کو مضر ہے کیونکہ یہ فکر تعلق مع اللہ کی ترقی میں حجاب ہے راز یہ ہے کہ تعلق مع اللہ بڑھتا ہے نشاط قلب سے اور قلق نشاط کو کم کر دیتا ہے اور محققین مجددین الطریق نے فرمایا ہے کہ ماضی مستقبل سب حجاب عن الحق ہے حق تعالیٰ نے ہم کو اپنے مشاہدہ کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ ماضی و مستقبل کے مطالعہ کیلئے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

''ماضی و مستقبلیت پردہ خدا است''

اس کے علاوہ باطنی امراض کی موجودگی میں ظاہر اعمال صالحہ بھی بہت سی صورتوں میں محض بس ظاہری یا ریائی ہوتے ہیں اور بے جان یا نام نہاد دین داروں سے الٹے بے دینی بلکہ دین فروشی کے مفاسد و امراض دق کے مریض کی طرح خود مریض کے رہے سہے دین کو بھی گھلا گھلا کر ختم کر دیتے ہیں اور وبا کی طرح جماعت میں پھیل جاتے ہیں۔

اصلاح قلب و باطن:

اصلاح قلب و باطن کے بغیر اس عام و عالمگیر اجنبیت و غفلت کی بدولت دینداروں کا دین بھی ظاہری علم و عمل کے باوجود بے جان و نیم جان رہتا ہے اور شریعت نام ہے اصلاح ظاہر و باطن کے طریقہ کے جاننے کا اصلاح ظاہر یہ کہ اقوال و افعال درست کرے اور اصلاح باطن یہ کہ عقائد و اخلاق درست کرے۔ اور دنیا کے لئے اور تن پروری کے لئے جان کھپانا تو تباہی ہے دنیاوی خواہشات تو پوری نہیں ہوتی۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ۔۔۔ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

سالک کی ترقی:

سالک کی ترقی یہی ہے کہ معمولات میں تنزل نہ ہو اور حال میں تغیر نہ ہونا بھی نعمت ہے کہ بحمد اللہ

Marfat.com

زیادتی نہیں ہوئی تو کمی بھی نہیں ہوئی اور دنیا کے مصائب عارفین کے نزدیک داخل عقوبت وگناہ ہیں اور د
میں گناہوں کی آفات فقر ومرض وغیرہ آنے کے باب میں بہت اخبار وارد ہیں اور توکل صوفیاء حضرات کے
مقامات میں سے ایک مقام ہے جب تک دلوں میں اخلاص نہ ہو اور اپنی ہستی کو فیصلہ خداوندی کے سپرد نہ کر
دیا جائے اس وقت تک حصول توکل نہیں ہوسکتا۔ توکل نفسانی خواہشات کو احکام الٰہی کے ساتھ مخلوط کرنے
کی صورت میں حاصل نہیں ہوتا اللہ اور رسول ﷺ کی تحصیل رضا میں سب کچھ گوارہ ہونا چاہیئے اور اگر اللہ
اور رسول علیہ السلام ناراض رہے تو جان ومال وآبرو کو کیا چولھے میں ڈالیں گے۔ (تذکرہ رشید ص ۱۲۰) اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں اے بندو! خدا کی زمین پر اکڑ کر مت چلو مونڈھے ہلا کر، چھاتی ابھار کر متکبروں کی چال
مت چلو تم دنیا میں بندگی کرنے کیلئے آئے ہو خدائی کرنے کیلئے نہیں آئے خدائی کیلئے ایک خدا کی ذات
کافی ہے جب ہم بندے ہیں تو بندگی کی چال چلیں۔ (تشریح قرآن ترجمہ قاری محمد طیبؒ)

دونوں جہاں دے کر وہ سمجھے یہ خوش رہا   یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

(ابوالکلام آزاد)

اہل بدعت، اہل جہنم کے کتے ہیں۔ (الحدیث ص ۲۱۴)

موجودہ سیاسیات:

موجودہ سیاسیات کا اثر نازک طبائع پر ایسا ہی پڑتا ہے ان تمام ذہنی شورشوں کا علاج یہ ہے کہ پیش آمدہ امور غیر اختیاری ہیں پھر ہماری فکر اور غم کا حاصل؟ جس امت کی تاریخ میں وفات رسول علیہ السلام۔ شہادت فاروق اعظمؓ وعثمان غنیؓ۔ جنگ جمل، جنگ صفین، فتنہ حجاج، فتنہ یزید اور شہادت حسینؓ جیسے واقعات پیدا ہوئے ہوں اس کے ہاتھ سے موجودہ سیاسیات کا ہجان صبر کا دامن کیوں چھڑا دے اور اللہ کے حاکم و حکیم بیک وقت ہونے کے اعتقاد سے کیوں تغافل ہو مقصد اور منشاء تعالیٰ یہ ہے کہ ہنگامی جوش وخروش یا سردی و مایوسی سے مومن نہ گرم ہو اور نہ نرم ہو اپنے کام میں یکساں لگا رہے خطرات کے علاج دو ہیں اللہ تعالیٰ کے حکیم اور حاکم ہونے کا استحضار اور دوسرے ہنگامی اور دوامی امور میں فرق کا احساس دین ثابت و

Marfat.com

قائم چیز ہے اور سیاست متبدل و متغیر، ہنگامی چیزوں کو اہمیت نہ دیں اور امور دوامی میں مصروف رہیں (ندویؒ) اور اس طرح حکایات بیشمار ہیں قرآن وحدیث میں جو یہ حکایات وارد ہیں تو کچھ کہانی اور قصص خوانی کے طور پر نہیں بلکہ ان سے عبرت اولی الابصار اور بصیرت مردان ہوشیار مقصود ہے کہ اہل ایمان کی البتہ خطاؤں کی سزا دنیا ہی میں ہو جاتی ہے آخرت پر کچھ خدشہ نہ رہا یہ بات ان کی سعادت کے باعث ہوتی ہے شقی آدمیوں کو مہلت دی جاتی ہے تا کہ خوب گناہ کر لیں کہ آخرت کا عذاب شدید اور بڑا ہے شقی اور نا فرمان آدمیوں کے عمل کی پاداش ایسے ہی سخت عذاب کو چاہتی ہے اس لئے مہلت دی جاتی ہے۔

عقل:

عقل قوتِ غضبیہ و شہوانیہ کی نگران ہے دونوں کو حدودِ شرعیہ کے آگے بڑھنے اور تجاوز کرنے سے روکتی ہے شرعی احکام کا اصلی مقصد ہی غضبیہ اور شہوانیہ قوتوں کو اعتدال پر لانا ہے (مظہری ۹/۴۳۷) احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مصیبت کا اثر مادیت میں ترقی ہے اور طاعات کا اثر روحانیت میں اضافہ ہے اور حقوق العباد کے بارے درمختار میں لکھا ہے کہ سات سو مقبول نمازیں۔ ایک دانگ کے بدلے میں دلائی جائیگی۔

تکلف کی ضرورت کیا جہاں سچی محبت ہو — حلاوت شریں مادر میں نہیں ہوتی ہے شکر سے
عماراتِ جہاں کی پائیداری پر توائے منعم — نظر سے مت گرا دینا کسی کے دل کے کونے کو
تو نہ چھوٹے مجھ سے یا رب تیرا چھٹنا ہے غضب — یوں میں راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے
رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرِد چمکے — فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد
جنہیں شعور نہ تھا عقدہ حیات ہے کیا — وہ اک نگاہ کے صدقے سے رازداں ٹھہرے

اللہ کے دین کیلئے جیل میں جانا اور رہائی کے وقت تاثرات

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہؒ کے حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کے بارے میں جیل سے رہائی کے وقت تاثرات

تیرے دم سے قید خانہ باغ تھا — اور تیرے اخلاق تھے اس کے ثمر

Marfat.com

چونکہ راضی القضاء تھا اس لئے قید کا مطلق نہ تھا تجھ پر اثر
مِلک تیری دوستوں پر وقف تھی جان بھی دیتا کوئی لیتا اگر
رُعب و ہیبت سے تیری اے مرد حق فوج باطل ہو گئی زیر و زبر
یہ حقیقت ہے کہ کرتی ہے تیری خوش بیانی دل میں پتھر کے اثر
تیرا دل ہے مال و زر سے بے نیاز فضل ِ حق پر رہتی ہے ہر دم نظر
حق تیرا حامی ہوا اور طالع سعید اور قدم چومے تیرے فتح و ظفر
پھولتے پھلتے رہیں تیرے فیوض نصیب ہو تیرا محیط بحروبر

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کی قید سے رہائی کے بعد ہندوستان میں آمد پر ایک خیر مقدمی نظم کہی تھی اس کا کچھ حصہ نقل ہے۔

قدوۃ اہل یقین و زبدہ ارباب دین پیشوائے سالکین و مقتدائے عارفین
حافظ و شیخ الحدیث و رحلہ و حجت امام وقت کے ابن مبارک ثانی ابن معین
دور حاضر میں صداقت استقامت کی مثال ان سے بہتر تم کو مل سکتی نہیں ہر گز کہیں
خوف کا غیر اللہ کا دل میں گذر ہو کیا مجال پاک ظاہر پاک باطن پاک دن اور پاک دین
خوف حاکم خوف عزت خوف فخر و خوف جان کر دیا سب کو فدائے خوف رب العالمین
جس نے سوتوں کو کیا بیدار گہری نیند سے مالٹا سے آ رہا ہے پھر وہی شیر عریں
ظفر آدمی اس کو نہ جانیگا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم ذکا جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

زندگی کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ہے صرف پیٹ کے لئے نہیں پیٹ زندہ رہنے کا ذریعہ ہے زندگی کا مقصد نہیں (اَلدُّنیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَ اِنَّکُمْ خَلَقَکُمُ اللّٰہُ لِلآخِرَۃِ) بیشک دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے۔(یعنی تمہاری لونڈی) اورتم آخرت کیلئے پیدا کئے گئے دنیا خدمت کرتی ہے

Marfat.com

اس کی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہو اس کو ذلیل کرتی ہے کسی اچھی نیت سے اس کو جمع رکھنا جائز باقی قلب میں رکھنا جائز نہیں۔ کہ دل میں بھی محبوب سمجھنے لگے۔ عملی اور معاملاتی زندگی میں ایک نظم اور وحدت پیدا کرنے کیلئے ذہنی انتشار اور معاشرتی بے نظمی اور ابتری سے محفوظ رہنا ضروری ہے عقل کی پختگی اور بالغ نظری بھی ضروری ہے تیز طبیعت اور خام عقلیت مسلمانوں کیلئے بڑے نقصان کا ذریعہ بنی۔ انہی خود ساختہ لا پرواہی کے نظام کا اثر قلب کیلئے رنج وغم کی کیفیت پیدا کرتا ہے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قلب کا ہر وقت دنیا کے لئے متفکر رہنا قوت ہاضمہ کو بالکل ختم کر دیتا ہے اور کھانے پینے کی خواہش بالکل جاتی رہتی ہے اور یہی حوادث و واقعات۔ اہل وعیال کے افکار اور معاشی ضرورتیں طبیعت میں انتشار پیدا کرتی رہتی ہیں اور دلجمعی اور سکون قلب مسلسل نہیں رہتا۔ لیکن اس سے مایوس نہ ہونا چاہیے بلند حوصلہ، حسن اخلاق، تواضع اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف کیلئے کوشش جاری رکھنا ہی عزم امور میں سے ہے۔

سعادت اخروی:

سعادت اخروی کی صورت صرف یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کیا جائے اور نفس کو اس کی خواہشات سے روکا جائے۔ اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ۔ دارِ فانی سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف میلان وکشش اور پوری یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ کے ذریعہ قلب کا علاقہ دنیا سے ٹوٹ جائے۔ لیکن یہ جاہ و مال سے اعراض اور موانع وعلائق سے فرار کے بغیر ممکن نہیں لہذا ضروری ہے کہ اصلاح حال کی کوشش کی جائے ورنہ سخت خطرہ کے آثار ہیں۔ آدمی کی کوشش اور احتیاط یہ ہونی چاہیے کہ ایک سانس بھی کسی لایعنی کام میں صرف نہ ہو اس طرح اگر مدعا حاصل ہو گیا تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَزِنَهٗ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ آٹھ ھجری کو جب چیزوں کے نرخ بڑھ گئے تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرتے ہیں اور وہی تنگی اور کشائش دینے والے ہیں۔ (نبوت کے ماہ و سال ص ۲۵۳) کسی چیز کے علم کا حاصل کرنا یعنی جاننا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو عمل میں لائے اور اس علم کے ذریعہ اصلاح

Marfat.com

کرے تعلیم کی غرض دوسروں کی اصلاح ہے مگر دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح لازم ہے۔

حج کا واجب ہونا:

حج کا واجب ہونا جسمانی صحت بھی چاہتا ہے۔زیادہ ضعیف پاؤں سے معذور شخص پر حج واجب نہیں خواہ وہ مال خرچ کر کے اپنے قائم مقام دوسرے کو بھیج سکتا ہو۔کیونکہ وہ خود اہل استطاعت نہیں اور حج ایک بدنی عبادت ہے اور بدنی عبادت کا مقصد ہوتا ہے خود تکلیف اٹھانا نائب کو اپنی جگہ بھیجنے سے اس عبادت کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا۔(۲/۳۵۴ مظہری)

موت سے پہلے کچھ کرلو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اس سے پہلے کہ ایسا بڑھاپا آجائے جس میں سر ملنے لگے۔یا غفلت کی حالت میں موت آجائے یا (حرکت سے) روکدینے والی بیماری پیدا ہوجائے۔یا ناامید کردینے والی تاخیر آجائے نیک اعمال کرلو (رواہ البیہقی مظہری ۲/۲۴۳) اور گوشہ نشینی بُرے ہم نشین سے بہتر ہے اور اچھا ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے اور اہل اللہ کی محبت کی برکت سے ایمانی منطق وفراست سے مایوسی کے سارے دروازے بند کیے جاسکتے ہیں۔(تجدید تصوف ص ۲۴۴) اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک مرید کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یکسوئی یا کسی ایک شے پر مسلسل توجہ میسر نہیں ہوتی تو جواب میں فرمایا کہ نہ ہوتی ہے نہ ہو گی۔اور یہ بھی فرمایا کہ مومن مومن نہیں ہوسکتا جب تک کافر فرنگ سے اپنے کو بدتر نہ سمجھے اور تصوف نام ہی خصوصیت کے ساتھ قلب وباطن کی صفائی وتزکیہ کا ہے۔

طریق زندگی ومعیشت میں اعتدال:

فی نفسہ جواز وحلّت۔(یعنی حلال ہونا) طیبات میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔اور درمیانی و معتدل صورت یہ ہے۔کہ بلاضرورت طیبات کے تناول سے بھی احتراز کیا جائے۔کیونکہ حسب تحقیق علامہ کاشانی صاحبؒ بدائع و دیگر اکابر علماء وفقہاء کہ دنیا قضاء ضرورت کیلئے ہے قضاء شہوت کیلئے نہیں۔اور آخرت قضاء مشتہیات ومرغوبات کے لئے ہوگی اسکا عکس کفار کیلئے کہ یہاں وہ خوب مزے اڑائیں اور

Marfat.com

وہاں عذاب شدید وعقاب اور غیر مرغوبات کا ذائقہ چکھیں (انوار باری 12\112) بس اپنے رب سے دنیا و آخرت کی عفووعافیت مانگو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اور اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے اور مانگنے والے کی بے قراری اور لقمہ حلال قبولیت کے لئے شرط ہیں۔ اور جلد بازی سے کام نہ لے۔ اور شیخ سعدی شیرازیؒ کا مقولہ ہے ''علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است'' اور تمام امور کا مدار تقویٰ پر ہے وفا عہد اور تمام فرائض کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب تقویٰ ہی کی شاخیں ہیں۔

مسکین کی تعریف:

مسکین اس کو کہتے ہیں جسکی آمدنی خرچ کو کافی نہ ہوتی ہو یعنی عیال کثرت اور مال کی قلت۔ آنحضرت ﷺ عطاء عیال کے موافق فرمایا کرتے تھے۔ اور ایسے شخص کو بھی مسکین ہی کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ہزار درہم کا مالک ہو اور مسکین ہو۔ اور بعض اوقات کلہاڑی اور رسی کے سوا کچھ نہ رکھتا ہو اور مسکین نہ ہو۔ اور اسی اسباب خانہ داری یعنی ان چیزوں کا ہونا جن کی حاجت ہوتی ہے مسکین ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ بشرطیکہ اس کے حال کے موافق اشیاء ہوں اور کتابیں بھی مثل کپڑوں اور گھر کی ضروری چیزوں کے ہیں کہ انکی بھی حاجت ہوتی ہے۔ اور کتابوں کی حاجت کو سمجھنے میں احتیاط کرنی چاہیے اور جان لینا چاہیے کہ کتاب کی حاجت تین غرض کے لئے ہوتی ہے ایک پڑھانا دوسرے پڑھنا تیسرے مطالعہ کرنا اور جو کتابیں اُخرت میں مفید نہ ہوں اور نہ دنیا میں کارآمد بجز سیر اور دل لگی کے ہوں ایسی کتابیں بیچ ڈالی جاویں کہ صدقہ فطر ادا ہو جاوے۔

آدمی کا فکر:

اللہ مالک حقیقی نے اپنی مخلوق کیلئے ایک فکر ہونے کو عبادت مقرر فرمائی یعنی صرف انکو خدائے پاک اور روز قیامت کی فکر رہے اور کوئی فکر دامن گیر نہ ہو اور تقاضائے حکمت ازلی یہ ہوا کہ بندہ پر شہوتیں اور حاجتیں مسلط کی جاویں اور وہ اس کی فکر کو پریشان کریں پھر اسی لئے مقتضاء کرم یوں ٹھہرا کہ بندہ پر نعمت پہنچائی جاوے

Marfat.com

کہ اسکی حاجتوں کو کافی ہو ہمیں نظر مال بہت سے پیدا فرما کر اپنے بندوں کے ہاتھ میں ڈال دیئے تا کہ ا
حاجتونکے دفع کرنے کے وسیلے ہوں اور طاعتوں کے واسطے فرصت ملنے کا ذریعہ ٹھہریں پس بعض لوگوں
بہت سا مال دیا تا کہ انکے حق میں امتحان اور فتنہ ہو وہ لوگ گرداب خطر میں پڑیں اور بعض کو جو اپنی نسبت سے
سرفراز فرمایا تو انکو دنیا سے ایسا بچایا جیسے کوئی غمگسار مشفق بیمار کو پرہیز کراتا ہے۔ یعنی ان سے دنیا کے زوائد
علیحدہ رکھا اور مقدار حاجت کو مال داروں کے ہاتھ سے ان تک پہنچا دیا تا کہ کمانے کی فکر اور جوڑنے کی محنت
اور حفاظت کا تردد مال داروں کے ذمہ رہے۔ اور اسکا فائدہ فقراء کو پہنچے کہ یہ خدا کی عبادت ہی کے ہور ہیں اور
موت کے بعد کیلئے تیاری کریں کہ دنیا کے جھگڑے اور بکھیڑے ان کے اس مطلب کے مزاحم نہ ہوں اور
فاقہ اس تیاری سے انکو روکے اور یہ نہایت درجہ کی نعمت ہے اور فقر کے شایاں ہے کہ فقیری کی نعمت کی قدر
پہچانے اور خوب دل میں ٹھانے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس چیز میں زیادہ ہے جو مجھ سے علیحدہ رکھی ہے
کھانے میں کھانے کی چیز کا روکھا سوکھا اور کڑوا کسیلا ہونا قبول ہو۔

خواہشِ نفس کے پجاری:

خواہش نفس کے پوجاری عیاش اور بےفکورات دن سوائے کھانے پینے پہننے عورتوں کے ساتھ
مشغول ہونے آرام طلبی اور تن پروری کے کوئی کام دین و دنیا کا نہ ہو اور صبر اسکو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم
کے تحت نفس کی خواہشات کو دبانا اور اس راہ میں تلخیاں اور ناگواریاں برداشت کرتے رہنا۔

احمق لوگ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بستی کے راحت پسند اور خوش عیش لوگوں کو حاکم بنا دیا پھر
دوسرے لوگ تو انکے تابع ہوتے ہیں پھر عیش پسند لوگ ہی زیادہ احمق اور فسق پر قادر ہوتے ہیں۔
مظہری 7\56) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گناہ پر قائم رہتے ہوئے استغفار کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی
اپنے رب سے استہزاء کرر ہا ہو (یعنی تمسخر کرر ہا ہو) رواہ بیہقی روایت ابن عباسؓ (مظہری 2/268) اگر اطاعت
کرنے سے کسی ممنوع کام سے نفس کو روکا جائے تو اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے بغیر نیت اطاعت کے محض

Marfat.com

ترک ممنوع موجب ثواب نہیں ہاں اس صورت میں اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ مطلقاً ترک معصیت کی وجہ سے اس عذاب میں بچاؤ ہوجائیگا جو معصیت کے لئے مقرر ہے اور سنت کا معنی ہے اچھائی یا برائی کا وہ راستہ جسکی پیروی کی جائے۔

اندرونی یار غار بنانا

اے ایمان والو یا اے اہل ایمان اپنے لوگوں یعنی مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو اندرونی یار غار نہ بناؤ (یعنی رازدار) اور وہ شخص جس پر اعتماد کر کے کوئی اسکو اپنے رازوں سے واقف بناوے اور ان لوگوں کو اپنا یار غار نہ بناؤ جو تم سے نچلے اور کم مرتبہ والے ہیں اس میں مسلمانوں کی مدح ہے کہ تمہارا مرتبہ غیر مسلموں سے زیادہ ہے اور یہ ہدایت معلوم ہوتی ہے کہ اونچے مرتبہ والوں کے ساتھ (دین کے اعتبار سے) رہو ادنیٰ لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو۔

گوشہ نشینی برے ہم نشین سے بہتر ہے اور اچھا ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے۔ اس میں رافضیوں خارجیوں اور دوسرے بدعتیوں کو بھی شامل کیا ہے۔ اسلیے کافروں کی طرح انکو بھی اندرونی راز دار بنانا جائز نہیں۔ (مظہری 2/345) حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے علم سیکھو اور علم کیلئے سکون اور وقار سیکھو جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے نہایت تواضع سے رہو جابر علماء میں سے نہ بنو۔ (صدقات 2/104)

جنگ احد میں ایمان والوں کی حوصلہ افزائی:

جنگ احد کے موقع پر مسلمان زخمی اور شہید ہوئے زخمی ہونے کی حالت میں حضور ﷺ نے دشمن کے تعاقب کا حکم دیا یہ حکم مسلمانوں پر بار گزرا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ترجمہ۔ یعنی اگر تم ایماندار ہو اور تمہار ایمان پکا ہے تو کمزور اور رنجیدہ نہ ہو کیونکہ ثواب کی امید رکھنا اور اللہ پر بھروسہ کر کے قوی دل ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔ یعنی دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا ایمان درست ہوگا تو تم ہی آخر میں اونچے ہو گے کیونکہ اہل ایمان کی مدد کرنیکا ہمارا ذمہ ہے۔ (2/372 مظہری) اور ایام فتح کو ہم لوگوں میں باری باری سے گھماتے پھیراتے رہتے ہیں یعنی ہماری عادت یونہی جاری ہے۔ کبھی اس گروہ کی فتح ہوتی ہے اور کبھی اس کی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ حقیقت میں تو کافروں کی مدد نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی جوان کو غلبہ عنایت کر دیتا ہے تو یہ ان کیلئے ڈھیل اور مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ اہل ایمان کو گناہوں سے پاک صاف کر دے۔ اور کافروں کو آہستہ آہستہ مٹا دے (مظہری 2/375) اور کیا تمہارا خیال ہے کہ جنت میں ایسے ہی داخل ہو جاؤ گے کہ ابھی تک تمہارے مجاہدوں کا اللہ نے امتیاز نہیں کیا نہ ابھی صبر ظاہر ہوا یعنی مجاہدوں اور مصائب پر صبر کرنے پر جنت ملتی ہے جسکا ابھی امتیاز نہیں ہوا۔

اشاعت اسلام کا راز:

مسلمان جب کسی ملک یا شہر میں صلح کر کے داخل ہوئے یا فتح کر کے اور اس جگہ کے لوگوں کو مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہنے کا اتفاق ہوا میل جول کا موقع ملا ان کے معاملات کو دیکھا انکی راست بازی۔ خدا پرستی دینداری اور تمام ان برگزیدہ اوصاف کا مشاہدہ کیا جو ایک ہادی قوم کے لئے ہونی چاہیں تو خود بخود بلا آزاری اسلام کی محبت دلوں میں راسخ ہوتی گئی اور بخوشی و رغبت سرکش گردنوں کو اسلام کے سامنے جھکانی پڑیں باقی ہٹ دھرمی کے لئے نہ کوئی صحبت کارگر ہے اور نہ کوئی واضح سے واضح دلیل اسکی تشفی کر سکتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہے اور دیکھنا قرآن کریم کے حروف کی طرف عبادت ہے اور دیکھنا حضرت علیؓ کے منہ کی طرف عبادت اور دنیا کے غم اسکی خوشی سے بہت زیادہ ہیں۔

بلا تحقیق خبر آگے بڑھانے سے منع فرمایا:

حضور ﷺ نے ایمان والوں کو اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے اور تجھ مجھ کی باتیں سن کر نقل کرنے اور آگے بڑھانے سے منع فرمایا ہے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جو بات سنتے ہیں آگے بڑھا دیتے ہیں بعض مرتبہ کہنے والے کا پتہ بھی نہیں ہوتا لیکن سنی سنائی بات کا یقین کر کے محض گمان کی بنیاد پر روایت کر دیتے ہے بعض مرتبہ کہنے والے کا پتہ ہوتا ہے لیکن وہ فاسق فاجر ہوتا ہے اسے خود اہتمام نہیں ہوتا کہ صحیح بات کہے اور

Marfat.com

تحقیق کے بعد آگے بڑھائے اس طرح بے احتیاطی کے ساتھ باتیں آگے بڑھتی رہتی ہیں۔اور شہروں اور قصبوں اور دیہاتوں میں جھوٹی افواہیں پھیل جاتی ہیں اور بعض مرتبہ بے تحقیق بات کو آگے بڑھانے سے لڑائیاں تک ہو جاتی ہیں انسان کو چاہیے کہ اپنی خبر لے اور تیری میری باتوں اور حکایتوں اور ادھر ادھر کی خبروں پر دھیان نہ دے اگر کوئی بات کان میں پڑ جائے تو اُسے آگے نہ بڑھائے لوگوں نے یہ طریقہ بنالیا ہے۔کہ مجلسوں میں بیٹھ کر واہیات اور خرافات میں قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں جس وقت کو اللہ تعالیٰ کے نام لینے میں خرچ کر سکتے تھے اور جو آخرت کی دولت کا ذریعہ بن سکتا تھا مفت میں اس کا خون کرتے ہیں اور یہ جب ہے کہ ان میں گناہ نہ ہو اور اگر ان باتوں میں گناہ کی باتیں ہوں تو یہ نہیں کہ صرف وقت ضائع ہوا بلکہ یہ وقت وبال بن گیا۔(الادب المفرد ص 56) کسی بھی شخصیت کو مجروح کرنے اور اس پر کوئی الزام ثابت کرنے کیلئے اسلام نے جرح وتعدیل کے خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو عقلی بھی ہیں اور شرعی بھی جب تک الزامات کو جرح وتعدیل کے اس کانٹے میں نہ تولا جائے اس وقت تک کسی بھی شخصیت پر کوئی الزام عائد کرنا اسلام میں جرم اور ظلم ہے ایسے خطا کاروں کی نسیان سرزد ہونے والے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ (سورہ النساء رکوع نمبر 19 آیت 64) میں ہدایت فرمارہے ہیں ترجمہ۔اگر وہ لوگ ظلم ومعصیت کے بعد آپ کے پاس یعنی حضور ﷺ کے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی ومغفرت طلب کرتے اور رسول ﷺ بھی ان کے لئے معافی ومغفرت طلب کرتے یوں یقیناً اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور رحم وکرم کرنے والا پاتے۔

توشۂ آخرت:

سفر آخرت کا توشہ تقویٰ ہے اور انسان اس بات سے ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اعمال جو آخرت کا توشہ ہیں۔موت کے بعد اپنے (پاس) ساتھ نہ رہیں اور ریاء اور شہرت کی آمیزش اور قصور کی کدورت سے خراب ہو جائیں اور رب البیت کی زیارت کی تیاری حج ہے اور قربانی کے ہر جزو کے عوض میں ہمارے ہر جز کو آگ سے آزاد کریگا پس جس قدر ہدی بڑی ہوگی اور اسکے اجزا بہت ہونگے اسی قدر آگ دوزخ سے رہائی کی صورت زیادہ مقصود ہے۔حضور ﷺ پر ایک دفعہ درود جو بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔تو

Marfat.com

یہ بدلہ صرف زبان سے درود کہنے کا ہے تو جس صورت میں کہ آپ ﷺ کی زیارت کے لئے تمام بدن سے حاضر ہو اس کا بدلہ کیسا کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرماویں۔ آمین

نیت کی اہمیت:

کسی عمل کے لئے نیت کا حاضر ہونا ضروری ہے نیت عمل کی روح ہے اور عمل بدوں نیت صادق کے ریا اور تکلف ہے اور ایسا عمل سبب غضب الٰہی ہے نہ کہ سبب قرب چنانچہ روایت ہے کہ ابن سیرینؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ میرے دل میں نیت حاضر نہیں ہوئی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو معاف کرنے میں تو نیت نہیں ہوتی ظلم کا بدلہ لینے میں نیت ہوتی ہے تو اس صورت میں انتقام لینا ہی افضل ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ آدمی کی نیت کھانے اور پینے اور سونے کی ہونا کہ اپنے نفس کو راحت دے اور آئندہ کی عبادت کیلئے قوت پاوے اور اس وقت نیت روزہ اور نماز کی نہ ہو تو کھانا اور سور ہنا اس کے حق میں افضل ہے چنانچہ حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نفس کو تھوڑے سے کھیل سے راحت دیتا ہوں پس یہ امر میرے لئے حق پر مدد کرتا ہے اور حضرت علیؓ فرماتے کہ دلوں کو راحت دو ورنہ اگر ان پر زبردستی کی جاویگی تو اندھے ہو جائینگے۔ جب نیت عمل کے لئے تیار ہو جائے تو پھر عمل کرنے والوں پر سب اعمال سے زیادہ سخت نیت کا خالص کرنا ہے۔

بعض صوفیاء سے روایت ہے کہ میں ابو عبیدہؒ ستری کے پاس کھڑا تھا اور وہ عصر کے وقت عرفہ کے دن اپنی زمین جوت رہے تھے اتنے میں انکا کوئی بھائی ابدال آیا اور اس نے کچھ آہستہ سے کہا اور ابو عبیدہؒ نے جواب دیا نہیں وہ وہاں سے بادل کی طرح زمین ناپنے لگے حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے میں نے ابو عبیدہؒ سے پوچھا کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا تھا انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہتے تھے کہ میرے ساتھ حج کو چلو میں نے انکار کر دیا میں نے کہا کہ آپ نے حج کیوں نہ کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو حج کی نیت نہ تھی میں نے یہ نیت کی تھی کہ اس زمین کو شام تک جوت لوں تو اس بات سے خوف کیا کہ اگر حج کو انکی خاطر سے ساتھ ہو لیتا تو موجب غضب الٰہی کا ہوتا کہ خدا کے کام میں دوسری چیز داخل کرنا اس صورت

Marfat.com

میں جو کام میں کر رہا ہوں وہ میرے نزدیک ستر حجوں سے بڑھ کر ہے۔ (احیاء العلوم 4\495) اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کے مقدار پر اس کا مددگار ہے جسکی نیت کامل ہے اس کیلئے خاص کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کامل ہوگی اور جس کی نیت ناقص ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اسی مقدار اس سے کم ہوگی حسن نیت بھلائی کی جامع ہے کئی چھوٹے عمل ایسے ہیں جنکو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور کئی بڑے عمل ایسے ہیں کہ جن کو نیت ہی چھوٹا بنا دیتی ہے۔ اگر کسی کا سارا قصد وفکر پرہیز گاری ہو اور اسکے سارے اعضاء دنیا سے ملوث ہوں تو ایک روز اِسے اسکی نیت اچھائی کی طرف لے آئے گی اسی طرح اللہ تعالیٰ سے جاہل آدمی جسکا سارا فکر دنیا اور خواہش طلبی ہو اس کے سارے اعضاء اگر اعمال صالحہ میں ڈوبے ہوئے ہوں پھر وہ خواہش کی موافقت اور دنیا طلبی کی طرف لوٹ جاتا ہے اس لئے کہ اسکا باطن دراصل نفسانیت پرستی کا ہے۔ اور خواہش نفس کے پجاری عیاش اور بےفکر رات دن سوائے کھانے پینے پہننے عورتوں کے ساتھ مشغول ہونے آرام طلبی اور تن پروری کے کوئی کام دین و دنیا کا نہ ہو اور صبر تو اسکو کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم کے تحت نفس کی خواہشات کو دبانا اور اس راہ میں تلخیاں اور ناگواریاں برداشت کرتے رہنا۔

غصہ کا علاج اور استعمال:

غصہ ایسی بلا ہے جس کو آتا ہے اسکی شکل باولے کتا یا درندہ جیسی ہو جاتی ہے اس کے برخلاف حلم اور صاحب وقار و تارک غضب کی صورت انبیاء اور اولیاء اور حکماء و علماء جیسی ہوتی ہے۔ غصہ کا ہونا اپنے صحیح مقام پر اعتدال کے ساتھ ضروری ہے امام شافعیؒ کا قول ہے جسکو غصہ والی بات پر غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر غصہ کے لئے جو ریاضت و مجاہدات کرائے جاتے ہیں وہ اس لئے نہیں ہوتے کہ غصہ بالکل نیست و نابود ہو جاوے بلکہ ریاضت اسلئے ہوتی ہے کہ دل میں ایسا ملکہ ہو جائے جس سے مطیع غضب کا نہ رہے اور بظاہر غصہ کا استعمال اسی درجہ تک کرے جسکو شرع اور عقل مستحسن جانے اور یہ امر مجاہدہ سے اور کوشش سے ممکن ہے دل میں سے غصہ کو بالکل نکالنا غیر ممکن ہے ہاں تیزی کا توڑنا اور اسکا کمزور کر دینا ہوسکتا ہے جس شخص پر غلبہ توحید ہو یہاں تک کہ سب اشیاء کو قبضہ قدرت الٰہی میں دیکھے اور سب کچھ اسی

Marfat.com

کیطرف سے جانے تو وہ غصہ نہیں کرے گا۔اس واسطے کہ وہ مخلوق کو صرف ایک واسطہ جانے گا جیسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ یا قاضی مثلاً کسی آدمی کی گردن مارنے کا فرمان لکھ دے تو وہ قلم پر غصہ نہیں کرے گا تو لہذا غلبہ توحید میں غصہ نہ آنا چاہیے اور پھر خدا کے ساتھ حسن ظن بھی اسی بات کا مقتضی ہے یعنی جب یہ تصور کیا کہ خداوند کریم میرے حق میں جو بہتر ہے وہی کرتا ہے۔تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید میرے بھوکا یا بیمار یا زخمی رہنے ہی میں اسکے نزدیک بہتری ہوگی بس غصہ کی کوئی وجہ نہیں اور دنیا میں ضروریات زندگی کے بارے یوں سوچے کہ بقدر ضرورت اشیاء کے سوا سب کو یہ جانے کہ وطن اصلی اور مستقر حقیقی میں یہ چیزیں باعث وبال ہونگی ان خیالات سے دنیا میں زہد اختیار کر کے محبت دنیا دل سے محو کر ڈالے۔اور اگر کوئی شخص قوت اور حاجت کی چیز چھن جانے سے غصہ کرے تو یہ غصہ اللہ کیلئے ہوگا اس طرح کے غصہ کا علیحدہ ہونا ممکن نہیں۔ (احیاء العلوم 3\187) ایک عورت نے مالک بن دینار کو کہا او ریا کار آپ نے فرمایا کہ تیرے سوا مجھے کسی اور نے نہیں پہچانا تو گویا اپنے نفس کو ریا کار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریا کار جانتے تھے اس واسطے غصے نہ ہوئے تو غصہ نہ ہونے کی دو باتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ دل آخرت کی مہم میں مصروف ہو کہ وہ دنیا کے ان دھندوں سے زیادہ قیمتی ہے اور دوسرے غلبہ وحدانیت ہو کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

منہ پر تعریف کی برائی:

حضرت علیؓ کی کسی نے تعریف کی تو آپ نے فرمایا! الٰہی جس بات کو لوگ یہ نہیں جانتے اور میری نسبت کہتے ہیں اسکا مواخذہ مجھ سے نہ فرما اور مغفرت کر اور مجھکو انکے عندیہ سے بہتر کر دے۔

اعمال شرعیہ کی روح ذکر اللہ ہے:

اعمال شرعیہ کی روح فی الحقیقت ذکر اللہ اور یاد خداوندی ہے ذکر اللہ ہی سب سے زیادہ اعمال میں افضل ہے کیونکہ ہر عمل مقبول ہوتا ہے تو ذکر اللہ ہی کی وجہ سے مقبول ہوتا ہے اگر نماز میں ذکر اللہ اور یاد خداوندی نہ ہو نماز بے روح رہ جائے گی روزے میں ذکر اللہ اور یاد خداوندی نہ ہو روزہ بے روح رہ جائے گا

Marfat.com

زکوٰۃ میں ذکراللہ نہ ہو زکوٰۃ بے روح ہو جاتی ہے تو اصل چیز روح ہے روح نہ ہو تو زندگی بھی نہیں رہ سکتی اور نہ کسی چیز کی بقاء اسی طرح سے اعمال شریعت بھی ڈھانچے ہیں جب تک ان میں ذکراللہ کی روح نہ ہو وہ لاشے ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں اگر نماز میں یاد خداوندی کی بجائے غفلت آ جائے نماز ختم ہو گئی اس لئے فرمایا نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے جب ذکر نہ رہا روح نماز ختم ہو گئی اب محض ایک اٹھک بیٹھک یا ایک بدنی ورزش ہے جس کی کوئی قدر و قیمت عنداللہ نہیں ہو گی حاصل یہ نکلا جب اس کائنات کی روح اللہ کی یاد ہے اس طرح پوری شریعت کی روح بھی اللہ کی یاد ہے حدیث شریف میں آیا ہے قیامت اس وقت قائم نہ ہو گی جب تک اس دنیا میں ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہے جب ایک بھی باقی نہیں رہے گا قیامت قائم کر دی جائے گی یعنی اس عالم کی موت واقعہ ہو جائے گی۔

انسان کی باطنی صفائی بھی فی الحقیقت یاد خداوندی سے ہے۔ جب اس میں ذکراللہ اور یاد حق باقی نہیں رہی جبھی انسان کے قلب میں میل کچیل۔ گندگی اور نجاست آنی شروع ہو جاتی ہے جہاں یاد الٰہی ختم ہوئی اسے اہل اللہ میں سے کوئی پسند نہیں کرتا روح کے اندر جتنا ذکر کم ہو جائے گا اتنی ہی کدورت پیدا ہو گی جتنی کدروت اور ظلمت پیدا ہو گی گناہ معصیت اور نافرمانی کرنے کے جذبات پیدا ہوں گے۔ شرک و بدعت کے جذبات اُبھریں گے اور روح کے اندر جتنا ذکراللہ زیادہ رہے گا اتنی باطنی صفائی زیادہ رہے گی جب تک ذکر قائم ہے اور روح کے اندر تازگی ہے بدن تازہ ہے نفس کے اندر صفائی ہے تو نورانیت پیدا ہوتی رہیگی اس سے نیکی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں حاصل یہ نکلا کہ انسان ہو یا دنیا کا کوئی بھی جز ہو وہ جبھی تک زندہ ہے جب تک اس میں یاد خداوندی ہے۔ ذکراللہ نہ ہو تو عالم کے لئے فناء ہے نتیجہ یہ نکلا کی اس دنیا کو اللہ اللہ کرنے والوں نے سنبھال رکھا ہے۔

یہ جو اللہ اللہ کرنے والے ہیں یہ اللہ کے عشاق ہیں یہ عاشقان خداوندی ہیں انہیں حقارت سے مت دیکھو اگر چہ ان کے کپڑے معمولی اور پھٹے پرانے ہوں ان کے پاس کوئی کوٹھی بنگلہ نہیں ہے جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ انہیں حقیر مت سمجھو یہ بادشاہ ہیں۔ اگر چہ سر پر تاج نہیں ہے۔ یہ بے تاج بادشاہ ہیں۔ فرق

Marfat.com

اتنا ہے کہ تاج والا بادشاہ بدنوں پر حکومت کرتا ہے۔اور یہ دلوں پر حکومت کرتے ہیں بسا اوقات ایک آدمی بادشاہ کی حکومت کے نیچے جبری طور پر ہوتا ہے۔ دل میں لعنت بھیجتا ہے تو اصل یہ ہے کہ ذکر اللہ ہی درحقیقت سب سے بڑی سلطنت ہے۔انبیاء علیہم السلام یا اولیاء اللہ کی محبت ذکر اللہ کی وجہ سے ہے اور ذکر اللہ کے معنی صرف اللہ اللہ کہنے کے نہیں ذکر کے معنی دل کے بیدار ہونے کے ہیں۔ وہ کلمات جو ذاکر کی زبان سے نکل رہے ہیں وہ یاد خداوندی کے اندر ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں وہ ذکر اللہ کہلاتا ہے۔وہ جب دل میں ہوگا تو چھوٹے سے چھوٹا جملہ بھی کہے گا اس کی بھی قدر و قیمت ہوگی قرآن کریم میں آیا ہے''اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرْ''یقیناً نماز بے حیائی اور منکرات سے بچاتی ہے۔بچاتی کیوں ہے ولذ کراللہِ اکبر اس لئے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور دوسری جگہ فرمایا ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ''نماز ذکر ہی کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ذکر روح ہے اگر روح نہیں ہوگی تو برائیوں سے بے حیائی اور منکرات سے نہیں بچائے گی آپ حضرات کو شاید یہ سوال پیدا ہو کہ ہم خوب پابندی سے نماز پڑھتے ہیں مسجدیں بھی بنواتے ہیں لاکھوں روپے بھی اس میں لگواتے ہیں مگر اس کے باوجود منکرات میں مبتلا ہیں بعض بے غیرتی اور بے حیائی کی باتیں بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ ٹی۔وی بھی گھروں میں رکھا ہوا ہے نمازی بھی ہیں۔مگر یہ حرکتیں بھی ہو جاتی ہیں۔اس شبہ کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ آپ اس کا مقابلہ کیجئے جو بالکل نماز نہیں پڑھتا اس میں کتنے منکرات ہیں اور نمازی میں کتنے ہیں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دے گا نمازی کے دل میں پھر بھی خوف خدا تھوڑا بہت موجود ہوگا یعنی زیادہ میں مبتلا نہیں ہیں کم میں مبتلا ہیں۔تو کسی نہ کسی حد تک تو آپ کو نماز نے بچادیا اگر فرض کریں کہ نماز پڑھ کر اتنی برائیوں میں مبتلا ہیں بالکل نہ پڑھتے تو کیا ہوتا؟اور کتنی برائیاں کرتے؟ یہ تو سرسری جواب تھا۔اصل جواب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے باوجود اگر آدمی فحش سے نہیں بچتا بے حیائی اور برائی سے نہیں بچتا تو اس نے نماز کا ڈھانچہ قائم کیا وہ جو ذکر اللہ کی روح ہے وہ قلب کے اندر نہیں ہے روح ہوتی تو یقیناً بچ جاتا تو نماز بے حیائی سے بچاتی ہے جب کہ نماز جاندار ہو۔ نماز عظمت خداوندی کا نام ہے اور یاد حق کا نام ہے کہ دل یاد حق میں غرق ہے۔

Marfat.com

بر زبان تسبیح دردل گاؤخر این چنیں تسبیح کے دارد اثر

یعنی زبان پر تو تسبیح جاری ہے مگر دل میں گھر بار کے خیال بھرے ہوئے ہیں بات دوکان کی سوچ رہا ہے آخر میں احتیاطاً یہ بھی نقل کردوں کہ نماز میں روح نہ ہونے کے شبہ سے صورت عمل جس کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دے رکھی ہے ترک نہ کیا جائے یعنی یہ سمجھ کر کہ پورا ذکر تو ہے نہیں ہماری نماز تو صورت ہی صورت ہے یہ برائی سے اورنسیان سے بچاتی نہیں۔تو آج سے اسے بھی چھوڑ دیں اس کے پڑھنے کا فائدہ کیا ہوا۔ نہیں بلکہ اس صورت کو قائم رکھو اس لئے کہ جو صورت بنا رہا ہے۔تو وقت آئے گا کہ اس صورت میں روح آ جائے گی۔مثلاً اگر صورت ہی نہیں بنے گی تو پھر روح کس میں آ کر پڑے گی اس واسطے اس صورت کو بھی قائم رکھو اگر روح نہ ہو شکل اس کی بنائے رکھو آج نہیں آئی کل آئے گی پڑھتے پڑھتے کسی دن تو خیال آئے گا کہ بھئی کہیں یہ محض رسمی اور تصویری کی نماز پڑھ رہا ہوں پڑھ رہی ہوں یہ بے کار نہ جائے اس میں جان پیدا کرو۔تو پڑھتے پڑھتے چند دن کے بعد دھیان آ سکتا ہے اور وہ دھیان روح بن جائے گی اس واسطے چھوڑنا اسے بھی نہیں چاہئے۔حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

بہر دین بہر دنیا بہر نام اللہ اللہ کردہ باید والسلام

ترجمہ:تم اللہ اللہ کرو۔دنیا کیلئے کرو۔دکھلاوے کیلئے کرو نام نمود کیلئے کرو کرتے رہو اس لئے کہ کرتے رہو گے تو اسی سے اخلاص بھی آ جائے گا اور بالکل ہی گھر نہ بناؤ تو مسافر آ کے ٹھہرے گا کہاں تو گھر بنا لے (یعنی نماز کا ڈھانچہ) ممکن ہے ذکر اللہ کا مسافر آ جائے اور آ کر اس کے اندر مقیم ہو جائے تو چاہے ریاکاری کی نماز ہو چاہے بے دھیانی اور نسیان کی ہو۔قلب میں کچھ نہ ہو مگر فرض ادا کرتے رہو صورت ہی انشاءاللہ چند دن کے بعد اپنی طرف کھینچ لے گی۔تو بہر حال کچھ نہ کچھ فائدہ ہے کم از کم مفتی فتویٰ دے رہا ہے کہ نماز ہوگئی گو اس کے دل کو خبر نہیں کہ کس ذات بابرکات کے سامنے کھڑا ہے لہذا جب اللہ کی ہزاروں مخلوق نمازی کہے گی تو عنداللہ بھی نمازی ہی ہو اس لئے کہ یہ مفتی حضرات سرکاری گواہ ہیں۔جیسی گواہی دے دیں گے عنداللہ بھی معتبر ہوگی اور یہ بھی کوئی خبر نہیں کہ یہ نمازی کی صورت ہی آخرت میں نجات کا

Marfat.com

ذریعہ بن جائے اس لئے نسیان والی ہو یا جیسی بھی ہو چھوڑنا نہیں چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے صحیح روح والی اور جاندار نمازی بننے کی دعائیں کرتے رہنا چاہیے اللہ مالک حقیقی مجھے بھی روح والی اور جاندار نماز پڑھنے کی توفیق نصیب فرماویں۔آمین۔ جماعت کی نماز کا بلاعذر عمداً ترک بھی ایک قسم کے کفر کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

مقام کے اعتبار سے نماز کا ثواب:

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کے اندر آدمی کی نماز ایک نماز کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔(ابن ماجہ مظہری ۲/۳۰۰) لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ نمازوں کی یہ ترتیبی فضیلت صرف فرض نمازوں کے متعلق ہے نوافل میں یہ فضیلت نہیں ہے کیونکہ حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرض کے علاوہ باقی نمازیں آدمی کی اپنے گھر میں افضل ہیں۔(صحیح بخاری و مسلم مظہری 2\301) کعبہ شریف سب کیلئے قبلہ ہے اس میں عجیب نشانیاں موجود ہیں۔ جو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں مثلاً پرندے اس کے اوپر نہیں اڑتے۔ شکاری جانور حرم کے باہر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے لیکن اگر شکار بھاگ کر حرم میں داخل ہو جائے تو درندہ اندر نہیں آتا باہر ہی رک جاتا ہے اور مقام ابراہیم علیہ السلام اہم نشانیوں میں سے ہے اور جو حرم میں داخل ہوتا ہے وہ مقتول ہونے اور لوٹ جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

حج البیت الکعبہ:

کعبہ شریف وجوب حج کا سبب ہے اور چونکہ کعبہ متعدد نہیں اسلئے عمر میں حج کا وجوب بھی بار بار نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حج فرض ایک بار ہے۔ جو زیادہ کرے تو نفل ہوگا کعبہ نام کسی خاص چھت یا پتھر مٹی کا دیواروں کا نہیں ہے۔ پتھر مٹی کو اٹھا کر کہیں دوسری جگہ ڈال دیا جائے تو کعبہ منتقل نہیں ہو جائیگا اگر اس مصالحہ سے کسی دوسری جگہ کوئی عمارت بنادی جائے تو وہ قبلہ مسجود نہ بن جائیگی بلکہ کعبہ ایک ربانی لطیفہ ہے جسکی فرودگاہ ایک موہوم مکان ہے جہاں تجلیات ذاتیہ کی بارش ہوتی ہے پس ظاہر کعبہ

Marfat.com

اگرچہ مخلوق ہے اوراس کا تعلق عالم خلق سے ہے مگر حقیقت میں کعبہ ایک باطنی نسبت کا نام ہے جسکا ادراک نہ حس کرسکتی ہے نہ خیال بلکہ محسوس ظاہری ہونے کے باوجود وہ محسوس نہیں ہے۔

شیخ سے دور رہنے والے کے لئے ہدایت:

دین ودنیا کا کوئی کام بغیر سعی وہمت کے نہیں ہوتا اور جتنا اہم کام ہوگا سعی وکوشش بھی اتنی ہی درکار ہوگی اور سلوک کے کام میں صحبت شیخ اور خدمت اہم ہے ماہانہ اگر نہ ہوسکے تو کم ازکم دو ماہ میں ایک سفر ضروری ہے۔

نماز کی اصل حقیقت دعا ہے:

نماز میں داخل ہونے کیلئے تکبیر تحریمہ ہے یعنی نمازی دست بستہ غلاموں کی طرح قیام کی حالت میں سراپا سوال ودرخواست بن جاتا ہے۔اور ساتھ ہی زبان قال سے بھی اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرتا ہے پھر سبحانک اللھم الخ سے اس کے وصف بے عیبی اور بابرکت وعالی شان ہونے کا ذکر کرتا ہے یہ گویا سلام دربار ہے پھر شیطان سے استعاذہ کرکے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر الحمد شریف پڑھتا ہے جسمیں اول اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور فاتحہ کے آخر میں امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جسکی آمین ملائکہ کی آمین سے مل جائے گی اسکے اگلے گناہ بخش دیئے جائینگے مقتدی کی آمین کا امام اور فرشتوں کے ساتھ بیک وقت ہونا مغفرت ذنوب کا موجب ہے نماز میں تکبیرات حضور ﷺ ہر خفض (جھکنے کے وقت) ورفع اٹھنے کے وقت پر تکبیر کہتے تھے اسکی مزید وضاحت ابوہریرہؓ کے عمل سے کردی گئی کہ وہ پوری چار رکعت کی نماز میں بائیس 22 مرتبہ تکبیر کہتے تھے یعنی ہر رکعت میں پانچ کے حساب سے بیس اور تکبیر تحریمہ اور ایک دو رکعت کے تشہد سے اٹھنے کی کل 22 ہوگئیں۔(انوار باری 355+16/365)

اوقات نماز:

ظہر کا وقت اوّل مثل کے اندر جو اسکا وقت مخصوص ہے اور دوسرا وقت مثل ثانی جو وقت صالح ظہر کا ہے عصر کا وقت۔اول وقت مثل اول کے بعد پڑھی جائے جو اس کا وقت صالح ہے اور دوسرا وقت

Marfat.com

مثل ثانی کے بعد اور ختم مثل ثالث کے قبل جو اسکا وقت مخصوص ہے۔

مسافر:

مثل ثانی کے اندر ظہر کے ساتھ عصر جمع کرسکتا ہے اور مستحاضہ عورت ظہر وعصر کو ایک غسل سے جمع کرسکتی ہے اور فرمایا جب تم اقامت سنو تو نماز کے لئے سکون اور وقار کے ساتھ چلو جلدی نہ کرو (الحدیث) لہٰذا انسان کو رفتار گفتار شکل وصورت وضع ولباس اور اپنی عام روش میں باوقار رہنا چاہیے اور نیک مسلمانوں کا طور طریقہ اختیار کرے۔ (انوار باری 14\405)

نماز کا ثواب:

حدیث شریف میں ہے کہ نماز کا ثواب اتنا ہی لکھا جاتا ہے جتنے حصہ میں قلب خُدا کی طرف متوجہ رہا ہو کسی نماز کا آدھا لکھا جاتا ہے کسی کا چوتھائی یہاں تک کہ دسواں حصہ تک کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے لہٰذا ایک دن رات کی مقرر شدہ سابق پچاس نمازوں کے لحاظ سے اگر کم سے کم دسواں حصہ بھی پانچ پڑھی ہوئی نمازوں میں حضور قلب خشوع وخضوع کا سجود ورکوع وغیرہ ارکان نماز میں تعدیل وکمال کے ساتھ موجود ہوا تو پانچ نمازوں کا ثواب تو مل ہی جائے گا اگر زیادہ حضور قلب ہوگا تو دس نمازوں یا زیادہ کا ثواب ملے گا پھر کامل پچاس کا ثوب اسکو ملے گا جسکی نماز پوری طرح ہر حیثیت سے کامل ومکمل ہوگی۔ (انوار باری 11\56)

خشوع اور تکبیر تحریمہ:

خشوع کے لغوی معنٰی بدن جھکانا اور پست ہونا آنکھیں نیچی ہونا یعنی ہر ادا سے مسکنت عاجزی اور تواضع ظاہر ہونا خدا کے سامنے اپنی مسکینی بیچارگی کا اظہار ہے اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو گویا نماز کی اصلی غرض فوت ہوگئی۔ (سیرت نبوی 5\176 سید سلیمان ندویؒ) نماز کا قلب تکبیر تحریمہ پالینے میں ہے تو نماز کے لئے جلدی کرنے اور خصوصی اہتمام ہی کا ثواب ہے لیکن آمین پالینے کا موقعہ ہی نماز کا قلب بننے کے واسطے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے اور آمین ہی قبولیت صلوۃ وغیرہ پر مہر کرنے والی ہے اور آمین مقتدی کا حصّہ ہے اور امام کی آمین کے ساتھ فرشتوں کو بھی آمین کہنے کا حکم ہے اور جسکی آمین فرشتوں کی امین کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

ادا ہوگئی اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائینگے۔(انوار باری 91+102\12)(انور شاہ کشمیری)

نماز مجموعہ اذکار ہے:

اعمال میں ایک ہی چیز کی مدامت میں گرانی وکسل ہوتا ہے ایک قسم کی عبادت سے دوسری قسم کی عبادت کی طرف سیر بھی ہو جاتی ہے اور نئی بات میں لذت جُدا گانہ ہے نماز نہ محض سجدہ ہوئی نہ صرف رکوع نہ نرا قیام بلکہ اعمال مختلف سے اور جدا گانہ اذکار سے عبادتوں کی ترتیب ہوئی۔(۲۵۶/۱احیاء العلوم)

ہدیہ کا قبول کرنا:

ہمارے بزرگ فرماتے کہ جو شخص ہم کو محتاج سمجھ کر دیتا ہے اس کا ہدیہ تو لینے کو جی نہیں چاہتا اور جو اِس غرض سے دیتا ہے کہ ہمارے (یعنی دینے والے کے) گھر میں برکت ہو اور ہمارے لئے لینے کو ہمارا احسان سمجھے اِس کا ہدیہ لینے کو جی چاہتا ہے اگر چہ وہ چار ہی پیسے ہوں۔

جماعت کی نماز میں صف کا سیدھا کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کر لیا کرو ورنہ اللہ تعالی تمہارے اندر اختلاف ڈال دے گا صف سیدھی نہ کرنے کے ظاہری عمل خلاف کا اثر باطن پر یہ پڑے گا کہ ان لوگوں میں باہمی اختلافات رونما ہوں گے اور محبت نہ رہے گی حدیث شریف میں اسی سے ڈرایا گیا ہے صفوں کے لئے امام کہتا ہے اِعتَدِلوا، اِستَوَدوا۔

شیخ سید نور محمد بدایوئیؒ کا ایک واقعہ:

حضرت شیخ شہیدؒ نے اپنے شیخ سید نور محمد بدایوئیؒ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ جب شیخ بدایوئیؒ کے پاس کھانا یا کچھ اور چیز ہدیہ میں آتی تھی تو شیخ بصیرت کی نظر سے اس پر غور کرتے تھے اگر اس کے اندر کسی قسم کی تاریکی نظر نہ آتی تو خود کھا لیتے یا استعمال کر لیتے یا دوسرے کو دے دیتے اور کبھی ہدیہ میں آئے ہوئے کھانے کو زمین میں دفن کرا دیتے کسی بے بصیرت شخص نے پوچھا شیخ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں کسی دوسرے کو ہی کھلا دیا کریں فرمایا سبحان اللہ اگر مسلمان کو کھانے میں زہر ملا نظر آ جائے اور وہ خود نہ کھائے تو

Marfat.com

کیا دوسرے کو کھانے کے لئے دینا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان (یعنی چاہے مفتی تم کو فتویٰ دے چکے ہوں) پھر بھی اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو اگر مفتیوں کے جائز قرار دینے کے باوجود تمہارا دل اس کے جواز کی طرف راغب نہ ہو تو مت اختیار کرو۔ (مظہری 2\162)

کھجور کے پتوں کا بنا ہوا جائے نماز:

کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چیز پر نماز جائز ہے بلکہ ایسی چیز پر نماز پڑھنا تواضع و مسکنت کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہے اور متکبرین جو قیمتی رنگ برنگ مصلوں پر نماز پڑھتے ہیں وہ بہتر نہیں اور ریشمی مصلے پر نماز مکروہ ہے۔

نماز میں زینت لباس:

نظر شریعت و قرآن مجید میں فرض نماز کی ادائیگی مسجد ہی میں ہونی چاہیے لہذا نماز کو اچھے لباس میں اور مسجد میں جماعت کے وقت پورے نشاط و اہتمام کے ساتھ جا کر ادا کرنا چاہیے (اور قرآن میں جو لباس کے بارے لفظ زینت فرمایا) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں بہ نسبت دوسرے حالات کے بہتر لباس ہونا چاہئے کہ سب سے بڑے دربار کی حاضری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نماز کے وقت عمامہ کا بھی اہتمام فرماتے اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عید میں بارہ ہاتھ کا اور جمعہ میں سات ہاتھ کا عمامہ باندھا ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد نقل ہے کہ جن کپڑوں کے ساتھ ایک شخص لوگوں کی مجلس میں جانا پسند نہ کرتا ہو ان کپڑوں کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھے کہ دربار خداوندی کی حاضری ہے اور اچھے کپڑوں میں نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے اور لباس میں غیر صنف یا غیر قوموں کے ساتھ اشتباہ و تشبہ کی صورت پیدا نہ ہونا چاہئے پھر جتنی بھی انبیاء علیہم السلام و صالحین اور صحابیات و صالحات سے ملتی جلتی پوشاک اور وضع قطع ہوگی اتنی ہی زیادہ بہتر و افضل ہوگی اور اس کے برعکس جو پوشاک یا وضع قطع خدائے تعالیٰ کے مستحق غضب و عذاب بندوں کی ہوگی وہ تقویٰ و رضائے الٰہی سے دور کرنے والی ہوگی۔

Marfat.com

اسباب کا استعمال:

اہل اللہ اسباب کا استعمال بطور تعمیل ارشاد الٰہی کرتے ہیں عام لوگوں کی طرح عادی طریق پر نہیں کرتے اسی سے انکو توکل کا کمال حاصل ہوتا ہے اور اختلاف اسباب کے وقت اضطراب کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اصل زندگی:

تو بھائی اصل زندگی تو وہ مقصود ہے جسمیں پیغمبر ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سرتاپا۔ اعضاء و جوارح کے حرکات و سکنات ہوں اور وقت ولادت سے لحد کی آغوش میں پہونچنے تک جو زمانہ حیات کہلاتا ہے نقشہ مجسم و تصویر بن جائے اس عالیشان شاہی محل و مکان کا جسکی تعمیر فخر عالم رسول اکرم ﷺ نے تیئس ۲۳ سالہ زندگی زمانہ نبوت میں فرمائی ہے۔ نہ اپنے ارادہ سے سکون ہو نہ اپنے قصد سے حرکت اور اگر سوئے تو امتثال امر رسول میں سوئے اور جاگے تو تعمیل ارشاد پیغمبر میں جاگے اسی کا نام محبت ہے اور اسی کا نام عشق یہی سلوک کہلاتا ہے۔ اور یہی طریقت (تذکرہ رشید ص136) اور کثیر فائدہ کے لئے قلیل ضرر قابل برداشت ہوتا ہے اور مومن بندہ سے اللہ کی مہربانی کسی وقت منقطع نہیں ہوتی اسلئے بندہ پر لازم ہے کہ شدائد کے وقت بھی اللہ ہی کی طرف اپنی پوری توجہ رکھے اللہ کی یاد سے کسی وجہ سے بھی غافل نہ ہو اللہ کی مہربانی پر پورا بھروسہ اور خلوص دل کے ساتھ اسی کی یاد میں مشغول رہے۔ (مظہری ۵/۱۴۱)

توحید میں ترقی کا دارومدار:

توحید میں اعلیٰ مقام کی ترقی کا دارومدار صرف عبادت نماز کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہی انتہا و کمال تک پہنچنے والوں کا مال کار ہے دوسری سب عبادتیں صرف تکمیل نماز میں مدد دیتی ہیں اور اسکے نقص کا تدارک کرتی ہیں۔ (انوار باری ۱۱/۶۰) اسی وجہ سے نماز کو ایمان کی طرح حسن لذاتہ کہا گیا ہے اور اہل اللہ کا قول ہے کہ ہر وہ فعل جو خالق جل مجدہ کے خوف و خشیہ اور تعظیم و اجلال کے تحت کیا جائے وہ نماز ہے نماز بندہ کی طرف سے رب اکبر کی مناجات ہے اور حق تعالیٰ کی ذات اقدس نماز پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ بدنی عبادات کی سردار نماز ہے اور مالی عبادات کی چوٹی زکوٰۃ ہے اور جب کہ

Marfat.com

اللہ کی سب سے بڑی نعمت ایمان اور اعمال صالحہ حاصل ہو چکی تو پھر گذشتہ زندگی اور مصائب و آلام کا کیا غم۔(مظہری 2/105)

لاکھوں درود و سلام علا سید البشر ﷺ کہ انہی کی برکت کا فیض جاری ہے۔

نماز اور صلوۃ:

عوارف میں آیا ہے کہ نماز کو صلوۃ اسلئے کہا گیا کہ آدمی میں بسبب نفس امارہ کے ٹیڑھا پن ہے اور مصلّی کو ہیبت اور عظمت ربانیہ کی گرمی پہنچتی ہے اور اس کے ٹیڑھا پن کو دفع کر دیتی ہے بس یہ مانند سینکنے والی آگ کے ہے اور جو کوئی سینکا ساتھ حرارت نماز کے اور اس سے ٹیڑھا پن دور ہوا تو وہ نہیں داخل ہوگا وہاں کی آگ میں مگر واسطے پورا کرنے قسم کے جو شخص ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی پابندی کرے اسکو بھی اللہ تعالیٰ وہ ثواب عظیم عطا فرمائیں گے جو رباط فی سبیل اللہ کے لئے احادیث میں مذکور ہے۔ (معارف القرآن ص273) اللہ تعالیٰ نے پہلے نماز اور زکوٰۃ کے احکام کو بیان فرمایا جو اصلاح نفس کا سبب ہیں اس کے بعد جہاد کا حکم دیا جو اصلاح ملک کا سبب ہے یعنی اس کے ذریعہ سے ظلم وستم کو ختم کیا جاتا ہے۔ اور ملک میں امن و امان قائم ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیے حضور ﷺ نے آخری خطبہ میں فرمایا جس نے ان پانچوں فرض نمازوں پر جماعت کے ساتھ محافظت کی وہ ان لوگوں میں سے پہلا ہوگا جو پل صراط پر سے اس طرح گزر جائینگے جیسے کوندنے والی بجلی گزر جاتی ہے اور ایسے شخص کا حشر اللہ تعالیٰ تابعین. کی پہلی جماعت کے ساتھ کریگا اور اس شخص کے لئے ہر دن رات میں جس میں کہ اس نے پانچوں نمازوں کی محافظت کی تھی ایسے ہزار شہیدوں کے برابر اجر ہوگا جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے اور اللہ رب العزت مالک حقیقی نے انبیاء کرام کو کسی کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا جو لوگوں کو گناہ نہ کرنے دیں انبیاء کرام کا کام پیغام پہنچانا ہے جو کوئی حکم انبیاء مانے گا اس کا اپنا بھلا ہے اور جو نہ مانتے اسے عذاب ہوگا اور ہدایت کی طرف بلاتے رہنا کام ہے انبیاء علیہم السلام کا اور بعد میں انکی امت کا۔

Marfat.com

حصول یقین:

اعمال صالح اختیاری حق تعالیٰ کے ساتھ محبت کا سبب بنتے ہیں جو کہ واجب ہے اور اعمال کیلئے شوق وذوق کی تحصیل کا کہیں بھی امر نہیں اور جس محبت کی تحصیل ضروری ہے وہ عقلی ہے اور محبت عقلی اختیاری ہے خلاف محبت طبعی کے کہ وہ غیر اختیاری ہے اسلیئے مامور بہ بھی نہیں۔اور اعمال بہ تکلف کرنے کی برکت سے یقین پیدا ہوتا ہے اور کوئی طریقہ حصول یقین کا نہیں (تھانویؒ) اور کسی حال کا طاری ہونا اور چندے جاری رہنا یہ بھی بڑی دولت ہے ہمیشہ رہنے کی چیز تو صرف عقل اور ایمان ہے باقی سب آمد ورفت رہتی ہے۔

نسبت مع اللہ:

نسبت حقیقی کیلئے اصل چیز اصلاح اعمال ظاہرہ وباطنہ ہیں جب سالک اعمال صالحہ ظاہرہ وباطنہ پر مداومت کرتا ہے تو حق تعالیٰ کو صرف اس کے ساتھ رضائے دائمی کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے یہی حقیقت ہے نسبت مع اللہ کی (انفاس عیسی ص 16) جسکو ہر وقت حق تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی نا فرمانی نہیں ہوتی یہ نسبت کی حقیقت ہے اور کسی عمل صالح میں یہ قابلیت نہیں ہے کہ وہ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے کافی ہو جائے گو عادۃ اللہ یہ ہے کہ محض اپنے فضل سے اپنی رضا کو اعمال صالحہ پر مرتب فرما دیتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گا بلکہ محض حق تعالیٰ کے فضل سے جائے گا اور یہ نسبت مع اللہ عادۃً حاصل ہونے کے بعد پھر کبھی زائل نہیں ہوتی اور رضائے تام اور رضائے ناتمام میں فرق یہ ہے کہ رضائے تام کی مثال تندرست آدمی کی ہے کہ کبھی زکام ہو گیا پھر علاج سے تندرست ہو گیا اور ناتمام کی مثال دائمی مریض کی ہے کہ کبھی افاقہ ہو گیا گو وہ بھی غنیمت ہے (یعنی اچھے اعمال ہونے لگ گئے) اور جو راحت بعد کلفت کے حاصل ہو اس میں لذت ہوتی ہے جنت میں آرام وچین ہم کو ہو گا۔جو مختلف شدائد وآلام ومصائب جھیلے ہوئے ہیں (مولانا یعقوبؒ دیوبندی)

عوام کی شکایت:

عموماً یہ شکایت عوام سے سنی گئی کہ اب علماء حضرات ایسے کیوں نہیں جیسے پہلے تھے مگر اس پر غور نہیں

Marfat.com

کرتے کہ انکا کمایا ہوا پیسہ جو مدرسوں میں آتا ہے ویسا خالص اور پاک نہیں ہے جیسا ان کے بزرگوں اور اسلاف کا تھا وہ اپنا کسب حلال اللہ کی مرضی کے موافق کریں اور اسکو طلبہ کی خورد نوش بناویں تو پھر علماء پہلے سے دیندار محتاط اور مخلص اللہ والے تیار ہونے کیا دشوار ہیں اور خسارہ دارین سزا ہے اہل اللہ کے ساتھ عداوت اور آویزش کی (شیخ الہندؒ) اور یہ بھی ہے کہ اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَان یعنی انسان احسان کا بندہ ہے یعنی کوئی شخص کسی پر کچھ احسان کرتا ہے تو اسکی محبت بھی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک کنیز ابن قتیبہؒ سے سمجھ دین میں بڑھ گئی:

ابن قتیبہؒ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک کنیز ہدیہ لے کر آئی میں نے اسکو کہا تیرے آقا کو معلوم ہے کہ میں کوئی ہدیہ قبول نہیں کرتا اس نے کہا کیوں نہیں قبول کرتے میں نے کہا اس ڈر سے کہ اس ہدیہ کی بنا پر پھر ہدیہ لانے والے مجھ سے پڑھنے کیلئے مدد مانگنے آجائینگے اس کنیز نے کہا یہ تو کوئی عذر نہیں ہے اس لئے کہ جس قدر امداد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے لی ہے وہ کہیں زیادہ ہے اور آپ ﷺ ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے تو میں نے ہدیہ قبول کرلیا اور وہ کنیز مجھ سے زیادہ دین میں سمجھدار نکلی۔

اللہ کے دین کے لئے سعی وکوشش:

اللہ رب العزت نے لوگوں کو کوشش اور سعی بلیغ کے ساتھ نفوس کو پاک کرنے کیلئے برانگیختہ کیا تاکہ انسان ادائے شکر میں پوری توجہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور یہی درجہ قوت عملیہ کے کمال کا ہے علم اور عمل کی تکمیل پر ہی اللہ کی طرف سے جذب اور بندہ کی طرف سے تقویٰ مرتب ہوتا ہے اور اس طرح نفوس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے دین کی محنت میں وہ شخص کامیاب ہے جسکی للہیت نفسانیت پر مقدم ہو کیونکہ باطنی اوصاف و ملکات پر ہی حقیقتاً اسلام کا مدار ہے اور ظاہری اخلاق و اطوار کی پابندی اور احکام شرع کی نگہداشت ان باطنی اوصاف کے معاون و مددگار ہوتے ہیں مال و دولت ترقی کے اسباب نہیں ہیں مسلمانوں نے اس وقت ترقی کی جب کہ وہ روزمرہ کی ضروریات کو بھی باآسانی پورا نہ کرسکتے اور جب مال کی کثرت ہوئی اور دولت کے آثار نمایاں ہوئے تو مسلمانوں کے اخلاص اور جوش ایمانی میں کمی آتی گئی اور

Marfat.com

اپنی حالت سے گرتے گئے بس بھائی مسلمانوں کیلئے مصائب ومشکلات میں دعاء وتضرع إلیٰ اللہ ہی سب سے بہتر اور کامیاب وموثر ہتھیار ہے اور اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے اور سب سے افضل عمل یہ ہے کہ دنیا کو چھوڑتے وقت تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ ہو (الحدیث) اس کیلئے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے مبتدی کے لئے یعنی اللہ کے راستے پر چلنے والے کیلئے جائز امور میں بھی جو توجہ الی اللہ کو مٹانے والے ہوں مشغول ہونا مضر ہے۔

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی
کا شب قدر کی تلاش کے بارے میں مشورہ

سید احمد شہیدؒ کا قیام دہلی کے اثناء میں رمضان پڑا اکیسویں شب کو آپ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اسی عشرے کی کسی رات میں شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت حاصل کی جائے۔ مولانا نے تبسم ہو کر فرمایا فرزند عزیز شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو۔ صرف شب بیداری سے کیا ہوتا۔ دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب ومحروم رہتے ہیں اگر تمہارے حال پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوتے بھی رہو گے تو اللہ تم کو جگا کر ان برکات میں شریک کر دے گا سید صاحب یہ سنکر اپنے مسکن پر آ گئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا, 27 ویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں۔ مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا آپ نے دیکھا کہ دائیں طرف رسول اللہ ﷺ اور بائیں حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں کہ احمد جلد اٹھو اور غسل کرو سید صاحبؒ ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ فرزند آج شب قدر ہے یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ اور دعا ومناجات کرو اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گے۔ ''صاحب مخزن'' لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے اسی رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آئے۔ تمام درخت اور دنیا کی ہر چیز سجدے میں تھی۔ اور تسبیح وتہلیل میں مشغول مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنائے کلی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا صبح میں شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے بہت مسرور ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے اس وقت سے ترقیات وعلو درجات کے آثار طاری ہونے لگے۔

سجدہ میں دعا:

اے اللہ میں تیرے عفو وکرم کی طلب کے لئے تیرے مواخذہ کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔اے اللہ تیرے جلال و جمال کی قسم میں تیری ہی پناہ دہی کا خواستگار ہوں اور مجھ سے ویسی حمد وثناء ناممکن ہے۔ جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

حضور علیہ السلام کی صحابہؓ کو نصیحت:

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو خطاب فرمایا۔ کہ اے لوگو! جو بات بھی تمہیں جنت سے قریب کرنے والی اور دوزخ سے دور کرتی تھی وہ سب تمہیں بتا چکا ہوں اور جتنی باتیں دوزخ سے قریب اور جنت سے دور کرنے والی تھیں ان سے بھی تمہیں روک چکا ہوں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرے قلب میں یہ بات بھی القاء فرمائی ہے کہ کسی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ اپنے مقدر کا رزق دنیا میں پورا نہ کرلے دیکھو خدا سے ڈرتے رہو اور طلب رزق میں بھلائی کا راستہ اختیار کرو ایسا نہ ہو کہ رزق کے پہنچنے میں دیر ہو تو خدا کی نافرمانی کے راستوں سے رزق حاصل کرنے لگو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے قبضہ واختیار میں جو کچھ ہے اس کو صرف اس کی اطاعت وفرمانبرداری ہی کے راستوں سے حاصل کرنا موزوں ہوسکتا ہے۔ (انوار باری رواہ البیہقی)

مومن بندہ:

مومن پر لازم ہے وہ اپنی پسند اور ناپسند دونوں میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی مخفی تدبیر سے ڈرتا رہے اس کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس سے پناہ کا طلبگار رہے اللہ کے حکم پر اعتراض نہ کرے ہر حال میں اس کے فیصلے پر راضی رہے۔

Marfat.com

فضیلت والی راتیں:

ماہ رمضان المبارک اخیر عشرہ کی طاق راتیں 21,23,25,27,29 ان راتوں میں شب قدر تلاش کی جاتی ہے سترھویں شب رمضان یہ یوم الفرقان اور یَو مَ الْتَقَی الْجَمْعَان ہوا اور اسی روز جنگ بدر ہوئی ماہ محرم کی پہلی شب دوم شب عاشورہ اور اول شب ماہ رجب پندرھویں شب ماہ شعبان شب عرفہ عیدین کی راتیں شب جمعہ۔

فضیلت والے دن:

عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ستائیسواں دن رجب جو بہت شرف رکھتا ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص ستائیسویں رجب کا روزہ رکھے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ساٹھ مہینے کے روزے لکھ دیتا ہے اور یہ وہ روز ہے جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ پر رسالت لے کر اترے تھے جمعہ کا روز عیدین کے دن دس دن ذوالحجہ کے اور تین دن ایام تشریق (۱۱/۱۲/۱۳ ذوالحجہ) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کا دن اچھی طرح گزرتا ہے تو ہفتہ کے سب دن اچھے گزرتے ہیں جب ماہ رمضان سلامت رہتا ہے تو تمام سال سلامت رہتا ہے اور ہفتہ کے دنوں میں بہتر روز پنج شنبہ اور دوشنبہ ہے ان میں اعمال خداوند تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

نماز حاجت:

وہب بن الوردؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ان دعاؤں میں سے کہ نامقبول نہیں ہوتیں ایک یہ ہے کہ بندہ بارہ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں الحمد اور آیت الکرسی اور قل ھو اللہ پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور یہ دعا پڑھے (سبحان الذی بس العز وقال بہ) الخ اس روایت کو حضرت ابن مسعودؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔ (احیاالعلوم 1\254) اور طاعت جسقدر چھوٹی جانی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہوگی اور معصیت کو جتنا بڑا جانو اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹی ہوگی۔

Marfat.com

پندرھویں شعبان رات کی دعا:

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدم علیہ السلام نے زمین پر آ کر خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف فرمایا مقام ابراہیم کے عقبی حصے میں دو رکعتیں نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ تو میرا ظاہر و باطن جانتا ہے میں تجھ سے اس ایمان کا طلبگار ہوں جو قلب کو قوت دے اور وہ سچا ایقان عنایت کر جس کے ذریعے یقین کامل ہو جائے کہ مجھے وہی ملے گا جو تو نے لکھا دیا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ اپنی مرضی پر مجھے راضی برضا رہنے کے لئے ثابت قدم رکھ اس دعا کے مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو نے جو دعا مانگی وہ میں نے قبول کی اور آئندہ تمہاری اولاد میں سے جو کوئی یہ دعا کرے گا میں اس کی دعا قبول کرونگا اس کی مغفرت کرونگا اس کے غم و آلام دور کرونگا اور ہر تاجر کو اتنا دونگا کہ دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی آئیگی اگرچہ تاجر کو اس کی خواہش نہ ہو۔ (مومن کے ماہ و سال)

خانقاہوں کا عمل:

جس طرح دو فن حاصل کرنے کے لئے دو مدرسوں میں جانا ضروری ہے اسی طرح عمل ابدان مدارس میں حاصل کرنے کے بعد عمل قلوب کی تحصیل کے لئے خانقاہوں میں جانا پڑے گا کہ نائبین رسالت جن کے قلوب میں سید المحبین والمحبوبین ﷺ کے مشکوٰۃ قلب سے وہ نور منتقل ہوا ہے ان کا طبعی اقتضاء خود ان کو عمل پر ایسا مجبور کرتا ہے کہ اسی میں ان کو لذت آتی ہے جو ہر کوفت اور حزن کو دور کر دیتی ہے۔ سالک کے دو سفر ہیں۔ (۱) الی الاحوال۔ (۲) من الاحوال: سفر الی الاحوال میں احوال طاری ہوتے ہیں اور دوسرا من الاحوال جس میں وہ سب احوال سلب ہو جاتے ہیں اور دوسرے نوع کے احوال عطا ہوتے ہیں تو دوسری نوع کے احوال کاملہ عطاء ہوتے ہیں۔ اب یہ شخص پختہ ہو گیا اب اسکو حق ہے کہ لذائذ بھی کھائے اور عمدہ لباس بھی پہنے کیونکہ تجلی حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے۔

طریق اصلاح:

امراض قلب میں ہر مرض کے متعلق علاج کی اس زمانے میں فرصت نہیں رہی لہذا اسہل طریقہ یہ

Marfat.com

ہے کہ سالک کے قلب پر ذکر اللہ کو غالب کر دیا جائے تا کہ محبت حق میں مغلوب ہو جائے اس سے تمام رزائل اور اخلاق ذمیمہ خود بخود جاتے رہیں گے کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ جب دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے تو سب چیزوں کو مغلوب کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ ہمت اور عزیمت مجاہدہ عنایت فرمائیں۔ (تذکرہ خلیل ص ۴۱۲)

سچ یہ ہے کہ مجاہد اور زاہد کوئی بھی بن جائے لیکن اگر انسان بننا ہے تو کسی انسان کامل ہی کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی ورنہ درس انسانیت محض کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا اور تصوف کا بیش بہا کتابی ذخیرہ قیامت تک کسی سالک کو شیخ کامل کے تعلق سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شیخ کامل ہی سب سے بڑا ماہر نفسیات ہوتا ہے یہی مجاہدہ ہے کہ وہ باوجود دلکشی و دلفریبی کے پھر دل کو دنیا کی فانی چمک دمک سے روکتا ہے اور دنیاوی جاہ و حشمت کو گو وہ ایک معنی میں اگر بلا سعی مل جائے نعمت ہے مگر اس میں دل نہ لگایا جائے۔

میں خود ہوں کہیں دل ہے کہیں ہوش نہیں۔ (محمد یوسف لدھیانویؒ)

انسان وہ ہے جو سب کو انسان سمجھے
ہو کوئی گدھا اسے بھی سلطان سمجھے
احباب کے حسن ظن کا ممنون ہوں میں
جو مور ضعیف کو سلیمان سمجھے

(تذکرہ سلیمان: ۵۳۲)

طہارت کے چار مرتبے ہیں:

(۱) ظاہری جسم کو حکمی و حسی نجاستوں سے پاک وصاف کرنا۔ (۲) جوارح و اعضاء جسم کو گناہوں کی تلویث سے بچانا۔ (۳) قلب کو اخلاق ذمیمہ ورذائل سے پاک کرنا۔ (۴) باطن کو ماسواء اللہ سے پاک کرنا یہی طہارت انبیا علیہم السلام اور صدیقین کی ہے طہارت باطنی یعنی باطن کو ماسواء اللہ سے پاک کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت وجلال کا سکہ پوری طرح قلب پر بیٹھ جائے اور وہ بغیر معرفت کے نہیں ہوسکتا اور معرفت خداوندی حقیقۃً کسی قلب میں اس وقت تک جاگزیں نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ ماسوائے اللہ سے پاک نہ ہو جائے۔ حضرت علامہ عثمانی (انوار باری (۲) ۶/۳۴۵) ترجمہ آیت (آپ تو اللہ کہہ کر اس سے تعلق مستحکم کر لیجئے پھر دوسروں کا خیال چھوڑ دیجئے جو اپنے فاسد خیالات میں منہمک ہو کر اپنی زندگیوں

Marfat.com

کو کھیل تماشہ بنا رہے ہیں۔) کیونکہ خدا کا حقیقی تصور اور ان کے فاسد عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور دو دل کسی کو دیئے نہیں گے مقصد دل کو تمام عقائد فاسدہ و اخلاق فاسدہ سے پاک و صاف رکھنے ہی پر معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے اس لئے اس کی تطہیر (صفائی) نصف ایمان ٹھہری اسی طرح جوارح کو گناہوں سے بچانا اور اعضاء کو نجاستوں سے پاک رکھنا بھی ایمان کا جزو اعظم ہوا۔

برائی اور مفسدہ:

دو برائیوں اور دو مفسدوں میں سے بڑی کو دفع کرنے کے لئے چھوٹی کو اختیار کر لینا چاہیے۔ اور دو مصلحتوں اور بھلائیوں میں کم درجہ کی مصلحت کے مقابلہ میں بڑی مصلحت کو حاصل کرنا چاہیے اور جاہل اور ناواقف شریعت لوگوں سے نرمی سہولت اور تالیف قلوب کا برتاؤ کرنا چاہیے اور تمام امور کا مدار تقویٰ پر ہے، وفا عہد اور تمام فرائض کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب تقویٰ ہی کی شاخیں ہیں حدیث شریف میں آیا ہے (لَا يَجْتَمِعُ خَوْفَانِ خَوْفُ الدُّنيَا وَ خَوْفُ الْاٰخِرَة) خوف دنیا اور خوف آخرت کسی شخص واحد کے اندر جمع نہیں ہوتے اگر کسی کے اندر خوف آخرت ہوگا تو خوف دنیا سے محفوظ رہیگا اور مربی حقیقی اللہ تعالیٰ ہے وہ خود درد وطلب دیتا ہے اور اپنی طلب میں دوڑاتا ہے اور خود راہ وصل کھولتا ہے۔ (مکتوب ۳۲۷ ص ۲۸۶)

پردہ کی ضرورت اور نظر کی حفاظت:

اکبر الٰہ آبادی مرحوم بہت مایوس ہیں کہ اس زمانے میں کم از کم اس حکم شرعی پر عمل بہت کم ہے۔ کیونکہ شریعت نے دونوں طرف بند لگائے تھے جب ایک بند ٹوٹ چکا ہے تو صرف ایک بند سے کیسے کام چلے گا یعنی نگاہ دونوں طرف کی نیچے رکھنے کا حکم ہے اور اس کے سوائے کوئی علاج نہیں اور فطرتاً مرد ایسی عورت کی جانب متوجہ نہیں ہوتے جو اپنی عفت کا غیر معمولی اہتمام کر رہی ہو۔

نئے طریقوں پہ مقصد شرعی کارفرما نہ ہو سکے گا ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا ادھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا

(اکبر الٰہ آبادیؒ)

Marfat.com

لیلۃ القدر کی فضیلت:

لیلۃ القدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے سب کا اتفاق ہے اور ان کے ہمراہ سب ملائکہ اور ارواحیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ہر عبادت کرنے والے سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے مصافحہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ عین عبادت کی مشغولی میں بال بدن پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھ سے آنسو نکل آتے ہیں۔ اور اس عبادت میں نہایت لذّت حاصل ہوتی ہے اور اس رات کی خواص سے ایک یہ ہے کہ اس رات کو دعا قبول ہوتی ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص زندہ رکھے شب قدر کو نماز اور عبادت سے ایمان کے ساتھ ثواب کی طلب کے واسطے تو اس کے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے یہ دعا اس رات کو مانگنے کے لئے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ" تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی ترجمہ یا اللہ تیرا نام عفو ہے اور بخشنے کو تو دوست رکھتا ہے سو بخشدے مجھ کو اپنے کرم سے (عزیزی) (پارہ عم ص ۲-۴۴)۔ لیلۃ القدر کی بڑی شان تو جب ہی ہے جبکہ اس کے انوار سے میرے تمام اوقات آباد اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جائیں عاشق جب عشق ومحبت میں ثابت قدم ہو جاتا ہے تو اس کے واسطے وقت معین کی حاجت ہی نہیں رہتی اور لیلۃ القدر کو باوجود اس اپنی عظمت اور شرف کے لوگوں کی دریافت سے پوشیدہ رکھا ہے جیسے دعا قبول ہونے کی گھڑی کو جمعہ کے دن میں اور صلوۃ وسطیٰ کو پانچوں نمازوں میں اور اسم اعظم کو اسماء الٰہی میں اور مقبول طاعت کو دوسری طاعتوں میں اور اولیاء اللہ کو دوسرے لوگوں میں تاکہ لوگ ہمیشہ ان چیزوں کی جستجو میں رہیں۔

اسم اعظم:

اسم اعظم اللہ کی ہیبت وعظمت کے ساتھ اللہ کہے یہی اسم اعظم ہے اور اتنا جان لینا تجھے کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تجھے ہر حال میں جانتا ہے۔ تو بھی اسے مت بھول۔ اے نفس اگر تو اپنے مالک حقیقی ربِ تعالیٰ دونوں جہاں کے مالک کی عبادت میں مشغول ہوتا اس کی فرمانبرداری میں مصروف ہوتا اور نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا تو بڑے بڑے لطف دیکھتا، بیماری اور امراض اور دینوی تکالیف وحوادث کو

Marfat.com

عجیب اور بعید نہیں سمجھنا چاہیئے یہ نفس کی تطہیر اور گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں اور موت کی یاد دہانی اور صالح ایمان والا بوجہ منکرات اور آفات دیکھ کر مخلوق سے گھبراتا اور وحشت کرتا ہے۔

دعا کی قبولیت:

طحاوی شریف میں آیا ہے کہ جو مسلمان ذکر اللہ کے بعد طہارت کے ساتھ سوئے گا اور شب کے کسی حصہ میں بیدار ہوتے ہی اس کے منہ سے کوئی سوال دنیا و آخرت کے بارے میں نکلے گا تو حق تعالیٰ اس کا وہ سوال ضرور پورا کردینگے اس پر علامہ محدث مناویؒ نے کہا کہ اس میں طہارت پر سونے کی شرط اس لئے لگائی گئی کہ اس طرح سونے کے باعث مومن کی روح کو معراج حاصل ہوتی ہے اور وہ عرش الٰہی کے نیچے جا کر سجدہ کرتی ہے جو حق تعالیٰ کے مواہب وعطیات کا مصدر ومنبع ہے پس جو شخص طہارت پر نہیں سوئے گا وہ اس مقام خاص تک نہ پہنچ سکے گا جس سے فیض وانعام حاصل ہوتا ہے۔(انوار باری ۶۱/۱۱) اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں بہتر اور بہتری سے نوازے اور دنیا کی زندگی کو مبارک طور پر اپنے قرب کا ذریعہ بنائے اور خدائے تعالیٰ کی مہربانیوں کے دامن میں دنیا جہاں کی تمام گذشتہ خلاف طبع باتوں کو ایسا بھول جاؤں کہ وہ ذرہ برابر بھی یاد نہ رہیں۔(**وصلوٰة وسلام علیٰ سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم**)

صدقہ خیرات اور نماز توبہ کی برکات:

جو بندہ صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے متروکہ میں برکت بھی خوب ہی دیتا ہے۔ صدقہ ستر دروازے برائی کے بند کردیتا ہے اور جو شخص وسعت کے باعث دیتا ہے وہ ثواب میں اس سے افضل نہیں۔ جو حاجت کے سبب سے قبول کرتا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص مال لینے سے اپنی حاجت اس لئے دفع کرے کہ دین کے لئے فراغت مل جائے تو وہ شخص دینے والے کے مساوی ہوگا۔(احیاء العلوم ۱/۲۷۸)

حضور ﷺ دو کام کسی کو سپرد نہ فرماتے اپنے آپ ان کو کیا کرتے۔ ایک یہ کہ رات کو وضو کا پانی اپنے آپ رکھتے اور اس کو ڈھانپ دیتے۔ دوسرے یہ کہ مسکین کو اپنے دست مبارک سے عنایت فرماتے اور فرمایا جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے جب تک اس

Marfat.com

کپڑے کا مسکین کے بدن پر پیوند بدستور رہتا ہے، حضرت عائشہؓ نے پچاس ہزار خیرات کئے حالانکہ ا
کرتہ پیوند دار ہی رہا۔ (احیاء العلوم ۱/۱۷۹) لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا جب کوئی خطا ہو جائے تو صدقہ دینا او
عارف کی نظر بجز خدائے عزوجل کے اور طرف نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ کس
بندے پر انعام کرتا ہے تو یہ بھی پسند کرتا ہے کہ وہ نعمت اس پر دیکھے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرماوے وہی کاف
اور مددگار ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اوّلاً وَ آخِراً وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ نَا محمد و آله و صحبه۔

نماز توبہ:

دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر توبہ کرنے میں متعدد مصلحتیں ہیں نیکیاں گناہوں کو زائل کرتی
ہیں۔ شیطان گناہ کرانا چھوڑ دے گا۔ کیونکہ وہ دیکھے گا کہ میں اس سے دس گناہ کراؤں گا تو یہ بیس رکعتیں پڑھے
گا گناہ تو توبہ سے معاف ہو جائے گا اور یہ بیس رکعتیں اس کے پاس نفع میں رہیں گی اور چونکہ نفس کو نماز پڑھنا
بوجھل اور مشکل لگتا ہے اس لئے وہ گھبرائے گا کہاں یہ نفل پڑھتے رہیں بس استغفار اصل علاج ہے۔ جس سے
جمعیت قلب حاصل ہوتا ہے۔ کہ مصیبت و قحط کی تلخی مبدل بہ لذت ہو جاتی ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ک
میرے بندے اگر زمین و آسمان کے برابر بھی گناہ کریں گے میرے پاس آئیں اور مجھ سے مغفرت چاہیں تو
میں سب کو بخش دونگا اور گناہوں کی کثرت کی پرواہ نہ کرونگا پس عمر گذشتہ کے ضائع ہونے کا بھی علاج موجود
ہے، لاعلاج کوئی مرض نہیں وہ علاج یہ ہے کہ توبہ کرو اور توبہ کا طریقہ بھی کسی شیخ سے پوچھو اور جو کچھ وہ بتلائے
پھر اس میں اپنی رائے نہ لگاؤ آج کل خود رائی کا مرض بہت پھیل رہا ہے اسلئے لوگوں کو راستہ نہیں ملتا اور توبہ کے
بعد گناہ کو بار بار یاد نہ کرے۔ اس سے قلب پر وحشت سوار رہے گی جو اس گناہ کی سزا ہے اس سے بندہ اور خد
ا کے درمیان ایک حجاب سا معلوم ہونے لگتا ہے جو محبت اور ترقی سے مانع ہے کیونکہ جزاء اور ثمرات کا ترتب
عمل پر ہوتا ہے خواہ عمل جوارح ہو یا عمل قلب، اور یہ قصد کرنا کہ ذرا بھی کوتاہی نہ ہونے پائے یہ ایک قسم ک
دعویٰ اور غلو ہے۔ اور عقلاً محال نہیں لیکن عادتاً محال ہے۔ (انفاس عیسیٰ حدیث شریف نقل ہے ص ۱۹۸)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم جمعہ کی فضیلت

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے مکہ معظمہ کو فضیلت دی ہے۔ اور مہینوں میں سے رمضان المبارک اور دنوں میں جمعہ اور راتوں میں اسے شب قدر کو اور کہتے ہیں کہ پرند اور موذی کیڑے جمعہ کو آپس میں ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سلام سلام یہ اچھا دن ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے جو جمعہ کے روز مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب دیتا ہے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۲۲۷) حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشے اللہ تعالیٰ اس میں سے مرض نکال دیتا ہے اور شفا داخل کرتا ہے پس اگر بدھ یا جمعرات کو حمام کر چکا ہو تو مقصود حاصل ہے اور امام شافعیؒ نے فرمایا جو شخص اپنے کپڑے صاف رکھے اس کو رنج کم ہوتا ہے اور جس کی خوشبو عمدہ ہو۔ اس کی عقل زیادہ ہوتی ہے جمعہ کے روز عمامہ مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ اور فرشتے جمعہ کے روز عمامہ والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (الحدیث) پس اگر گرمی ستاوے تو نماز سے پہلے اور پیچھے اس کو اتار دینے میں کچھ حرج نہیں۔ (۱/۲۳۸ احیاء العلوم) تین شخصوں کی نماز ان کے سر کے اوپر نہیں ابھرتی۔

(۱) خادم بھاگا ہوا۔ (۲) وہ عورت کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

(۳) امام ان لوگوں کا جو اس کی امامت سے ناخوش ہوں۔ (احیاء العلوم ۱/۲۲۰)

نماز اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی فضیلت دنیا پر ہے۔ (۱/۱۲۱ احیاء العلوم) سالک طریق آخرت کو چاہیے کہ جمعہ کو تمام دن میں خیرات اور دعاؤں سے خالی نہ رہے تاکہ وہ ساعت اِسے مل جائے جو بہتر ہے جس میں دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔

مسجد میں بھیک مانگنا:

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں مانگے وہ اس بات کا مستحق ہو چکا ہے کہ اس کو نہ دیا جائے۔ طریق آخرت کے سالک ہمیشہ سب وقتوں میں نماز پر مواظبت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

خیر و برکت والی نماز:

آنحضرت ﷺ سے ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی یکشنبہ (اتوار) کے روز چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں الحمد اور امن الرسول ایک بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے موافق شمار ہر نصرانی مرد اور نصرانی عورت حسنات لکھے گا اور اس کو ایک نبی کا ثواب عنایت کرے گا اور ایک حج اور عمرہ اس کے لئے ارقام کرے گا اور ہر رکعت کے بدلے ہزار نمازوں کا ثواب لکھے گا اور جنت میں اس کو ہر حرف کے عوض ایک خاص کا انعام دیگا۔ (احیاء العلوم ۱/۲۲۵)

صبح کی نماز اور عصر کی خصوصیت:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز صبح کے بعد رزق تقسیم ہوتا ہے اور اعمال دن کے آخر حصے میں اوپر اٹھائے جاتے ہیں لہذا خصوصیت ان اوقات یعنی صبح کی نماز کا وقت اور عصر کی نماز کا وقت اس وجہ سے بھی زیادہ شرف کا موجب ہے کہ جو ان اوقات میں مشغول عبادت ہوگا اس کے رزق و عمل میں خیر و برکت ہوگی۔ (انوار باری ۱۴/۴۳۴)

نماز میں خشوع:

آدمی کا فہم اِس قدر ہوتا ہے جس قدر علم اور دل کی صفائی زیادہ ہوتی ہے نماز میں دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کی صفت پر ایک ہی طرح قائم رہے اور اپنے دل پر خشوع کو لازم کرلو کیونکہ ظاہر باطن کے اور طرف دھیان کرنے سے نجات خشوع ہی کا نتیجہ ہے جب باطن خشوع کریگا تو ظاہر بھی فروتنی کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے اپنی داڑھی سے کھیل کرتے دیکھ کر فرمایا کہ اگر اس کا دل خشوع کرتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے تو خشوع پیٹ بھر کرے اور خدا تعالیٰ کے سامنے اس کے ہاتھ پاؤں ہلتے جلتے رہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے جلال و عظمت کی معرفت سے قاصر ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ میرے دل اور وسوسوں سے آگاہ ہے۔ خشوع ایمان کا ثمرہ اور یقین کا نتیجہ ہے، خدائے تعالیٰ کے جلال و عظمت سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے عذاب سے ہم کو بچائے

Marfat.com

جن کی باتیں اچھی اور فعل برے ہوں۔ اللہ بندہ کے حال پر مطلع ہے اور بندہ اس کی عظمت اور اپنی تقصیر کو پہچانتا ہے انہی تین معرفتوں سے خشوع پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ خشوع نماز کے علاوہ تنہائی اور پاخانہ میں بھی فروتنی کرتا ہے، ذکر الٰہی اور صحبت شیخ محبت کے لئے ضروری ہے اور نماز میں بلاضرورت تھوکنے سنکنے کھانسنے، کھنگار سے روک دیا گیا ہے۔

رویت باری تعالیٰ:

نمازوں کے اہتمام کی وجہ سے ہی رویت باری تعالیٰ کا شرف نمازی مومنوں کو جنت میں حاصل ہوگا۔ بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کے اعمال لکھنے والے فرشتے اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر استغفار کرتے ہیں اور قیامت تک اس کے لئے رحمت الٰہی کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ کتنی عظیم وجلیل نعمت ورحمت خداوندی ہے کہ جو لوگ ہر قسم کے شرک سے مجتنب رہے۔ اور ایمان ویقین پر ان کا حسن خاتمہ ہو جائے تو دوسرے معاصی کی مغفرت اگر زندگی میں نہ ہو سکے تو عالم قبر میں اسکی مغفرت کا سامان مہیا کر دیا گیا تا کہ قبر سے اٹھے تو بخشا بخشایا صاف ستھرا ہو۔ اور یہ مغفرت کا سامان بھی ان فرشتوں کے ذریعے کرایا گیا جو اس بندہ کی پوری زندگی کے معاصی اور بداعمالیوں سے نہ صرف پوری طرح واقف رہے بلکہ ان کو اس بندہ کے نامہ اعمال میں آخر دم تک لکھ کر اس کا ریکارڈ تیار کرتے رہے اب چونکہ انہوں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اس کیلئے حسن خاتمہ مقدر فرما کر احسان عظیم فرما دیا ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے مزید سامان مہیا کرنے کیلئے استغفار میں مشغول ہوئے۔ (مولف) (انوار باری ۱۴/۲۳۳ حاشیہ) مقرب لوگوں کی زبان دل کی ترجمان اور اس کی تابع ہوتی ہے۔ اور دل اس کا تابع نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم ۱/۲۱۳) اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اپنی اطاعت کی توفیق دی اور عبادت کی خدمات تم سے لیں۔

جمعہ اور جماعت کی اہمیت:

ایک شخص ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک شخص کا حال پوچھا کہ وہ مر گیا ہے اور جمعہ اور جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ دوزخ میں ہے۔ وہ شخص ایک ماہ تک برابر آپ کے

Marfat.com

پاس آ کر یہی پوچھا کرتا اور آپ کہتے رہے کہ وہ دوزخی ہے۔(احیا العلوم 1\224) اکیلا نماز پڑھنے والا امامت کی نیت کر کے کھڑا ہوتا کہ امامت کا ثواب ملے۔(احیاء العلوم ۱/۲۲۲) جمعہ کے روز جمعہ کی اذان کے بعد امور دنیا میں مشغول ہونے کو اور ان امور کو جو جمعہ میں جانے سے مانع ہوں حرام فرمایا۔(قرآن سورہ جمعہ) صدقت و بررت۔

صبح صادق کا وقت:

خیط ابیض یعنی فجر اور خیط اسود سے رات مراد ہے یعنی کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے اس سے مطلب خیط ابیض ہے دن کی روشنیاں خیط اسود سے رات کی سیاہی مراد ہے خیط (دھاگا) اس لئے فرمایا کہ جب صبح ابتداً ظاہر ہوتی ہے۔تو جنوب سے شمال کو مثل دھاگے کے کھچے جاتی ہے تو خیط ابیض خود فجر کا حصہ ہے اس لئے ابیض کا ادنٰی حصہ بھی ظاہر ہوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور فجر سے مراد صبح صادق ہے۔

ماہ رمضان اور اس کے روزوں کی فضیلت:

رمضان کا مہینہ آتا ہے تو شیطان اور سرکش جنّ جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔کوئی دروازہ اسکا کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔اس کا کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور منادی ندا دیتا ہے کہ اے بھلائی کے طالب اور اے بُرائی کے طالب بس کر آج جہنم سے اللہ کی طرف سے بہت سے نجات پانے والے ہیں یہ ندا ہر رات ہوتی ہے اللہ تعالٰی کو رمضان میں یاد کرنے والے کیلئے مغفرت ہوتی ہے اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا جو شخص رمضان میں اخلاص سے ثواب کی امید کر کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخشے جائینگے اور جو لیلۃ القدر میں اخلاص اور ثواب کی میدسے قیام کرے اس کے بھی پچھلے گناہ بخشے جائینگے۔لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اس ماہ میں نوافل عبادات اور نوافل کاموں کا ثواب اور مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔اور فرائض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔اس ماہ میں رزق بڑھتا ہے اس ماہ کے شروع میں

Marfat.com

رحمت درمیان میں مغفرت ہے اور آخر میں آگ سے خلاصی ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے روزہ ڈھال ہے۔روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت کرینگے رمضان کی آخری شب میں میری امت کی مغفرت کی جاتی ہے (الحدیث) اور فرمایا حضور ﷺ نے دعا میں کمی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آیت (اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا نازل فرمائی۔ (مظہری 1\342)

قرآن پر مواظبت اور پابندی نماز:

ارباب حدیث اہل اللہ حضرات، فضیل ابن عیاض کے دروازے پر جمع ہوئے آپ نے ایک روشندان سے ان کی طرف سر نکالا ڈاڑھی آپ کی ہلتی تھی اور روتے تھے فرمایا کہ لوگو قرآن پر مواظبت کرو اور نماز کو ہمیشہ وقت پر پڑھو یہ وقت رونے کا اور ڈوبنے والے کی طرح دعا مانگنے کا ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنی جگہ کسی کو نہ بتائے اور اپنے دل کا علاج کرے جو معلوم ہو اسکو دستور العمل کرے جو نہ جانتا ہو اسکو ترک کرے۔(احیاالعلوم ۴/۲۴۸)

حریت بمعنی جرءات اخلاق:

اس کا مطلب شرع شریف میں یہ ہے کہ آدمی حق طلب کرنے مسائل کے دریافت کرنے امر حق کے اظہار میں حیا نہ کرے کسی کا رعب وخوف مانع نہ آئے خداوند عالم حق سے حیا نہیں کرتے۔ (قرآن سورت احزاب رکوع 7 پارہ ۲۱) جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت انصار کی اسی بنا پر تعریف فرمائی کہ انہوں نے مسائل متعلقہ نسواں کو خود آ کر دریافت کرلیا نمائشی حجاب وحیا کو اپنے اور اپنے ابناء جنس کے جہل کا پردہ نہ بنایا۔(ترجمہ قرآن) بھلی بات کا امر کر برائیوں سے منع کر اور جو کچھ تجھ کو مصیبت پہنچے اس پر صبر کر یہ پختہ امور میں سے ہے۔(سورۃ لقمان پارہ 21) ہاں اگر امر بالمعروف و نھی عن المنکر سختی اور نرمی سے کوئی سنتا نہیں اور کوئی ذریعہ خوف ومجبور کرنے کا نہیں ہے تب حکم تجھ کو خاص اپنے نفس کی فکر چاہیے۔ (الحدیث اشاعت اسلام 403) اور بری بات کرنے والا اور اس کا پھیلانے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ جو لوگ

Marfat.com

چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہوان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے لوگوں کے عیب تلاش کرنا اور پھر نشر کرنا منافق کا کام ہے اور خداوند عالم سے نڈر کا کام ہے شریف آدمی کسی کی عیب کی بات سن کر وہی دبا دیتا ہے آگے نہیں بڑھاتا دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔

نماز سے تعدیل ارکان کی کوتاہی:

یہ ہے کہ بعض لوگ تعدیل ارکان اور ادائے سنن کا اہتمام نہیں کرتے نہ قومہ ٹھیک ہے نہ جلسہ رکوع میں ہیئت مسنونہ قیام بھی مقدار مسنون سے کم قرات میں بھی غلط صحیح کی خبر نہیں نماز کیا پڑھتے ہیں بیگار ٹالتے ہیں حدیث شریف میں ایسے شخص کو نماز کے اعادہ کا حکم دیا کہ جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی یعنی تیری نماز نہیں ہوئی یہ فقہی مسئلہ الگ رہا کہ اس کی نماز ہوئی یا نہیں لیکن اگر ہوئی بھی تو ایسی جیسے کوئی لنگڑی لولی اندھی بہری گونگی اپاہج بیمار کنیز ہو کہ گو وہ ایک درجہ میں آدمی تو ہے مگر اس قابل نہیں کہ کسی صاحب کمال صاحب جمال اور صاحب جلال بادشاہ کی نذر میں پیش کی جاسکے اور وہ اس کو قبول کرے حدیث شریف میں ہے کہ دو رکعت نماز ایسے پرہیزگار کی جو شبہ کی چیزوں سے بچتا ہو اس شخص کی ہزار رکعت سے افضل ہے جو شبہ کی چیزوں سے نہ بچے ظاہر ہے کہ یہ فضیلت بغیر صفائی قلب اور اصلاح باطن کے میسر نہیں ہوسکتی۔ (اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْن) سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر نماز اول وقت میں پڑھی تو خوش نہ ہوا اور اگر وقت سے تاخیر کر دی تو غم نہ کیا یعنی نہ اول وقت پڑھنے کا ثواب جانے نہ تاخیر کو گناہ جانے اور فرائض کی ادائیگی کے سبب سے بندہ (اللہ سے) مجھ سے نجات پا گیا اور نوافل سے میری طرف نزدیک ہو گیا (فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) (احیا العلوم 1\149)۔

خاشعین (نماز میں خشوع کرنے والے):

خشوع ایمان کا ثمرہ اور یقین کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے جلال وعظمت سے حاصل ہوتا ہے اور جسکو خشوع نصیب ہوتا ہے وہ نماز میں اور غیر نماز میں خشوع کیا کرتا ہے یہاں تک کہ تنہائی میں اور پاخانہ

Marfat.com

میں بھی فروتنی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت اور اپنی تقصیر کو پہچاننا انہی تین معرفتوں سے خشوع پیدا ہوتا ہے اور یہ معرفتیں نماز سے خصوصیت نہیں رکھتیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے نجات نہ پاویگا مگر درصورت ادا کرنے ان امور کے جو میں نے اس پر فرض کیے اور مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اسکی قرأت میں ایک آیت چھوڑ دی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے پوچھا کہ میں نے کیا پڑھا سب لوگ خاموش رہے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے فلاں سورت پڑھی اور اس میں فلاں آیت نہیں پڑھی ہم کو معلوم نہیں کہ وہ منسوخ ہوگئی اور اٹھا لی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابیؓ تو اسکے لئے ہے پھر اوروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنی نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور صفوں کو پوری کرتے ہیں اور نبی علیہ السلام سامنے ہوتے ہیں ان کو خبر نہیں کہ ان کے رب کی کتاب میں سے ان پر کیا پڑھتا ہے سن لو کہ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ تم اپنے بدن میرے سامنے کرتے ہو اور اپنے الفاظ مجھے دیتے ہو اور دلوں سے مجھ سے غائب ہوتے ہو جس بات کی طرف تم مائل ہو وہ باطل ہے نماز کے اندر اصل خشوع اور دل کا حاضر ہونا ہے صرف حرکات غفلت کے ساتھ آخرت میں مفید کم پڑینگے خدا تعالیٰ ہم کو بھی لطف واحسان سے توفیق عنایت فرماوے۔ (احیاالعلوم 2\219)

دوستی رکھنا:

دوستی ایسے شخص سے رکھو جو دیندار ہو کیونکہ جو دیندار نہیں جب وہ خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید جھوٹ بولنے کی عادت نہ ہو جھوٹ بولنے والے کا کچھ اعتبار نہیں خدا جانے اس کی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکہ میں آجائے اور نرا خوف بدوں ایمان کے مقبول نہیں بدر کی جنگ میں شیطان کافروں کیطرف تھا جب فرشتے اترتے دیکھے تو ڈر کر بھاگا اگر واقع بھی ایسا ہو تو محل اشکال نہیں کہ شیطان خدا سے ڈرا اللہ تعالیٰ کسی قوم کی عطا کی ہوئی نعمت کو نہیں بدلتے جب تک کہ وہ قوم اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے۔ (یعنی نافرمان ہوجائیں)

Marfat.com

ترک جماعت کے عذر:

بارش کیچڑ۔سخت سردی۔ بڑھاپا۔قصد سفر۔خوف مال بھوک کی حالت میں کھانے کی موجودگی مساجد خدا کے گھر عبادت گاہیں ہیں لہٰذا جو بھی اور جتنی بار بھی ان گھروں کی حاضری دے گا اللہ تعالیٰ بحیثیت میزبان کے اسکے لئے اتنی ہی مہمانی وضیافت جنت سے مہیا کریں گے اور طلوع وغروب سورج استواء کے وقت نماز اس لئے نہ پڑھو کہ یہ وقت شیطانی اثر وعبادت کے ہیں عشاء کی نماز کا آخر وقت جواز طلوع فجر تک ہے کیونکہ حضرت قتادہؓ سے مسلم شریف میں حدیث ہے کہ دوسری نماز تک پہلی نماز کا وقت رہتا ہے سوائے نماز فجر کے اس کا دوسری نماز یعنی ظہر تک نہیں اور مومن کی سب سے بڑی خوبی اسکے قلب کا انتظار اور دھیان نماز ومسجد کی طرف ہے۔(انوار باری ۲۸+۲۶/۱۵)

آدمی جب تک اپنی اصلاح خود نہ چاہے کوئی اصلاح نہیں کرسکتا:

آدمی اپنی خواہش سے اصلاح کے لئے آمادہ ہوتا ہے قرآن کریم میں نبی ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا ''اِنَّمَا اَنتَ مُنذِرُ مَن يَّخشٰهَا'' اے پیغمبر قیامت سے آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو دل میں ڈرنے کا ارادہ رکھتا ہو جو اپنے دل میں ڈرنے کا مادہ رکھتا ہے اور جس نے یہ تہیہ کرلیا ہو کہ کچھ بھی ہو مجھے نہیں ڈرنا اسے کوئی نہیں ڈرا سکتا وہ جب قبر میں جائے گا جبھی اسے ڈر لگے گا دنیا میں اسے کوئی نہیں ڈرا سکتا جب تک کوئی خود نہ چاہے بڑے سے بڑا عالم آجائے لیکن وہ خود نہ چاہے کہ مجھے علم پہنچے کبھی بھی علم نہیں پہنچے گا بڑے سے بڑا درویش اور ربانی آجائے اور اس کا جذبہ نہ ہو کہ میں اخلاق درست کروں۔ کبھی بھی اخلاق درست نہیں ہونگے اصل میں آپ کا جذبہ اور آپکا عزم ہے یہ اصل چیز ہے عارف رومیؒ نے کہا ہے کہ:

آب کم جو تشنگی آور بدست

ترجمہ پانی کی تلاش زیادہ نہ کرو اپنے اندر پیاس پیدا کرو پیاس ہوگی تو پانی خود آجائے گا اوپر دل سے طلب کرنے پر کچھ بھی نہیں ملا کرتا دل کے جذبے سے جب طلب ہوتی ہے جبھی ملتا ہے۔(حکیم الاسلام)

Marfat.com

اللہ فرماتے ہیں:

"لئن شکرتم لازید نکم" اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہونا مبارک ہے اس قسم کا دینی اجتماع اور للہ فی اللہ ہمنشینی اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ بس اپنے کام میں سرگرم رہو اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ آیت کا ترجمہ۔ اللہ فرماتے ہیں اگر تم نعمت کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لئے نعمت میں ضرور اضافہ کردوں گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی آزمائشی ڈھیل سے لرزاں اور کید شیطانی سے ترساں بھی رہنا نیز نفسانی دسترس اور شرک خفی کے دقائق سے بھی خبردار رہنا۔ اور اہل اللہ کی صحبت لازمی رکھنا سنن نبویہ علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور درگاہ الٰہی میں دوام التجا۔ تضرع وزاری کو لازم کرلو۔ اور اپنی ہمت کو کلیۃً مطلوب حقیقی کی طرف مصروف رکھیں اور جو بات حق تعالیٰ کی مرضی کے منافی ہو اس سے بالکل اعراض کرنا۔ اور سالک کا اپنے باطن پر اکتفا کر کے ظاہر کی طرف سے غفلت برتنا انتہائی خطرناک ہے اسلئے کہ اہل اللہ کا قول ہے کہ کوئی سعادت مند اگر اللہ کی طرف تمام عمر متوجہ رہا پھر ایک لحظہ کیلئے غافل ہوگیا تو اس نے جو کچھ پایا تھا اس سے زیادہ فوت ہوگیا لیکن اس میں بھی مقتضیات بدنی اور اختلاط خلق کے بغیر بھی چونکہ چارہ نہیں تو اس غفلت ظاہری کا ہونا ضروری ہوا اگر نیت صالحہ کے ساتھ ملالیا جائے تو یہ غفلت ظاہری غفلت نہ رہے گی ذکر کے ساتھ ملحق ہوجائے گی مثلاً نیند جو کہ سراسر غفلت ہے اگر اس نیت سے ہو کہ سونے کے بعد عبادت کرنے میں سستی نمودار نہیں ہوگی تو یہی نیند ذکر بن جائے گی علماء کی نیند عبادت ہے اور لوگوں کے ساتھ اس نیت سے ملنا جلنا کہ ان کے حقوق ادا کردیئے جائیں یہ بھی عبادت ہے کیونکہ ذکر زبان ہی پر منحصر نہیں ہے جس عمل سے بھی رضائے مولیٰ مطلوب ہوگی وہ ذکر ہو جائے گا اور وہ بزرگ جو حقیقت اخلاص کو پہنچ گئے ہیں اور تصنع وتکلف سے چھٹکارا پاچکے ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے لئے کرتے ہیں اور جو کچھ ان سے ظہور میں آتا ہے وہ اللہ کے لئے ہی ہوتا ہے وہ نیت کریں یا نہ کریں نیت امر محل میں ہوا کرتی ہے "آمر متعین" میں تصحیح نیت کی احتیاج نہیں ہے چونکہ انکا نفس فدائے مولیٰ ہوچکا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس لئے وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کی طرف ہی عائد ہوتا ہے جیسا کہ اس مقام کے حاصل ہونے سے پہلے وہ جو کچھ کرتے تھے برائے نفس کیا کرتے تھے اور اس وقت بھی کسی نیت کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ اس قسم کے عارفوں کی شان میں جو گستاخی اور ایذا دہی ہوتی ہے وہ (براہ راست) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہو جاتی ہے۔ (مکتوب ۱۶۰ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ)

عبدیت اور بندگی:

عبدیت اور بندگی کی شان کے معنی یہ ہیں کہ بڑے سے بڑا بزرگ لوگوں میں ملا جلا رہے کوئی امتیازی مقام پیدا کرنا یہ ایک قسم کا دعویٰ اور صورۃً تکبر ہے کہ میں سب سے بڑا ہوں گویا میں بڑا صاحب کرامت ہوں اور ولایت کا مقام یہ ہے کہ تکبر مٹ کر خاکساری ہو۔ رابعہ بصریہؒ ایک دفعہ حسن بصریؒ کے مکان پر کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آئیں تو معلوم ہوا کہ وہ دریا کے کنارے پر گئے ہیں تو یہ بھی وہیں پہنچ گئیں وہاں جا کر دیکھا کہ حسن بصریؒ نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھا رکھا ہے اور اس پر نماز پڑھ رہے ہیں نہ مصلیٰ ڈوبتا ہے نہ تر ہوتا ہے یعنی کرامت ظاہر ہوئی حضرت رابعہ کو یہ چیز ناگوار گزری تو رابعہ بصریہؒ نے ان کی اصلاح کرنی چاہی زبان سے کچھ نہیں کہا عمل سے اصلاح کی وہ اس طرح کہ اپنے مصلے کو ہوا کے اوپر اڑا کر اس کے اوپر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ حسن بصریؒ سمجھ گئے کہ میری ہدایت کرنی مقصود ہے فوراً اپنا مصلیٰ لپیٹا اور دریا کے کنارے پر آ گئے رابعہ بصریہؒ نے بھی ہوا سے مصلیٰ لپیٹا اور نیچے آئیں اور آ کر دو جملے ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ: اے حسن بصریؒ اگر تم پانی پر تیر گئے تو کوڑا کباڑ اور کچرا بھی پانی کے اوپر تیرتا ہے یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے اور اگر رابعہ ہوا میں اڑی تو مکھیاں بھی تو ہوا میں اڑتی ہیں یہ بھی کوئی کمال کی بات نہیں ہے اپنے نفس کو قابو میں کرو اس پر کنٹرول حاصل کرو کہ صحیح معنی میں انسان بننا کمال ہے مکھی بننا کمال نہیں ہے آدمی بننا کمال ہے کوڑا کچرا بننا کمال نہیں ہے انسانیت کا کمال یہ ہے کہ گھر میں بیٹھا ہوا ہو اور عرش پر باتیں کر رہا ہو بہر حال رابعہ بصریہؒ نے کتنی قیمتی بات کہی کہ حسن بصریؒ نادم اور شرمندہ ہوئے اور توبہ کی کہ میں آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

Marfat.com

خلوت وجلوت:

اگر صورۃً خلوت ہو مگر قلب تعلقات میں گرفتار ہو تو اس خلوت کا کچھ فائدہ نہیں اور اگر مال وزر اور کھیتی وتجارت میں بھی دل خدا تعالیٰ کے ساتھ لگا ہوا ہو تو تم جلوت میں خلوت نشین ہو (تھانویؒ) رأس العلم معرفتہ اللہ: یعنی سب سے بڑا علم اللہ کی پہچان ہے آپ دنیا کی ہر چیز کو پہچان لو تو آپ کو عارف نہیں کہا جائے گا اور اگر اللہ کی ذات کو صفات کو پہچان لو تو آپ کو عارف کامل اور عالم کہا جائے گا ہمارے بزرگ صاحب سلسلہ عارف کامل تھے عارف باللہ تھے۔ بس اپنے کام میں مصروف رہیں ترقی اور تنزل کا خطرہ نہ لائیں جو کچھ حصہ ہے وہ ملے گا اور جو مقدر نہیں وہ ہرگز نہیں مل سکتا ترقی جلدی نہیں ہوتی اور یہ نفسانی خواہش ہی ہے جو انسان کو بدترین ذلت ورسوائی اور بلا ومصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ معاش کے ضروری مسئلہ کے بعد پھر اپنے اوراد میں لگا رہے کوئی پاس آ کر بیٹھے پھر بھی غفلت سے نہ رہے۔ بلکہ بیداری سے رہے لوگوں سے ملنے کے زہر کا تریاق تیرے پاس ہونا چاہیے۔

ظاہر باطن کے ساتھ پیوستہ ہے:

جو شخص طریقت میں شریعت کا تابع نہیں ہوگا اس کو طریقت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا اس لئے کہ ظاہر بے باطن نفاق ہے اور باطن بے ظاہر زندقہ بظاہر شریعت بے باطن نقص ہے اور باطن بے ظاہر ہوس ہے۔ ظاہر ہمیشہ باطن کے ساتھ پیوستہ ہے کہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ (مکتوب مجددؒ) حمد ہے اُس ذات بابرکات جل شانہ کی جس نے مجھ کو عین بلا میں عافیت عطا فرمائی اور ظلم و جفاء میں عزت بخشی مشقت و تکلیف میں مجھ پر احسان کیا اور راحت مصیبت میں شکر کی توفیق دی اور انبیاء علیہم الصلوۃ کی پیروی کرنے والوں اور اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے والوں اور علماء وصلحاء سے محبت رکھنے والوں میں داخل فرمایا اس سبحانہ وتعالےٰ مالکِ حقیقی کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوا انبیاء کرام پر اولاً اور ان کے متبعین پر ثانیاً (مکتوب مجددؒ) اور پھر دوسری جگہ مریدین کو فرمایا۔ جب یہ فقیر اس قلعہ میں پہونچا تو اوّل حال ہی میں محسوس ہوتا تھا کہ ملامت خلق کے انوار شہروں اور دیہاتوں سے نورانی بادلوں کی طرح پے در پے پہونچ رہے ہیں اور

Marfat.com

میرے معاملہ کو پستی سے بلندی کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ برسوں تربیت جمال سے میری منزلیں طے کرائی گئیں اب تربیت جلال سے قطع مسافت کرائی جا رہی ہے لہذا آپ مقام صبر بلکہ مقام رضاء میں رہیں اور جمال و جلال کو مساوی جانیں۔

عمل صالح کی تکمیل ہی تصوف ہے:

جس طرح شریعت اسلام میں صرف صوم وصلوۃ کے احکام واعمال کا نام ہی شریعت نہیں اسی طرح نرے گیان ودھیان یا اذکار واشغال ریاضات ومراقبات کا نام تصوف نہیں ہے وہ نام ہے انفرادی واجتماعی زندگی کے سارے شعبوں سے تعلق اعمال واحکام کا البتہ جس طرح شریعت کے ایک شعبہ فقہ کو خاص تعلق ظاہر وقالب کے اعمال واحکام سے ہے اسی طرح شریعت ہی کے ایک دوسرے شعبہ تصوف کو باطن یا قلب کے اعمال واحکام یا اخلاق باطنہ سے خاص تعلق ہے لیکن اعمال باطن کی اصلاح وتکمیل کیلئے اعمال ظاہر کی اصلاح وتکمیل نہ صرف ضروری بلکہ مقدم ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ جس آدمی کا قول اس کے فعل کے موافق ہوا وہ نجات پا گیا اور جس کا قول فعل کے موافق نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ (امام مالکؒ) اور دلوں کو متقی بنانا دین کا کام ہے انسان کا نہیں اس عالم کی زندگی اور اس کی روح اللہ اللہ ہے جب کہ روح نکل جائے گی عالم مردہ ہو جائے گا یعنی قیامت آجائے گی اور نہ صرف پورے عالم کی بلکہ ایک ایک جز کی روح بھی یہی ہے۔

شرح صدر کیونکر ہوتا ہے:

اعمال خیر اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سے سالک کے قلب میں ایک نور داخل ہوتا ہے جس سے سینہ کھل جاتا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حیات جاوید کے گھر کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے اور اس فریب کدہ عالم سے دل برداشتگی اور موت سے پہلے موت کی تیاری کا شوق ہو جاتا ہے۔ (سیرۃ النبی ۳/۵۰۶)

ایک اللہ والی کا عشق:

بندہ جب طاعت میں سعی کرتا ہے تو محبوب حقیقی قلب پر متجلی ہوتا ہے لیکن اُس وقت چاہیے کہ تو اس سے کچھ نہ مانگے اے ذوالنونؒ بیس برس سے میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اپنے اللہ سے ایک شے طلب کروں

Marfat.com

مگر اس سے شرم آتی ہے بُرے مزدور کی طرح ہو جاؤں گی کہ وہ جب کام کرتا ہے فوراً ہی اجرت مانگ لیتا ہے اس لئے میں تو اس کی تعظیم اور جلال و ہیبت کی وجہ سے کام کرتی ہوں۔ (قصص الاولیاء ۱/۱۳۴)

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عبدیت مقصد ہے:

عبدیت جو انسان کی تخلیق کا خاص مقصد ہے اس میں محبت کے یہ بالکل منافی ہے کہ محبوب سے کسی حال میں بھی شکایت پیدا ہو عبد اور غلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ رب یا مالک کو حق ہے جس طرح اور جس حال میں چاہے بندہ کو یا غلام کو رکھے اور وہ راضی رہے لہذا اپنی تجوید سے امتیازی شان بنانا عبدیت کے بالکل خلاف ہے مثلاً جب حق تعالیٰ کھانے پینے کو اچھا دیں اس وقت خستہ حالت میں رہنا ناشکری نعمت کی نا قدری اور خلاف اطاعت ہے کیونکہ جیسے شریعت نے یہ حکم دیا کہ اپنے نوکروں کو تنخواہ دو کھانا کپڑا دو۔ ویسے ہی یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنی جان کو بھی راحت دو۔

دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو	زندہ کنی عطائے تو در بکشی فدائے تو

اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کا راستہ اس راستہ کے سوا کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے شریعت میں مقرر فرما دیا ہے اور جب فہم درست ہو تو حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات بازاری لوگوں کے اقوال کی طرف توجہ کرنے سے طبعاً قلب میں اطمینان نہیں پاتا اور اہل اللہ کسی گنہگار کو حقیر و ذلیل نہیں کرتے اللہ کو جو مبغوض ہے اس سے بغض رکھتے ہیں اور اللہ کے راستے میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور حسنِ سلوک خوش خلق ہونا تلخیوں کو شیریں بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ بالطبع امراء و سلاطین سے نفرت اور صرف حسن خلق کی وجہ سے مل لیتے ہیں ورنہ ان کی صحبتوں سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے	وہی آب گل ایران وہی تبریز ہے ساقی
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے	مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے

(ڈاکٹر اقبال)

Marfat.com

اور یہ عشق دیکھنے میں ایک بیماری ہے جو دل کی شکستگی سے پیدا ہوتی ہے اور یہ بیماری سب بیماریوں کی دوا ہے اور ہر قسم کی نفسیاتی و اخلاقی امراض کیلئے شفاء ہے بس ہمارے اور خالق کے درمیان بڑا حجاب ہی معدہ اور شکم پرستی ہے اس حجاب سے نکلو کہ تم کو اس بارگاہ عالی سے سالم پہونچے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل و جان قبول کرنے اور زبان سے اس کے اعتراف کا نام شرع میں ایمان ہے اور اس کے مطابق کام کرنے کا نام عمل صالح ہے یہی ایمان اور عمل صالح دین اور دنیا کی ہر قسم کی برکتوں کے خزانے کی کنجی ہے اور اس طاقت سے آسمان اور زمین سے برکت کا مینہ برستا اور فتوحات کا چشمہ ابلتا ہے اور یہ اہل اللہ عارفین حضرات کی صحبت سے نصیب ہوتا ہے۔ (سیرۃ نبوی ۵/۵۷۲)

کمال ایمان:

کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت شریعت کی تابع ہو جائے تقاضائے طبیعت بھی وہی ہو جائے جو شریعت کا حکم ہے مقدر سے جو پیش آوے اُسی کو خیر جانیں اور اُسی پر رضا مند رہیں اگر چہ وہ بظاہر ناگوار طبع ہو اور سالک کیلئے لزوم خلوت و قلت اختلاط مع العوام بنا پر غلبہ حسن ظن عوام کی حالت پر رکھے اور جہالت و ضلالت سے دور رہے حضرت معاذؓ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں جنت کا دروازہ بتاؤں گذارش کی ارشاد ہو فرمایا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لیا کرو۔ (سیرۃ صحابہ ۵/۱۴۲) اور بے شک اللہ تقویٰ والوں کو پسند کرتا ہے اور وفاء عہد پر قائم رہنا تقویٰ کی ایک شاخ ہے۔ (مظہری ۵/۱۹۰)

انبیاء علیہ السلام کی تعلیم:

انبیاء کی تعلیم یہ سکھاتی ہے کہ اُن کے خالق جس نے اُن کو ذرہ ذرہ کا سامان راحت فراہم کیا ہے اور جو ان کے قلب و روح کا سامان راحت بھی بہم پہنچاتا ہے ان کو اسلئے بھیجا ہے کہ انسانوں کے قلب روح کو اس سامان کا برتنا سکھائیں اور انکے رب کا پیغام ان کو سنائیں کہ وہ چاہتا ہے کہ اسکے بندے اپنے احساس، اپنے ارادہ اور اپنے اختیار کو اس طرح اس عالم میں صرف کریں کہ وہ پریشانی و بے اطمینانی کی تاریکی سے نکل کر سکون و اطمینان اور امن و سعادت کی روشنی میں داخل ہوں۔ (سیرۃ النبی ۴/۱۵۵)

Marfat.com

دونوں جہاں کی سعادت:

ہر وہ آدمی جو نصیحت حاصل کرنے کا خواہش مند ہو اور نجات وسعادت کا متمنی ہو اُس کا فرض ہے کہ وہ آپؐ کا تحفہ مبارک (وحی) کتاب اللہ سیرت اور شان رسالت کا گہرا مطالعہ کرے بس یہی چیز اُسے جہالت سے نکال کر آپؐ کے اتباع اور اہل اللہ کی جماعت میں داخل کر دے گی جس سے اس سفر کو طے کرنا آسان ہو جائیگا۔

قبول است گرچہ ہنر نیست — کہ جز ماپناہے دگر نیست
نہ دوری دلیل صبور بود — کہ بسیار دُوری ضرور بود

(مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ)

میرے اللہ کی عجب شان نرالی ہے — کہ بن مانگے موتی ملے مانگے ملے نہ بھیک
دیوانہ کو ویرانہ سے کیوں لطف نہ آئے — آخر تو ہو ہر اک شخص کا انجام یہی ہے
سب دھندے ہیں دُنیا کے جو مٹ جائیں گے اک دن — خلوت میں خدا ڈھونڈے بس کام یہی ہے

(گنگوہیؒ)

مصائب میں اُلجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے — او مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

(سید حسین احمد مدنیؒ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اپنی ذات کا اور اپنی ذات کے منافع کا مالک ہے

انسان کے اخلاق وصفات تابع ذات ہیں وہ بھی اس کے اختیاری ہیں اس اعتبار سے تو اختیاری نہیں کہ وہ اپنے اندر جس خلق یا جس ملکہ کو چاہے پیدا کر سکے یہ تو صرف خداوند عالم کے اختیار میں ہے۔ جس طرح ذات انسانی کی خلقت اس کے اختیار میں نہیں ہے اسی طرح صفات واخلاق کی خلقت بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے ہاں جس طرح ذات کے اندر اس کو یہ تصرفات دیئے گئے کہ وہ حسن جمیل بنا کر خلقی قبح اور کراہت منظر کی ایک حد تک تلافی کر سکتا ہے۔ اسی طرح نفسیاتی رذائل کو مستور ومغلوب کرنے اور روحانی اخلاق کو تقویت وامتیاز دینے کا اختیار بے شک اس کو دیا گیا ہے کہ یہی مراد ہماری صفات واخلاق کے اختیاری ہونے سے ہے اور انسان کیلئے حریت بمعنی جُرات اخلاق کے معنی شرع میں یہ ہیں۔ کہ آدمی حق طلب کرنے مسائل کے دریافت کرنے امرِ حق کے اظہار میں حیاء نہ کرے کسی کا رعب یا خوف مانع نہ آوے خداوند عالم حق سے حیاء نہیں کرتے۔ (پارہ ۲۳ رکوع ۷) اور جناب رسول ﷺ نے ایک عورت انصار کی اسی بناء پر تعریف فرمائی کہ انہوں نے مسائل متعلقہ نسواں کو خود آ کر دریافت کر لیا اور نمائشی حجاب وحیاء کو اپنے اور اپنے ابناء جنس کے جہل کا پردہ نہ بنایا۔ (ترجمہ قرآن) بھلی بات کا امر کر برائیوں سے منع کر اور جو کچھ تجھ کو مصیبت پہنچے اس پر صبر کر یہی بات پختہ امور میں سے ہے۔ (لقمان رکوع ۲) اور جو شخص خاص اللہ کے واسطے خدمت اور عبادت کرتا ہے اللہ میاں اُسے حکمت کی نادر نادر باتیں سکھا دیتے ہیں اور عصمت کے اسباب سے اس کی تائید فرماتے ہیں۔

مال ہاتھ کا میل اور دنیا کی ہر دولت آنی جانی چیز ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر ساری دنیا کی دولت کی قدر خُدا کے یہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس دنیا کی پانی جیسی بے قیمت چیز سے بھی کافرو بے دین کو ایک گھونٹ پینے کیلئے نہ دیتا۔ حق تعالیٰ کی مشیت نے فیصلہ کیا کہ دنیائے فانی کی ہر دولت کا زیادہ سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں۔ (یعنی کافرو بے دین) کیونکہ ان کو دولت وراحت کا تمام حصہ

Marfat.com

پہلے دیدیا گیا۔اور مسلمانوں کو ثانوی درجہ میں دنیا کی دولت وراحت سے فائدہ اٹھانے کا حق کچھ شرائط پر موقوف کر دیا گیا۔اس کے بعد دوسری دنیائے ابدی کی ہر دولت وراحت سے مستفید ہونے کا حق پوری طرح مسلمانوں کو ہوگا۔اور دوسرے اس سے یکسر محروم ہوں گے۔یہاں مسلمانوں کی اسلامی زندگی یہ ہے کہ وہ اگر دولت کمائے تو جتنی چاہے کمائے مگر اس کی نیت صحیح ہو۔اور اسی کے مطابق عمل یہ ہو کہ اپنی ضروریات کے بعد دینی ضروریات ومصالح پر صرف کرے۔پھر مسلمانوں کی عام اور خاص ضروریات و مصالح پر نظر کرے۔پھر ملکی وملی ضروریات ومصالح اور رفاہ عام نیز ہر انسان بلکہ ہر جاندار کی راحت رسانی و ضروریات پر صرف کرے۔اگر وہ ایسا نہ کر سکتا ہو تو اس کا دولت کمانا اور مال سمیٹنا اور جمع کرنا نظر شارع ہیں یعنی حضور ﷺ کو کسی طرح پسندیدہ نہیں ہے۔اکثر لوگ صحیح علم سے بے بہرہ ہیں لیکن اس زندگی کے بعد شروع ہونے والی آخرت کی زندگی سے بے خبر ہیں اور دنیاوی زندگی کی کچھ سطحی باتوں اور طریقوں سے واقفیت رکھتے ہیں جس سے کمانے کھانے اور ظاہری وعارضی ٹیپ ٹاپ کے ڈھنگ اچھے بنالئے ہیں۔بس یہی ان کی تباہی ہے۔بس بھائی اپنے صبر واستقلال سے جناب محمد ﷺ کی روح مبارک کو مسرور کرو۔جس شخص کی تمنا دار بقاء ہے اس کے لئے یہ آج کی مصیبت راہ ہدیٰ ہے۔اور اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ کے نقش قدم پر چلو۔جنت میں تم تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک سختیوں میں صبر نہ کرو۔اللہ نے جنت کی کنجی سختی جھیلنے والوں کیلئے مرحمت فرمائی ہے۔اور اسلام میں فرق مراتب خشیۃ الٰہی،تقویٰ،مخالفت ہوائے نفس وغیرہ کے اعتبار سے ہے۔ہمارے آقائے دو جہان حضور سرور کون ومکاں ﷺ فرماتے ہیں مَنْ اَعْطٰی اَرْبَعاً اَعْطٰی اَرْبَعاً۔ یعنی جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور مل گئیں۔اس حدیث شریف کی تفسیر کلام پاک میں اس طرح ہے۔کہ جس شخص کو ذکر اللہ اور یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا (یعنی جس شخص نے اللہ پاک کو یاد کیا اسے ذکر اللہ کی توفیق عنایت کی گئی) اسے اللہ عزوجل یاد کرتے ہیں۔چنانچہ قرآن شریف میں ہے ’’فاذکرونی اذکرکم‘‘ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

(۲) دوسرے جسے دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہوا فرماتے

Marfat.com

ہیں ''ادعونی استجب لکم'' مانگو میں قبول کروں گا۔

(۳) تیسرا جسے شکر کی توفیق دی گئی اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَ نَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرو گے میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبذول کروں گا۔

(۴) چوتھے جسے طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں'' اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا '' اپنے رب سے بخششیں چاہو۔ وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔

ظاہر و باطن کی حقیقتوں میں فرق:

اس مادی دنیا میں زندگی بسر کرنے کیلئے صرف ثابت شدہ حقیقتوں ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کچھ باطنی افعال اور عقیدے کی بھی ضرورت ہے ہم صرف انہی باتوں پر قناعت نہیں کر سکتے جنہیں ثابت کر سکتے ہیں اور اس لئے مان لیتے ہیں ہمیں کچھ باتیں ایسی بھی چاہئیں جنہیں ثابت نہیں کر سکتے لیکن مان لینا پڑتا ہے اور یہ وہ حقیقتیں ہیں جو ہمارے اکابر چھوڑ گئے اُسی پرانی دنیا کا مذہب جسکا یقین ہمارے دل و دماغ پر چھایا رہتا تھا اب ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کیلئے باقی نہیں رہا۔ اب مذہب بھی ہمارے سامنے آتا ہے تو عقلیت اور منطق کی ایک سادہ اور بے رنگ چادر اوڑھ کر آتا ہے اور ہمارے دلوں سے زیادہ ہمارے دماغوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہے تاہم اب بھی تسکین اور یقین کا سہارا مل سکتا ہے تو اسی پُرانی طرز اور تربیت سے ہی مل سکتا ہے۔ مذہب ہمیں عقیدہ دے دیتا ہے اگرچہ ثبوت نہیں دیتا اور یہاں زندگی بسر کرنے کیلئے صرف ثابت شدہ حقیقتوں ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عقیدے کی بھی ضرورت ہے اور عقیدے کی مضبوطی اور قابل اعتماد یقین پیدا کرنے کیلئے اعمالِ خیر ذکر اذکار نماز تلاوت اور اشغال اہل اللہ عارفین حضرات کی صحبت میں رہ کر سیکھنے اور کرنے سے جو اثرات پیدا ہوتے ہیں وہ تنہا ساری عمر بھی کرنے سے پیدا نہیں ہوتے۔ بھائی تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کیلئے علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد مستقل خانقاہوں میں حاضری کی ضرورت ہے کہ مجاہدات و ریاضات میں پڑنا اصلاح حال کیلئے ضروری ہے بھائی راہِ مقصد کی

Marfat.com

خاک بڑی ہی غیور واقع ہوئی ہے اس کیلئے کسی صاحب دل کے سامنے گھٹنے ٹیکنا ضروری ہے اور اپنی انا جب تک ختم نہیں ہوتی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

تاثیر واعظ کا تعلق الفاظ سے نہیں جذبات قلب سے ہے:

جذبات قلب کی اصلاح کیلئے کسی اللہ والے صاحب دل کی صحبت ضروری ہے (پیش مردِ کاملِ پامال شو) حضور ﷺ کی بعثت کے دو مقصد جو حدیث شریف میں آئے ہیں کہ میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ دنیا میں تعلیم دے کر دنیا میں علم پھیلاؤں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تکریم کر کے سب کو با اخلاق بناؤں تو یعنی نبوت کے دو رکن ہیں۔ایک علم اور دوسرا اخلاق ان دو کو پھیلانے کے لئے آپؐ دنیا میں تشریف لائے اور یہی بعثت کی غرض وغایت ہے تو آپکو ہزاروں معجزے علمی ملے لیکن سب سے بڑا معجزہ آپکا قرآن کریم ہے جو علمی معجزہ ہے یہ قائدہ کی بات ہے کہ جب دنیا سے کوئی عامل رخصت ہوتا ہے تو اسکا عمل بھی ساتھ ہی رخصت ہو جاتا ہے عمل باقی نہیں رہتا لیکن اگر عالم دنیا سے رخصت ہو جائے تو علم رخصت نہیں ہوتا وہ باقی رہتا ہے استاد صاحبان جن کو پڑھاتے ہیں یہ آگے دوسروں کو پڑھائیں گے اس طرح ایک سلسلہ جاری رہیگا اور یہ پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنا اور دوسروں کو دعوت دینے کی دلیل جو نبوت کی دلیل ہے موجود ہے لہٰذا قرآن کریم کی موجودگی نبوت محمدی ﷺ کی موجودگی کی دلیل ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبوت موجود ہے عمل کرو اسلئے کہ دلیل اسکی موجود ہے قرآن کریم معجزہ نما بھی ہے قرآن کریم خود تو معجزہ ہے ہی معجزے بناتا بھی ہے اسلئے کہ قرآن کی تعلیمات پر چل کر ہی تو خواجہ معین الدین اجمیریؒ ''خواجہ اجمیری'' بنے۔اور اکابر اولیاء اللہ اسی پر چل کر اولیاء اللہ بنے تو قرآن معجزہ نما بھی ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا ہی رہیگا اس طرح ہر استاد یہ چاہتا ہے کہ میرا شاگرد میرے جیسا بن جائے۔

مال شیریں ہے:

حضرت حکیم بن حزامؓ کو حنین کے مالِ غنیمت سے عطا کرنے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا حکیم یہ مال شریں ہے جو شخص سخاوتِ نفس کے ساتھ اسکو لے گا اس کو مال میں برکت حاصل ہوگی اور جو دل کی

Marfat.com

حرص سے لے گا اس کو برکت حاصل نہ ہوگی جیسے کوئی کمائے اور (کتنا ہی کھائے) پیٹ نہ بھرے اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (مظہری 5/226) اور حسب ضرورت انفرادی طور پر یا اجتماعی لحاظ سے ہر ایک کی استعداد کے پیش نظر حقوق و فرائض کی تعین کرنا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ایسے لوگ جو ایسے اہم فریضہ کو انجام دے سکیں لاکھوں میں کوئی شاید ایک آدھا مل سکے اور یہ بالکل ممکن بلکہ واقعہ ہے کہ ایک ہی قسم کا کام مختلف لوگ مختلف اغراض و نیت سے کرتے ہیں۔ کسی قوم کی اصلاح ہی کا کام ہے کہ اسکو مختلف لوگ مختلف اغراض و نیت سے کرتے ہیں خود غرض کے غیر مخلصانہ اغراض سے قطع نظر کر کے صرف اور صرف مخلصانہ اغراض کو لو۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ قوم کی مالی حالت کی درستی سے قوم بن سکتی ہے کوئی اصلاح کی جڑ تعلیم کو قرار دیتا ہے کوئی رسم و رواج و معاشرت پر زور دیتا ہے کوئی ظاہری تمدن پر مدار رکھتا ہے کوئی جسمانی قوت پر بھروسہ رکھتا ہے کوئی سیاسی کامیابی کو قومی اصلاح کا مرکز ٹھہراتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے نزدیک یہ سب ثانوی درجہ کی باتیں ہیں۔ وہ اپنی بنیاد صرف قلب کی اصلاح پر رکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہی اصلی چیز ہے۔ اور اسی کے درست ہونے سے اور اسی کے بدلنے سے سب کچھ بدل سکتا ہے انکی غرض خدا کی اطاعت۔ خدا کی محبت اور خدا کی معرفت کا حاصل ہونا ہوتا ہے اور تمام دوسری ترقیوں اور اصلاحوں کو وہ یکسر اسی ایک اصل کی فروع اور اسی ایک جڑ کی شاخیں جانتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ انکی دعوت کی کامیابی سے قوموں کو سلطنت بھی ملتی ہے دولت بھی ہاتھ آتی ہے علم بھی حاصل ہوتا ہے اور قوت بھی پیدا ہوتی ہے اور دنیاوی عظمت و جلال کا ہر منظر خادمانہ ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھتا ہے مگر یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ سیاسی مصلحین کی طرح سلطنت یا کوئی دوسری ایسی ہی قوت و طاقت ان کا مطمع نظر نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ ان کے سامنے ہوتا ہے وہ صرف خدا کی اطاعت خدا کی محبت خدا کی خوشنودی ہوتی ہے اور باقی تمام چیزیں انکی نگاہ میں فروعی ثانوی اور ضمنی ہوتی ہیں۔ (4/40 سیرۃ نبوی)

دنیا کے حوادث و واقعات:

ملک میں جو عام آفت آئے مثلاً قحط، زلزلہ وغیرہ اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو مثلاً مرض وغیرہ وہ

Marfat.com

سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے۔اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اس کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہے گا۔لہٰذا اگر کوئی فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے۔ یا حاصل شدہ نعمت چھن جائے تو تم اس پر غمگین و مضطرب نہ ہو جاؤ اور جو قسمت سے ہاتھ آ جائے تو اس پر اکڑو اتراؤ نہیں بلکہ مصیبت و ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو۔اور ممانعت اس غم و فرح کی ہے جو حدود شرع و اعتدال سے باہر ہوں۔مثلاً غم شور واویلا کے ساتھ ہو فرح پر بھی شور و شغب یا رقص وغیرہ ہو۔لہذا اسلامی شریعت میں مردوں کے لئے تو سوگ کرنے کا جواز کسی حال میں نہیں۔اور تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا مستحب ہے اور آدمی کو اپنے عیوب اور برائیاں چھپانی چاہیں خواہ وہ اسکی فطرت ہی کا مقتضی ہوں۔اور نصیحت کے موقع پر سخت لہجہ اور الفاظ بھی استعمال ہو سکتے ہیں تا کہ سامعین بُرے اطوار و عادات ترک کرنے پر آمادہ ہوں۔اور ننگ انسانیت اوصاف کو ترک کریں۔اور بھائی اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے یعنی اس شخص کو بخش دینے والا ہے جو قصداً اللہ کے خوف کی وجہ سے کسی خلاف حکم کام کو نہ کرے۔

بدعت سے احتراز:

جب تک آدمی بدعت حسنہ سے بھی بدعت سیئہ کی طرح احتراز نہ کرے اس دولت (اتباع سنت) کی بو بھی اسکے مشام جان تک نہیں پہنچ سکتی اور یہ بات آج بہت ہی دشوار ہے کیونکہ پورا عالم دریائے بدعت میں غرق ہو چکا ہے اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام پکڑے ہوئے ہے کس کی مجال ہے کہ کسی بدعت کے اٹھانے میں دم مارے اور سنت کو زندہ کرنے میں لب کشائی کرے۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اعتراض کا جواب:

جو لوگ صحابہؓ پر اعتراض کرتے ہیں اور نعوذ باللہ ان حضرات پر اخلاقی پستی کا فتویٰ اصادر کرتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ الفاظ جن پر موجودہ دور کے جاہل بنیاد کھڑی کرتے ہیں کس نے کہے تھے۔اور کس کو کہے تھے اور ان دونوں حضرات کے درمیان خوردی و بزرگی کا رشتہ کیا تھا؟ اور عجب تر یہ کہ قاضی ابوبکر بن العربیؒ کی جس کتاب کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں اسی کتاب میں خود موصوف مصنف نے جو

Marfat.com

جواب دیا ہے اسے بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور اپنے ناقص عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں (آپ اس تفصیل کے لئے مسائل اور ان کا حل جلد پہلی صفحہ ۱۳۰ ضرور دیکھیں) بس بھائی حق تعالیٰ شانہ سخن فہمی اور مرتبہ شناسی کی دولت سے کسی مسلمان کو محروم نہ فرمائے۔ کالجوں کی عربی پڑھا ہوا عربی کا لفظی ترجمہ کر کے مطلب کو گھسیٹ کر بگاڑ دے گا کہ محاورہ کے مطابق اگر ترجمہ ہوتا تو شکوک وشبہات سے عام مسلمانوں کو بچایا جا سکتا تھا۔ اپنی جہالت کے اظہار کو کچھ عرصہ اور دبائے رکھتا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی (مسائل ان کا حل 130/1) اس کے بعد بھی ان حضرات پر لب کشائی کرنا نقص علم کے علاوہ نقص ایمان کی بھی دلیل ہے۔ (مسائل اور حل 129/1)

اشراق و چاشت کی تحقیق:

محدثین وفقہاء حضرات کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک دن میں دو جداگانہ نمازیں نہیں ہیں۔ مثلاً اگر اول وقت ادا کی جائے۔ تو اشراق ہے اور وہی آخر وقت میں چاشت ہے۔ (انوار باری 132/11)

اجتہادی عمل پر اعتراض مناسب نہیں:

بعض احادیث کہ مراتب امر و نہی کی تعین اجتہادی ہے اسی لئے مجتہدین کا اس میں اختلاف پیش آیا ہے ایک وجوب و تحریم پر معمول کرتا ہے اور دوسرا استحباب و کراہت پر سب ہی کو عامل حدیث سمجھا جاتا ہے اور کسی پر دوسرا معترض نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کسی حدیث کے تمام ہی مراتب کو ترک کر دے۔ تو اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ اور اسی کو ترک حدیث کا ملزم قرار دیا جاتا ہے۔ (134/11) انوار ابای)

اسلامی معاشرت پر جدید تعلیم کے اثرات:

جب سے جدید طرزِ حکومت کے حکمرانوں نے اسلام کی نشر و اشاعت میں دل چسپی لینا بند کر دی اور اسلامی تعلیم و تربیت میں مجرمانہ تغافل برتا تو علماء اسلام نے ارباب حکومت اور اصحاب اختیار کی اس کوتاہی کی تلافی یوں کی کہ دینی تعلیم و تربیت کے ادارے قائم کئے (یعنی دینی مدارس قائم ہوئے) اور اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کے لئے خانقاہیں قائم ہوئیں اور حکومتوں نے انگریزی طرز تعلیم کو عام کرنے کے لئے

Marfat.com

اپنی ساری صلاحیتوں کو وقف کر دیا اور برطانوی ہند میں انگریزی تعلیم لارڈ میکالے کے نظریہ تعلیم کے مطابق رواج دیا۔ جس سے مسلمان عوام ملازمت اور دیگر مناصب و مراعات کے لالچ میں کالج اور یونیورسٹیوں کی طرف دیوانہ وار لپکے اور دینی تعلیم اور دینی اقدار سے بے اعتنائی و بیگانگی برتنے لگے جب سے اب تک وہی انگریزی تعلیم جاری ہے جسکے دو مقصد تھے ایک دفتروں کے لیے کلرک اور بابو پیدا کرنا دوسرے مسلمان کو اسکے دین اور اسکے شعائر و اقدار سے بیگانہ کر دینا بدقسمتی سے دورِ غلامی کا یہ مخصوص نظام تعلیم اپنے مخصوص مقاصد سمیت تا حال قائم ہے۔ اسی لئے دینی مدارس اور اصلاح باطن کی ضرورت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ دینی تعلیم کے اداروں کا پس منظر غرض و غایت اور خدمات اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ انکے قیام کا مقصد۔ ڈاکٹر۔ وکیل۔ انجنیئر وصنعت کار و دستکار اور کلرک و بابو پیدا کرنا نہیں بلکہ علوم دینیہ کے خادم دین اسلام کے مبلغ قرآن کے مفسر۔ احادیث کے شرح اور دین متین کے علمبردار ایک دوسرے کے حقوق کو پہچاننے والے خدا سے ڈرنے والے اور بھٹکوں کو راہ راست پر لانے والے تیار کرنا مقصود ہے انکی بے بنیادی طور پر تعلیم و تربیت انکی آزادانہ حیثیت میں تغیر دونوں چیزیں انکے مقصد وجود کی نفی کے مترادف ہے سرکاری یونیورسٹیوں نے ہم کو ایک دوسری راہ بتلائی ہے۔ وہ علم کا شوق اسلئے دلواتی کہ بلا اس کے سرکاری نوکری نہیں مل سکتی۔ یہ بڑی بڑی تعلیمی عمارتیں جو انگریزی تعلیم کی نو آبادیاں ہیں ایسی ہی مخلوق سے بھری ہوئی ہیں۔ جن کو یقین دلایا گیا ہے کہ بلا حصول انگریزی تعلیم کے وہ اپنی غذا حاصل نہیں کر سکتے لیکن میں آپکو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ علم کی اس عام توہین و تذلیل کی تاریکی میں سچی علم پرستی کی روشنی برابر چمکتی رہی ہے اور وہ اس ملتِ اسلامیہ کے طالبان علم کی وہ جماعتیں ہیں جو اسلام کے قدیم مذہبی علوم اور مذہبی زبان کے فنون مختلف عربی دینی مدارس میں حاصل کر رہی ہیں آپ یقین کیجئے کہ بجا طور پر آج صرف یہی ایک جماعت علم کی سچی پرستار کہی جا سکتی ہے ان لوگوں کو معلوم ہے کہ انگریزی تعلیم کی ڈگریاں لے کر بڑے بڑے عہدوں اور نوکریوں کے دروازے میں قدم رکھ سکتے ہیں۔ اور ایک کلرک سے لے کر ڈاکٹر سنہا کی نوکری تک صرف انگریزی تعلیم ہی سے مل سکتی ہے انکو پوری طرح یقین ہے کہ عربی تعلیم کو آج کوئی نہیں

Marfat.com

پوچھتا حتیٰ کہ روٹی بھی اس کے ذریعے مشکل سے ملے پھر بھی انکے دلوں میں ایک مخفی مگر طاقتور جذبہ موجود ہے جو انگریزی تعلیم کی طرف لے جانے نہیں دیتا اور اس کسمپرسی میں عربی تعلیم ہی کیلئے اپنی پوری زندگی وقف کر دیتے ہیں۔ یہ جذبہ بجز علم پرستی اور رضائے الٰہی کے اور کوئی دنیاوی غرض نہیں رکھتا اور اسلئے دنیا بھر میں علم کو علم کے لئے اگر پڑھنے والی جماعت ہے تو وہ عربی دینی مدارس ہی کی جماعت ہے۔

بڑوں کا ادب واحترام:

بڑوں کا ادب حصول علم کے سفر کو نرم وسُبک بنا دیتا ہے نتیجہ میں علم وعمل میں برکات کا ایک باب کھلتا ہے انگریزی تہذیب وتمدن اور جدید تعلیم کا نظام جب ہندوستان میں داخل ہوا تو صدیوں کی یہ روایات الٹ کر رہ گئیں اس انقلاب نے علم کی کائنات کو تہ وبالا کر دیا اور یہ بے ادبی بے احترامی کے مظاہرے بدقسمتی کا ایک جلی عنوان ہے۔ زبان درازی۔ طعن وتشنیع لوگوں کا عام مزاج بن گیا ہے تو حاصل کلام یہ ہے کہ دین کے لئے ادب ایک بنیادی چیز ہے جس حد تک ادب اور تادّب بڑھتا جائے گا اسی حد تک انسان کا دین قوی ہوتا جائے گا اور جس قدر بے ادبی گستاخی جرات وجسارت اور بے باکی بڑھتی جائے گی انسان اپنے دین سے ہٹتا جائے گا خواہ علم ہو یا عمل ان میں شریعت نے آداب کی رعایت رکھی ہے۔

مسلمانوں کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ:

مسلمانوں کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو مذہبی پابندیوں سے گھبراتا ہے مغربی تہذیب کی چکا چوند نے اسکی آنکھیں بند کر رکھی ہیں انکے دلوں کا چور بھی یہی ہے کہ وہ ان مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو جائے وہ مسلمان خاندان میں پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمان ضرور کہے جاتے ہیں لیکن دل ودماغ۔ افکار وخیالات اور انداز وفکر اور جذبات کے اعتبار سے اسلام سے بہت دور ہیں یہ طبقہ مسلسل جدوجہد کر رہا ہے کہ وہ ان پابندیوں سے خود کو آزاد کرے۔ اور حکومت اپنی اندرونی خواہش اور جذب کی وجہ سے انکی طرف بڑی پر امید نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اسلامی زندگی کے حدود مقرر ہیں ان حدود سے سرمو تجاوز بھی انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ مسلمان اگر زندہ رہے گا تو اپنے اسلامی

Marfat.com

اصولوں کے ساتھ زندہ رہے گا اور ان اصولوں کو ترک کر کے زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا تو اس کو زندگی سے اسکی موت بہتر ہے خدا کی سرزمین کو اس کے وجود سے پاک ہو جانا اچھا ہے۔

کافروں کا اتحاد اور بے دین لوگوں کی ان کے ساتھ معاونت ایک بڑے خطرے کی نشاندہی کرتا ہے اس لیے مسلم قیادت کی حالات کی نبض پر انگلیاں رکھنی چاہیئے اور ہر طرح کی جدوجہد کیلئے بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بھائی جاننا چاہیئے کہ صرف اندھوں ہی کا ہاتھ پکڑ کر راستہ پر نہیں لگایا جاتا کبھی کبھی کھلی آنکھیں رکھنے والوں کو بھی ہاتھ پکڑ کر راستہ پر لگانا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی مصلحتوں کے پیش نظر صحیح راہ کو جانتے ہوئے بھی اس راہ پر چلنے سے کتراتے ہیں آدمی مذہب پر جان قربان کرسکتا ہے مگر مذہب قربان نہیں کرسکتا مسلمان مذہب پر کسی قسم کی آنچ آنے نہیں دے گا جان کی بازی آئے گی جان دے دیگا۔تن من دھن سب کچھ قربان کردے گا قوم کو اقتصادی مسائل میں الجھا کر ترقی روک دی جاتی ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے افراد کی تمام تر صلاحیتیں معاشی مسائل کے حل میں فناء ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔

اصل مردودیت:

اپنے آقا کی خوشنودی سے محروم ہے وہ شخص جو اس کی تو تعمیل نہ کرے جسکا وہ حکم فرماوے۔اور جسکا اس نے حکم نہیں کیا اس میں مشغول رہے یہی اصل محرومیت اور اصل موت اور اصل مردودیت ہے۔

دنیا کمانے میں تیرا مشغول ہونا اچھی نیت کا محتاج ہے کہ دین کی اعانت کے قصد سے ہو ورنہ تو مردود ہے۔

خیر و شر۔حق و باطل۔نور و ظلمت اور ظلم و انصاف جب باہم ٹکراتے ہیں تو بالآخر اللہ تعالیٰ خیر کو شر پر حق کو باطل پر نور کو ظلمت پر اور انصاف کو ظلم پر فتح اور کامیابی عطا فرماتے ہیں اور بدی کا داؤ پیچ خود داؤ کرنے والوں پر الٹ جاتا ہے۔(قرآن)

اور قلب کے ناپاک ہوتے ہوئے اعضاء بدن کی پاکی مفید نہیں ہے۔شریعت کے ذریعے سے اپنے اعضاء بدن کو پاک بنالو اور قران پر عمل کر کے قلب کو پاک کرلو۔جب قلب غیر اللہ کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہونے سے محفوظ رہیگا تو تیرے اعضاء بھی خلاف شرع معصیتوں سے محفوظ رہینگے جس برتن میں جو چیز ہوتی ہے وہی اس سے چھلکا کرتی ہے لہذا جو کچھ تیرے قلب میں ہوگا وہی تیرے اعضاء پر چھلکے گا اور مثل مشہور ہے صالح وطالح بہ صورت مشتبہ دیدہ یکسانی کہ گروی منتبہ: یعنی نیک و بد کی صورتیں ملتی جلتی ہیں آنکھیں کھولو تو تمیز ہو سکے گی۔

یہ عمر رأس المال ہے کہ ہر سانس ایک بیش قیمت جو ہر اور گویا بھرپور خزانہ ہے جس سے ابدی سعادت حاصل ہوسکتی ہے اور جب عمر پوری ہوگئی تو تجارت ختم ہوگی پھر اس طرح کالجوں یونیورسٹیوں میں گزرے ہوئے اوقات پر حسرت ہوگی مگر یہ حسرت کام نہ آئے گی اب دارالعمل نہیں دارالحساب ہو گا اسلئے فرصت کو غنیمت جانو اور حساب کی تیاری کرو جب آدمی مرجاتا ہے تو ایک ایک نیکی کے لئے ترستا ہے اہل قبور پاس سے گزرنے والوں سے تمنا کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سبحان اللہ یا الحمد اللہ پڑھ کر ثواب بخش دے تو لہذا ان کالجوں اور یونیورسٹیوں کے چکروں سے نکل کر اس فرصت کی قدر پہچانو اور اپنے اللہ کو راضی کرلو کالجوں میں عورتوں کا کیا کام یہ انہی کا کام ہے جو آخرت سے بے فکر ہیں انسان تو اللہ کا بندہ ہے اور عبادت کیلئے پیدا ہوا ہے۔ اور عبادت کا حاصل حق تعالیٰ کی عظمت کے سامنے مٹنا ہے اور کالجوں میں تو ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے عمریں کھپائی جاتی ہیں جو دعویٰ اور امتیاز کی وجہ سے ضد ہے مٹنے کی جو انتہائی مہلک ہے اور مسلمان کے سوا سرزمین میں اور کوئی قوم نظر نہیں آتی جس نے بے سروسامانی کے باوجود اپنے نظام دین کی حفاظت کیلئے سر اور زر کی بازی لگا کر اسے عام کیا ہوا اور دنیا میں دارالعلوم دیوبند اسکی زندہ مثال ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن   کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

(ڈاکٹر اقبالؒ)

مرزا بیدل کا کمال:

ایک دفعہ ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ اسکو قطب

Marfat.com

سمجھتے تھے بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا مرزا کی ڈاڑھی خشخشی تھی پوچھا: ''آغا ریش مے تراشی'' مرزا نے کہا ''ریش تراشے لیکن دل کسے نے خراشم'' سفیر نے جواب دیا بلے دل رسول اللہ مے خراشی'' مرزا صاحب کمال تھے غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا گھر گئے اور تین دن تک شرمندگی سے باہر نہ آئے فارسی کا ترجمہ: جناب والا ڈاڑھی کٹاتے ہو مرزا نے کہا ڈاڑھی کٹاتا ہوں کسی کے دل کو زخمی نہیں کرتا سفیر نے جواب دیا مگر حضور علیہ السلام کے دل مبارک کو زخمی کرتا ہے۔

جدید تعلیم اور اسلام:

عقل اپنا طبعی فریضہ وتحقیق اور استدلال انجام دینے میں آزاد نہیں ہے اسکا کام یہ ہے کہ محسوسات اور معلومات اور تجربات کے ذریعہ مخصوص اور غیر معلوم چیزوں کا علم حاصل کرے اور اپنے ذخیرہ معلومات ومقدمات کی مدد سے اور ان کو علمی طور پر مرتب کر کے وہ اس نتیجہ تک پہونچے جو اسکو ابھی تک حاصل نہیں تھا لیکن جہاں انسان کے حواس قطعاً کام نہ کر سکتے ہوں جہاں اس کے پاس معلومات کا سرے سے کوئی ذخیرہ نہ ہو جہاں کی حقیقت حال کا اسکو کوئی اندازہ و تجربہ نہ ہو اور جہاں قیاس کی بنیاد ہی موجود نہ ہو وہاں اسکی عقل و ذہانت اور اس کا قیاس کیا کام کر سکتا ہے وہاں عقل اسی طرح بے بس ہوتی ہے جس طرح انسان کشتی کے بغیر سمندر کو عبور نہیں کر سکتا بس حقیقت یہ ہے عقل کی قوت اور اسکا عمل محدود ہے اس کا ایک دائرہ ہے جس سے وہ باہر نہیں جا سکتی ابن خلدونؒ کے عالمانہ الفاظ عقل کے بارے میں کہ ''عقل ایک صحیح ترازو ہے اس کے فیصلے یقینی ہیں جن میں کوئی دروغ نہیں لیکن تم اس ترازو میں امور توحید و امور آخرت حقیقت نبوت اور حقائق صفات الٰہی اور دوسرے وہ تمام امور و حقائق جو ماوراء عقل ہیں تول نہیں سکتے یہ لاحاصل کوشش ہوگی اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک ترازو دیکھی جو سونے کا وزن کرنے کیلئے ہے اسکو اس ترازو میں پہاڑوں کے تولنے کا شوق پیدا ہوا جو ناممکن ہے اس سے ترازو کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا لیکن اس کی گنجائش کی ایک حد ہے بس خدا کی زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ مونڈھے ہلا کے چھاتی ابھار کے متکبروں کی چال مت چلو تم دنیا میں بندگی کرنے کیلئے آئے ہو خدائی کرنے کیلئے نہیں آئے۔ خدائی کیلئے

Marfat.com

ایک خدا کی ذات کافی ہے جب ہم بندے ہیں تو بندگی کی چال چلیں (قاری محمد طیب صاحبؒ) صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹی کرے۔ وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ مسلم شریف کی روایت میں حدیث کے اتنے الفاظ زائد ہیں کہ خواہ وہ روزے رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعویدار ہو۔ (مظہری ۲/۲۷۴) حضرت ابن عباسؓ کی روایت بغوی نے امام شافعیؒ و طبرانی کی سند سے بیان کی ہے کہ جب کبھی کوئی تیز ہوا چلتی تھی رسول اللہ ﷺ فوراً دوزانو بیٹھ کر دعا کرتے تھے اے اللہ اس کو رحمت بنادے عذاب نہ بنا اے اللہ اسکو رحمت کی ہوائیں کردے عذاب کی آندھی نہ کر دینا۔ (مظہری ۶/۳۴۰) اور اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ عقل کا نہایت تیز اور صحیح ہونا اللہ کی نعمت ہے مگر ملا اعلیٰ کی مطیع ہو اور اللہ کی کتاب اور حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے تابع ہو پھر خیر ہی خیر ہے اور خدا پرستی اختیار کرنے والا دنیا کی ناجائز فانی لذتوں کو ترک کرکے آخرت کی دوامی راحت کو پسند کرتا ہے اور صحیح علم کے بعد بھی جو لوگ کافروں اور ریاکاروں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں انکی سزا بھی دوزخ ہے کہ دونوں باہم مشابہ ہیں۔ (مظہری ۶/۳۱)

نئی میں اور پرانی روشنی میں فرق اتنا ہے　　　انہیں ساحل نہیں ملتا انہیں کشتی نہیں ملتی

(اکبر الہ آبادی مرحوم)

اسلامی تعلیمات کی تاثیر:

اسلامی تعلیمات کو قلب جذبات اور خیالات وانقلاب حالات میں کتنی کچھ تاثیر تھی اور اسلام افراد عالم کو بجبر واکراہ اپنی طرف کھینچتا تھا اور اسکے جذبات واثرات جن کا ذوق حاصل ہوتے ہی آدمی سب خیالات سے بالاتر وارفع ہو کر اسلام کا شیدائی بن جاتا تھا اسکے اندر خود بینی باقی رہتی تھی نہ خود آرائی نہ وہ ستائش کا خواہاں رہتا تھا نہ جاہ عزت کا جویاں نہ ملک داری اسکو مطلوب رہتی تھی نہ جہاں بانی کا ذوق اسکے دل میں باقی رہتا تھا اسکے قلب میں سوائے اسلام اور اسکے کمالات کے کسی چیز کی گنجائش ہی نہ رہتی تھی امیر

Marfat.com

المومنین خلیفہ رسول ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب اطلاع ہوئی کہ ہرقل شاہ روم وشام نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لاکھوں کی تعداد میں فوج جمع کر لی ہے تو فرمایا کہ ہم مسلمان قلت عدد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے ہاں ارتکاب معاصی کی وجہ سے کثیر تعداد ہونے کی صورت میں مغلوب ہو سکتے ہو اس سے پرہیز رکھنا چاہیے۔

دین کی محنت میں وہ شخص کامیاب ہے جسکی للّٰہیت نفسانیت پر مقدم ہو کیونکہ باطنی اوصاف و ملکات پر ہی حقیقتاً اسلام کا مدار ہے اور ظاہری اخلاق اطوار کی پابندی اور احکام شرع کی نگہداشت ان باطنی اوصاف کے معاون و مددگار ہوتے ہیں مال و دولت ترقی کے اسباب نہیں ہیں مسلمانوں نے اس وقت ترقی کی جب کہ وہ روزمرہ کی ضروریات کو بھی باآسانی پورا نہ کر سکتے تھے اور جب مال کی کثرت ہوئی اور دولت کے آثار نمایاں ہوئے تو مسلمانوں کے اخلاص اور جوش ایمانی میں کمی آنی شروع ہوگئی اپنی حالت سے گرتے گئے اور پھر مخالفین اسلام کو موقعہ ملا اور وہ مار آستین کی طرح ان کے اندر گھسے اور مسلمانوں کے اندرونی کاموں میں دخیل ہوئے اور مسلمانوں پر غم والم تردد وفکر کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مخالفین تمسخر کرتے اور قہقہے لگاتے اور یہ طعن و تمسخر اور بھی نمک بر جراحت (یعنی زخموں پر) کا کام دیتا تھا اور ایسے موقعوں پر جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو محض کسی چیز کا علم ہونا کام نہیں دیتا بلکہ بعض اوقات زیادہ مضر پڑ جاتا ہے تفکر کی حالت پریشان کن ہوتی ہے اور مصائب اور مشکلات میں دعاء تضرع إلی اللہ ہی مسلمانوں کا سب سے بہتر اور کامیاب و موثر ہتھیار ہے اور یہ تباہ کن حالات اس وقت نمودار ہوئے جب مجموعی طور پر امت کی اصلاح باطن کی طرف سے لاپروائی برتی گئی اور ظاہر سنوار و خوش نمائی سے عوام و خاص دھوکے میں پڑے تو باوجود علوم کی موجودگی کے فتنوں نے سر اٹھایا کہ باطنی امراض سب کیلئے تباہ کن ہیں اور مشکل باتیں اور جدوجہد مجاہدہ نہیں مجاہدہ تو دراصل نفس کے خلاف کرنے کو کہتے ہے اور جب تک اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر اخلاق نہیں سنور جاتے تب تک انسانی جذبات کا اعتدال پر رکھنا ممکن نہیں نظر آتا جذبات کا عقل کے قابو میں ہونا اور عقل کا شریعت کی فرمانبرداری میں رہنا انسانی اعتدال کے لئے ضروری ہے ورنہ علماء اور دنیوی

Marfat.com

تعلیم یافتہ حضرات بھی جب کسی سے کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں تو انکی زبان اور انکا تکلم شخصی حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور خود رائی اور خود پسندی تو ارباب بصیرت کے نزدیک ام الامراض ہے جس کے علاج معالجہ میں مدتوں کی سعی و کاوش کے بعد بھی شفاء کلی کا یقین خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ اور آج کے دنیوی مخمصوں میں پھنسے ہوئے انسان کو اپنی باطنی اصلاح کیلئے وقت فارغ کرنا مشکل نظر آرہا ہے۔ جو خطرے کی حدود میں داخل ہو رہا ہے کہ سکھ کا سانس لینا دشوار ہوتا جارہا ہے اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ دل ظروف ہیں پس افضل ترین وہی دل ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ (مظہری 68\11 الحدیث)

مادہ پرستوں کا مالک حقیقی کی راہ ہدایت سے انحراف:

زمانہ موجودہ میں علم وفن صناعت و ایجادات منتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے جس فن کو دیکھئے اسکو معراج کمال تک پہنچا دیا ہے مگر انصافاً دیکھئے کہ ملک سباء کے رہنے والوں نے ''سد مارب'' کے بنانے میں انجینئری اور معماری کا جو کمال دکھلایا اسکا ادنیٰ نمونہ بھی اس ترقی یافتہ زمانے میں کوئی نہیں دکھلا سکا ملک سباء کی حکمران عورت ملکہ بلقیس نے سد مارب بنوایا۔ بلقیس نے پانی کے نکالنے کے لئے جن ہندسہ و ریاضی کے قواعد سے کام لے کر اسکو بالکل نئے قابو میں کیا زمانۂ حال کے ماہرانِ فن اس سے زیادہ کر کے نہیں دکھلا سکے اور آب پاشی کے لئے جو طریقے اور قواعد اس نے استعمال کئے اور نہروں کے کاٹنے میں جو کمال اس نے دکھلایا اسکی مثال بھی دنیا میں اس وقت موجود نہیں ہے معلق پل بنائے عالی شان قلعے تعمیر کئے لہذا جب گذشتہ زمانوں میں ایسی تعمیرات اور ایجادات ہو چکی ہیں تو مادہ پرستوں اور مادی ترقیات کے دل دادوں کو ترقیات کی چکا چوند اور ایجادات کے عجیب و دل پسند مناظر پر مغرور نہ ہونا چاہیے اور انکو ایسی بھول بھلیاں میں پڑ کر ہدایت کے طریق مستقیم کو چھوڑ کر خالق و مالک کی یاد کو بھلانا نہ چاہیے ہر ایجاد میں اسی کی ذات اور قدرت کا ظہور ہے اور اسی کے وجود سے زمین آسمان آفتاب ماہتاب جمادات نباتات قائم ہیں اور اسی ذات عالی کے ادنیٰ اشارہ پر سب گردن جھکانے والے ہیں اور تم سے پہلے کیسے کیسے باکمال موجد گزر چکے انہوں نے دنیا میں کیسی کچھ ترقیاں کیں لیکن آج انکا نام ہی باقی ہے اور جن قوموں نے اپنی

Marfat.com

ترقیات پر گھمنڈ کر کے سرکشی کی اپنے خالق و مالک کو بھول گئے ان کا تو نشان بھی باقی نہیں یہ حال دنیا کی آبادی سرسبزی کا اور غرور اور بدمستیاں کرنے والوں کا ہے۔

خیر محض جو یقیناً خیر ہے جس میں شر کا کچھ شائبہ نہیں ہے اس سے بُرا نتیجہ پیدا نہیں ہوتا اور اسی طرح ایمان خالص اور معرفت حقیقی جس میں ادنی شائبہ کدورت و معصیت اور نافرمانی نہ ہو اسکا کبھی انجام بدنہیں ہوتا علی ہذا شر محض جو حقیقتاً شر ہے ثمر خیر و برکت نہیں ہوتا اور حقیقی کفر پر نجات مرتب نہیں ہوتی البتہ حقیقی ایمان کے ساتھ کچھ عارضی کدورت معاصی و بداعمالی جمع ہو جائیں تو اسی قدر بُرا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے لیکن حقیقی ایمان اسکو نجات کے ٹھکانے پر پہنچا کر رہتا ہے اور کفر حقیقی کے ساتھ اخلاق حسنہ نیکوکاری حسن معاملات جمع ہو جائیں تو اسی قدر اسکو بھلائی کا حصہ مل سکتا ہے جتنی کہ عارضی اور بالائی خوبیاں تھیں مگر حقیقی نجات اسکو میسر نہ آئے گی بہر حال قوم سباء کو انکی مادی ترقی اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکی آخر اسی سد مارب جو پانی کو ذخیرہ کرنے کیلئے بنایا تھا اس قوم کو تباہ کرنے کا ذریعہ بن گیا اور وہ باغات اور چھل پہل رونق ویرانے اور جنگلات کی صورت اختیار کر گئے لہذا احادیث مبارکہ کے مضمون کہ خیر میں اگر اعتدال سے تجاوز ہو جائے تو نتیجہ بدمرتب ہو جاتا ہے اور اگر تجاوز عن الاعتدال کا تدارک کر دیا گیا ہو تو وہ خطرہ اور اندیشہ بدرفع ہو جاتا ہے۔ خَیرٌ فِی نَفسِہٖ خیر ہی ہے بُرائی جو کچھ پیدا ہوتی ہے وہ حد سے متجاوز ہو کر کھانے میں اڑانے میں ہے یہی حال ہے ان لوگوں کا جو مال کو افراط کے ساتھ غیر حلال ذریعہ سے یا حلال ذریعہ سے ایسی طرح جمع کریں کہ اپنے حال سے بدل جائے دنیا کو ایام حیات پورا کر کے آخرت تک پہچانے کا ذریعہ سمجھو فی زمانہ ہر طبقہ جادہ اعتدال سے منحرف ہے اور جہاں جائینگے افراط و تفریط دیکھنی پڑیگی تو دنیا میں رہنا ہے تو ہر جگہ اصلاح کی ضرورت ہے اور ٹکراؤ موجود ہوگا چنانچہ میری طبیعت ٹکراو کی نہیں ہے (رائے پوریؒ) ہتھ کاروں دل یاروں (حضرت مولانا عبدالعزیز گیارہ چک) دست بکار دل بیار (مکتوب خواجہ محمد معصومؒ) گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی: چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی (مولانا رومی)

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

(ڈاکٹر اقبالؒ)

Marfat.com

امارت کی صفات

امارت کے لئے ایسا شخص موزوں ہوسکتا ہے جو بیدار مغز، عالی دماغ، فراخ حوصلہ کشادہ قلب، عالی ظرف، متحمل، سلیم، الفہم، متوازن دماغ اور جوہر شناس ہو جس میں مختلف شعبوں اور کارخانوں کے چلانے اور متضاد طبائع کو ساتھ لے کر چلنے کی صلاحیت ہو۔ اپنے دینی مقاصد اور دین کی ترقی وعروج کے لئے ہر صلاحیت اور ہر جوہر اور ہر کمال کی قدر کرنے والا ہو ہر استعداد اور ہر سطح کے آدمی کی تربیت وترقی کی قابلیت رکھتا ہو کسی سطح اور کسی استعداد کا آدمی ان کے پاس آکر اپنے کو بیکار اور اپنی زندگی کو ضائع سمجھنے پر مجبور نہ ہو بلکہ اس کو یہ محسوس ہو کہ وہ اپنے اس ہنر اور خصوصی کمال سے دین کی ایک خصوصی خدمت انجام دے سکتا ہے وہ ہر قوم وعلاقے کے باغوں کے پھولوں کو جمع کر کے ایک گلدستہ تیار کرسکتا ہے جس گلدستہ کی مجموعی خوشبو سے مجلس معطر ہو لوگوں کی استعدادوں کا نشیب وفراز اس کی طبیعت میں انتشار نہ پیدا کر سکے وہ ایک کی قدردانی کے لئے دوسرے کی دل شکنی اور ناقدری ضروری نہ سمجھے۔ وہ انسانی فطرت سے کش مکش اور زور آزمائی نہ کرے۔ اس کے لئے اللہ والوں سے تعلق جوڑ کر اپنی اصلاح ظاہر و باطن ضروری ہے کہ اللہ والوں کے متبرک گروہ میں داخل ہو کر جس نے بیعت کی اسی وقت سے اس کو دنیا سے نفرت اور عاقبت کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور روز بروز یہ کیفیت بڑھتی جاتی ہے اور شرک و بدعت سے محض پاک ہو جاتا ہے اور اللہ کی محبت اور عظمت شرع کی تعظیم وتوقیر نماز کا شوق سب اس کے دل میں جگہ پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مخالف اس کو بُرے لگتے ہیں اگرچہ باپ دادا ہوں بیٹا بیٹی یا پیر استاد ہوں دل میں اللہ کا خوف کچھ ایسا آجاتا ہے کہ ان کی مروت ہرگز باقی نہیں رہتی۔

مخلوق سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی

جانو کہ گوشہ نشینی اختیار کرنا اور مخلوق سے علیحدہ رہنا ایک مہم ہے تاکہ اطمینان کے ساتھ عبادت کرنے کا موقع ملے جیسا کہ یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ مشائخ میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں ایک جماعت کے پاس پہنچا جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے لیکن ایک شخص ان سے دور تنہا بیٹھا ہوا تھا میں

Marfat.com

نے چاہا کہ اس سے باتیں کروں اس نے کہا میرے نزدیک باتیں کرنے کی بجائے خدا کا ذکر اچھا ہے'' میں نے کہا تم تنہا کیوں بیٹھے ہو''؟ ''اس نے کہا'' میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور دو فرشتے اور اٹھ کر چلا گیا اس طرح لوگوں سے میل ملاپ آدمی کو عبادت سے روک دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ آدمی کو ہلاکت و مصیبت میں ڈال دیتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے مخلوق سے پانچ چیزیں طلب کیں لیکن نہ پائیں۔

(۱) میں نے لوگوں سے طاعت و زہد طلب کیا لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے میں نے لوگوں سے کہا آؤ۔

(۲) میری نیک کاموں میں مدد کرو کسی نے نہ کی۔

(۳) میں نے لوگوں سے کہا جب میں نیک کام کروں تو تم مجھ سے راضی رہو نہ رہے۔

(۴) میں نے کہا مجھے میرے کاموں سے منع نہ کرو نہ مانے۔

(۵) میں نے کہا مجھے ان کاموں کی طرف نہ بلاؤ جس میں خدا کی رضا نہیں ہے۔ اور اگر میں وہ کام نہ کروں تو مجھ سے دشمنی نہ کرو۔ مگر وہ کرتے رہے۔ پس میں نے ان کو ترک کر دیا اور اپنے آپ میں مشغول ہو گیا۔ حضور سرور عالم ﷺ نے گوشہ نشینی کی تعریف فرمائی ہے اور عزلت پسندوں کو سراہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لوگ خدا کے ساتھ رہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ ﷺ ہماری اور تمہاری مصلحتوں کے زیادہ جاننے والے اور ہم سے زیادہ ہماری بہتری چاہنے والے تھے تو جب ایسا زمانہ آجائے جیسا حضور ﷺ نے فرمایا ہے اور اس کی نشانیاں بتائی ہیں تو آپ ﷺ کا فرمان بجالاؤ اور آپ ﷺ کی نصیحتوں پر عمل کرو۔ اگر ایسا نہ کرو تو اپنی ہلاکت و بربادی کے لئے تیار ہو جاؤ حضور ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ فتنوں کا تذکرہ فرمارہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے قول و قرار اور وعدوں سے پھر جائیں اور امانتوں میں خیانت کرنے لگیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس

Marfat.com

وقت کیا کروں؟ فرمایا اپنے گھر میں پڑے رہو اپنی زبان کو قابو میں رکھو جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کرو جو نہیں جانتے اسے چھوڑ دو تمہیں اپنے کام سے کام ہونا چاہئے دوسرے کے کام سے واسطہ نہ رکھو حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زمانہ ''ہرج'' ہوگا اصحابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا وہ زمانہ جس میں انسان اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے بھی بے خوف اور مطمئن نہ رہ سکے اور ایک دوسری حدیث ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیرؓ سے کہ اگر تمہاری عمر طویل ہو تو تمہارے سامنے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ خطیب اور واعظ زیادہ ہوں گے عمل کرنے والے کم۔ سائل زیادہ ہوں گے اور دینے والے کم وہ زمانہ علم کی ڈینگ مارنے والا ہوگا میں نے کہا کب آئے گا وہ زمانہ یا رسول اللہ ﷺ؟ آپؐ نے فرمایا اس وقت جب لوگ نماز قضا کریں رشوتیں قبول کریں گے اور دین کو تھوڑے داموں پر بیچ دیں گے۔ اے نیک بخت اس زمانے سے دور رہنا تو اے بھائی جو کچھ اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے اپنے اس زمانے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اب غور کرو کہ تم کو کیا کرنا چاہئے۔ (مکتوب صیدی ص ۵۷۳)

دوزخ کے بیان میں:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا ہم سب نے ایک آواز سنی حضورؐ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے میں نے کہا خدا اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جاننے والے ہیں ارشاد فرمایا یہ ایک پتھر ہے جسے ستر برس پہلے جہنم میں ڈالا گیا تھا آج اس وقت وہ اس کی تہ تک پہنچا ہے۔ آگ میں جس قسم کا عذاب ایک شخص پر کیا جائے گا وہی عذاب اس پر بار بار دہرایا نہ جائے گا بلکہ ہر عذاب کی ایک حد مقرر ہوگی اس کے بعد دوسری قسم کا عذاب کیا جائے گا اور وہ اس کے جرم و گناہ کے اندازے کے مطابق ہوگا لیکن ادنیٰ درجہ کا عذاب بھی اتنا شدید ہوگا کہ اس کے مقابلے میں اگر ساری دنیا کی نعمت اور آرام پیش کئے جائیں تو سب ہیچ ہو جائیں اور نقل ہے آپؐ نے فرمایا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں غم کے کنویں یا غم کی وادی سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غم کی وادی یا غم کا کنواں کیا ہے حضور ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی ستر بار پناہ مانگتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے دکھاوے کے عالموں اور قاریوں کیلئے بنایا ہے۔ دوزخ کے طبقوں اور اس کی وادیوں کا یہ حال ہے اس کے شمار کا اندازہ دنیا کی آرزو اور اس کی خواہشوں کی تعداد پر ہے اور اس کے طبقات کی تعداد بدن انسان کے ساتوں بند کے مطابق ہے کہ آدمی انہیں جوارح کے ذریعہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمادیں اور اپنے نیک اور صالح بندوں میں داخل فرما کر اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائیں اور اپنے اپنے وقت پر خاتمہ بالخیر فرمادیں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ☆ (صدی ص ۱۰۴ چھ)

دور حاضر میں کیسے رہنما کی ضرورت ہے:

جو دین و علم اور صلاحیتوں کے اس بچے کھچے سرمایہ سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگا ئے جو کسی بیکار چیز کو بھی بیکار نہ سمجھے اور کسی بے جان کو مردہ نہ کہے اور امت کے ذخیرے کے ہر دانے سے پورا پورا کام لے لے جسکے متعلق ساری دنیا کا فیصلہ ہو کہ یہ کسی مصرف کا نہیں لیکن اسکی نگاہ کا فیصلہ ہو کہ یہی سب سے بڑھ کر کارآمد ہے غرض ہر پرزے کو دین کی مشین میں لگائے اور اپنی اصلی جگہ پر جمائے اور جوان اوصاف کا جامع ہو اس کو اسلام کی اصطلاح میں رہنما یا امام کہتے ہیں اور دین اور دنیا باہم متضاد ہیں دنیا میں انہماک شوق الی اللہ سے مانع ہوتا ہے۔

اسلام کا مزاج:

1) اسلام کا مزاج ہر عمل کو خواہ عبادت ہو خواہ عادت اخروی بنانا ہے دنیا پر ختم کر دینا نہیں ہے نہ دنیوی مفادات کو اصل رکھنا ہے مگر دنیا ترک کرانا بھی نہیں بلکہ اسے اختیار کر کے اس میں سے آخرت نکلوانا ہے بس بھائی اسلام کے مزاج میں ترک دنیا نہیں بلکہ ترک محبت دنیا ہے۔

2) اسلام کا مزاج ہر ایک کو اپنے ہی عمل پر ابھارنا ہے تا کہ دوسروں پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جاوے۔

3) اسلام کا مزاج اسلام میں پورے داخل کرانے اور یک رخی کے ساتھ دلوں کو سکون واطمینان

Marfat.com

بخشنے کا ہے ناتمام اور آدھ کچرے کام سے دلوں کو ڈانواں ڈول کر دینے کا نہیں۔

4) اسلام کا مزاج صلح جوئی اور امن پسندی کا ہے۔

5) اسلام کا مزاج دوست اور دشمن میں یکساں انصاف ہے بے جا رعایت یا خویش نوازی اس کے یہاں خلاف عدل اور خلاف تقویٰ ہے۔

6) اسلام کا مزاج دین میں غلو۔ مبالغہ اور تحمل بیجا کا نہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ بقدر طاقت بوجھ اٹھانے کا ہے۔

7) اسلام کا مزاج معذور کو مجبور کرنے کا نہیں بلکہ اس کے مناسب حال راہ نکال دی جاتی ہے۔

8) اسلام کا مزاج کتنی بھی مشکلات کا ہجوم سر پر آ جائے مایوسی کا نہیں بلکہ امید بھروسہ اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ ثبات اور استقلال اور آگے بڑھتے رہنے کا ہے مایوسی کفر ہے۔ اور ماسوای اللہ میں گرفتار ہونا امراض قلبیہ میں سے شدید ترین مرض ہے۔

اس کے ازالہ کی فکر کرنا بہت ضروری ہے جو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اگر دینا نہ چاہتے تو طلب کا مادہ نہ عطا فرماتے۔ اور سلوک کا راستہ اختیار کیا ہے تو مردانہ وار آؤ طلبگاری کے جو جو لوازم ہیں انکو پورا کرو۔ سنن نبویہ علیہ السلام کو دانتوں سے مضبوط پکڑو بدعت سے اور صحبت بدعتی سے بچتے رہو۔ کمر ہمت کو خدمت مولائے حقیقی جل سلطانہٗ میں کس کر باندھ لو اور جو چیز بھی اس دولت معنوی کی مانع اور منافی ہو اس سے سینکڑوں کوس دور بھاگو اور ذکر اللہ میں چند آدمی یکجا مشغول ذکر رہیں یہ روش بہتر ہے کہ ایک دوسرے کا فیض ایک دوسرے پر منعکس ہو۔ اور ہر چند کہ مثل مشہور ہے۔ **کل جدید لذیذ** لیکن محبت جس قدر کہنہ اور دیرینہ ہوتی ہے نشہ دیگر لاتی ہے اور ثمرات بے اندازہ بخشتی ہے۔

ذکر جہر سے خواطر کم ہوتے ہیں۔ بوجہ طبیعتوں کے غبی ہونے کے جہری آواز سے ذکر کرنا زیادہ موثر رہتا ہے۔ قلب میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور متقدمین صوفیاء حضرات جہری ذکر ہی کرتے تھے ذکر سے ایسے چمٹ جاؤ جیسے جن چمٹ جاتے ہیں۔ ذکر ایسے کرو جان چلی جائے مگر ذکر نہ چھوٹنے پائے۔ اور جس

Marfat.com

طاعت میں سستی ہو وہ مقابلہ کر کے کرلو۔ جس گناہ کا تقاضا ہو اس کا مقابلہ کر کے بچے بس سب کچھ حاصل ہو گیا۔ اور حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا یہ عملیات اور کرامات تو محض تماشے ہیں یہ فقیری کچھ اور ہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں شریعت سب کچھ چھڑاتی ہے غلط ہے بلکہ صحیح مصرف بتلاتی ہے۔ بس خلاصہ تصوف سمجھ لو کہ اناج میں سب سے اہم غذائیت کے اعتبار سے دانہ گندم ہے لیکن پیداوار کے قابل نہیں ہوتا جب تک دفن نہ ہو اس کی مٹی خوب پلید نہ ہو۔ بس یہ مٹنا سیکھو سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔

دین نقلی ہے اور عقلی اختراعی نہیں ہے:

عقلی اختراعات دین کی بنیاد نہیں بلکہ دین معیار ہے جس پر ہماری عقلوں کو پرکھا جائے گا کہ یہ عقل ناقص ہے یا کامل تو دین معیار بنے گا عقل معیار نہیں بنے گی عقل کو دین اور وحی خداوندی کی غلامی کرنی پڑے گی اور اس نقل کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت سے منتقل ہونے والی چیز ہے تو دین روایت کے ذریعے سے منتقل ہونے والی چیز ہے۔ عقل کی تجویز سے دین نہیں بنا لہذا جب بھی کوئی دین کا دعویٰ کریگا تو سب سے پہلے سند کا مطالبہ کیا جائے گا کہ تم تک یہ چیز کیسے پہنچی کس راستے پہنچی روایت کرنے والے کون ہیں انکا کردار اور کریکٹر کیا ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک بدنی زندگی کا علم (۲) روحانی زندگی کا علم، بدنی زندگی کے نیچے، کھانا پینا، گھر بنانا، بازار وغیرہ اور روحانی زندگی کے نیچے عبادات: اللہ تعالیٰ سے مناسبت کیسے پیدا کی جائے۔ بس اگر شخصیت صحیح ہو تو باطل نوشتوں سے بھی وہ حق ہی سامنے لے آئے گی اور اگر وہی فاسد الفکر ہو تو قرآن و حدیث سے بھی وہ باطل ہی نمایاں کر کے قلوب کو فاسد کر دے گی بس بھائی فکر کا ظہور صاحب فکر ہی سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ محض کاغذ کے نوشتوں سے اور قربِ خداوندی پیدا کرنے کیلئے ایمان کے دو شعبے ہیں اول اللہ تعالیٰ کے اوامر یعنی بھیجے ہوئے قانون کی عظمت اور دوسرے اللہ کی مخلوق پر شفقت و مدارات اور رحم و کرم کرنا۔

Marfat.com

تربیت:

اللہ تعالیٰ کا دین محض تعلیم و تفکر کیلئے نہیں بلکہ تربیت کے لئے آتا ہے اور تربیت محض تعلیم یا کتاب کے نوشتوں سے نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس سے ہم آہنگ شخصیتیں اسے قلوب تک پہنچانے والی اور اپنے عمل سے نمایاں کرنے والی سامنے نہ ہوں اس لئے دنیا کا کوئی دور بھی ایسا نہیں گزرا کہ امتوں کی صلاح و فلاح کیلئے محض قانون اتارا گیا ہو اور پیغمبر کی شخصیت نہ بھیجی گئی ہو۔ اور ہر دور میں اس رنگ کی شریعت آئی جو رنگ مخاطب قوم کا تھا اور اس نوع کے معجزات سے نبوت کو ثابت کیا گیا جو نوعیت اس دور کے ذہن و مزاج کی ہوئی۔ آج جبکہ نبوت ختم ہو چکی ہے تو انبیاء علیہم السلام کا کام اس امت کے مجددوں اور مفکر علماء عرفاء کے سپرد کیا گیا کہ وہ شریعت کو اسی رنگ سے ثابت کر کے دلوں میں جما دیں جو آج کے دور کی نفسیات کا رنگ ہے حضرت امام ابن سیرینؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور تعبیر خواب کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ یہ علم اور آج کی اصطلاح میں یہ فکر ہی تمہارا دین ہے تو دیکھ لو کہ کس شخصیت سے تم دین یا فکر اخذ کر رہے ہو۔ ان الفاظ سے دین اور دین کے فکر کے بارے میں ہمیں پوری رہنمائی ملتی ہے کہ تربیت کا سب سے بڑا ماخذ شخصیت ہے۔ کاغذ اور نوشتے نہیں ہیں۔ یعنی فکرِ صحیح اور مفکر کی ذات ہی اصل ہے۔

Marfat.com

سیکولر جمہوریہ کا فریضہ

انگریز کا مقولہ اور پالیسی ''تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو'':

سیکولر جمہوریہ یعنی لا مذہبی طرز حکومت کی صورت میں کسی بھی ملت اور فرقہ کو اپنی تہذیب وثقافت کی حفاظت اور ترقی کیلئے سیکولر جمہوریہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا اور اپنی جدوجہد کو اس کی امداد پر موقوف رکھنا سیکولر جمہوریہ کی بنیادی تصورات سے انحراف ہے۔ اور ایسا غلط اعتماد اور ایسی بے محل توقع ہے کہ اس کے لئے ''خواب پریشان یا نقش برآب'' کا لفظ ہی موزوں ہوسکتا ہے۔ بحرحال یہ اطمینان کبھی بھی نہ ہونا چاہیے کہ وہ آپ کے علوم آپ کے مذہب اور آپ کی روایات کی ضمانت کرسکتا ہے اپنے علوم اپنی تہذیب اور اپنے کلچر کی حفاظت خود ہمارا فرض ہے۔ اور اس فرض کو صرف ہمیں ہی انجام دینا ہے۔ اور سیکولر جمہوریہ کا ایماندارانہ فریضہ صرف یہ ہے کہ وہ ہماری کوشش میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ اور اگر ہوسکے تو مناسب حالات میں ترقی کے مواقع پیدا کرتا رہے۔ سعی پیہم بہرحال اہل ملت کا فرض ہے۔

فرقہ واریت:

عزیزان گرامی اسلام فرقہ وارانہ تنگ نظری کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے اصول سنوں۔ رنگتوں یا کرہ زمین کے جغرافیائی خطوط میں محدود نہیں ہیں۔ وہ بین الاقوامی ہمہ گیر عالمی اصول کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے داعی اعظم محمد ﷺ کسی خاص قوم یا ملک کیلئے نہیں بلکہ تمام اقوام اور جملہ طبقات انسانی کے لئے رحمت ہیں۔ اور آج جو افتراق اور فرقہ وارانہ منافرت آج پائی جارہی ہے۔ یہ ان زہریلے جراثیم کا نتیجہ ہے۔ جو انگریز نے خاص قسم کی تعلیم اور اپنی ڈپلومیسیوں سے ہندو اور مسلمانوں کے دماغوں میں پیوست کئے تھے۔ اور وہی طرز آج پاکستان میں رائج ہے۔ اور ہندو اور مسلمانوں کے مابین تمام مخالفت برطانیہ کے عہد میں شروع ہوئی جب وہ تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر اپنے سامراج کی عمارت کھڑی کررہا تھا۔

Marfat.com

انگریزی تعلیمی نظام کا مقصد:

اور اسی مقصد حکومت کے پیش نظر انگریزی تعلیم کا طریقہ انگریز نے شروع کیا یہ انگریز ہی کے الفاظ ہیں لارڈ میکالے نے اپنے کاسٹنگ ووٹ کی وجہ بتاتے ہوئے رپورٹ میں لکھا تھا۔

ہندوستان میں تعلیم کا مقصد یہ تھا:

ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور ذہن کے اعتبار سے انگریزی ہو۔ انگریزی تعلیم کے شروع ہونے کے تقریباً ساٹھ سال بعد ہمارے مشہور قومی شاعر اکبر الٰہ آبادی نے فرمایا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بد نام نہ ہوتا　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

آج باوجود یکہ اصلاحات کے نعرے بلند ہیں۔ اور کوشش ہو رہی ہے۔ مگر کالجوں اور یونیورسٹیوں کی حالت محتاج بیان نہیں ہر ایک کو شکوہ ہے کہ یہاں نہ تہذیب و اخلاق ہے نہ نظم و ضبط نہ تجسس حال ہے نہ فکر مستقبل اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا سخت غلطی ہوگی کہ دینوی تعلیم کا انکار ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر موجودہ جمہوری نظام اپنی ترقی کیلئے ضروری سمجھتا ہے۔ کہ اس کا ہر ایک باشندہ تعلیم یافتہ ہو اور اس سے وہ قانونی طور پر ہر بچہ کیلئے کم از کم ابتدائی تعلیم کو لازم گردانتا ہے۔ تو یہ بھی ضروری ہے کہ جس وقت بچہ کے سادہ دل و دماغ پر سرکاری اسکولوں میں دنیاوی تعلیمات کے نقش کندہ کئے جائیں اسی کے ساتھ ساتھ اس نظام کے ماتحت مکاتب و مدارس میں خالص اسلامی عقائد و اخلاق کے رنگ بھی بھرے جاتے رہیں تا کہ بچہ جس طرح دنیاوی تعلیم حاصل کر کے ملک کی تعمیر میں اپنا فرض صحیح طور سے انجام دے سکے ایسے ہی وہ ہمارے نظام تعلیم سے بہرہ ور ہو کر حسن معاشرت تہذیب و ادب بہتر اخلاق اور جذبات خدا پرستی کا بھی امانتدار بن سکے تا کہ ہمارے ملک کی مادی تعمیر اخلاقی اور روحانی تعمیر سے ہم آہنگ رہے اور آنے والی نسلیں جس طرح ترقی پذیر محب وطن ثابت ہوں ایسے ہی وہ تہذیب و اخلاق ترقی روحانیت اور حفاظت

Marfat.com

دین وملت کی بھی علمبردار بن سکے۔

انسانوں کے اندر بگاڑ اپنے ہی افعال سے آتا ہے:

کوئی شخص کسی کے بگڑنے سے نہیں بگڑتا جو کوئی بے راہ ہوتا ہے وہ اپنے ہی فعل سے ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب کوئی بگڑتا ہے تو بے راہ لوگوں کے ساتھ اختلاط اور دوستی کرنے سے گمراہ ہوتا ہے تو یہ دوستی کرنا خود اسکا فعل ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ پڑھو) بے شک اس شیطان کا قابو ان لوگوں پر نہیں ہوتا جو ایمان لائے (یعنی عقائد انکے صحیح ہیں) اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یعنی عمل بھی اُنکے صحیح ہیں۔ اس کا غلبہ تو اُن لوگوں پر ہے جو اِس سے دوستی کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر جو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ بات بتلا دی کہ شیطان کا قابو دو قسم کے لوگوں پر چلتا ہے ایک تو مشرکین پر دوسرے اس سے دوستی کرنے والوں پر واقعات اور لوگوں کے حالات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص خراب ہوتا ہے اور پریشان ہوتا ہے وہ شیطانی اغواء سے ہوتا ہے۔ اس سے کوئی نہیں بگڑا کہ دوسروں کی اصلاح نہیں ہوئی میں بہ قسم کہتا ہوں کہ سارا جہان شیاطین سے بھر جائے اور تمام دنیا میں ایک مومن ہو اور وہ اُن سے دوستی نہ کرے تو ہرگز ہرگز نہیں بگڑ سکتا ساری خرابی اس کی ہے کہ اہل باطل سے دوستی کرتے ہیں۔ اختلاط رکھتے ہیں۔ بہت سے نام کے متقی بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ سخت غیرت کی بات ہے کہ جو لوگ خدا سے بغاوت کریں ان سے دل مل جائے ترجمہ آیت: نہیں پائیں گے آپ اے محمد ﷺ ایسی قوم کو جو اللہ اور یوم آخر میں ایمان رکھتے ہوں کہ وہ دوستی کریں ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کریں اگرچہ وہ انکے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا گھر والے یہ لوگ (یعنی مومنین) وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں ایمان جما دیا ہے۔ اور انکو اپنے پاس سے روحانی تائید کی ہے دیکھئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کے مخالفین کے ساتھ دوستی نہ ہو اور نیز اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوستی سے بچنا دو چیزوں پر موقوف ہے تصحیح عقائد اور دوسری بات

Marfat.com

وہ ہے جسکو روح فرمایا ہے روح کہتے ہیں حیات کو اس سے مراد نسبت مع اللہ ہے جس سے قلب کی حیات ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جو لوگ تصحیح عقائد اور نسبت مع اللہ سے مشرف ہیں وہ اس دوستی سے بچ سکتے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ جو کوئی گمراہ ہوتا ہے دوسرے کے گمراہ ہونے سے نہیں ہوتا بلکہ اپنے فعل سے ہوتا ہے لہٰذا اسکی دوستی سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بچانے کے واسطے بھی اس کی بے دینی ظاہر کر دے باقی اس کوشش میں لگنا کہ وہ کسی طرح ٹھیک ہی ہو جائے ایک زائد بات ہے بعض اوقات وہ تو درست نہیں ہوتا۔ اور یہ خود بگڑ جاتا ہے کیونکہ اُسکی اصلاح کے لئے زیادت اختلاط کی ضرورت ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ خود اس پر غالب آ جائے اور اسی کو بگاڑ دے چنانچہ بہت جگہ ایسا ہوا ہے حاصل یہ کہ ہر کام کی ایک حد ہے جب اس کے اندر ہوگا تو محمود ہے ورنہ لائق ترک ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور فضول لغو اور معاصی سے محفوظ رکھے امین۔ (الابقاء تھانویؒ)

تعلیم و تبلیغ کا باہمی تقابل نہیں ہے:

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے یہ تبلیغی جماعت اس وقت ہمارے لئے آبرو ہے اگر کوئی ہم سے کہے کہ بھائی تم نے تبلیغ کیوں نہیں کی؟ (یعنی وقت نہیں لگایا) ہم کہیں گے کہ ہماری جماعت تبلیغ کر رہی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی جماعت علم میں لگی ہوئی ہے کوئی تبلیغ میں لگی ہوئی ہے یہ تقسیم عمل ہے تقسیم عمل سے عمل دو نہیں ہوتے بنیاد سب کی ایک ہوتی ہے اب دار العلوم میں ایک جماعت منتظمین کی ہے وہ درس نہیں دے سکتی مدرسین کی جماعت انتظام نہیں کر سکتی یہ دونوں مدِ مقابل تھوڑا ہی ہیں جو جماعت انتظام کر رہی ہے وہ مدرسین کو تقویت پہنچا رہی ہے جو درس دے رہے ہیں وہ منتظمین کو تقویت پہنچا رہے ہیں تو جو جماعت تبلیغ کر رہی ہے۔ وہ جماعت تعلیم کو تقویت پہنچا رہی ہے۔ میں نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے خود ان کا مقولہ سنا۔ ان کی شان عجیب تھی فرمایا۔ بھائی یہ سلسلہ میں نے اس لئے جاری کیا کہ مدرسوں کو طالب علم ملیں اور مشائخ کو مرید ملیں اس واسطے یہ سلسلہ جاری کیا ہے تاکہ علم بھی پھیلے اور اخلاق بھی درست ہوں اور مولانا مرحوم اس حد تک تھے کہ جب یہ کام ابتدائی شروع ہوا تو ہر چھ مہینے کے بعد کچھ

Marfat.com

دن دہلی میں گزارتے تھے کچھ دارالعلوم دیوبند میں کچھ مظاہر العلوم میں اور غایت تواضع سے فرماتے کہ بھائی اتنا کام تو میں نے کرلیا۔اب بتاؤ آگے کیا کروں۔حالانکہ وہ خود ہی جاننے والے تھے ان کے قلب پر یہ چیز وارد ہوئی تھی لیکن تواضع کی انتہا تھی کہ دوسروں سے پوچھتے حتیٰ کہ ہم جیسے چھوٹوں سے کہتے کہ بھئی اب آگے مجھے کیا کرنا چاہیے ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ پوچھ رہے ہیں آپ تو خود دوسروں کیلئے راہنما ہیں مگر یہ کمال تواضع تھا۔کہ سب کچھ کر کے بھی سمجھتے تھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور چھوٹوں سے مشورہ لیتے تھے یہ انکی شان تھی کہ ایک اللہ والے کے اخلاص نے پوری دنیا کو متحرک کر دیا۔بس ایک دھن تھی اور ایسی دھن تھی کہ کسی کو کھانے کی اور سونے کی نہیں ہوسکتی۔وہی دُھن اللہ کی طرف سے ڈالی گئی تھی وہی دھن اور جذبہ ہے کہ جماعت آج تک حرکت میں ہے ایک اللہ والے کے قلب کے اخلاص نے سب کو متحرک بنا رکھا ہے بہرحال جماعت بھی مبارک ہے اس کا کام بھی مبارک ہے انشاءاللہ باعثِ خیر و برکت ہوگی۔(خطبات حکیم اسلامؒ)

توکل کی حقیقت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ترک دنیا یہ نہیں ہے کہ حلال کو حرام بنا دیا جائے اور مال کو برباد کر دیا جائے بلکہ زہد یہ ہے کہ تم کو اپنے ہاتھوں میں موجود چیز پر خدا کے ہاتھ میں موجود رہنے والی چیز سے زیادہ اعتماد نہ ہو یعنی اپنے جمع شدہ مال پر جیسا بھروسہ ہوتا ہے ویسے ہی بھروسہ مال نہ ہونے کی صورت میں اللہ کی رزّاقی پر ہو۔اور اگر کوئی مصیبت تم پر آپڑے تو اس کے ثواب کی اتنے وثوق سے رغبت ہو کہ تم دکھ کے زائل نہ ہونے کی رغبت کرنے لگو ایمان یک رُخی کا طالب ہے اس لئے دورُخا پن اسلام و ایمان کے ساتھ نبھ نہیں سکتا۔

آبِ زمزم کی برکات:

حضرت ابوذرؓ سے اُن کے مسلمان ہونے کے قصہ میں ان کا یہ قول مروی ہے کہ مکہ میں تیس رات اور دن اس حالت سے رہا کہ بجز آبِ زمزم کے میری کوئی غذا نہ تھی اور اسی سے میں ایسا فربہ ہوا کہ شکم کی جلد میں بل اور شکن پڑ گئے اور کلیجہ پر ذرا بھوک کا اضمحلال نہیں پایا۔(التکشف ص ۴۰۶)

Marfat.com

انسان کی سرکشی اور جہالت عمداً اور اختیاری ہوتی ہے:

انسان کا اچھائی اور بُرائی کا دیکھ لینا امتیاز اور جدائی کرنے کو ہر نیک و بد میں کافی ہے پھر جو شخص دیدہ و دانستہ باوجود قادر ہونے کے نیک اور بد میں فرق نہ کرے اور ہر شخص کو اپنے اپنے کیے کی جزاء و سزا نہ دے ایسا شخص ایک گھر کی ریاست کے قابل نہیں ہوتا اور قدرت اور حکمت اُس مالکِ ملک کی ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے اور جو پوشیدہ ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خبردار جاننا سب نیک اور بدکاموں پر اور انسان کو اسکی شہوات و غضب اور جہالت کے پردے اسکی بینائی کی آنکھ کو بند کر کے اس کو اللہ مالکِ حقیقی کی اس خبرداری سے غافل کر دیتے ہیں لیکن آدمی کی یہ لاپرواہی اور سرکشی کی جہالت اس کو لے ڈوبے گی اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی اس دھمکی اور جھڑکی سے اپنی ان سرکشی اور بے ہودگی کی عادتوں کو نہ بدلا تو البتہ گھسیٹیں گے اس کو چوٹی سے پکڑ کر کہ ذلت اور حقارت کے ساتھ (تفسیر عزیزی) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ اشراق کے بعد جو بیٹھ جاتے تو دوپہر تک نہ زانو بدلتے نہ کھجلاتے اور نہ دہن مبارک سے تھوک پھینکتے کہ صرف حدیث شریف کے معارف بیان فرماتے یا لکھنے کے کام میں مستغرق رہتے۔

تربیت و اصلاح:

عام طور پر انسان کو پہلے کلام میں کسی معاملے کے بارے یا کسی ترکیب کے بارے سمجھانا اور راہ بتلانا نرمی سے منظور ہوتا ہے اور جب حالات اور معاملات کھل کر صاف صاف بیان کرنے کے باوجود سمجھانے اور بجھانے سے راہ پر نہ آیا تو غصہ کرنے اور جھڑکنے کے لائق ہوا کہ نصیحتوں پر نہ چلا پھر اگر کوئی حرکت ناشائستہ اور بیجا ظہور میں آتی ہے تو پھر اس کو نصیحت کرتے ہیں اور اگر نصیحت سے راہ پر آیا اور برائی کو چھوڑا تو بہتر اور اگر نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو البتہ تعزیر دینے کے اور ذلیل کرنے کے لائق ہوتا ہے اور گناہ یقیناً اللہ کی قدرت اور ارادہ سے ہوتا ہے مگر گناہ کے لئے بندہ کا عزم ذریعہ اور سبب شیطان ہوتا ہے۔

آج ہماری ظاہری زندگی کا حال مغرب کے شعائر کفر پر فخر نظر آرہا ہے اور ہماری عمریں اس قصہ میں برباد ہو رہی ہیں کہ انہوں نے یہ کھایا اور ہم نے یہ کھایا انہوں نے یہ پیا اور ہم نے یہ پیا۔ انہوں نے یہ

Marfat.com

پہنا اور ہم نے یہ پہنا۔ انہوں نے اتنا جمع کیا اور ہم نے اتنا جمع کیا اور ہر وہ شخص جو نفع اور نقصان کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھے وہ اللہ کا بندہ نہیں ہے بلکہ اُسی کا بندہ ہے جس کی طرف سے نفع نقصان سمجھتا ہے۔

اللہ کا دین ملاحدہ کے نرغہ میں ہے اس پر چار جانب سے یورش ہو رہی ہے مگر مسلمان ہیں کہ وہ خواب غفلت میں مست۔ دین سے بے فکر معاشی دوڑ میں منہمک اور عیش پرستی میں مگن اسلامی شعائر پامال ہو رہے ہیں اور خود مسلمان اسلام کے بجائے مغرب کے شعائر کفر پر فخر کر رہے ہیں آدمی کی شقاوت قلبی کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی عمر ستر 70 سال سے اوپر ہو جائے لیکن اس کے باوجود اسے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نہ روک سکے اور بھائی طمانیت قلب دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا ذریعہ حقیقی اسلام کی زندگی ہے ذکر اللہ جس طرح حیات قلوب کا ذریعہ ہے ٹھیک اس طرح بقاء عالم کا ذریعہ بھی ہے احادیث کا نچوڑ جو علماء حضرات نے سمجھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقائے انسانیت کا مدار دو چیزوں پر ہے علم صحیح اور عمل صالح یہ دونوں چیزیں انسانیت کے بنیادی جوہر ہیں اور ان دونوں کی موت درحقیقت انسانیت کی موت ہے بس اب عقل اور فہم تو لوگوں میں رہا نہیں محض پالیسی چالا کی مکاری ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ سب ہی کو آتی ہیں مگر جن کو نفرت ہے وہ اس کو عمل میں نہیں لاتے جیسے سور نجاست کھاتا ہے انسان کو بھی آتا ہے مگر آخر کون کھاتا ہے اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ و فہم نصیب فرمادیں (امین)۔

شادی اور نکاح سنت انبیاء علیہم السلام ہے:

اسلام نے اس بیاہ اور شادی کو صرف معاملہ کی حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ عبادت کے زمرہ میں شمار کیا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ترجمہ: نکاح آدھا دین ہے آدمی کو چاہیے کہ بقیہ آدھا دین تقویٰ اور طہارت سے حاصل کرے۔ نکاح ہی سے عفت پاکدامنی اور خیال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے خاندانوں کی باہمی تعاون کی بنیاد پڑتی ہے اجنبی باہم مربوط ہو جاتے ہیں بیگانے ہوں تو اپنے بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نکاح کے ذریعہ سے نسب آبائی اور سسرالی رشتہ پیدا فرمایا جو آدمی کے لئے ایک نعمت فرمائی کہ اجنبی دلوں کو اس طرح باہم ملا دیا کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں یہ نکاح ہی کی برکت

Marfat.com

سے ہے کہ نکاح سے ایک منٹ پہلے مرد عورت باہم اجنبی ہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد کو بعینہ اپنا دکھ درد نہیں سمجھتے لیکن نکاح سے ایک منٹ کے بعد اگر عورت کے دکھ درد کی بات اس کے کان میں پڑ جائے تو وہ متفکر۔ پریشان اور بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے اور اپنے دکھ درد کو بھول جاتا ہے اور یہی صورت عورت کی بھی ہے یہ دلوں کا ملاپ اور قلوب کی وحدت قدرت کا کرشمہ ہی تو ہے البتہ نکاحی تعلق مضبوط سے مضبوط اور ذریعہ اتحاد بنانے کا جو راستہ شریعت الٰہی نے طے فرمایا وہ بنیادی طور پر دو چیزیں ہیں ایک شفقت اور ایک اطاعت جس سے معاشرہ کی گاڑی چلتی ہے خاوند کو حکم دیا کہ وہ بیوی کے ساتھ انتہائی شفقت اور دلداری سے پیش آئیں اور نرم اخلاق سے اس کے دل کو موہ لینے کی سعی میں لگے رہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھاتے وقت اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں لقمہ دے دینا بھی صدقہ کے حکم میں ہے جس پر اجر دیا جاتا ہے اور اسے عبادت شمار کیا جاتا ہے اور قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے ترجمہ: اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تم میں آپس میں مودۃ اور رحمت پیدا ہو بلاشبہ اس میں فکر کرنے والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں اور دوسری طرف بیویوں کو حکم دیا گیا کہ وہ خاوند کی اطاعت اور اتباع میں سرگرمی دکھلائیں اور کوئی حرکت ایسی نہ کریں جس سے خاوند کا دل ٹوٹے اور بیوی سے بیزار ہو جائے۔ جیسے بد مزاجی، درشت کلامی، سرکشی اور نافرمانی اور شوہر کے مال میں خیانت اور مال کو خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے میکے پر صرف کرنے لگے جو بلاشبہ خیانت ہوگی خلاصہ یہ کہ معاشرتی مساوات کے ساتھ شوہر کی شفقت و اعانت اور زوجہ کی فرمانبرداری ہی سے گھریلو زندگی کی گاڑی رواں دواں ہوسکتی ہے جس کا اس کلام نے راستہ بتلا دیا ہے کہ وہ دین اور دینی جذبات کی پاسداری اور شرعی معاشرہ کی پابندی کے سوا دوسرا نہیں ہے اسلئے شوہر اور زوجہ کے مطالعہ میں ایسی کتابیں رہنی چاہیئے جن میں زوجیت کے حقوق اور اسلامی معاشرت رہن سہن اور باہمی تعلقات کے خوشگواری کے طریقے واضح ہوں جیسے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی بہشتی زیور یا حقوق الزوجین وغیرہ امید ہے یہ مختصر تحریر جو حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کا ایک نکاح کے موقعہ کا پیغام ہدایت ہے نافع ہوگا۔

Marfat.com

اصلاحِ معاشرہ

بیاہ شادیوں میں جاہلانہ رسومات:

ہمارے اس ظالم معاشرہ میں جو اسلام خلاف بنیادوں پر تشکیل پا رہا ہے بعض جگہ کے مسلمانوں بلکہ اکثر جگہ کے مسلمانوں میں لڑکوں کی جانب سے جہیز میں گراں قیمت اشیاء کا لڑکی والوں سے مطالبہ ہونے لگا۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، کار، بیش قیمت گھڑیاں، بلکہ معتد بہ رقوم اپنی تعلیم کو باقی رکھنے کے لئے یا کاروبار کی خاطر لڑکی کے والدین سے طلب کی جانے لگی ہیں اور اس طرح مردانہ غیرت وحمیت کو بھی کچل کر رکھ دیا۔ قرآن حکیم نے تو صاف وصریح طور پر انفاق کی تمام تر ذمہ داریاں (یعنی مالی ضرورت کی ذمہ داری) مرد پر ڈالی تھیں لیکن اس ظالم مرد نے قلب موضوع کرتے ہوئے لڑکیوں ہی سے اپنے خرچ اور ضرورت کی چیزوں کا پورا کرانا شروع کر دیا ایک بڑے علاقے کے شہر میں ایک شریف لڑکی کو اپنے ہونے والے شوہر کی تعلیم کو جاری رکھنے کے مطالبہ پر خود بے پردہ ہو کر ملازمت کرنا پڑی۔ بعض اوقات دولہا شادی کے وقت میں لمبے چوڑے مطالبوں سے سسرال کو پریشان کرتا ہے۔ اور سسرال کی پوری مجبوری ومقہوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس وقت کوئی ایسا مطالبہ کرتا ہے جس کا سسرال کو پہلے سے کوئی احساس تک بھی نہیں تھا کیا یہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے اور جانے دیجئے اسلام کو خود اس بربریت کی انسانیت میں کوئی گنجائش ہے۔

علماء حضرات کا طبقہ صدیوں سے ہندوستانی مسلمانوں کو اس ذلت آمیز ومہلک رسم کی قباحت پر مسلسل متنبہ کر رہا ہے۔ لیکن ہندوستانی وپاکستانی رسوم ورواج کی گرفت اتنی شدید ہے کہ وعظ وتذکیر کی بھرپور کوششوں کے باوجود اس غیر ایمانی واسلامی رواج سے مسلمان خود کو آزاد نہیں کرا سکتا۔

اور پھر لڑکی والوں کو اسلام نے ہدایت فرمائی کہ لڑکے میں ریاست وامارت کی تلاش، ننگ انسانیت وشرافت اقدام ہے شرعی نصوص واضح ہیں کہ لڑکے میں دین ودیانت، اسلام وایمان شرافت و

Marfat.com

مروت، علم وعمل صحت کردار وگفتار مطلوب ہیں۔ اہل علم وصاحب اقتدار کو توجہ دِلاتے ہوئے متنبہ فرمایا کہ معاشرہ کی اصلاح اُن کا فرض اولین ہے انہیں مسلمان ماحول سے ان رسوم کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی توانائیاں خرچ کردینی چاہیں۔

بس بھائی ہماری بدقسمتی کی داستان بہت طویل ہے ہم نے خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی شادیوں کو اپنے لئے پھانسی کا پھندا بنا رکھا ہے اور غم کی طبعی ووقتی مصیبت کو اس سے زیادہ خطرناک اختیاری ودائمی مصیبتوں سے گھیر رکھا ہے اسراف وفضول خرچی کی انتہا ہے۔ برادری میں ناک کٹ جانے کے اندیشے سے سودی قرضہ لے کر تباہی وبربادی کو دعوت دی جاتی ہے حالانکہ فضول خرچی کو قرآن مجید نے اپنے بے لاگ انداز میں کار شیطان قرار دیا ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ متعصب دنیا اسلامی قوانین کی خوبیوں اور فلاحی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔

(1) اُمم ماضیہ کے واقعات اور اسی قسم کے دوسرے حالات اس امر کی دلیل ہیں کہ جب کوئی قوم یا جماعت بدکرداری اور سرکشی میں مبتلا ہوتی ہے۔ تو خدا کا قانون یہ ہے کہ ان کو فوراً ہی گرفت میں نہیں لیا جاتا بلکہ بتدریج مہلت ملتی رہتی ہے کہ اب باز آجائے اب سمجھ جائے اور اصلاح حال کرلے لیکن جب وہ آمادہ اصلاح نہیں ہوتی اور ان کی سرکشی اور بدعملی ایک خاص حد تک پہنچ جاتی ہے تو پھر خدا کی گرفت کا سخت پنجہ ان کو پکڑ لیتا ہے اور وہ بے یار ومددگار رفناء اور عذاب کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

(2) اور وہ نور دین ہی کا ہے جس سے عقل راہ پاتی ہے انسان خلل پڑ جانے سے ظاہر کی صورت میں انسانیت سے نکل جاتا ہے اور دوست کے دشمن کو دوست رکھنا خطا ہے اور دوست کے دوست سے منہ پھیرنا رنجش کا مقام ہے۔

(3) آنا پیغمبر علیہ السلام کا اور نازل ہونا کتاب الٰہی کا بغیر حضرت حق کی توفیق کے اور ارادے کے ہدایت اور اصلاح اور ارشاد کے واسطے کافی نہیں ہوتا اس کی مثال حضرت فخر المحد ثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے یہود اور نصاریٰ کی دے کر بتایا کہ باوجود پیغمبر کے مبعوث ہونے اور نازل

Marfat.com

ہونے آسمانی کتابوں کے نفس اور شیطان کے غلبے کے عیسیٰؑ کے آنے کے بعد لوگوں نے ایک بڑا اختلاف ڈالدیا یعنی ایک گروہ نے اپنے آپ کو فرمانبردار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ٹھہرا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخالفت شروع کی اور اُنکے قتل اور ایذاء کے درپے ہوئے اور ایک گروہ نے اپنا لقب نصاریٰ ٹھہرا کر اپنے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے دین کی مددگاری اختیار کی اور آپس میں مارکٹائی اور لوٹ مار لعن طعن ہونے لگا۔ اور قرنوں تک اسی طور سے خون خرابی میں گزری۔ اور شاہ صاحب نے فرمایا کہ پیغمبر کا آنا اور نازل ہونا کتاب الٰہی کا بغیر حضرت حق تعالیٰ کی توفیق کے اور ارادے کے ہدایت اور اصلاح اور ارشاد کیواسطے کافی نہیں ہوتا چاہیے تھا کہ اس کو مستقل اسباب ہدایت کا گمان نہ کرتے اور اسی واسطے محققوں نے کہا ہے کہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام اچھی غذا کے مانند ہیں کہ تندرست بدن کو کمال قوت اور طبعی اور حیوانی اور نفسانی کاموں میں درستی پیدا کرتی ہیں اور مریض کے واسطے وہی امراض اور عارضونکی زیادتی کا سبب ہو جاتی ہے پس اوّل روح کے مزاج کی درستی میں کوشش کرنا چاہیے اور تعصب کی فاسد خلطوں اور جہالت کی رسومات اور خیالات کی قیدوں سے پاک صاف کرنا چاہیے بعد اس کے غذائے لطیف سے تقویت حاصل کرے جو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر مشکل ہے۔

(4) آنخضرت ﷺ کا منصب تذکیر اور وعظ اور پند دینا ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے لیکن تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ تذکیر اور موعظت اور پند دینا یہ سب مشروط ہیں قبولیت کے ساتھ اور منصب آنخضرت ﷺ کا تذکیر اور وعظ ہر شخص کیلئے نہیں ہے ہاں حکم الٰہی کا پہنچانا اور ڈرانا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تاکہ التزام حجت کا ہو اور عذر جہل و نادانی کا نہ رہے اتنا بہ نسبت ہر شخص کے ضرور ہے لیکن اسکو تذکیر اور موعظت نہیں کہتے ہیں اور اگر کسی کو تذکیر نفع کرے تجھ کو تذکیر کرنا چاہیے گو ہر ایک کو نفع نہ کرے۔

(5) اگر ایک بار بھی کوئی لذت ایمانی سے لطف اندوز ہو جائے اور صدق دل کے ساتھ اس کو قبول کرلے تو یہ نشہ اس کو ایسا مست بنا دیتا ہے کہ اس کے ہر ریشہ جان سے وہی صدائے حق نکلنے لگتی ہے اس سے فرعون کے جادوگروں کا واقعہ قابل رشک ہے اور اگر کوئی خدا کا بندہ حق کی نصرت اور حمایت کیلئے

Marfat.com

سرفروشانہ کھڑا ہو جاتا ہے تو خُدا دشمنوں اور باطل پرستوں میں سے اس کے معین اور مددگار پیدا کر دیتا ہے۔

(6) بعض عارفین فرماتے ہیں جس کی سرپرستی حق تعالیٰ کی مہربانی اور نظر لطف فرمائے وہ اس سے بڑھ کر ہے جس کو تدبیر علمی یا ادب بنائے اور یہ قول بہت ہی اچھا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سالک اپنے سلوک میں چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے (1) ایک علم کا جو کہ اس کا حاکم بنے (2) ایک ذکر کا جو اُنس پیدا کرتا ہے (3) ایک پرہیز گاری کا جو اسے بچائے رکھتی ہے۔ (4) ایک یقین کا جو اسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے اور مولف کتاب فرماتے ہیں کہ پہلے بزرگ کے قول کے موافق جسے رعایت حق حاصل ہو جائے وہؒ ان چار چیزوں سے مستغنی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسی ایک رعایت حق سے صاحب علم صاحب انس اور محفوظ ہو کر بلند مقام کی طرف اٹھالیا جائے گا۔ اور اگر کسی کے دل میں توکل نہ ہو تو غِنا اور عزت دونوں وہاں سے کوچ کرتے ہیں۔

(7) قلب اگر ایمان سے پُر ہوگا تو حق تعالیٰ کا فضل گناہوں کو اور خطا کو دھو دے گا عبداللہ بن مبارکؒ نے وفات کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا مِثْلُ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْن یعنی ایسے ہی وقت کیلئے چاہیے کہ عمل کرنے والے عمل کرتے رہیں۔ (نزھۃ البساتین 3\46) شیخ ابوتراب بخشیؒ کا قول ہے کہ جو خُدا کے ساتھ مشغول ہو کر اس سے پھرے گا فوراً غضب الٰہی میں مبتلا ہوگا اور مشہور مقولہ ہے کہ درخت کا بہترین تعارف اُس کے اپنے پھل ہیں اور یہ بھی کہ (الناس علی دین ملو کھم) لوگ وقت کے بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں۔

(8) انگریز شہنشاہی مزاج سے زیادہ سیاسی شعبدہ بازیوں میں مشہور قوم ہیں (انظر شاہ) اور کشمیری عوام اپنی جہالت اور شعوری ناپختگی کی بنا پر غلامی کی طویل زندگی گزارتی رہی اور افسر شاہی کی غیر منصفانہ پالیسی نے جو متشددانہ آمریت کے روپ میں ابھر کر سامنے آئی تھی کشمیری عوام کے ذہنوں میں اتھل پتھل پیدا کر دی تھی۔ اور دنیا کی چال ڈھال ایک حالت پر نہیں کبھی روز روشن سارے جہاں کو روشن کرتا ہے کبھی اندھیری رات اندھیرا دیتی ہے بس بھائی دنیا ضرورتیں پوری کرنے کی جگہ ہے۔ اس سے زیاد

Marfat.com

ہ اس میں سر کھپانا بے سود ہے مقاصد دنیا یہ ہیں کہ بچپن میں لہو ولعب کا غلبہ رہتا ہے اور جوانی میں زینت اور تفاخر کا اور بڑھاپے میں مال ودولت وآل اولاد کو گنوانا اور یہ سب مقاصد فانی اور خواب وخیال محض ہیں اس لئے سلیم الفطرت لوگوں کیلئے ہر ہر عمل میں خیر وشر کا نفع وضرر بتلا دیا گیا اب یہ ہر شخص کا اپنا کام ہے کہ وہ ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے۔ کہ شر ومعصیت کا غلبہ نہ ہونا چاہیے بُرائیوں کا کفارہ حسنات اور توبہ استغفار وغیرہ سے اولین فرصت میں کیا جائے۔

(10) حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہماری باتوں پر بھی حق تعالیٰ کے یہاں مواخذہ ہوگا فرمایا لوگوں کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈالنے والی یہی زبان کی کھیتیاں تو ہیں جن کو وہ زبان کی تیز قینچیوں سے ہر وقت بے سوچے سمجھے کاٹتے رہتے ہیں یعنی زبان کے گناہوں سے بچنے کی تو نہایت سخت ضرورت ہے۔ (ترمذی شریف)

(11) نماز اور صدقہ کفارہ ہے: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں ایک شخص کو جو فتنہ اپنے اہل وعیال میں پیش آتا ہے نماز وصدقہ اس کا کفارہ کر دیتے ہیں۔ (انوار باری ۴/۲۷۶)

(12) شرم وحیا: آنحضرت ﷺ اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جتنی کہ کنواری لڑکی پردے میں ہوتی ہے۔

(13) آخری کلمات: ۔اور آخری ضروری سمجھنے کی چیز یہ ہے کہ جب تک بصیرت وتجربہ نہ ہو خالی اصولی وکلیات سے کام چلتا نہیں علم الاحسان یا تصوف کے بغیر کمال دین یا حسنہ آخرت (رستہ دنیا بھی نصیب نہیں ہوتا) اور اس سے بڑھ کر سچ یہ ہے کہ صوفی بنے بغیر انسان ہی نہیں بنتا یا حیوان رہتا ہے یا شیطان بن جاتا ہے ہاں نام کا صوفی نہ ہو بلکہ کام کا صوفی ہو۔ اور مال واولاد دنیا نہیں ہے جس کی شریعت میں مذمت ہے اور جدوجہد اور سعی وعمل سنت انبیاء اور طریق اولیاء ہے جس میں حرکت وزندگی روح سے ہے روح اگرچہ نظر نہیں آتی مگر جسم کی حرکت اس کا ثبوت ہے اور ان ساری کوششوں کیلئے سرسری اور معتدل توجہ کافی ہے زیادہ کاوش نہ کرے اور اس سلیقہ کی کوشش کے ساتھ دوسرا کوئی خطرہ آجائے۔ وہ غیر اختیاری

Marfat.com

ہوگا اور مضر نہ ہوگا۔

بس بھائی اصل یہ ہے کہ قوت حاسبہ درست وصحیح ہو تو کھانے میں کتنا ہی باریک بال کیوں نہ ہو محسوس ہو جاتا ہے اسی طرح جب فہم درست ہو تو حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا ہے (تھانویؒ) اور اللہ کی معرفت یہ ہے کہ اس کو "واحد" جانو اور توحید یہ ہے کہ مخلوق سے اس کو ممتاز سمجھو۔

دل سوز سے خالی ہے نِگہ پاک نہیں ہے پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے

نیک بختوں کی علامتیں:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نیک بختوں کی علامتیں یہ ہیں کہ شب بیداری کے باعث زرد رنگ اور رونے کے مارے آنکھیں چندھی اور روزے کے مارے لب خشک اور ان پر خشوع والوں کی طرح غبار ہوا۔ (حیاالعلوم 4\537)

نیت کا مقام:

نیت اختیار میں نہیں ہوتی اس لئے کہ نیت تابع نظر کی ہوتی ہے جب نظر بدل جاتی ہے تو نیت بھی بدل جاتی ہے اور نیت عمل کی روح ہے اور عمل بدوں نیت صادق کے ریا اور تکلف ہے اس لئے اکا بر سلف کا اعتقاد تھا کہ نیت کے بدوں کوئی کام نہ کرتے تھے اور نیت اسکا نام نہیں کہ زبان سے کوئی کہہ لے کہ نیت کرتا ہوں بلکہ وہ دل کا ابھار ہے اور رغبت اور شوق ہے جو کوشش اور سعی اور جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے وہ اس طرح کہ کام دین کا ہو یا دنیا کا اپنے نفس کو دوزخ کے عذاب سے ڈراوے یا آسائش جنت یاد کرے اور اپنے نفس کو اسکی رغبت دلاوے تو ایسی صورتوں میں بھی ایک ضعیف سا ارادہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ تو اسکو ثواب بھی بقدر نیت رغبت ہی کے ملتا ہے اور نیت میں بڑا رتبہ اور مقام اہل اللہ کا ہے کہ اللہ رب العزت کے جمال وجلال کے محب ہوتے ہیں اور عقل والوں کی یہی صفت ہے کہ انکی عبادت صرف ذکر الٰہی اور فکر ہوتی ہے اور انکے تمام اعمال اسی محبت و ذکر وفکر کے موکد ہوا کرتے ہیں۔ احیا العلوم ج ۴۔

Marfat.com

شفاء:

ابن مسعودؓ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو شفاؤں کو اختیار کرو شہد اور قرآن اول میں شفاء جسمانی ہے اور دوسرے میں شفاء (اخلاقی اور روحانی) (رواہ ابن ماجہ والحاکم مظہری ۱۱/۴/۶)

حسن معاشرت:

حسن معاشرت اور ادب وتہذیب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ دوسروں کو کوئی اذیت و کدورت نہ ہو پائے اور انکی راحت کی تابہ امکان ہر چھوٹی بڑی بات میں رعایت ہو اس میں اگر کوتاہی ہو تو نفلی عبادات۔ روزہ۔ نماز تک بیکار ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر حال میں تو ہی مقصود ہے اور ہر بات سے تو ہی مطلوب ہے (ابراہیم بن ادہمؒ) قول سے باطن کا حال کُھل جاتا ہے کیونکہ قول حال کی جگہ پر ہے یعنی قول ظاہر ہے جس سے باطن کا حال کُھل جاتا ہے اور اعمال واحوال میں فضیلت بدوں تفصیل معلوم نہیں ہوسکتی اور بدوں تفصیل جانے ہوئے کچھ کہنے والا خاطی ہے۔

☆۔ دین ثابت وقائم چیز ہے اور سیاسیات متبدل ومتغیر۔

☆۔ ہنگامی چیزوں کو اہمیت نہ دیں اور امور دوامی میں مصروف رہیں (ندویؒ)۔

☆۔ معمولات میں ترقی یہی ہے کہ اس میں تنزل نہ ہو حال میں تغیر نہ ہونا بھی نعمت ہے کہ بحمد اللہ زیادتی نہیں ہوئی تو کمی بھی نہیں ہوئی حق تعالیٰ اس سراپا خطا ونقص اور مجموعہ عیوب کے لئے راہ صواب کھول دے اور خیر مقدر فرمائے۔

مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی:

اے وہ لوگوں جن کی زبان پر اسلام ہے اور انکے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا۔ تم مسلمانوں کو نہ ستاؤ اور ان کے عیب کے درپے نہ ہو جو شخص مسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ اسکی پردہ دری

Marfat.com

فرماتے ہیں اور جسکے عیب کو خداوند کریم کھولنا چاہیں اسکو گھر کے اندر کئے ہوئے کام پر بھی رسوا کر دیتے ہیں۔ (مفتاح التبلیغ ص ۱۱۳)

حسن اخلاق:

افسوس کہ مخلوق نے جس طرح طریقت کے سمجھنے میں غلطی کی اسی طرح خُلق کا مفہوم سمجھنے میں کوتاہی کی کہ محض مخلوق کے راضی رکھنے کا نام خُلق رکھ لیا خواہ حق تعالیٰ راضی رہیں یا ناراض اگر ایسے سہل الحصول مضمون کا نام خُلق ہوتو بہتیرے کافر لا مذہب فاسق بھی صاحب خُلق بن جائیں بلکہ اہل حق سے بڑھے ہوئے کہ اولیاء اللہ کے ہزار ہا دشمن ہوتے ہیں اور یہ لوگ حب جاہ و مال کی بدولت ہر ایک کے ساتھ خندہ روئی کے خوگر اور ہنس مکھ بننے کیوجہ سے ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ (تذکرہ رشید طریقت ص ۳۳)

عمر بن عبدالعزیزؒ کا تقویٰ کے بارے قول:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص کو لکھا میں تجھے اس تقویٰ کو اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں جس کے سوا کوئی چیز مقبول نہیں اور صرف انہی لوگوں پر رحم کیا جاتا ہے جو اہل تقویٰ ہوں اور محض تقویٰ کا ہی ثواب ملے گا۔ (اس کے بغیر کسی عمل کا ثواب نہیں) تقویٰ کا وعظ کہنے والے بہت ہیں مگر اس پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔ (مظہری 3\441)

کھانے پینے کے بارے میں کہ معدہ مرض کا گھر ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو دل چاہے حلال چیزوں میں سے کھا اور پہن لیکن دو باتوں سے پرہیز رکھ حد سے زیادہ تجاوز اور اترانا (مصنف ابن ابی شیبہ) علی بن حسنؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معدہ مرض کا گھر ہے اور پرہیز ہر مرض کا سر ہے ہر بدن کو وہی چیز دو جس کا تم نے اس کو عادی بنا دیا ہے۔ (مظہری ۴/۲۹۷) یہ لباس آرائش اور پاک لذیذ کھانے پینے کی چیزیں دنیا میں اہل ایمان کے لئے پیدا کی گئی ہیں کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں فائدہ اندوز ہوں اور انکو استعمال کر کے اللہ کی عبادت کے لئے جسمانی طاقت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں براہ راست

Marfat.com

کافروں کے لئے ان کو نہیں پیدا کیا گیا مسلمانوں کے ساتھ کافروں کو ان نعمتوں میں اللہ نے بطور آزمائش شریک بنادیا ہے تاکہ انکو ڈھیل ملتی رہے۔ (مظہری ۲۹۸/۴)

اعمال کی خصوصیت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رمضان المبارک میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا آپ ﷺ رمضان کو دوسرے (ایام) کے مقابلہ میں کسی چیز میں مخصوص نہ فرماتے اور نہ ہی آپ ﷺ سارے سال سے رمضان میں کسی چیز کا اضافہ فرماتے۔ (ق ق 1\232)

عام امت محمدیہ ﷺ کے درجات:

عام اُمت محمدیہ ﷺ کے درجات کے درمیان دو درجے ہیں ایک توبہ دوسرے نیک اعمال ان دونوں کو اختیار کر کے عام مسلمان صلحاء میں داخل ہو جاتے ہیں پھر عمل میں اخلاص اور احسان کا درجہ کامل حاصل کر کے اولیاء کے درجے پر پہنچ جاتے ہیں پھر عبدیت واتباع سنت میں کمال حاصل کر کے رسول اللہ ﷺ کی محبت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی سے اولیاء مقربین بن جاتے ہیں اور اپنی دعاؤں میں خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اپنی لغزشوں پر استغفار کرو اور ناگواریوں پر صبر کرو اور آنے والے انقلاب سے پناہ مانگو ان چار چیزوں کو معمول یومیہ میں داخل کرو زندگی انشاء اللہ خیرو برکت والی ہوگی۔

طریق اصلاح:

تصفیہ وتزکیہ ان نیک اعمال سے وابستہ ہے جو مولیٰ جل شانہٗ کو پسندیدہ اور اس کے یہاں مقبول ہوں یہ نبوت کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا امراض قلب میں ہر مرض کے متعلق علاج کی اس زمانے میں فرصت نہیں رہی لہذا اسہل طریقہ یہ ہے کہ سالک کے قلب پر ذکر اللہ کو غالب کر دیا جائے تاکہ محبت حق میں مغلوب ہو جائے اس سے تمام رذائل نفس اور اخلاق ذمیمہ خود بخود جاتے رہیں گے کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ جب دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے تو سب چیزوں کو مغلوب کر دیتی ہے۔ (تذکرہ خلیل ص ۴۱۲)

Marfat.com

انسان وہ ہے جو سب کو انسان سمجھے — ہو کوئی گدا اُسے بھی سلطان سمجھے
احباب کے حسنِ ظن کا ممنون ہوں میں — جو مور ضعیف کو سلیماں سمجھے

سچ یہ ہے کہ عابد و زاہد خواہ کوئی بھی بن جائے لیکن اگر انسان بننا ہے تو کسی انسان کامل ہی کی صحبت اختیار کرنی پڑیگی ورنہ درس انسانیت محض کتابوں سے حاصل نہیں ہوسکتا (تذکرہ سلیمان) اور تصوف کا بیش بہا کتابی ذخیرہ قیامت تک کسی سالک کو شیخ کامل کے تعلق سے مستغنی نہیں کرسکتا کیونکہ شیخ کامل ہی سب سے بڑا ماہر نفسیات ہوتا ہے۔ یہی مجاہدہ ہے کہ باوجود دلکشی و دلفریبی کے پھر دل کو دنیا کی فانی چمک سے روکتا ہے اور دنیاوی جاہ و حشمت کو گو وہ ایک معنی میں اگر بلاسعی مل جائے نعمت ہے مگر اس میں گھسے رہنا اور دل لگانا مضر ہے (تذکرہ سلیمان ص ۵۴۲) اور فرمایا تمہارے اعمال تمہاری نیتوں کے مطابق متشکل ہوکر سامنے آئینگے۔

جدید روشن ضمیری

طریق مغرب کی کیا یہی روشن ضمیری ہے — خدا کو بھول جانا اور محو ماسوا ہونا

خدا میرا:

غرور انہیں ہے تو مجھ کو بھی ناز ہے اکبر — سوا خدا کے سب انکا اور خدا میرا ہے

مغربی رنگ:

رنگ اڑانا اہل یورپ کا تو ہے اکبر محال — مفت میں اپنے آپ کو تم نے تماشا کر دیا

مناقب صحابہؓ جنوری 1990:

ہر نفس سے جن کے آتی ہو صدائے لا اِلٰہ — ڈھونڈھتی ہیں جن کو آنکھیں وہ مسلماں ہیں کہاں
جن کے چہروں سے نمایاں شوکت اسلام ہو — موجزن ہو جن کے دل میں جوش ایماں ہیں کہاں
ہٹ نہیں سکتا رہِ حق سے بلالؓ کا قدم — اپنی طاقت آزمالیں اہل طغیاں ہیں کہاں

اور آلام پر نوحہ خوانی اور انعام پر اترانا جائز نہیں بس بندہ دعا گو ہوں کہ ہمارے تعلق ذریعہ فکر

Marfat.com

آخرت، اصلاح عقائد واعمال اخلاص فی الدین اور حصول نسبت مع اللہ کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے اور دنیا کے جھمیلوں میں نہ پڑنا ہی کامیابی ہے بس خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جاؤں۔

کون سنتا ہے کہانی میری اور وہ بھی زبانی میری

(گنگوہیؒ)

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

(ابوالکلام آزاد)

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

(اکبرالہٰ آبادی)

قبول است گرچہ ہنر نیست کہ جز ما پناہ دِگر نیست

ترجمہ: قبول ہے اگرچہ اس قابل نہیں ہے کیونکہ ہمارے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ (مولانا رومیؒ)

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدانِ جنگ میں وہ طِفل کیا گرے کہ جو گھٹنوں کے بل چلے

(گنگوہیؒ)

Marfat.com

اسلام میں عورت کا مقام

فضیلت النساء:

عورتوں کا یہ خیال کرنا کہ ہمارا کام تو بس اتنا ہے کہ گھر میں بیٹھ جائیں کھانا پکانا زیادہ سے زیادہ بچوں کے کپڑے سی دیئے اور زیادہ ہوا ان کی تربیت کر دی اس سے زیادہ ہم ترقی کرنے کیلئے نہیں ہیں۔ یہ میدان مَردوں کا ہے ولی اللہ بھی مرد بنے گا امام بھی مرد بنے گا مجتہد اور خلیفہ بھی مرد بنے گا ہم اس کام کیلئے نہیں ہیں یہ خیال عورتوں کا بالکل غلط ہے عورتیں چاہیں تو مجتہد اور ولی کامل بن سکتی ہیں۔ اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ الہام کا معاملہ ہو کہ تمہارے اوپر الہام آئے تم بھی یہ کر سکتی ہو جو ایک بڑے سے بڑے ولی کا حال ہو سکتا ہے وہ ایک عورت کا بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ عورت توجہ کرے۔

بچوں کی تربیت سب سے پہلی ماں کی گود ہے:

اگر ماں کی گود، علم نیکی، تقویٰ اور باقی صلاحیتوں سے بھری ہوئی ہے وہی اثر بچے میں آئے گا اور اگر خدانخواستہ ماں کی گود ہی ان نعمتوں سے خالی ہے تو وہ بچہ بھی خالی رہ جائے گا عورتوں کے اندر دین کا جذبہ کہ دینی باتیں سیکھیں اور معلوم کریں اس جذبہ کی داد دینی چاہیے۔

پھر عورتیں جب کسی چیز کو منوانا چاہتی ہیں تو منوا کر رہتی ہیں اور اگر ضد کریں ہٹ دھرمی کریں تو خاوند کو مجبور کر دیتی ہیں حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ یہ عورتیں ناقص العقل ہیں مگر بڑے بڑے کامل العقل مردوں کی عقلیں اُچک کر لے جاتی ہیں اچھے خاصے عقل مند بھی ان کے سامنے پاگل بن جاتے ہیں جب وہ چاہتی ہیں کہ یہ کام ہو تو مرد ان کے سامنے مجبور ہو جاتے ہیں مثلاً شادی بیاہ وغیرہ میں جب مردوں سے پوچھا جاتا ہے کہ بھئی کیوں ان خرافات میں پڑے ہو تم سمجھدار اور عقل مند آدمی ہو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ دولت اور دین بھی برباد ہو رہا ہے تو کیوں ایسا کرتے ہو۔ کہ جی عورتیں نہیں مانتیں کیا کریں گویا عورتیں ُحکام ہیں وہاں سے آرڈر جاری ہوتا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ اطاعت کریں بس یہی حدیث شریف

Marfat.com

کا مفہوم کہ ہیں تو یہ ناقص العقل مگر اچھے بڑے عقل والوں کی عقلیں اُچک کر لے جاتی ہیں اور انہیں بے وقوف بنا دیتی ہیں تو عورت میں یہ قوّت موجود ہے کہ عقلمند کو بھی بے قوف بنا دیتی ہے اور اچھے بھلے مرد کو مجبور بنا دئے تو اگر وہ اچھی چیز کیلئے مرد کو مجبور کرے تو کیوں نہیں مجبور ہوگا مثلاً اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے یوں کہہ دئے کہ جناب سیدھی بات آپ کا حکم واجب الا طاعت ہے آپ خدا کی طرف سے میرے مربی سب کچھ ہو لیکن آپ نماز نہیں پڑھتے جب تک آپ نماز نہیں پڑھیں گے میں بھی آپ کے حکم کی پابند نہیں ہوں وہ جھک مارے گا ضرور پڑھے گا چاہئے خُدا کی نہ پڑھے بیوی کی ضرور پڑھے گا جب عورتیں ضد کر کے دنیا کی بات منوالیتی ہیں کوئی وجہ نہیں ہے کہ دین کی بات نہ منوالیں اسی طرح جہاں دنیا کیلئے دباؤ ڈال کر زیور کپڑے لانے کیلئے برتن لانے کیلئے گھر بنانے کیلئے دباؤ ڈالتی ہیں اگر دیندار گھر بنانے کیلئے دباؤ ڈالیں تو یقیناً وہ دیندار بنیں اور وہ خاوند کے اصلاح کا ذریعہ بن جائیں اس کیلئے ضروری ہوا کہ گھر کی ایک عورت بچوں پر خاوند پر کنبہ والوں پر بہتر اثر ڈال سکتی ہے عموماً یہ سننے میں آیا ہے کہ خاندانوں میں جو جھگڑے اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں عورتوں کی بدولت پیدا ہوتی ہیں ایک دوسرے کو اتار چڑھاؤ کر کے بدظن بنا دیتی ہیں اور دو حقیقی بھائیوں میں لڑائی پیدا کر دیتی ہیں حتی کہ خاندانوں میں نزاع اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اس کے برعکس اگر عورت نیک نہاد اور نیک طبیعت ہے تو بڑے بڑے جھگڑے ختم کرادیتی ہیں خاندان مل بیٹھتے ہیں لہٰذا اس دماغی قوت اور صلاحیت کو نیکی میں کیوں نہ خرچ کیا جائے برائی اور بدی میں کیوں خرچ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی اس دی ہوئی طاقت کو صحیح راستے پر خرچ کیا جائے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مردوں اور عورتوں کو ملا کر خطاب کیا ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ دین کا راستہ مرد کیلئے ہے وہی عورتوں کیلئے ہے (سورۃ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۸) مختصر ترجمہ حیا کا حفاظت کرنے والا مرد اور حیا کی حفاظت کرنے والی عورت اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والا مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورت ان کیلئے وعدہ دیا ہے کہ اللہ نے ان کیلئے مغفرت اجر عظیم اور آخرت کے درجات تیار کئے ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ دین کے راستہ پر جتنی ترقی مرد کرسکتا ہے وہی بعینہٖ عورت بھی کرسکتی ہے اگر ایک مرد ولی کامل بن سکتا ہے تو عورت بھی ولی کامل بن

Marfat.com

سکتی ہے اسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھو جیسے مردوں میں اولیاء اللہ کی کمی نہیں ہے ویسے ہی عورتوں میں بھی اولیاء کی کمی نہیں ہے عورتوں کے بارے میں کتابیں لکھی گئی ہیں جو ولایت کے مقام پر پہنچی ہیں اور ولی کامل گزری ہیں ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ہیں حضرت رابعہ بصریہؒ اور رابعہ عدویہؒ اور صحابیات رضی اللہ عنہن ساری کی ساری اولیائے کاملین میں سے ہیں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری وحی کا آدھا علم میرے سارے صحابہؓ سے حاصل کرو اور آدھا علم تنہا عائشہؓ سے حاصل کرو گویا صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی زبردست عالم ہیں گویا نبوت کا آدھا علم صدیقہ کے پاس ہے تو عورت کو اللہ نے رتبہ دیا کہ ہزار ہا ہزار صحابہؓ ایک طرف اور ایک عورت ایک طرف اس سے معلوم ہوا عورت جب ترقی کرنے آتی ہے اتنی ترقی کر جاتی ہے کہ بہت سے مرد بھی پیچھے رہ جاتے ہیں تو اللہ کی طرف سے عورتوں کی ترقی میں رکاوٹ نہیں ہے چاہے دنیا میں ترقی کرے یا دین میں۔ امام ابی جعفرؒ کی کتاب طحاوی شریف جو حدیث کی کتاب ہے اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہے یہ کتاب عورت کی طفیل ہے امام طحاویؒ کی بیٹی نے حدیث کی کتابیں املا کی ہیں۔ باپ حدیث اور اس کے مطالب بیان کرتے تھے۔ بیٹی لکھتی جاتی تھی اس طرح یہ کئی جلدوں میں کتاب مرتب ہو گئی اور یہ مدارس میں پڑھائی جاتی ہے گویا جتنے علماء محدث گزرے ہیں یہ سب امام ابی جعفر صادقؒ کی بیٹی کے شاگرد اور احسان مند ہیں یہ بھی ایک عورت ہی تو تھی لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ امام طحاویؒ کی بیٹی تو محدث بن سکے ہماری کوئی بہو بیٹی نہ بن سکے بس توجہ اور بے توجہی کا فرق ہے صلاحیتیں موجود ہیں ہاں البتہ کچھ عہدے اسلام نے ایسے رکھے ہیں جو عورتوں کو نہیں دیئے گئے اس کی وجہ عورت کے مقام حرمت وعزت کا ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ اجنبی مردوں میں خلط ملط اور ملی جلی پھرے اس سے فتنے پیدا ہوتے ہیں برائیوں کے دروازے کھلتے ہیں اسلئے عورتوں کو ایسے عہدے نہیں دیئے گئے لیکن صلاحیتیں موجود ہیں عورت اولیائے کاملین بن سکتی ہیں حضرت رابعہؒ کا واقعہ کتابوں میں نقل ہے کہ ایک دن جوش سے چلیں ہاتھ میں ایک برتن میں آگ تھی اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا برتن لوگوں نے پوچھا اے رابعہ کہاں چلی جوش میں آ کر کہا میں اسلئے جارہی ہوں کہ اس آگ سے جنت کو جلادوں اور اس پانی سے جہنم کو بجھادوں اس لئے کہ جو عبادت

Marfat.com

کرتا ہے جنت کی طمع میں کرتا یا دوزخ کے ڈر سے کرتا ہے اپنے مالک کی محبت میں کوئی عبادت نہیں کرتا میں اس لئے جارہی ہوں تا کہ ان دونوں کو ختم کردوں تا کہ بندوں میں خلوص پیدا ہو۔ توجہ فرمائے اس مقام کی عورت بھی گزری ہیں جن کے جذبات کا یہ عالم ہے خُدا کرے ہمارے قلوب اس مختصر اوزاہم تحریر کو قبول کریں اور ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل ہوں اور ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچانیں ہمیں اگر راعی بنایا گیا ہے تو ہم اپنی رعیت کی خبر گیری کریں۔ (خطبات حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب ؒ)

عورتوں کے اخلاق کی اصلاح:

عورتوں کے اخلاق وکردار کی اصلاح ہر ممکن بہتر طریقے سے کرنی چاہئے اور ان میں جو غیرت اور رشک وحسد کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اسکو حدِ اعتدال میں لانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہ اصلاح کا معاملہ ہر مرد کے علم وعقل پر چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ انکے بغیر بھی گذارہ نہیں اور انکو ہر طرح کی آزادی بھی نہیں دی جاسکتی اور ہر معاملہ میں سختی بھی ان کی افتادِ طبع وسرشت کے منافی ہے اور حد سے زیادہ ملاطفت وانبساط اور نرمی بھی نقصان دہ ہے کیا عجیب وغریب صورت ہے۔ اور مشکلات والجھنوں سے عہدہ برآ ہو کر دین ودنیا کی سلامتی کا تمغہ زریں حاصل کر لینا ہر مرد کے بس کی بات نہیں۔ اور جو مرد اس کی پروانہ کرے کہ اس کی بیوی کے پاس کون کون آتا ہے وہ دیوث ہے۔ یعنی مرد کو اس امر کی پوری احتیاط رکھنی چاہیئے کہ اجنبی وبد چلن مرد وعورتیں اس کے گھر میں نہ آئیں۔ اور نہ اس کے گھر والے ایسے لوگوں کے گھروں میں جائیں۔ اور اگر وہ اپنی بیوی، بیٹیوں کو غیروں کے اختلاط اور میل جول سے نہیں روکتا تو وہ دیوث ہے۔ (الحدیث) (انوار باری 12/157) جو حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیرت کو چیلنج کرتا ہے۔ اور علامہ محدث صاحب مجمع البحار نے فرمایا ایسی خوبصورت عورت گندے ماحول میں پلی بڑھی ہوئی ہو اس سے بچو۔ (ایاکم و خضراء الدمن) کوڑیوں پر اگی ہوئی سبزی وہرالی سے بچو) (انوار باری 12/140)۔

اخلاق غیر محسوس طور پر منتقل ہوتے ہیں اس لئے کُتا کا بلاضرورت پالنا ممنوع کیا گیا۔ کیونکہ کُتا کی مصاحبت ورفاقت سے آدمی میں ظاہری اور نمائشی وفاداری اور باطنی نجاست وگندگی کا وصف منتقل ہوگا۔

Marfat.com

عورت کے ساتھ نباہ:

عورت بوجہ ٹیڑھی پسلی سے پیدائش کے بالکل پوری اصلاح مشکل ہے بس رواداری کے ساتھ معتدل طریق پر اصلاح اپنانے کی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ اسکے حال پر بالکل آزاد چھوڑنے سے کجی بدستور رہے گی اور پوری کجی کو ختم کرنے کی سعی لا حاصل بتلائی ہے لہٰذا درشتی و نرمی کے بین بین راہ اختیا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کوئی فتنہ مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ نقصان وضرر پہنچانے والا نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم ,انوار باری 12/144) اور فرمایا دنیا میٹھی اور خوش منظر ہے یعنی ذائقہ میں بھی عمدہ اور آنکھوں کے لئے بھی تازگی بخشنے والی جنت نگاہ و فردوس گوش ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی دے کر تمہیں اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع بھی دے دیا تا کہ دیکھے کہ کون کس طرح کے عمل کرتا ہے خدا کی مرضی کے کام کرتا ہے یا شیطان کو خوش کرنے والے اعمال میں زندگی گذارتا ہے بس دنیا کی محبت اور اس کے جاہ وجلال سے دھوکہ نہ کھا جانا کہ آخرت کی زندگی تباہ ہو جائے اور نہ عورتوں سے زیادہ سروکار رکھنا جس سے محرمات ومنہیات کا ارتکاب کر بیٹھو۔ اور اپنے دین کو نقصان پہنچاؤ اور یاد رکھو سب سے پہلا فتنہ بنی اسرائیل میں عورتوں ہی کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا۔ (مسلم شریف انوار باری ۱۲/۱۴۴) عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو زمانہ کی سختیوں پر اپنے شوہروں کی مدد کریں اور شوہروں کے خلاف زمانہ کی مدد نہ کریں اور ایسی عورتیں بہت کم ہیں دوسری وہ جو بچوں کا ذریعہ ہیں یعنی بچے جننے کے سوا کوئی خوبی نہیں تیسری بدخو اور بداخلاق عورتیں خدا ان کو جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان سے رہائی دلا دیتا ہے۔ (ازالۃ الخفاء ۲/۳۹۲) بس بھائی دنیا کے مکروفریب سے بچو۔ (انوار باری ۱۲/۱۴۴)

نیک با اخلاق بیوی:

پریشانی کے وقت جو سکون وراحت قلبی شوہر کو نیک با اخلاق وسمجھدار بیوی سے حاصل ہوتی ہے وہ دنیا کے کسی دوسرے ذریعہ سے میسر نہیں ہو سکتی اور اسی لئے حدیث شریف میں سب سے زیادہ اچھی بیوی وہ

Marfat.com

بتلائی گئی ہے کہ شوہر باہر سے پریشان حال گھر میں آئے تو وہ اس کا غم غلط کر دے اور لاپرواہی سے اہم فریضہ کا بھی ضیاع یقینی ہے اور یہ ہر کس و ناکس کو پیش آنے والی چیز ہے۔

عورتوں کا مکر:

عورتوں کا ظاہر تو کمزور نظر آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچی ہیں بھولی بھالی صورت پر کون جھوٹا ہونے کا احتمال کر سکتا ہے لیکن ان کا باطن ٹیڑھا اور گندہ ہے انکی تخلیق آدم علیہ السلام کی ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے انکی عقلوں میں کمزوری اور دینداری میں نقصان ہے ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جو مکر کا جال لے کر مردوں کے سامنے آتا ہے اور شیطان تو پھر چھپ کر چوری سے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور قرآن میں آیا ہے یقیناً تُم عورتوں کا مکر بڑا ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مکر کو تو ضعیف فرمایا ہے اور عورتوں کے متعلق فرمایا ہے تمہارا مکر بڑا ہے۔ (مظہری ۶/۱۴۳)

عورتوں کی فطرت:

عورتوں کی فطرت اس قدر احسان فراموش ہوتی ہے کہ ساری عمر ان کے ساتھ بھلائی کرو پھر کوئی بات بگڑ جائے تو کہیں گی میں نے تُم سے کبھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی۔ (بخاری شریف انوار باری ۹/۲۶۲) اور عورتیں دین و عقل کی کمی کے باوجود بڑے سے بڑے سمجھدار با تدبیر مرد کی عقل و خرد کو بھی خراب کر کے رکھ دیتی ہیں یعنی عورتوں کے مکر و فریب اور ان کی فتنہ سامانی و ریشہ دوانیوں کے مقابلہ میں مردوں کی عقلیں بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ میرے بعد مردوں کیلئے کوئی فتنہ عورتوں کے فتنہ سے زیادہ ضرر رساں نہ ہوگا۔ (۹/۲۶۲ انوار باری) اور نیک عورتیں شوہر کی تابعدار ہوتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق ان کی پیٹھ پیچھے مال و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ (۲۶۳/ ۹ انوار باری) اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عورتوں کی وجہ سے گھر کے اندر فتنے سر اٹھاتے ہیں اسلئے ظاہر ہے کہ مرد سکون کی زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں اور اسکا وبال عورتوں پر پڑتا ہے اسی لئے اس بلاء عظیم کا علاج اسلام نے صبر اور تحمل تجویز کیا ہے اور یہ حالات انبیاء علیہم السلام کو پیش آئے ہیں تاکہ اس علاج کو ناقابل عمل نہ سمجھا جائے۔

Marfat.com

شوہر کیلئے خدمت:

شوہر اپنی بیوی سے خدمت لے سکتا ہے جبکہ وہ راضی ہو۔ بیوی سے بصورت رضا مندی خدمت لینے کا جواز نکلتا ہے۔لیکن بغیر مرضی کے جائز نہیں کیونکہ اس پر ضروری ولازم تو صرف ازدواجی تعلق میں اتباع اور شوہر کے گھر میں ہر وقت رہائش کرنا ہے کہ بغیر اسکی اجازت کے باہر نکلنا۔ جائز نہیں۔(انوار باری ۹/۲۴۷)

بے راہ روی کی روک تھام:

معاملات میں یا دینی دنیوی بے راہ روی اور آزاد خیالی کی نشان دہی اور روک تھام پورے ادب و احترام کے ساتھ ایک حد تک ضروری ہے ورنہ اگر کسی بھی مصلحت یا عقیدت کے تحت اس کو برا یا قابل شکایت سمجھنے کا مزاج بنتا رہا تو خدانخواستہ وہ وقت دور نہیں ہوگا کہ حق و باطل کا امتیاز اٹھ جائے گا اور صرف وہ لوگ رہ جائینگے جو مصلحت بین و کار آسان کن پر عمل پیرا ہوں گے اور صرف عقل پر بھروسہ کر کے مسائل کا فیصلہ کرنا اور نقل کی طرف سے صرفِ نظر کر لینا سراسر گمراہی ہے۔تعصب اور ہٹ دھری آدمی کو مسلوب الحواس (حواس کا سلب ہو جانا) بنا دیتے ہیں پھر آدمی کو نیک و بد کی تمیز باقی نہیں رہتی اب جو چاہے کرے اور کہے اور فکر آخرت کا اثر اصلاح اعمال پر پڑنا چاہیئے۔

عورتوں کی آزادی کی حدود:

اسلام کا خانگی نظام زندگی عامہ امت کیلئے ایک بہت معتدل طریقہ پر ہی چل سکتا ہے اور وہ وہی ہے جس کو حضرت عمرؓ نے اپنے قول و عمل سے پیش کر دیا ہے اس میں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی قدر و منزلت پہنچانا اول نمبر پر ہے لیکن انکو سر پر چڑھانا ہر قسم کی آزادی دینا یا ان کی بے حجابی، بداخلاقی، زبان درازی، برابر سے جواب دینا بیرونی معاملات میں دخل اندازی وغیرہ اسلامی معاشرت کے قطعاً خلاف ہے بیوی کتنی ہی حسین خوبصورت ہو لیکن اگر وہ دیندار نہیں شوہر کیلئے خوش اخلاق نہیں دوسرے کیلئے زینت کرتی ہے یا بد کردار مردوں عورتوں سے تعلق پسند کرتی ہے تو وہ اسلامی نقطہ نظر سے دو کوڑی قیمت کی بھی نہیں ہے۔(انوار باری ۱۲/۱۴۳) بس جو بندہ ہو یا بندی اپنے خدا کا ہو رہیگا حق تعالیٰ اس کی ضروریات وحاجات کے

Marfat.com

خود منتقل ہو جائینگے اور کم ترین درجہ کے جنتی کو اللہ تعالیٰ خدمت کے لئے صبح وشام پانچ ہزار خدام ایسے کمر بستہ عطا کئے ہوں گے جن میں سے کسی ایک کے پاس بھی (کھانے پینے کا) وہ برتن نہ ہوگا جو کسی دوسرے کے پاس ہوگا (یعنی ہزاروں قسم کے کھانے کے برتن جدا جدا ہوں گے۔ (مظہری ۱۲۳/۱۱)

مردوں کو نصیحت:

ایک عورت کو جو حضور ﷺ کے پاس اپنے دو بچوں کو لے کر حاضر ہوئی دیکھ کر فرمایا کتنی مصیبت اٹھا کر حمل وولادت کے مراحل طے کرتی ہیں اور پھر بچوں کو رحمت وشفقت سے پالتی ہیں اگر یہ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ ناشکری بدمزاجی وغیرہ کی باتیں نہ کریں تو ان میں نمازیں پڑھنے والیاں سیدھی جنت میں جائیں اور پھر فرمایا عورتوں کے بارے میرے اچھے برتاؤ کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ ٹیڑھی پسلی کی پیدائش ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سب سے اوپر والی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر یوں ہی چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہیگی بس بہتر علاج یہی ہے کہ صبر وشکر کے ساتھ حسن خُلق سے ان کے ساتھ نباہنے کی کوشش کرتے رہو۔ اور فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے سب سے بہتر ہو یعنی حلم تحمل وحسن معاشرت کے ساتھ وقت گزاردے۔

بہتر عورت:

حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں فرماتے۔ (مظہری ۲۹۰/۴) اور سب سے پہلا دکھ جو شیطان کی طرف سے انسان کو پہنچا وہ پوشیدنی اعضاء کی برہنگی کی شکل میں نمودار ہوا قرآنی آیات بتارہی ہیں کہ پوشیدنی اعضاء کو چھپانے کیلئے لباس کی تخلیق اللہ کی عظیم الشان نعمت ہے اور یہی تقویٰ ہے بے پردگی اور پوشیدنی اعضاء کی برہنگی پکی بیحیائی ہے اور عظیم الشر فتنہ اور شیطانی اغوا ہے۔ (مظہری ۲۹۰/۴)

جسے دیکھو وہی کوشش میں ہے پردہ اٹھانے کی — اسی پر ان دنوں سب صرف ہے زور مسلمانی
خدا کو حشر میں اے پردہ در کیا منہ دکھائے گا — تمام اعضاء انسانی کو تو نے کر دیا زانی

Marfat.com

ذرا تو دیکھ تو منہ ڈال کر اپنے گریباں میں نقاب رُخ سے ہی وابستہ ہے پاکدامنی

(عزیز الحسن مجذوبؒ)

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیویاں اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کہاں گیا کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

(اکبر الہ آبادیؒ)

اللہ کا رسول ﷺ اخلاق سیۂ خواہ کسی سبب سے ہوں وہ ان کی بیخ کنی کرتا ہے اور اخلاق حسنہ خواہ وہ کسی علت کے معلوم ہوں وہ ان کو انسانوں کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ انسانی اوہام کے طلسم کو توڑ دیتا ہے اور غلط رسم ورواج کی بندشوں کو کھولتا ہے اور انسانوں کی غلامی سے آزاد کر کے صرف اور صرف خدا کی غلامی میں دیتا ہے۔ (سیرۃ نبوی ج ۴/۵۳) اور انبیاء علیہ السلام جسم کی خدمت، جسم کیلئے نہیں بلکہ روح کیلئے کرتے ہیں اور اسی کی تعلیم دیتے ہیں۔

محبت کی تعریف:

ہر حال میں محبوب کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اس کو محبت کہتے ہیں۔ راحت و سرور ہو یا رنج و غم نفع ہو یا نقصان ہر صورت میں اپنی خواہش کو ختم کر کے محبوب کی خواہش کا غلام ہو جانا اسی کا نام محبت ہے امام دمیریؒ فرماتے ہیں کہ غیرت اوصاف محبت سے ہے غیرت ہوتے ہوئے عشق کو راز میں رکھنا ممکن نہیں لہذا جس کی زبان اس مضمون کو بیان کرنے میں دراز ہو اور سر بستہ رازوں کو کھونے پر مُصر ہو تو اسے محبت کا ذائقہ نصیب نہیں وہ صرف اپنے دل کی آسودگی کی خاطر چرچے کر رہا ہے اگر اسے حقیقی محبت کا ذائقہ نصیب ہوتا تو تفصیل اور تشریح کا محتاج نہ ہو اس لئے کہ عشق صادق لفظوں سے نمایاں نہیں کیا جا سکتا وہ تو اداؤں سے پکڑا جا سکتا ہے اور اس کو کوئی بھی نہیں سمجھ پاتا بجز محبوب کے (حیات الحیوان ۱/۶۶۰) اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بعد نماز فجر سے بیٹھ کر طلوع شمس تک ذکر اللہ کرتا ہوں مجھے یہ عمل راہِ خدا میں عمدہ ترین گھوڑوں پر سفر کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (حیات الحیوان ۱/۶۴۷)

Marfat.com

عورتوں کا مقام:

جس امر کو عورتوں کیلئے نقصان دین کہا گیا ہے وہ ظاہر لحاظ سے کمی ضرور ہے۔ مگر درحقیقت حالت عذر و مجبوری کی کمی و نقص دینی نہیں ہے اور اس حدیث شریف میں عورتوں کا نقص دین فرمایا ہے مقصد شارع صرف یہ ہے کہ عورتوں کو جو عقل و دین کا حصہ دیا گیا ہے وہ ان کی حد شکر اور اصلاح معاش و معاد کیلئے کافی ہے لیکن اگر وہ اپنے دائرہ عمل سے نکل کر مردوں کے خاص معاملات اور بیرونی امور و ملکی سیاسیات وغیرہ میں حصہ لینا چاہیں تو اس سے کسی بہتری کی امید نہیں ہے بلکہ اس سے بسا اوقات وہ مردوں کی عقلوں کو بھی خراب کریں گی اور طرح طرح کے فسادات وفتنوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ (انوار باری ۱۰/۲۱۲)

عورتوں کی عقل و سمجھ پر بھروسہ کر کے اگر ان کو کوئی اختیار دیا جاتا تو سب سے زیادہ موزوں ان کیلئے اپنی اولاد کے نکاح کرانے کا اختیار ہوسکتا تھا کیونکہ وہ لڑکوں لڑکیوں کے معاملات سے بظاہر مردوں سے بھی زیادہ واقف ہوتی ہیں لیکن ان کی قوت فیصلہ کے نقص اور بعد کی ذمہ داریوں کا بار نہ سنبھال سکنے کے باعث یہ اختیار بھی ان کو سب سے آخر میں بدرجہ مجبوری دیا گیا ہے چنانچہ ولی نکاح بننے کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ ا باپ۔۲۔ دادا۔۳۔ پردادا۔۴۔ سگا بھائی۔۵۔ سوتیلا بھائی۔۶۔ بھتیجا۔۷۔ بھتیجے کا لڑکا۸۔ پوتا۔۹۔ سگا چچا اور لمبی تفصیل کے بعد والدہ کہیں آتی ہے (انوار باری ۱۲/۱۶۴)

حضور ﷺ میں چونکہ رحمت و شفقت کا وجود بے حد و بے حساب تھا اور سیدنا عمر فاروقؓ میں ان کی نسبت سے شدت و سختی تھی ان دونوں کے نظریات میں بھی فرق سمجھ لیا گیا، حالانکہ ایسا نہیں ہے پھر حضور ﷺ کے زمانہ سعادت میں جتنی نرمی نبھ گئی آپ کے بعد بھی اس کو باقی رکھا جاتا تو مفاسد کے دروازے کھل جاتے خود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بعد کی زندگی میں فرق ملاحظہ فرمالیا تھا اور اسی لئے فرمایا کہ اب جو کچھ عورتوں نے اپنے اندر تبدیلیاں کر لی ہیں وہ اگر حضور ﷺ کے زمانہ میں ظاہر ہو جاتیں تو آپ ﷺ ان کو مساجد کی نماز سے ضرور روک دیتے اور موجودہ زمانے میں عورتوں کا گھر کی چار دیواری سے بلاضرورت شدید نکلنا بوجہ فساد وشر کے بہت غلبہ کے ممنوع ہے، اور نماز کیلئے حضور ﷺ نے اپنے دور میں ہی

Marfat.com

فرمادیا تھا کہ عورتوں کیلئے زیادہ ثواب گھر کے اندر ہے اور عورتوں کی اصلاح کے بارے میں حضورﷺ چاہتے تھے کہ جتنی بھی اصلاح نرمی سے ہو سکے وہ زیادہ بہتر ہے تاہم آپؐ نے ارشادفرمایا کہ وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جو اپنا والی اور سربراہ کسی عورت کو بنائیں اور رسول اللہﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا اور گوشت کبھی نہ سڑتا اور جو حضرت حوا علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے بے وفائی نہ کرتی (بخاری و مسلم شریف مظہری ۱/۱۲۴)

منکرات والی محفل میں شرکت حرام ہے:

جس محفل میں منکرات کا ارتکاب ہو رہا ہو اس میں شرکت کرنا حرام ہے۔اور حرام چیز جوڑ کی خاطر حلال نہیں ہوسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا ذریعہ بنتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے جوڑ میں توڑ پیدا کر دیتے ہیں جو محرمات کے ارتکاب پر قائم کیا جائے ایک حدیث شریف کا مضمون ہے جو شخص انسانوں کی ناراضگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی تلاش کرے اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا مندی تلاش کرے اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور اپنی نصرت و حمایت کا ہاتھ اس سے اٹھا لیتے ہیں آپس مین ظالم ہو کر خصومت اور نزع مت کرو۔(الحدیث)

نہ ایسی اطاعت اگر ہم کریں گے ۔۔۔ خلاف نبیؐ یونہی کرتے رہیں گے
جدھر نفس نے پھیرا پھرتے رہیں گے ۔۔۔ نبیؐ کی اطاعت سے ٹلتے رہیں گے
تو پھر کیا فضیلت ہے غیروں سے ہم کو ۔۔۔ یہودی عیسائی سکھوں کو دیکھو
ذرا چشم عبرت سے غیروں کو دیکھو ۔۔۔ اسی طرح پھر جا کے شیعوں کو دیکھو
ہنود اور بدھ مت کے لوگوں کو دیکھو ۔۔۔ کہ تابع ہیں سب پیشواؤں کے اپنے
ان آئین کے پابند فرقوں کو دیکھو ۔۔۔ ہیں رستہ پر سب رہنماؤں کے اپنے
مگر ہاں مسلمان کچھ ایسے گرے ہیں ۔۔۔ کہ یکلخت اپنے نبیؐ سے پھرے ہیں
طریق نبیؐ سے من ان کے بھرے ہیں ۔۔۔ تو کفار کی رسموں پر دل دھرے ہیں
جو سنت سے دِل انکا اُکتا گیا ہے ۔۔۔ چلن کافروں کو پسند آ گیا ہے

Marfat.com

پردہ صنف نازک:

پردہ جو صنف نازک کی شرم وحیاء کا نشان ہے اس کی عفت اور آبرو کا محافظ اور اس کی فطرت کا حصہ اس پر رجعت پسندی کے آوازیں کسے گئے۔ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا شرف نسوانیت کے منافی ہے۔ اور اگر ضرورت باہر قدم رکھنے کی پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ انکا پورا بدن مستور ہو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آج کے معاشرے کو اسلامی معاشرہ سے کوئی نسبت ہی نہیں آج کا پریشان حال انسان دل کا سکون واطمینان ڈھونڈنے کیلئے ہزاروں جتن کرتا ہے جس کنجی سے دل کے تالے کھلتے ہیں وہ ان کے ہاتھ سے گم ہے اور کہتا ہے☆۔ بابر بہ عیش کوش کہ دنیا دوبارہ نسیت۔ بھائی جو شخص بھی موجودہ معاشرتی بگاڑ کی صورت حال پر سلامتی فکر کے ساتھ ٹھنڈے دل سے غور کرے گا وہ اس فلمی صنعت اور ٹیلی ویژن کی لعنت کو نئی نسل کے قاتل کا خطاب دینے میں حق بجانب ہوگا۔ بعض حضرات کو اسی پستی اور بگاڑ کا احساس ہے لیکن عزم وہمت کی کمزوری کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ اس کا کچھ علاج نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے بے رحم تھپیڑوں کے سپرد کر دینے میں عافیت سمجھتے ہیں "صاحب" کیا کیجئے زمانے کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔" کا جو فقرہ اکثر زبانوں سے سننے میں آتا ہے وہ اسی ضعف ایمان اور عزم وہمت کی کمزوری کی چغلی کھاتا ہے ایسے لوگوں کے خیال میں گندگی میں ملوث ہونا ہے تو بہت بُری بات لیکن اگر معاشرہ میں اس کا عام رواج ہو جائے اور گندگی کھانے کو معیار شرافت سمجھا جانے لگے تو اپنے آپ کو اہل زمانہ کی نظر میں "شریف" ثابت کرنے کیلئے خود بھی اسی شغل میں لگنا ضروری ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ پاکستان کا سربراہ ہو یا سعودی حکمران سیاسی لیڈر ہو یا علماء مشائخ یہ سب امتی ہیں ان کا قول وفعل شرعی سند نہیں رکھتا کہ رسول کریم ﷺ کے مقابلے میں انکا حوالہ دیا جائے۔ یہ سب کے سب اگر امتی بن کر اپنے نبی ﷺ کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر پائیں گے اور اگر نہیں کرینگے تو بارگاہ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہونگے پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیں یا پکڑ لیں بہر حال کسی مجرم کی قانون شکنی قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی۔ ہم لوگ بڑی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جب قانون الٰہی

Marfat.com

کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کے عمل کا حوالہ دیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی عورتوں کو نصیحت:

حضور ﷺ نے عید گاہ میں صدقہ خیرات کی رغبت کے لئے عورتوں کو خطاب فرمایا اور خصوصاً عیدین کے موقع پر خاص طور سے صرف عورتوں کو اس حکم میں خطاب اس لئے کیا کہ ان میں عام طور پر بخل کی صفت زیادہ ہوتی ہے اور صدقہ کے اجر و ثواب کا علم و استحضار کم ہوتا ہے لیکن اس دور میں موجود، فتنوں اور بے راہ روی کے سبب علماء امت نے عید گاہ کی طرف عورتوں کا گھر سے نکلنا منع کیا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا تھا کہ اگر حضور اکرم ﷺ وہ حالات ملاحظہ فرماتے جو آپ کے بعد عورتوں کیلئے پیدا ہوئے تو ان کو مساجد کی حاضری سے روک دیتے جس طرح نبی اسرائیل کی عورتوں کو ممانعت ہوگئی تھی اور حضرت محقق عینی محدثؒ نے لکھا کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد حضور علیہ السلام کے بعد بہت ہی کم عرصہ کا ہے اور اب تو حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہوگئی ہے عید گاہ کی طرف صرف بوڑھی عورتوں کا نکلنا درست ہوگا جوان کو اجازت نہیں اور بوڑھی عورتوں کے ساتھ یہ قید بڑھانی چاہیئے کہ وہ اتنی بوڑھی ہوں کہ مردان میں رغبت نہ کریں اور معمولی لباس میں نکلیں اور اپنے شوہروں کی اجازت سے اور مفاسد سے بھی امن ہو۔

بدنظری ایک عیب ہے:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص تقاضائے نظر کے وقت نگاہ نیچی کرے اس کو حلاوت ایمان نصیب ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک طبعی حلاوت بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ غض بصر (نظر کا روکنا) کے بعد اس کا دل یہ کہتا ہے کہ شاباش آج شیطان کو خوب زق (تنگ) کیا اور یہ فخر اہل اللہ نے بھی کیا ہے مگر شر و بطر کے ساتھ نہیں بلکہ تحدث بالنعمۃ کے طور پر اور اس قسم کا فرح محمود ہے غرض غض بصر میں باطنی حیات و ترقی بھی ہے اور حیات ظاہرہ کا ابقاء بھی ہے کیونکہ بعض دفعہ بدنگاہ جان و ایمان تک لے لیتی ہے پس نگاہ ڈال کر ہٹانے میں اس کو نفس کے ساتھ گو سخت کشاکشی ہوتی ہے جس کو وہ اضطرار سمجھنے لگتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ اضطرار نہیں کیونکہ وہ اس حالت میں غضِ بصر پر قادر رہتا ہے اور گھروں میں ایسے حالات مہیا کرنے کیلئے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ سچ کی تلخی کو رواداری اور نرمی کے شہد کے ساتھ ملا کر ایسا معجون بنا دیں کہ نفسانی بیماریوں کے مریض آسانی سے حلق سے نیچے اتار لیں اور ناجائز فعل پر تنبیہ نہ کرنا اور اس پر سکوت اختیار کرنا دین میں مداہنت ہے اور لقمان حکیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا پہاڑ کی چٹانوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا احمقوں کے سمجھانے سے زیادہ آسان ہے۔

عورتوں کو نصیحت:

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کیلئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت نکالو۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔ شب برات، محرم، عرفہ، تبارک کی روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہی ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو۔ جیسے دیور، جیٹھ، خالہ کا، پھوپھی کا، یا ماموں کا، بیٹا، یا بہنوئی، یا نندوئی، یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ اِن سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کُرتہ کہ جس میں پیٹ، پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں۔ یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔ لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کُرتہ بناؤ اور ایسے کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔ بیاہ شادی مونڈن، چلّہ، چھٹی، منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے ہاں کسی کو بلاؤ۔ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اوّل وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ، لچھہ وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو اور بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لیا کرو یا سُن لیا کرو اور اس کے مطابق چلا کرو خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر مت خرچ کرو گانا کبھی مت سُنو قرآن کی تلاوت روزانہ کیا کرو اور فضول قسم کی کتابیں، رسالے نہ خود دیکھو نہ بچوں کو

Marfat.com

دیکھنے دو جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔ ہر بات میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دِل میں بڑا نور پیدا ہوگا۔ اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو جلدی سے کچھ کہنے سُننے مت لگو خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی بُرے آدمی کی بھی برائی مت کرو نہ سُنو۔ کسی پر طعن مت کرو اور نہ حقیر سمجھو۔ مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا دھندا مت کرو جہاں تک ہو سکے ذکر میں مشغول رہو چلتی پھرتی کام میں لگی ہوئی دھیان ذکر میں رہے دُنیا کے کام مت بڑھاؤ لوگوں سے میل ملاپ بے فائدہ مت رکھو اور جان پہچان والوں سے بہت بچو۔ معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔ دِل میں اگر کوئی کیفیت پیدا ہو تو اطلاع اپنے مصلح کو کرو اور کسی سے مت کہو۔ جب غلطی ہو جائے تو تاویل کر کے ٹالا نہ کرو بلکہ غلطی کا اعتراف کر لیا کرو ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔ (قصد السبیل۔ ص ۳۰)

عورت کا خاوند سے طلاق مانگنا:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عوت بلا کسی خوف کی بات کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے تو اُس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (مظہری ۵۰۴/۱ ترمذی شریف)

تسکین واطمینان بخشی:

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا اللہ کی تسکین دہی اور اطمینان بخشی سے اگر کسی کو تسکین قلبی اور اطمینان خاطر حاصل نہ ہو تو اس کا سانس حسرت دنیا میں ہی نکلتا ہے اور جو لوگوں کے مال کی طرف چشم تمنا سے دیکھتا ہے اس پر غم چھایا رہتا ہے اور جو شخص خیال کرتا ہے کہ کھانا پینا اور لباس ہی اللہ کی نعمت ہے ہدایت اور ایمان اور جنت نعمت خداوندی نہیں ہے تو اس کے اعمال حسنہ کم ہو جاتے ہیں اور عذاب سامنے آ موجود

Marfat.com

ہوتا ہے۔(مظہری ۷/۴۴۴) اور مالداروں کے اخلاق فی الجملہ بڑائی خود پسندی خود بینی اور خودنمائی کو چاہتے ہیں اور مسکینی کی لذت تو تواضع اور ملنساری اور آشناء پروری اور اللہ کی طرف دم بدم التجا کرنے سے حاصل ہوتی ہے بس معلوم ہوا کہ مال عزت ولذت کا سبب نہیں ہوتا اور اس کا نہ ہونا ذلت اور حقارت کا واسطہ نہیں ہاں یہ سچ ہے کہ جو مال قناعت بے پروائی اور لالچ کے بغیر ہاتھ آوے سو عزت کا باعث ہے۔(عزیزی پارہ عم ص۳۶۹) وَاعْلَمُوْ اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِه (پارہ۲۴ص۱۶۱) اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جاتا ہے کہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان۔

اللہ کا فضل اسباب سے مستغنی کر دیتا ہے:

اللہ پاک ہیں بڑی عظمت والے ہیں ہر چیز اُس کے قبضہ قدرت میں ہے اپنا فضل جس کو چاہتے ہیں عنایت فرماتے ہیں اور وہ بڑے فضل والے ہیں بعض عارفینؒ فرماتے ہیں جس کی سرپرستی حق تعالیٰ کی مہربانی اور نظر لطف کرم فرمائے وہ اس سے بڑھ کر ہے جس کو تدبیر علمی باادب بنائے اور یہ قول بہت ہی اچھا ہے اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ سالک اپنے سلوک میں چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے کہ ایک علم کا جو کہ اس کا حاکم بنے دوسرے ذکر جو اُنس پیدا کرتا ہے۔ اور ایک پرہیزگاری کا جو اسے بچائے رکھتی ہے اور ایک یقین کا جو اسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے مصنف قصص اولیاء میں فرماتے ہیں پہلے بزرگ کے قول کے موافق جیسے رعایت حق حاصل ہو جائے وہ ان چاروں چیزوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔(قصص اولیاء ۳/۱۵۶) اور ذکر اللہ سبب ہے استعداد کی صفائی کا اور کمالات کی زیادتی کا اور جس قدر کہ ذکر اللہ میں نام پروردگار کا بہت لیا جاتا ہے اسی قدر معرفت کا درخت بڑھتا ہے۔

مکتوب شیخ سرہندی حضرت خواجہ محمد معصومؒ:

دنیوی مادی چیزوں کے حاصل نہ ہونے پر حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے مرید کا دعا کے لئے عرض کرنا اور حضرت خواجہ کا جواب اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے وہ بہتر ہے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اور مادی اشیاء کے حصول میں خواہ مخواہ مشقت مت جھیلو (آیت کا ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں) یاد

Marfat.com

رکھو ہماری عزت، ایمان و معرفت کے ساتھ وابستہ ہے مال و جاہ کے ساتھ نہیں تکمیل ایمان میں کوشش کرو۔ اور مراتب معرفت حاصل کرنے میں پوری جدوجہد کرو جتنا بھی اس مقصد اعلیٰ میں مشقت جھیلو گے اتنا ہی زیبا و مستحسن ہے حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی غم آخرت بنا دے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں کو دور کر دے گا۔ اور کوئی عارف بغیر درد و حزن کے نہیں ہے جب فخر کائنات علیہ افضل الصلوات دوام فکر اور تو اصل حزن کے ساتھ موصوف تھے تو دوسروں کا کیا ذکر۔ اللہ تعالیٰ سے تمہاری سلامتی عافیت، استقامت شریعت اور ترقی درجات معنویہ چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ سرد قلبی اور بے فکری نصیب اعداء ہو جائے۔ اور ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ تصوف اضطراب و بیچینی کا نام ہے جب سکون آ گیا تو تصوّف نہ رہا طالب آخرت یعنی سالک بے اضطراب اور بے سوزش نہیں ہوتا اجل مسمّٰی قریب ہے (یعنی موت) اور مجھ سے کچھ کام نہ ہو سکا اتنے دور دراز سفر کیلئے سامان درست نہیں کیا گیا ہائے عمر کا عمدہ حصہ (شباب) ہوا و ہوس میں بسر ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ نکمی عمر (پیری) میں کیا بن سکے اور اس وقت کے عمل کا کیا اعتبار ہو گا بس بھائی نجات اس میں ہے کہ زبان کو بند کر گھر میں بیٹھ رہ ہلکا سا معاش کا دھندا جس سے عیال کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور وہ آخرت کے کاموں میں رکاوٹ نہ بنے کافی ہے اور اپنے گناہوں پر راتوں کو رویا کرو اور جو ملے اُس سے سلام علیک کرنا اور نماز پڑھنا رات کو جب لوگ سوتے ہوں احسن کاموں میں سے ہے۔

نہ جا اُس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اسکی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اُسکا

(تفسیر عزیزی الحدیث)

طمانیت قناعت میں ہے:

آمدنی بڑھ جانے سے خرچ بھی بالطبع بڑھے گا یہ روز کا مشاہدہ ہے اس لئے طمانیت قناعت میں ہے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں ملی ہوئی روزی کو بلا عذر شرعی کسی حال میں اس وقت تک چھوڑنا نہ چاہیے جب تک دوسری صورت متعین نہ ہو جائے۔ (سید سلمان ندویؒ)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا پالینا:

اللہ تعالیٰ کے پالینے کے معنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے سوا کچھ اور نہیں۔ بندہ پر رضائے الٰہی کی طلب اور اس کی سعی و محنت فرض ہے لیکن اس کا حصول بندہ کے اختیار میں نہیں اس لئے وہ اس کا مکلف نہیں اس کا ڈھونڈنا شرط ہے اس کا پالینا شرط نہیں ہے ملنے نہ ملنے کا وہ مختار آپ ہے بندہ کو چاہیے کہ لگا پڑا رہے (حاجی امداد اللہ مکیؒ) اور ذکر میں حق تعالیٰ کی ذات کا تصور نہیں ہوتا اس کی صفات کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا تصور کیجئے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت مقدادؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا جس میں حضرت عبداللہؓ نے ان کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہہ دیئے انہوں نے اس کی شکایت حضرت عمرؓ سے کر دی جس پر آپ نے نذر مان لی کہ عبداللہؓ کی زبان کاٹ دیں گے ان کو معلوم ہوا تو ڈرے اور لوگوں کو درمیان میں ڈالا کہ آپ کو اس سے باز رکھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تا کہ میرے بعد یہ سنت بن جائے جس پر لوگ عمل کریں کہ جو شخص بھی کسی صحابی رسول اللہ ﷺ کیلئے نامناسب الفاظ استعمال کرے اس کی زبان کاٹ دی جائے (انوار باری ۱۱۱/۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیت المال کی صفائی کی تو اس میں ایک درہم ملا وہ حضرت عمرؓ کے کسی بچے کے پاس سے گزرے تو اس کو دے دیا حضرت عمرؓ نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا کہا کہ مجھے ابوموسیٰؓ نے دیا ہے آپ نے ان سے معلوم کیا اور فرمایا کیا سارے شہر مدینہ میں تمہیں میری اولاد سے زیادہ ذلیل مسکین ولاچار کوئی نہ ملا جس کو دے دیتے کیا تم نے یہ ارادہ کیا کہ امت محمدیہ علیہ السلام کا کوئی فرد بھی باقی نہ رہے جو اس درہم کے ناحق لینے پر ہم سے مواخذہ نہ کرے پھر آپ نے وہ درہم بچہ سے لے کر بیت المال میں ڈلوا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیت المال کے مال کو غلط طریقہ پر کسی کو دینے سے ساری امت کے افراد قیامت میں لینے والے پر گرفت و مواخذہ کریں گے (۱۱۱/۱۲ انوار باری)

Marfat.com

دین کا طبیب:

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ عالم دین اللہ کے دین کا طبیب ہے اور دنیا کا مال دین کی بیماری ہے جب طبیب ہی بیماری کو اپنی طرف کھینچے تو دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔ (قصص اولیاء ۳/۱۵۷) حسن بصریؒ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی علماء سوء ہی نے لوگوں کو ہلاک کیا جو دین کی بابت مداہنت برتتے ہیں اور ان زاہدوں ہی نے جو دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں اور ان غازیوں ہی نے جو ریا کار ہیں اور ان تاجروں نے جو خائن ہیں اور ان بادشاہوں ہی نے جو ظالم ہیں لوگوں کو ہلاک کیا (قصص اولیاء ۳/۱۵۹) اور اگر کوئی صاحب علم متقی مر جائے تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے اور عابد مقبول بارگاہ خداوندی کا مرنا بڑا نقص ہے جس کے دیدار سے باطن قلوب میں جان پڑتی ہے اور بادشاہ عادل سرپرست قوم کا بحکم الٰہی انتقال کر جانا (مر جانا) بہت بڑا نقصان اور کمر توڑنے والا حادثہ ہے اور سوار بہادر کا مر جانا بنائے اسلام (اسلام کی بنیاد) کا منہدم ہونا ہے جس کے ارادے سے بسا اوقات نصرت حاصل ہوتی ہے اور سخی آدمی کا مرنا قحط سالی ہے کیونکہ اس کی بقاء میں نعمت اور سرسبزی تھی بس یہی پانچ ہیں جن پر رونا چاہیے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کا مر جانا تخفیف اور رحمت ہے۔

موت اُس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس　　ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

(قصص اولیاء ۳/۱۶۰)

اہل تقویٰ کا زہد:

اہل تقویٰ نے جائز تنعم و راحت پسندی سے بھی حتی الامکان احتراز اور پرہیز کیا ہے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی اس تقویٰ کا نمونہ ہے جو انکو حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں حاصل ہوا اور فرمایا کرتے تھے مجھے ڈر ہے کہ میں بھی کہیں ان لوگوں جیسا نہ ہو جاؤں جنکو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ آیت) تم نے دنیا میں ہی ہماری نعمتوں میں سے اپنا حصہ پورا کر لیا اور ان سے فائدہ اٹھا چکے (انوار باری ۱۲/۹۳) اور اکثر اہل اللہ نے اس زندگی کو اپنایا ہے اگرچہ حق تعالیٰ نے تمتع لذات دنیوی پر کفار کو توبیخ و

Marfat.com

ملامت کی ہے اور ثواب آخرت کی امید پر رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے لذات دنیوی سے اجتناب فرمایا (انوار باری ۱۲/۹۵) نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو فرمایا تنعم (عیش وراحت پسندی) سے بچتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے متنعم نہیں ہوتے اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ کے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہوں گے۔ (انوار باری ۱۲/۹۶)

کریما:

نبی آدم از علم باید کمال نہ از حشمت وجاہ ومال ومنال

آدمؑ کی اولاد علم سے پاتی ہے کمال نہ کہ دبدبہ اور مرتبہ اور مال اور اسباب

انسان کی ذات میں علم نہیں:

علم باہر سے لایا جاتا ہے اخلاق اندر موجود ہیں لیکن درست کئے جاتے ہیں اصلاح کی جاتی ہے یعنی انسان کے اخلاق موجود ہیں مگر جب تک علم نہیں ہے وہ معتدل اخلاق نہیں ہیں یا افراط سے اخلاق کو استعمال کرے گا یا تفریط سے اور اسی کو جہالت کہتے ہیں مثلاً نبی کریم ﷺ نے تعلیم دی صابر بنو اور صابر بننا کسے کہتے ہیں کہ غم کا اظہار بھی کرو مگر حدود سے مت گزرو یہ جبھی ہوگا جب حدود کا علم ہوگا کہ کہاں تک ہمیں رونا جائز ہے کہاں تک جائز نہیں کہاں تک غم کرنا جائز ہے کہاں تک جائز نہیں تو جائز و ناجائز کی حدود بتلانا یہ تعلیم ہے غرض اخلاق درست نہیں ہو سکتے جب تک علم نہ آئے مثلاً تواضع اس کے ایک طرف تکبر ہے کہ آدمی فرعون بن جاتا ہے۔ بڑے بڑے بول بولے۔ اکڑ کر چلے دوسرا کنارہ ذلتِ نفس پیدا ہوجائے کہ ہر کس وناکس کے آگے جھکتا پھرے یہ بھی تواضع نہیں ان دونوں کے بیچ میں تواضع ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل نہ بنائے اور تکبر بھی نہ ہو۔ ذلت بھی نہ ہو یعنی وقار ہو اور تکبر بھی نہ ہو یعنی تواضع ہو خوشامد اور غرض مندی سے جو تعظیم کرے وہ تواضع نہ ہوگی وہ تملق اور چاپلوسی ہوگی۔ اور اگر کسی باکمال کے آگے اللہ کے لئے جھکے وہ تواضع لِلّٰہ ہوجائے گی۔ تو نہ تکبر جائز نہ ذلت نفس جائز مثلاً سلام کرتے وقت اتنا جھکے کہ

Marfat.com

رکوع کی کیفیت پیدا ہو جائے یہ مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے اور آدمی اگر جھکے تو لوجہ اللہ جھکے اور اتنا نہ جھکے کہ جس سے عبادت کی شان پیدا ہو جائے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اخلاقی جواہر میں انسان آمین ہے یعنی یہ جواہر تکبر، تواضع، ذلت، غصہ، شہوت یہ اللہ کی امانتیں ہیں ان میں انسان کو حق نہیں کہ اپنے اختیار اور اپنی مرضی جیسے چاہے استعمال کرے بلکہ جس کی دی ہوئی امانت ہے اسی کی تجویز سے استعمال کرے اور اسی کی تجویز معتبر ہے اسی کے کہنے کے مطابق استعمال کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے علم حاصل کرنا ہوگا اور اللہ والوں کی صحبت اٹھانی ہوگی اور یہی دو کامیاب راستے ہیں جن پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے قریب پہنچنے کی امید ہے اور علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (الحدیث) اس کا مطلب اس عمل کا علم مراد لیا ہے جس کا واجب ہونا مسلمان پر مشہور ہے اور کوئی علم مراد نہیں۔

حسن معاملہ وحسن کلام:

ترقی کا صریح طریقہ خوش معاملگی اور اعتبار ہے بد معاملگی تنزل کا سبب ہے ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کسی کا روپیہ لے کر دینا نہیں چاہتے بھائی بد معاملگی مرض عام ہے بعض لوگوں کی نافرمانی کی وجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عام لوگوں پر مصیبت پڑ جاتی ہے اور یہ مصیبت نافرمانوں کے لئے سزا اور فرماں بردار کے لئے زیادتی اجر کا باعث ہوتی ہے اور اختلافات کی گفتگو میں زبانی بیانات اور رنجش کے کلام میں پوشیدہ خیالات کا اظہار ہو جاتا ہے جس سے اخلاص اور نفاق کی جانچ ہو جاتی ہے اور جو وسائل معین انابت وتقرب ہوں ان کا حصول عبادت ہے میرے اللہ کی عجب شان نرالی ہے: بن مانگے موتی ملے: مانگے ملے نہ بھیک۔

دیوانہ کو ویرانہ سے کیوں نہ لطف آئے — آخر تو ہو ہر اک شخص کا انجام یہی ہے
سب دھندے ہیں دنیا کے جومٹ جائینگے اک دن — خلوت میں خدا ڈھونڈے بس کام یہی ہے

(گنگوہیؒ)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی

(تذکرہ رشید)

Marfat.com

متقی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے:

بیہقی وابن جریر وابن حاتم نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا سنو اللہ تعالیٰ متقیوں کے وفد کو نہ پیدل اٹھائے گا نہ ہنکا کر لے جائیگا بلکہ جنت کی ان اونٹنیوں پر سوار کرا کے بلوائے گا جن کی نظیر کسی مخلوق نے نہیں دیکھی اونٹنیوں پر سونے کے کجاوے اور زبرجد کی مہاریں ہونگی متقی ان پر سوار ہو کر جائیں گے اور جا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ (مظہری ۲۴۹/۷) اور دین اسلام میں آخر سب نعمت ہے اور اول کچھ محنت ہے۔ (ترجمہ قرآن حاشیہ موضح القرآن ص ۶) اور انسان کا اصول صحت (یعنی شریعت) سے دانستہ یا نادانستہ انحراف کرنا ہی جسمانی وروحانی بیماریوں میں مبتلا ہونا ہے۔ (سیرۃ نبوی ۴۱/۷/۴)

جمع کرنے کی چیز:

زبان ذاکر، قلب شاکر اور زوجہ صالحہ تمہارے ایمان پر مددگار ہونے والی۔ (الحدیث)

(متفق علیہ ۱۰۲/۲ ازالۃ الخفاء)

اے خدا این بندہ را رُسوا مکن   گر بدم من سرمن پیدا مکن

(مثنوی شریف ص ۶۲۴)

ترجمہ: اے خدا اس بندہ کو رسوا نہ کیجئے اگرچہ میں برا ہوں لیکن میرے پوشید عیوب کو اپنی مخلوق پر ظاہر نہ کیجئے۔

مصائب وپریشانیوں کا علاج:

اپنی تدبیر ظاہری کہ عالم اسباب میں سامان وتدبیر ظاہر پر مدار رکھا ہے اور اس کے علاوہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل کو پانچسو مرتبہ اوقات مختلف میں پڑھتے رہو اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس تین تین بار اور آیۃ الکرسی ایک بار سوتے وقت ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھیر لیا کرو اور ان کو ہی صبح، شام بعد نماز پڑھ لیا کرو کسی کا سحر ومکر اثر نہ کریگا انشاء اللہ تعالیٰ اور استغفار کثرت سے کرو، استغفار کی کثرت پر ادائے قرض ورفع غم وحصول مطلب وحاجات کا وعدہ ہے اور ایک بات یاد رکھنا کہ اپنے راز کی کسی کو دوست جان کر اطلاع مت کرنا یہ بھی ایک ضروری بات ہے کسی کا اعتبار نہیں۔ (تذکرہ رشید ص ۲۹۸)

Marfat.com

امن اور سلامتی کا گھر:

انسان امن وسلامتی کا بھوکا ہے لیکن وہ اس امن وسلامتی کو اسباب وراحت کے انبار میں تلاش کرتا ہے اور نہیں پاتا وہ دنیا میں امن کا گوشہ ڈھونڈ ھتا ہے اور وہ اس کو نہیں ملتا جنت کے جہاں وحی محمدی ﷺ نے اور بہت سے نام بتائے ہیں وہاں اس کا ایک نام دارالسلام بھی بتایا ہے۔ جس کے معنی امن و سلامتی کے گھر کے ہیں۔ (مظہری ۴/۱۸۳۴)

رواداری اور نرمی کا شہد:

اللہ عزوجل اور اُس کے رسول علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ سچ کی تلخی کو رواداری اور نرمی کے شہد کے ساتھ ملا کر ایسا معجون بنا دیں کہ نفسانی بیماریوں کے مریض آسانی سے حلق سے نیچے اتار لیں۔

عمارت کب وہ پوری ہو کہ تو اس کو بناتا ہو ۔۔۔ مگر ہو دوسرا اس جا کہ وہ اس کو گراتا ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ آخِراً وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّد وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلِّم

معمہ حال میرا مثل ابرو برق و باراں تھا ۔۔۔ میں رُوتے میں بھی خنداں تھا میں ہنسنے میں بھی گریاں تھا

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نعش حاتم کو ۔۔۔ ہزاروں حسرتیں مدفون ہیں دریا کے پہلو میں

نہ گل ہی تھے نہ شمعیں تھیں نہ کوئی فاتحہ خواں تھا ۔۔۔ عجب حسرت کا منظر منظرِ گور غریباں تھا

(عاشق الٰہیؒ میرٹھی)

کیفیت نماز:

نماز عبادت جسمانی کی سردار ہے اور حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز سے ہے مومن کی معراج ہے نماز ایک عام دنیادار مسلمان کی ہے اور ذکر ہے کہ گھڑی کی رفتار کی طرح اللہ کا نام رٹنے میں اور نماز پڑھنے میں کہ دل کہیں ہو اور خیال کہیں ہوتا ہے اور ایک ذکر اور نماز اہل اللہ اور محبانہ وعاشقانہ اشتیاق سے اللہ جل جلالہٗ کا نام پاک لینے میں کہ وہ محبان دنیا کی عادت وخو ہے اور یہ محبان خدا کی طلب وجستجو ہے۔ اور محبت جب قلب میں اس درجہ پیوست ہو جاتی ہے کہ محبوب کا خیال ہمہ وقت قائم رہنے لگے اور کسی وقت بھی

Marfat.com

دل سے نہ ہٹے تو اس کا نام نسبت یا داشت ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے دن میں انسان سب کچھ کرتا ہے اور اس کا یقین رکھتا ہے کہ سورج نکلا ہوا ہے اور جو کچھ کر رہا ہوں اس کی روشنی میں کر رہا ہوں۔ اسی کا نام یقین اور حضور ہے اور ان مختلف اثرات کو رنگہائے نسبت کہتے ہیں بس بھائی مقصود یہ ہے کہ سالک کے قلب میں مرضیات الٰہیہ کی ایسی طلب پیدا ہو جائے جیسی بھوکے کو غذا کی طلب ہوتی ہے اور اس کے لئے ضرورت ہے صحبت شیخ اور خاص تعلیم کی کہ مجاہدہ و ریاضت کرے تا کہ بداخلاقیوں کے وہ عوارض دور ہو جاویں جنہوں نے فطرت کو مغلوب کر کے اس بھوکے کو بند کر دیا ہے اس لئے شیخ کے ساتھ انس اور تعلق ضروری ہے۔

10 محرم عاشورہ کی اہمیت:

ا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی 10 محرم عاشورہ کے دِن جودی پہاڑ پر رُکی اور اُنہوں نے معہ اپنے ساتھیوں کے روزہ رکھا۔ ۲۔ بنی اسرائیل کو 10 محرم عاشورہ کے روز دریا سے پار کیا۔ ۳۔ حضرت آدم علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کی توبہ قبول کی 10 محرم عاشورہ کے روز۔ ۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے عاشورہ 10 محرم۔ ۵۔ جس نے ۲۷ رجب مبارک کی رات کو عبادت کی اور دن کو روزہ رکھا اس نے سو 100 سال کے روزے رکھے اور سو سال تک عبادت کی اور اسی ماہ اللہ نے رسول اکرم علیہ السلام کو تاج نبوت سے رونق افزاء فرمایا۔ (مومن کے ماہ و سال ص ۱۷۱)

اللہ کے ولی کی تعریف:

سن لو ولی وہ ہے جس نے نفس و شیطان اور دنیا اور اپنی خواہش سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرہ اور دل کو مولیٰ تعالیٰ شانہ کی طرف پھیر لیا اور دنیا و آخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا طالب نہیں ہوا اور قانع وہ ہے جو تقدیر پر راضی ہوا اور قدرِ ضرورت سامان پر کفایت کرے (زیادہ کی ہوس نہ کرے) (سید احمد رفاعیؒ)

دیوانہ کو ویرانہ سے کیوں لطف نہ آئے　　آخر تو ہر ایک شخص کا انجام یہی ہے
سب دھندے ہیں دنیا کے جو مٹ جائینگے اک دن　　خلوت میں خدا ڈھونڈے بس کام یہی ہے
(گنگوہیؒ)

Marfat.com

معارف القرآن:

احادیث مبارکہ میں امام الانبیاء علیہ الصلوۃ السلام کی بعثت کے دو مقصد بیان ہوئے ہیں اول یہ کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ دنیا میں تعلیم دے کر علم پھیلاؤں اور دوسرے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تکریم کر کے سب کو با اخلاق بناؤں تو یعنی نبوت کے دو رکن ہیں۔ ایک علم اور دوسرا اخلاق ان کو پھیلانے کیلئے آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور یہی بعثت کی غرض وغایت ہے تو آپ کو ہزاروں معجزے علمی ملے لیکن سب سے بڑا معجزہ آپ کا قرآن کریم ہے جو علمی معجزہ ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا سے کوئی عامل رخصت ہوتا ہے تو اس کا عمل بھی ساتھ ہی رخصت ہو جاتا ہے عمل باقی نہیں رہتا لیکن اگر عالم دنیا سے رخصت ہو جائے تو علم رخصت نہیں ہوتا وہ باقی رہتا ہے قاری صاحب نے جنکو پڑھایا یہ آگے دوسروں کو پڑھائینگے اس طرح ایک سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور یہ پڑھنے پڑھانے والوں کیلئے ذخیرہ آخرت بنا اور دوسروں کو دعوت دینے کی دلیل جو نبوت کی دلیل (یعنی قرآن کریم) موجود ہے لہذا قرآن کریم کی موجودگی نبوت محمدی ﷺ کی موجودگی کی دلیل ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبوت موجود ہے عمل کرو اس لئے کہ دلیل اس کی موجود ہے۔

قرآن کریم معجزہ نما بھی ہے قرآن کریم خود تو معجزہ ہے ہی معجزہ نما بھی ہے اسلئے کہ قرآن پر چل کر ہی تو خواجہ معین الدین اجمیریؒ ''خواجہ اجمیری بنے'' اور اکابر اولیاء اللہ اسی پر چل کر اولیاء اللہ بنے تو یعنی قرآن کریم معجزہ نما بھی ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا ہی رہے گا اس طرح ہر استاذ یہ چاہتا ہے کہ میرا شاگرد میرے جیسا بن جائے حضور ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بعض روایات میں ایک لاکھ ۴۴ ہزار کا عدد آیا ہے تو گویا حضور ﷺ نے قرآن کے ذریعے سے نمونے بنا کے رکھ دیئے اور کسی مربی و معلم کی یہی خوبی سمجھی گئی ہے کہ اپنے شاگرد کو یا اپنے متبع کو اپنے جیسا بنا دے تو قرآن کریم قیامت تک رہنے والی چیز ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو قران کی تعلیم نے ہی تو برگزیدہ بنایا۔ تو علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے بندہ کی صفت نہیں قرآن کو پھیلانا گویا بندہ کو خدا سے وابستہ کرنا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میری

Marfat.com

امت میں ایک جماعت ہمیشہ باقی رہے گی چاہے چھوٹی ہی ہو جو منصور من اللہ ہوگی حق پر قائم رہے گی وہی کچھ کرتی رہے گی جو کچھ میں نے کیا وہی کچھ کہتی رہے گی جو کچھ میں نے کہا انہیں کوئی رسوا کرنے والا رسوا نہیں کر سکے گا اور فرمایا اہل خیر آتے رہیں گے بس بھائی اللہ اس امت کو اپنے پیغمبر کا متبع بنائے اسلئے کہ اتباع ہی میں علم اور اخلاق نصیب ہو سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرفہ کے روزے سے میں اللہ سے ثواب کی امید اتنی رکھتا ہوں کہ وہ پچھلے سال (گذشتہ سال کے گناہوں کا) بھی کفارہ ہو جائے گا اور آنے والے ایک سال کے گناہوں کا بھی اور عاشورہ کے روزے سے مجھے اللہ سے اتنی امید ہے کہ وہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (مسلم شریف مظہری ۸/۷۳) اور عشرہ ذہ الحجہ کی عبادت سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک اور کسی ایام کی عبادت نہیں ان دنوں میں ایک دن کا روزہ (دوسرے ایام کے) ایک سال کے (روزوں کے) برابر ہے اور ان دنوں کی ایک رات شب قدر کے برابر ہے۔ (راواہ ابن ماجہ مظہری ۸/۷۴)

اپنے پڑوسی اور مہمان کے ساتھ اچھا برتاؤ:

حضرت ابو شریح العدویؓ نے فرمایا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول ﷺ فرمارہے تھے جو شخص اللہ جل شانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ جل شانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کے جائزہ کا خاص خیال کرے۔ (جو کھانا خاص مہمان کیلئے تیار کیا جاتا ہے۔) اور روزانہ کے عام کھانا سے بہتر ہوتا ہے اور یہ ایک دن اور ایک رات ہے ''مہمان نوازی تین دن ہے اور تین دن کے بعد جو کچھ خرچ ہوگا وہ صدقہ ہے یعنی صاحب خانہ کی طرف سے۔ اور فرمایا جو شخص اللہ جل شانہٗ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ خیر کی بات کہے یا خاموش رہے۔ اور خلاصہ اس حدیث شریف کا تین چیزیں ہیں۔ (۱) پڑوسی کا اکرام کرے (۲) مہمان کا اکرام کرے (۳) اور خیر کی بات کہے یا خاموش رہے یعنی جس کے دل میں ایمان کی اور یقین کی مایہ ہوگی وہ پڑوسی کے حقوق کی ضرور نگہداشت کرے گا اور مہمان کا اعزاز و اکرام ضرور کرے گا اور اچھی بات کرے گا یا خاموش رہے گا صرف ایمان کا دعویٰ کرنے سے کوئی

Marfat.com

شخص مومن نہیں بن جاتا ہے بلکہ دعویٰ کے ساتھ ایمان کے اوصاف کو اختیار کرنا اور ایمانی اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ (المفرد، ص ۴۸۲)

اپنا راز افشانہ کرنا:

حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسے آدمی سے تعجب کرتا ہوں جو تقدیر سے بھاگتا ہے وہ واقع ہونے والی چیز ہے اور اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں شہتیر کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے بھائی کے دل میں سے کینہ کو نکالنا چاہتا ہے اور اپنے دل میں کینہ کو چھوڑ دیتا ہے اور جب میں نے اپنے راز کو کسی کے پاس رکھا (یعنی اس کو اپنا راز دار بنایا) پھر میں نے اس کے افشاء کرنے پر ملامت کی لیکن میرا ملامت کرنا صحیح نہیں اگر مجھے راز محفوظ رکھنا تھا تو دوسرے سے کہنا ہی نہ تھا اب میں اس کو کیونکر ملامت کروں حالانکہ میں اپنے راز کو محفوظ رکھنے سے تنگ دل ہو گیا تھا۔ (المفرد، ص ۵۴۹)

اہل سعادت کیلئے خیر ہی خیر ہے:

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم تقدیر پر بھروسہ کر کے عمل کو چھوڑ دیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے وہی کام آسان کیا جاتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا پھر فرمایا جو اہل سعادت ہیں ان کے لئے سعادت والے کاموں کی آسانی کر دی جاتی ہے اور جو بد بخت ہیں ان کے لیے بدبختی والے کاموں کی آسانی کر دی جاتی ہے اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى'' ترجمہ: سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دے دیں گے۔ (المفرد ص حدیث ۹۰۳/۵۵۸)

بدشگونی شرک ہے:

ہم میں ایسا کون ہے جو ابتداً بدشگونی سے متاثر نہ ہوتا ہو لیکن اس کو توکل کے ذریعہ دور فرما دیتا ہے بس اللہ پر بھروسہ کرنے والے بدشگونی کی وجہ سے اپنے ارادہ کو نہیں چھوڑتے جس کام کیلئے سفر وغیرہ میں

Marfat.com

جاتے ہیں تو اسے کر کے ہی آتے ہیں۔ (الملفوظ ص ۵۶۳)

صوفیوں کی وضع ریاء بنانا بھی قابل قدر ہے:

جو شخص ریا سے بھی صوفیوں کی وضع بناتا ہے اس کی بھی قدر کرو کیونکہ اس کے فعل سے یہ تو معلوم ہوا کہ اس کے دل میں صوفیاء کی قدر ہے جب ہی تو وہ ان کی وضع داری وصورت سے باقدر ہونا چاہتا ہے پس تم اس کے عیب (ریا) پر نظر نہ کرو بلکہ اس خوبی پر نظر کر کے اس کی قدر کرو۔ (تھانویؒ)

علم الاحسان:

حضرت اقدس مولانا گنگوہیؒ قدس سرہ نے علم الاحسان کی تفصیل اور ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قوت روحانی کی یہ حالت تھی کہ بڑے سے بڑے کافر کو لا الہ الا اللہ کہتے ہی مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا تھا جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ ہم پاخانہ پیشاب وغیرہ کیسے کریں اور حق تعالیٰ کے سامنے ننگے کیونکر ہوں یہ انتہا ہے اور انکو مجاہدات وریاضات کی ضرورت نہ ہوئی تھی اور یہ قوت بہ فیض نبویؐ صحابہؓ میں تھی اور حضرت گنگوہیؒ نے یہ بھی فرمایا کہ شارع علیہ السلام نے احسان کو مطلوب قرار دیا تھا (ارواح ثلاثہ) اور اسی تعلیم کا حصہ ہے کہ جس قدر نظر وسیع ہو جاتی ہے اعتراض کم ہو جاتا ہے اور خطرات منکرہ کی طرف التفات نہ کرو۔ کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو اور یہ بات دین و دنیا کا گر ہے جس شخص کی یہ حالت ہوگئی وہ افکار وہموم سے نجات پائے گا گنگوہیؒ

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب　　کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی غالبؔ

بس یاد رکھو اللہ کی رحمت سے تیری مایوسی تیرے گناہوں سے بھی بڑا جرم ہے۔ (حضرت علیؓ)

ذکر اللہ ایک روشنی ہے:

اصل ترقی ندامت اور عاجزی میں ہے۔ ذکر ایک روشنی ہے جو انسان کو خود اس کے اپنے گناہوں کا احساس دلاتا ہے۔ اور انسان ذکر کی روشنی میں اپنے عیب دیکھتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو بہ ٹوٹ بھی جاتی ہے پھر نادم ہوتا ہے۔ اس سے اور ترقی ہوتی ہے۔ (حضرت رائے پوریؒ) اور فرمایا اسودہ شکم ہوتے ہوئے

Marfat.com

دوبارہ شکم سیر ہو کر مت کھا کیونکہ اس صورت میں کتوں کو ڈال دینا کھانے سے بہتر ہے (لقمان)۔

بزرگی بعقل است نہ بسال:

کسی انسان کی صلاحیت یا عدم صلاحیت اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کو آزمانہ لیا جائے۔ جس چیز سے آدمی کو روکا جاتا ہے۔ تو اس کا شوق بڑھتا ہے اور جب اجازت دے دی جاتی ہے تو شوق کم ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت:

کمتر رتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں۔ اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے۔ (شفاء العلیل القول الجمیل ص ۴۷ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

بیعت کا مقصد:

بیعت شروع ہوئی واسطے صفائی باطن کے اور صفائی باطن میں فقط قول بدوں عمل کے کفایت نہیں کرتا اور نیک اعمال کی شرائط و قیود میں کوتاہی کرنے سے اعمال حسنہ کے انوار و برکات کھو بیٹھو گے اور جس طرح ایک کافر اور منافق کے اعمال ایمان نہ ہونے کی وجہ سے نا قابل اعتماد قرار دیئے جاتے ہیں اسی طرح اخلاص کی فقدان سے ایک مومن کے اعمال اور ان کا ثواب بھی برباد ہو جاتا ہے۔ (کشف الرحمٰن ضمیمہ پارہ ۳) دنیاوی علاقوں سے علیحدہ ہونا اور ان کی محبت کے رشتے کو دل سے کاٹنا ذکر الٰہی اور سلوک کے ابتداء میں شرط ہے یعنی ضروری ہے بدوں اس انقطاع کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ (عزیزی ۳۲۶)

سنت زائدہ اور سنت ہدیٰ:

نکاح سنت زائدہ ہے لباس و عادات بھی سنت ہدیٰ نہیں ہے سنت ہدیٰ وہ سنت ہے جس پر بطور عبادت رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ پابندی کی ہو۔ (مظہری ۸/۱۳۴۳)

جہاد اکبر:

جہاد اکبر سے مراد مجاہدہ نفس اور عبادت و ریاضت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو حکم صادر فرمایا

Marfat.com

اے پیغمبر اپنے پروردگار کی عبادت آخر دم تک کرتا رہ یہ عبادت پر دوام کا حکم ہے اور اس عبادت کی بہترین صورت مجاہدہ نفس ہے اس لئے کہ نفس محو لذات رہ کر عبادت سے غفلت واجتناب چاہتا ہے

مکتوب از حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی ۹۳:

اس قدر مداومت ذکر کرو کہ ذکر وحضور ملکہ دل بن جائے اور مذکور کے علاوہ ہر چیز صحن سینہ سے رخصت ہو جائے۔کوئی مراد اور مقصد غیر از حق سبحانہٗ باقی نہ رہے اور فقر و فاقہ سے دل تنگ نہ ہو اور تنگی معیشت سے جی تھوڑا نہ کریں۔اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور وہی رزق میں تنگی کرتا ہے۔طالبان حق کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل سے شاد و خرم رہیں بلکہ لذت گیر ہوں۔جو کچھ بھی محبوب حقیقی کی جانب سے آئے وہ محبوب ہے۔ایلام ہو یا انعام نعمت ہو یا نقمت یاد رکھو قلتِ تمتعات دنیویہ سبب سہولت حساب ہے اور محبت فی اللہ (یعنی اللہ کے لئے محبت اور بغض فی اللہ (یعنی اللہ کیلئے بغض رکھنا) اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گناہ پر قائم رہتے ہوئے استغفار کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے رب سے استہزا کر رہا ہو اور استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ، کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ، صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور ثواب کی امید رکھنا اور اللہ پر بھروسہ کر کے قوی دل ہونا ایمان کا تقاضا ہے اور کشف اور رویا (خواب) دونوں کی حقیقت یہ ہے کہ خیال کے آئینہ میں مثالی صورت کھچ کر آتی ہے اور یہ بھی ہے کہ خیال کا آئینہ جس قدر صاف ہوگا اس قدر کشف اور رویا بھی پاکیزہ اور صحیح ہوگا۔

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صاحب معارف ''القرآن'' حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دنیا کی ہر مہذب قوم میں اس کا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس کی موانست اور اظہارِ محبت کیلئے کہیں لیکن اگر موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی ''سلام'' جتنا جامع ہے کوئی دوسرا اسلام اتنا جامع نہیں کیونکہ اس میں صرف اظہار محبت ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی ادائے حق محبت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تمام آفات وآلام سے سلامت رکھے اسی کے ساتھ اس کا بھی اظہار ہے کہ تم اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کو کوئی نفع بغیر اس کے اذن کے نہیں پہنچا سکتے اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ ایک عبادت بھی ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو خدا کی یاد دلانے کا ایک ذریعہ بھی اسی کے ساتھ اگر یہ دیکھا جائے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ ہمارے ساتھی کو تمام آفات وتکالیف سے محفوظ فرماوے تو اسکے ضمن میں گویا یہ وعدہ بھی کر رہا ہے کہ تم میرے ہاتھ اور زبان سے مامون ہو تمہاری جان مال آبرو کا میں محافظ ہوں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان مامون ومحفوظ رہیں۔ (الادب المفرد، ص ۵۴) سلام ہاتھ سے بھی ثابت ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ ادا کرے اور ہاتھ سے بھی اشارہ کرے اور عورتیں بھی آپس میں سلام کریں جب سلام کرو تو اپنی آواز کو اونچا کرو کہ صرف ہونٹ ہلانا مناسب نہیں راستہ پر بیٹھنے سے منع فرمایا اور اگر بیٹھو تو اس کا حق ادا کرو یعنی نظریں نیچی رکھو مسافر کو راستہ بتاؤ چھینکنے والا اگر الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دو۔ اور سلام کا جواب دو۔ (الادب المفرد، ۶۱۸، ۶۲۲) اہل اللہ کا قول ہے کہ صورتوں کے حسن وجمال میں زیادہ مت گھسو سیرت کے حسن وجمال کو دیکھو اخلاق کی پاکیزگی کو دیکھو۔ مغرب کی تمدن کی بنیاد محض نفس کی آرائش پر ہے اور اسلامی تمدن کی بناء رضائے خداوندی اور حق پرستی پر ہے اور یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز کسی کو نہیں دی گئی اور آپس میں قطع تعلق نہ کرو ایک دوسرے سے پشت نہ پھیرو آپس میں حسد نہ کرو آپس میں بغض نہ رکھو اور اللہ

Marfat.com

کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ خدا کرے ہمارے قلوب اس نصیحت کو قبول کریں۔ گھر میں داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے گھر والوں کو سلام کرنا چاہیے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے — جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے — اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی — دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے — ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے — کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اسی سے — قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اسی سے
اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار — قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں — اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی اقبالؔ
کیا ہوا آج جو بدلا ہے زمانے نے تجھے — مردہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

(اکبرالہ آبادیؒ)

علاماتِ قیامت:

قرب قیامت ایسا ہوگا کہ علم بھی پھیل جائے گا لیکن علم ہی علم رہے گا عمل کرنے والے خال خال ہی ہونگے یہ دور حاضر میں موجود ہے۔ (الادب المفرد ص ۶۳۷) اوران پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے ا۔ قیامت کب آئے گی۔ ۲۔ بارش کب ہوگی اور کہاں ہوگی ۳۔ مادہ کے رحم میں کیا ہے ۴۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا۔ ۵۔ اور موت کس جگہ اور کب آئے گی۔ (سورۃ لقمان آیت ۳۴)

متفرق معلومات:

حضرت ابراہیم علیہ اسلام پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا اور یہ اسّی (۸۰) سال کی عمر میں کیا

Marfat.com

اور خود کیا۔ (الادب المفرد ص ۷۳۷) مہمان نوازی کی، مونچھیں کتروائیں، ناخن کاٹے اور سب سے پہلے ان کے بال سفید ہوئے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا اے رب یہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے یعنی یہ عزت کی چیز ہے حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ عنہما ہر پندرہ دن میں ناخن کاٹتے، مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی کسی مومن کو کسی نے کسی موقعہ پر دھوکہ دے دیا ایسا ہو سکتا ہے لیکن جس نے پہلی بار دھوکہ دیا پھر اسی شخص سے دوبارہ دھوکہ کھانا شان مومن کے خلاف ہے دھوکہ کھاتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ ہم سادہ اور نیک لوگ ہیں یہ کوئی دین داری کی بات نہیں۔ (الادب المفرد ص ۷۴۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا دوستی کرنا دیوانگی کی حد تک نہ ہو اور تیرا بغض رکھنا تلف کرنے کی حد تک نہ ہو۔ یعنی ایسی محبت نہ کرو کہ سب کچھ اسی کو سمجھ لو اور بغض کرتے وقت دوسرے کو ہلاک ہی کرنے کا جذبہ نہ رکھ۔ انسان کو صحیح انسانیت حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کس نے نہیں سکھائی نبی ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے مجھے برگزیدہ اخلاق اور اچھے اعمال کی تکمیل کیلئے بھیجا ہے آپ نے جن بلند اخلاق وافعال کی تعلیم دی وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جو اصول وآداب ارشاد فرمائے ان پر عمل کر کے خود دکھایا اور وہ دنیا کے کسی بھی دوسرے معاشرے میں نہ موجود ہیں نہ کسی کے ہاں تصور ہے اکثر لوگ آداب اسلامیہ کا خیال نہیں کرتے کہ آداب ہی تو ہیں ان پر عمل نہ کیا تو کیا حرج ہے۔ یہ جہالت کی بات ہے کیا مومن کے لئے یہ بہت بڑا حرج نہیں ہے کہ معلم انسانیت خاتم النبیین ﷺ کے اتباع سے محروم رہے اللہ کے نبی ﷺ کی ارشاد فرمودہ ہر بات پر مر مٹنے کی ضرورت ہے یہ سمجھ کر کسی بھی سنت کو چھوڑنا کہ اس پر عمل کرنا فرض و واجب نہیں ہے ایمانی تقاضوں اور آدابِ محبت کے خلاف ہے۔ (الادب المفرد ص ۳۰)

داڑھ اور کان کے درد کا علاج:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی چھینک سن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن عَلٰى كُلِّ حَالٍ کہے اس کی داڑھ اور کان میں درد کبھی نہ ہو گا یہ بطور علاج بتایا چھینک کا جواب نہیں ہے۔ (الادب المفرد ص ۵۷۳)

Marfat.com

سالک محض:

شیطان جو مردود ہوا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سالک محض تھا جذب و محبت کا مادہ بالکل نہ تھا ورنہ اس بے ادبی سے اعتراض نہ کرتا۔ اس لئے سالک محض (خشک اہل عمل) کی حالت خطرہ سے خالی نہیں چاہے کہ جذب کا مادہ بھی پیدا کرے جس کا طریقہ کثرت ذکر اور محبت اہل محبت ہے یعنی اہل اللہ کی صحبت، اور مومن عقلمند وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست رکھے۔ اور فرمایا ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو (احکام شرعیہ کا) مطیع بنائے اور جو اپنے نفس سے حساب لے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آویں۔ اور فرمایا نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی آرزو کرے (الحدیث) رنجیدہ اور غمگین شخص اللہ کے سایہ میں رہتا ہے اور ہر بھلائی کو تلاش کرتا ہے۔

تیرے محبوب کی یارب مشابہت لے کے آیا ہوں   حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

(عزیز الحسن مجذوب)

دنیا میں سے بقدر ضرورت دین کا آلہ اور وسیلہ ہوتا ہے اور جس قدر متجاوز ہوتی ہے اسی قدر دین کے مخالف ہے۔

دیارِ حرب والے مسلمانوں کے لئے ہدایت:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اُن مسلمانوں سے بری ہوں جو مشرکوں میں رہ کر زندگی گزارتے ہیں۔ ان سے مراد وہ مشرکین و کفار ہیں جو اہل اسلام سے بغض و عناد رکھتے ہیں ان کی جان و مال عزت و آبرو اور دین و ملت سے دشمنی اور قرآن میں ایسے کفار و مشرکین سے موالات، اور دوستی کا تعلق و یگانگت کا رشتہ رکھنے سے روکا گیا ہے اسلئے جو مسلمان ایسے کفار و مشرکین سے بھی موالات رکھیں اور ان پر اعتماد کریں اور ان کے دست و بازو بنیں وہ عتاب نبوی و عذاب اخروی کے مستحق ہوتے ہیں ان کو اپنی اس بے اعتدالی اور خطا پر نادم ہو کر حق تعالیٰ سے معافی طلب کرنی چاہیے اور اللہ کا غضب جب بھی آتا ہے مہلت کے ساتھ آتا ہے، عذاب الٰہی کا مقصد انتقام اور نفس سزا اور عقوبت نہیں بلکہ شریر نفوس کو راہِ راست پر لانا ہوتا ہے اور یہ دنیا کے مصائب و پریشانیاں وغیرہ چھوٹا عذاب اسلئے انسانوں پر ڈالا جاتا ہے کہ وہ معاصی

Marfat.com

اور سرکشی وکفروشرک سے باز آ جائیں اور آخرت کے عذاب اکبر سے محفوظ ہو جائیں۔(انوار باری ۱۱/۶۳)

جنت کی نعمتیں:

حضرت محدث ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ سب سے کم مرتبہ والے اہل جنت کو دو۔دو جنت ملیں گی چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ولمن خاف مقام ربّہٖ جنتان۔(انوار باری ۱۱/۷۰)احادیث میں ہے کہ محلات جنت کے گنبد مروارید کے ہیں اور ان کے کمروں کے دروازوں پر موتیوں کی چکیں آویزاں ہیں۔(مشکوٰۃ شریف)اور حدیث شریف میں ہے کہ جنت مومن کا پورا خیمہ صرف ایک جوف دار موتی کا ہوگا۔اور جنت میں سب سامان آرائش واستعمال چاندی کا ہوگا اور ایسی ہی دو جنت سونے کی ہونگی اور جنت عدن میں جگہ پانے والوں کیلئے یہ نعمت عظمیٰ بھی حاصل ہوگی کہ ان کے اور دیدار خداوندی کے درمیان صرف رداء کبریا کا پردہ باقی رہے گا اور مسلم شریف میں ہے کہ اہل جنت کھائینگے،پہنیں گے،لیکن بول وبراز نہ ہوگا۔اور جنت میں ہمیشہ کے واسطے صحت وتندرستی ہے کبھی بیمار نہ ہونگے۔(۱۱/۷۱)ہمیشہ جوان رہو گے بڑھاپا نہ آئے گا راحت وعیش میں رہو گے کبھی تکلیف ومصیبت نہ آئے گی،دائمی زندگی ہے۔موت نہ آئے گی کپڑے پرانے نہ ہونگے جنت میں ایک مومن کو ایک سو مردوں کی قوت رجولیت حاصل ہوگی ابدی زندگی حاصل ہو گی رضائے خداوندی نصیب ہوگی قرب خداوندی نصیب ہوگا جنتیوں کا باہم سلیم الصدور صاف سینہ ہوگا رحمت،خداوندی پائدار و دائمی نعمت ہوگی۔

کسی قسم کی زحمت وتکلیف جنت میں نہ ہوگی۔اہل جنت جو کچھ بھی وہاں چاہینگے اس کا فوراً مہیا ہونا ہوگا جنت کا عام لباس ریشمی ہوگا دیدار الٰہی ورضوان ابدی وقرب خداوندی حاصل ہوگا اور معاذ بن جبلؓ عنہ،جب یمن کے حاکم بن کر یمن پہنچے تو لوگوں کو کہا۔اے لوگوں میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہو کر خبر دے رہا ہوں کہ اس زندگی کے بعد خدا کی طرف لوٹنا ہے پھر جنت ملے گی یا جہنم اور ہمیشہ کی زندگی ہوگی بلا موت کے اور امامت ہوگی بلا کوچ کے ایسے اجسام میں جن کو کبھی موت نہ آئے گی۔(۱۱/۷۹انوار باری)اے اللہ آپ ہی نے اپنے فضل سے آرام کا عادی بنایا اور آپ ہی ہم سے تکلیف دور کریں گے۔یا رحیم یا کریم۔

Marfat.com

متفرق جواہرات

اجتہاد فی الدین اور حفاظت دین:

ہر نبی و رسول علیہ السلام کے جانشین و صحابہؓ علوم نبوت کے صحیح حامل و محافظ رہے ہیں جو درجہ اجتہاد پر فائز تھے اور آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و کمالات کے حامل و محافظ بھی آپؐ کے ایسے ہی فقہا و مجتہدین صحابہؓ تھے اور ان کے بعد انکے جانشین اکابر مجتہدین امت محمدیہ نے اس منصب کو سنبھالا ہے اور ان ہی کی جلیل القدر علمی خدمات کے صدقہ میں اس دین کا کامل تحفظ و قیام قیامت تک باقی رہے گا۔

امر خیر کے بارے میں بھی شکایت و شکوہ کرنا جائز ہے:

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص (صحابیؓ) پانی سچائی والے دو اونٹ لا رہا تھا رات کا اول وقت تھا اس نے جو معاذؓ کو نماز پڑھاتے پایا تو اپنے دونوں اونٹوں کو بٹھلا دیا اور معاذؓ کی طرف متوجہ ہوا معاذؓ نے سورۃ بقرہ یا سورۃ نساء پڑھنا شروع کی تو وہ شخص (نیت توڑ کر) چلا گیا پھر اس کو یہ خبر پہنچی کہ معاذؓ اس سے رنجیدہ ہیں لہذا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے معاذؓ کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اے معاذؓ کیا تو فتنہ برپا کرنے والا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو (آخری پارہ کی سورۃ کیوں نہ نماز میں پڑھائی) اور دوسرے واقعہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے کہ میں نے آپ کو اس دن سے زیادہ غصہ آتے ہوئے کسی نصیحت کے وقت نہیں دیکھا۔

عافیت کی آرزو اور اشیاء کی طلب صبر کے منافی نہیں:

حضرت ایوب علیہ السلام نے شیطان کی دراز دستی کا شکوہ اللہ سے کیا تھا لیکن یہ صبر کے منافی نہیں ہے اس کو بے صبری اور جزع نہیں کہا جا سکتا عافیت کی آرزو اور اشیاء کی طلب کو بے صبری نہیں کہہ سکتے۔ (مظہری ۱۰/۱۲۷) انبیاء کے پیش نظر اور انکا اصل مقصد اللہ سے ملنا اور مقام قرب میں پہنچانا ہوتا ہے اور یہ آخرت میں ہوگا اسلئے وہ آخرت کی یاد رکھتے ہیں۔ (مظہری ۱۰/۱۲۸) اور حقیقت میں رہنے کا ٹھکانا تو آخرت

Marfat.com

ہی ہے دنیا تو ایک گزر گاہ اور پل ہے رہنے کا مقام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذت اندوزی اور عیش کوشی پر تنبیہ وزجر کی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے دینوی لذتوں سے اجتناب کیا اور ثواب آخرت کے امیدوار رہے۔ (مظہری ۱۰/۴۵۲) اور حضرت سعدون مجنونؒ کو حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ملے تو حضرت سعدوں مجنونؒ نے ان کو نصیحت کی اور فرمایا اے عزیز لوگوں سے بالکل الگ رہا کر اور حق تعالیٰ کو اپنا مصاحب اور ساتھی بنا لو لوگوں کو جس طرح چاہے آزما کر دیکھ لے وہ ہر حالت میں تجھے بچھو ہی نظر آئینگے۔ اور خدائے تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہوتی ہے کہ محبت والوں کے قلوب سے حجاب (پردہ) اٹھا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے دلوں کے انوار یعنی روشنیوں سے محبوب حقیقی کی عظمت وجلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی عبادت میں اپنی پوری استطاعت صرف کر ڈالتے ہیں اور اس عبادت سے انہیں جنت کی طمع ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف ہوتا ہے۔ (قصص اولیاء ۱/۱۷۲)

مومن بزدل ہوسکتا ہے بخیل بھی ہوسکتا ہے پکا جھوٹا نہیں ہوسکتا اور ہر سنی سنائی بات کو کرنے والا بھی جھوٹا ہے۔ (مظہری ۳/۱۵۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ مومن نہ طعنے باز ہوتا ہے نہ زیادہ لعن کرنے والا نہ فحش بکنے والا نہ بے حیاء۔ (رواہ ترمذی شریف مظہری ۳/۱۵۷) حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ کفر کے بعد آدمی کیلئے اس سے کوئی بری چیز نہیں کہ اس کو تیز زبان اور بدخلق عورت ملے۔ (مظہری ۳/۴۸ حاشیہ)

چغلی کھانے والے کی برائی:

ابولہب کی بیوی چغلخور تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جب کوئی مہمان آتا تو اپنی قوم کو جا کر خبر کر دیتی اور نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں سے کہتی کہ آپ مجنون ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تم کو سب سے زیادہ شریر نہ بتاؤں صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرما دیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں آپؐ نے فرمایا جو چغلی کھا کھا کر دوستوں میں بگاڑ کرتے ہیں اور صاف آدمیوں کے عیب کے متلاشی رہتے ہیں آسمانوں سے بھاری یہ ہے کہ صاف آدمی پر بہتان باندھا جائے۔ بعض آدمیوں کو فضول باطل بکنے کا شوق ہوتا ہے، چغلخور فاسق ہے اس کی شہادت نامقبول ہے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے آپ لوگ بھی اس سے بغض رکھو۔

Marfat.com

چغلی کرنے والے کو وصیت:

چغلی کرنے والے کو ایک بزرگ نے فرمایا کہ تم بہت دنوں کے بعد آئے ہو اور تین کرتوت ساتھ لائے ہو۔ وہ یہ کہ میرے دوست سے بغض پیدا کر دیا۔ دوسرے میرا دل فارغ اور چین سے تھا اس میں ایک تردد پیدا کر دیا سوم میں تم کو امین جانتا تھا اب اعتبار جاتا رہا، چغلخور کا قول اگر سچا بھی ہو تب بھی کمینگی سے خالی نہیں اور یہ بھی فرمایا چغلی کی نسبت چغلی کا مان لینا زیادہ بُرا ہے۔ اس لئے کہ چغلی میں تو صرف بتلانا ہی ہے اور ماننے میں اجازت پائی جاتی ہے اور کہا کرو۔ لہذا چغلی بہت بُری چیز ہے گو درست ہی کیوں نہ ہو۔ اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو اچھی عادتوں میں سے ایک یہ بھی سکھایا کہ جو شخص تجھ میں اور لوگوں میں بگاڑ ڈالنا چاہیے اور قریب ہونا چاہے اس کی بات کبھی مت مان اور بعضوں نے کہا ہے کہ چغلی جھوٹ اور حسد و نفاق سے بنی ہے اور یہی تینوں باطنی بیماریاں ذلت کی بنا اور ارکان ہیں اور حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جو شخص دو رویہ ہوگا دنیا میں قیامت کے دن اس کے لئے دو زبانیں آگ کی ہونگی۔ اللہ ہم سب کو ان باطنی بیماریوں سے بچائے آمین۔

مقبول حج کی علامات:

حج کے بعد اگر اپنے دل کو پاوے کہ دنیا سے زیادہ کنارہ کرنے لگا اور اُنس اللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور اعمال شریعت کی میزان کے بموجب سنجیدہ سرزد ہوتے ہیں تو قبول ہونیکا۔ اعتماد کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی شخص کا حج قبول کرتا ہے جس کو دوست رکھتا ہے اور جس کو دوست رکھتا ہے اس کا متولی ہوتا ہے اور اپنی محبت کے آثار اسپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے ابلیس مردود کا دباؤ اس پر سے ہٹا دیتا ہے تو جب اس طرح کی باتیں ظاہر ہونگی تو معلوم ہوگا کہ حج قبول ہوا اور اگر معاملہ بالعکس ہو تو عجب کہ اس سفر سے آدمی کو بجز مشقت اور سختی کے اور کچھ وصول نہ ہو۔ معاذ اللہ منہا۔

اصل صانع و کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے:

فتح و شکست عزت و ذلت کا اصل مالک و کارساز اللہ کی ذات بابرکات ہے۔ فتوحات اسلام

Marfat.com

رحمت وفضل خداوندی ہے۔وہی صانع وکارساز ہے کسی کی تدبیر وشجاعت سیاست وفرزانگی کواس میں دخل نہیں ہے۔اسی طرح نفس کے غوائل اور امراض ایسے سخت ہیں کہ ان سے بچنا اور مبتلا ہو کر صحت یاب ہونا افراد وانسان کی قدرت اور طاقت سے خارج ہے ان سے وہی محفوظ رہتے ہیں جن کے قلوب کو خداوند عالم نے پاک وصاف بنایا ان کا کامل تزکیہ وتصفیہ فرمایا ہے۔اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے اور فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے آدمی ہمیشہ خیر سے رہینگے جب تک ان میں فرق مراتب قائم رہے گا اور جب سب برابر ہو جائینگے تو ہلاک ہو جائینگے۔

انسانی حریت:

حریت کے معنی آزادی اخلاق وملکات اور رذائل سے پاکیزگی وصفائی کے ہیں جو غلامی کی قید میں نہ ہو اس کو بھی حر کہتے ہیں اس سے وہ شخص بھی مراد لیا جاتا ہے جو شریف النفس ہو کریم الاخلاق ہو اسی لئے انسان کے چہرہ کو بھی حرہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وحکمت کی بنا پر انسان کے اصلی اخلاق کے ساتھ دوسرے اوصاف بھی رکھ دیئے جو اصلی انسانی اخلاق کی مزاحمت کرتے ہیں اور اُس کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی عقل سے روحانی اخلاق وملکات میں مقابلہ کے وقت روحانی اخلاق کو غالب رکھے رذائل نفسانی کو زائل کرنے کی فکر کرے۔(اشاعت اسلام۔ص۵۴۸)

اور حریت یعنی روحانی اخلاق بھی تمام رزائل نفسانی سے آزاد پیدا کئے گئے لیکن چونکہ وہ دار بلا میں ابتلاء وآزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس حریت کی حفاظت انسان کے ذمہ لازم وواجب قرار دی گئی ہے انسان اگر اس کی حفاظت میں کمی کرے تو دنیا میں ذلیل وخوار سمجھا جاتا ہے اور آخرت میں دارو گیر اور یہی وجہ ہے کہ انسان اپنی حفاظت میں مارا جائے تو اس کو دیانتاً ومذہباً شہید کا اجر ملتا ہے۔

اسی طرح انسان اپنی ذات کا اور اپنی ذات کے منافع کا مالک ہے اخلاق وصفات تابع ذات ہیں وہ بھی اس کے اختیاری ہیں اس اعتبار سے تو اختیاری نہیں کہ وہ اپنے اندر جس خلق یا جس ملکہ کو چاہے پیدا کر

Marfat.com

سکے یہ تو صرف خداوند عالم کے اختیار میں ہے جس طرح ذات انسان کی خلقت اس کے اختیار میں نہیں ہے اسی طرح صفات واخلاق کی خلقت بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ہاں جس طرح ذات کے اندر اس کو یہ تصرفات دیئے گئے ہیں کہ وہ حسن جمیل بنا کر خلقی کج اور کراہت منظر کی ایک حد تک تلافی کر سکتا ہے۔اسی طرح نفسانی رذائل کو مستور و مغلوب کرنے اخلاق کو تفوق امتیاز دینے کا اختیار بے شک اس کو دیا گیا ہے۔ یہی مراد ہماری صفات واخلاق کے اختیاری ہونے سے ہے۔

اللہ کی رضا پیشِ نظر رہنی چاہیئے:

اللہ کی رضا پیشِ نظر رہنی چاہیئے اس کی رضا مندی کی فکر میں رہتے ہوئے جو راضی ہو جائے بہتر ہے اور جو ناراض ہو جائے ہمارا ذمہ اس کا راضی کرنا نہیں ہے ہمارے ذمہ صرف اللہ کو راضی کرنا ہے جو خالق و مالک ہے۔

تو نہ چھوٹے مجھ سے یا رب تیرا چھٹنا ہے غضب　　یوں میں راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے والد کی دوستی کا خیال رکھنا اس کو مت کاٹنا ورنہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دے گا۔(المفرد ص ۸۲)

بنی آدم کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعہ کی شب میں پیش ہوتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا الحدیث (المفرد ص ۹۹) جب تیرے پاس مال ہو تو اس کے خرچ میں ان لوگوں سے ابتدا کر جو تیری عیال میں ہوں اگر اس سے زائد ہو تو رشتوں کے مراتب کے اعتبار سے اپنے عزیزوں پر خرچ کر اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو دوسروں کو دے غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے صلہ رحمی بھی صلہ رحمی یعنی اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک وہ مبارک عمل ہے جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے اور فضل خداوندی اس کے شامل حال رہتا ہے۔(المفرد، ص ۱۰۰) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے اس کے لئے تہتر ۷۳ درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک

Marfat.com

میں اس کے تمام امور کی اصلاح اور درستی ہے اور بہتر ۷۲ درجے اس کے لئے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔ نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور ادب سکھانا ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے اور مرد کو تاکید کے ساتھ عورت کی دلجوئی، راحت رسانی حسن معاشرت کی تاکید کی گئی ہے اس کو زبان سے ہاتھ سے معاملہ سے تکلیف پہنچانے کی سخت ممانعت کردی گئی ہے۔

دعا:

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَا لَہٗ وَ وَلَدَہٗ وَ بَارِکْ لَہٗ اے اللہ اس کا مال اور اولاد زیادہ کردے اور اس میں برکت عطا فرما تین چیزوں میں تاخیر نہ کر ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے دوسری جنازہ جب تیار ہو جائے تیسرے بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے (تو جلدی نکاح کردینا) (الحدیث المفرد ص ۱۴۱) جس شخص نے ناحق کسی کی زمین پر قبضہ کرلیا تو وہ قیامت کے دن سات زمینوں کے نیچے دھنسایا جائے گا اور لعنت کی ایسے شخص پر جو زمین کی نشانی چرائے (یعنی حد بندی غائب کرے) (ص ۵۸)

Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ مجدّدیہ غفوریہ رحیمیہ

حال دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہُو کامل مرشد شاہ پوری ملیا او آپے لیسی ساراں ہُو

حضرۃ صوفی محمد حسین مدظلہ عالی

حضرۃ زبدۃ العارفین مولانا عبدالرّحمان مدظلہ (رائے پوری) اصل ڈھڈیاں ضلع سرگودھا حال دریا خاں (ضلع بھکر)

قطب الارشاد حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ

قطب العالم حضرۃ مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہ

قطب الاقطاب حضرۃ میانجیو عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہ

قطب العارفین حضرۃ اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ

حضرۃ محمد شعیب تورڈھیری قدس سرہ

حضرۃ حافظ محمد صاحب قدس سرہ

حضرۃ محمد صدیق بُنیری قدس سرہ

حضرۃ شاہ مومن گگری قدس سرہ

حضرۃ شاہباز پشاوری قدس سرہ

حضرۃ شاہ حبیب پشاوری قدس سرہ

حضرۃ سید آدم بنوری قدس سرہ

حضرۃ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

حضرۃ شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ

حضرۃ شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ

حضرۃ شاہ فضیل قدس سرہ

حضرۃ شاہ گدارحمٰن ثانی قدس سرہ

حضرۃ سید شمس الدین عارف قدس سرہ

حضرۃ شاہ گدارحمٰن بن ابی الحسن قدس سرہ

حضرۃ شاہ شمس الدین صحرائی قدس سرہ

حضرۃ سید شاہ عقیل قدس سرہ

Marfat.com

حضرۃ سید بہاء الدین قدس سرہ	حضرۃ سید عبدالوہاب قدس سرہ
حضرۃ شاہ شرف الدین قتال قدس سرہ	حضرۃ سید عبدالرزاق قدس سرہ
حضرۃ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ	حضرۃ شیخ ابوسعید مخزومی قدس سرہ
حضرۃ شیخ ابوالحسن علی الہنکاری قدس سرہ	حضرۃ شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس سرہ
حضرۃ شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہ	حضرۃ شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ	حضرۃ خواجہ سری سقطی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ معروف کرخی قدس سرہ	حضرۃ خواجہ داؤد طائی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ	حضرۃ خواجہ حسن بصری قدس سرہ

حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَتَہٗ لِلْعٰلَمِیْنَ خَاتَمُ النَّبِیْنَ سَیِّدَنَا وَمُوْلَانَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً.

Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ

حال دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہُو
کامل مرشد شاہ پوری ملیا او آپے لیسی ساراں ہُو

حضرۃ صوفی محمد حسین مدظلہ عالی

حضرۃ زبدۃ العارفین مولانا عبدالرحمان مدظلہ (رائے پوری) اصل ڈھڈیاں ضلع سرگودھا حال دریا خاں (ضلع بھکر)

قطب الارشاد حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ

قطب العالم حضرۃ مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہ

قطب الارشاد حضرۃ مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

قطب الاقطاب حضرۃ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ

حضرۃ میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ

حضرۃ سید احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہ

حضرۃ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ

حضرۃ شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ

حضرۃ سید عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہ

حضرۃ سید آدم بنوری قدس سرہ

حضرۃ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

حضرۃ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ

حضرۃ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ

حضرۃ خواجہ درویش محمد قدس سرہ

حضرۃ مولانا محمد زاہد قدس سرہ

حضرۃ خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ

حضرۃ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ

حضرۃ خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ

حضرۃ سید بہاء الدین نقشبند قدس سرہ

حضرۃ سید میر کلال قدس سرہ

Marfat.com

حضرۃ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ
حضرۃ خواجہ عبدالخالق عجدوانی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ ابوعلی فارمدی قدس سرہ
حضرۃ امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ
حضرۃ خواجہ ابوعلی دقاق قدس سرہ
حضرۃ خواجہ ابوالقاسم نصرآبادی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ ابوبکر شبلی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ سری سقطی قدس سرہ
حضرۃ خواجہ معروف کرخی قدس سرہ
حضرۃ امام علی رضا قدس سرہ
حضرۃ امام موسیٰ کاظم قدس سرہ
حضرۃ امام جعفر صادق قدس سرہ
حضرۃ قاسم بن محمد بن ابی بکر قدس سرہ
حضرۃ سلمان فارسیؓ صاحب رسول اللہؐ
خلیفہ رسول اللہ حضرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن رَحْمَتہ' لِلْعٰلَمِیْنَ خَاتَمُ النَّبِیِّنْ سَیِّدَنَا وَمُوْلَانَا مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہ'عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً.

Marfat.com

شجرہ نسب

صوفیاء رحمہ اللہ کے یہاں ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو وہ راستہ دکھایئے جو بندگان خدا پر سب سے زیادہ قریب اور سہل تر ہو اور حق تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ خلوت میں ذکر پر مداومت کو لازم پکڑ لو' علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ ذکر کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور مجھ سے سنو اس کے بعد آپؐ نے تین مرتبہ **لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ** کہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سن رہے تھے پھر حضرت علیؓ نے تین مرتبہ کہا اور حضرت ﷺ سنتے تھے بعد ازاں حضرت علیؓ نے حسن بصریؒ کو اور حسن بصریؒ نے عبدالواحد بن زید اور حبیب عجمی کو تلقین کیا۔ اور اسی طرح سلسلہ تلقین جاری رہا۔ یہاں تک کہ متعدد سلسلے اور مختلف طریقے اور متفرق شعبے پیدا ہو گئے مصنف (رسالہ مکیہ) اپنا شجرہ مختصر اس طرح بیان فرمایا ہے کہ (۱) فخر عالم ﷺ نے اس طور پر کلمہ طیبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تلقین فرمایا اور (۲) علی کرم اللہ وجہہ نے (۳) حسن بصریؒ کو اور انہوں نے (۴) حبیب عجمی کو انہوں نے (۵) داؤد طائی کو انہوں نے (۶) معروف کرخیؒ کو انہوں نے (۷) سری سقطیؒ کو انہوں نے (۸) جنید بغدادی کو انہوں نے (۹) بوعلی رودباری کو انہوں نے (۱۰) ابوعلی کاتب کو انہوں نے (۱۱) ابوعثمان مغربی کو انہوں نے (۱۲) ابو قاسم گرگانی کو انہوں نے (۱۳) نساج کو انہوں نے (۱۴) احمد غزالی کو انہوں نے (۱۵) ابونجیب سہروردی کو انہوں نے (۱۶) عمار بن یاسر کو انہوں نے (۱۷) نجم الدین کبری کو انہوں نے (۱۸) مجدالدین بغدادی کو انہوں نے (۱۹) علی لالہ کو انہوں نے (۲۰) احمد کو ربانی کو انہوں نے (۲۱) عبدالرحمٰن کرخی کو انہوں نے (۲۲) برہان الدین سمرقندی کو انہوں نے (۲۳) فقیر مولف کو **رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین** ص ۱۱۰۔ (امداد السلوک)

Marfat.com

سلسلہ طریقت اوراجازت وخلافت رائپوری حضرات

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے پہلے شیخ حضرت میاں صاحب شاہ عبدالرحیم سہارن پوری کو حضرت اخوند صاحب عبدالغفور سواتی قدس سرّہ سے طریقہ قادریہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت تھی انہوں نے اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کو بھی قادریہ نقشبندیہ طریقے میں اجازت وخلافت دی حضرت میاں صاحب کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت گنگوہی نے چشتیہ صابریہ میں بالخصوص اور دوسرے طروق میں بالعموم اجازت وخلافت دی اوراس طرح امام العصر حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکّی کے سلسلے کی خصوصیات سے فیض یاب ہوئے اور پھر اعلیٰ حضرت نے حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری صاحب کو بھی چاروں سلسلوں میں اجازت وخلافت دی اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری نے حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوری گیارہ چک ایل/۱۱کو اجازت وخلافت دی رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین اورمولانا عبدالرحمٰن رائپوری ضلع بھکر(دریاخان)قدس سرہ کواجازت وخلافت دی اورزبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائپوری صاحب نے احقر حقیر کواجازت وخلافت دی۔

Marfat.com

شجرہ طیبہ مشائخ رائے پور

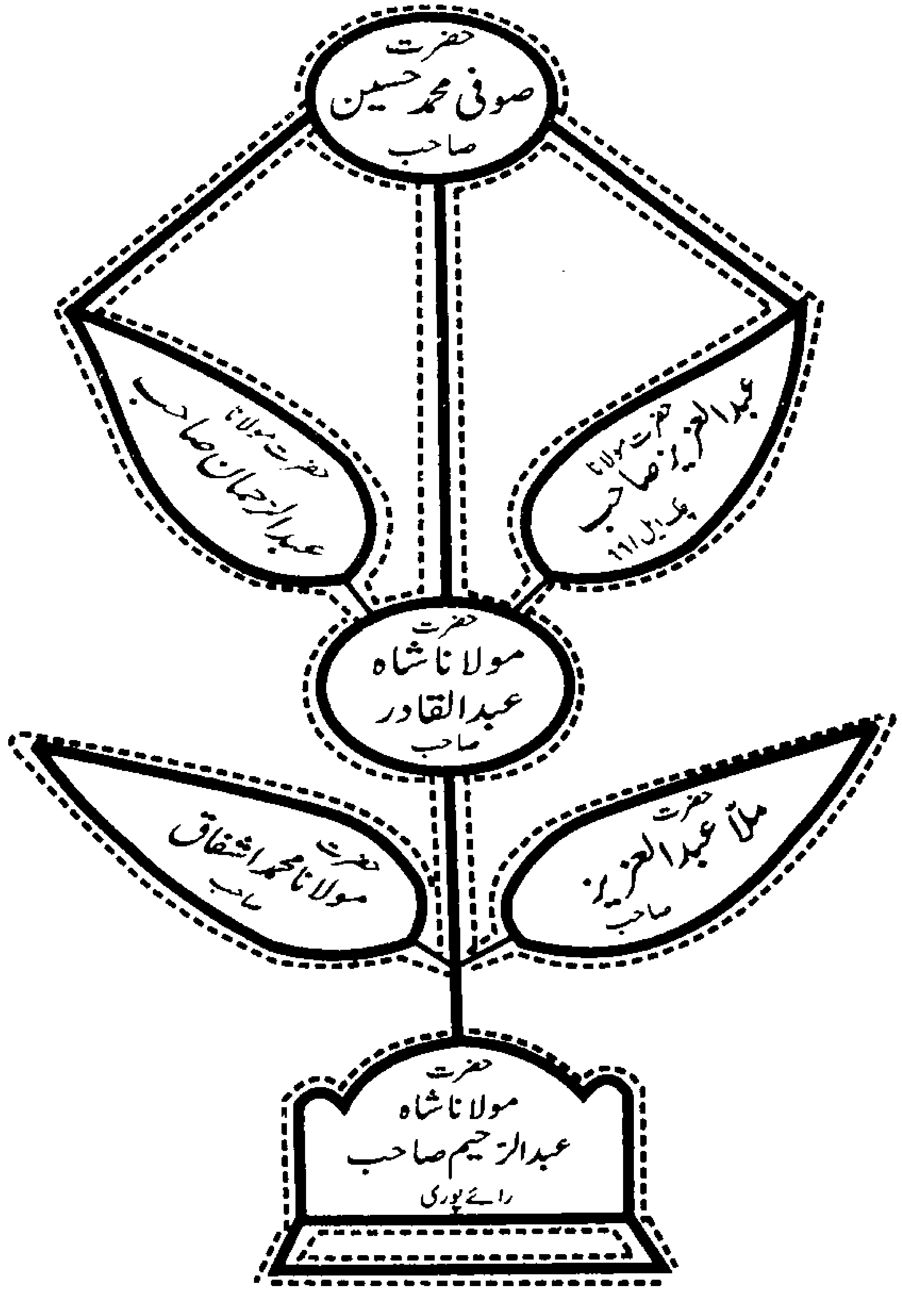

Marfat.com

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا

فخر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

اللہ کی قضا ہر چیز پر غالب ہے:

بعض صالحین کی ایک جماعت نے امیر المومنین کے سامنے ترکوں کے ڈاکو لوگوں سے نقصان پہنچنے کی شکایت کی امیر نے کہا کہ تم لوگوں کا اعتقاد تو یہ ہے کہ یہ سب اللہ کی قضا سے ہوتا ہے تو میں اللہ کی قضاء کو کیسے روک سکوں گا ان صالحین میں سے ایک نے کہا کہ صاحب قضا (یعنی اللہ تعالیٰ) نے وہی فرمایا ہے (وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ) ترجمہ: اور اگر اللہ کا قانون یہ نہ ہوتا کہ وہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع کراتا رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی تو امیر لاجواب ہو گیا۔

علاء بن الحضرمیؓ کا بحرین کے مرتدین سے مقابلہ:

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مرتد قبیلوں میں سے بحرین کا قبیلہ بنی بکر بھی مرتد ہو گیا اور اپنا بادشاہ منذر بن النعمان کو جس کا لقب غرور تھا بادشاہ بنانا چاہا لیکن قبیلہ عبدالقیس کے اسلام پر پختگی سے قائم رہے اور قبیلہ بنی بکر نے مرتد ہو کر سب مسلمانوں کو جو بحرین میں تھے محصور کر لیا اس سخت محاصرے اور بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کی حالت میں عبداللہ بن حذیفہؓ نے اشعار کے ذریعے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد بھیجی حضرت ابو بکرؓ نے علاء بن الحضرمیؓ کو اہل بحرین کے مقابلہ اور مسلمانوں کو چھڑانے کے واسطے مامور فرمایا ان کو بہت سے قبائل جو مرتد ہو گئے تھے خود بخود آ کر ملے اور ساتھ ہوئے۔ علاءؓ اس جمعیت کے ساتھ رات کو ایک میدان میں اترے قافلہ پوری طرح اترنے بھی نہ پایا تھا اونٹوں سے اسباب اور پانی کے مشکیزے اتارے بھی نہ تھے کہ دفعتہً اونٹوں میں ایسی وحشت پیدا ہوئی کہ جس کی وجہ سے سب کے سب بھاگ گئے اور کچھ پتہ نہ چلا کے کہاں گئے مسلمان پریشان رہ گئے کوئی سامان پاس نہ تھا دور دور تک پانی کا پتہ نہ تھا۔ سب کو بھوک پیاس سے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ یہ اندیشہ علاوہ

Marfat.com

بریں تھا کہ ایسی حالت مجبوری میں دشمن آ پہنچے تو کچھ بھی نہ کرسکیں گے۔ مسلمانوں پر غم وفکر کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ان کو اپنی ہلاکت سے زیادہ اسلام کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ اور رنج تھا۔ حضرت علاءؓ نے سب مسلمانوں کو اس غم وفکر کی حالت میں دیکھ کر فرمایا تم لوگ اتنے پریشان اور تائید غیبی سے مایوس کیوں ہو لوگوں نے کہا ہماری پریشانی کی وجہ ظاہر ہے کل کو دھوپ تیز نہ ہوگی کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت علاءؓ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کی تم ہلاک نہیں ہو سکتے تم مسلمان ہو خدا کی راہ میں دین کی امداد کیلئے نکلے ہو تم بالکل مطمئن رہو۔ صبح کی نماز پڑھ کر حضرت علاءؓ نے سب کے ساتھ مل کر دعا کی دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قریب ہی پانی چمکتا ہوا نظر آیا سب نے خوش خوش خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے خوب پانی پیا اور جو برتن پاس تھے۔ سب کو بھر لیا اور ابھی دن بھی چڑھنے نہ پایا تھے کہ بھاگے ہوئے اونٹ بھی سب کے سب معہ اسباب آ موجود ہوئے خدائے تعالیٰ نے یہ کرشمہ تائید آسمانی دکھلا کر مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ اپنے دین کی اشاعت واستحکام ہم خود کرتے ہیں۔ تمہاری تدابیر و جفاکشی پر کوئی امر موقوف نہیں ہے تم کو تمہاری سعی واخلاص کا ثواب دینا منظور ہے اور یہ بھی ان کو بتلا دیا کہ اگر تم سچے دل سے اسلام کی خدمت گزاری کرو گے تو تائید غیبی تمہارے ساتھ رہے گی۔ (اشاعت اسلام ص ۸۵)

حضرت ابو ہریرہؓ بھی اسی لشکر میں تھے انہوں نے پانی کا برتن بھر کر اس جگہ رکھ دیا (نشانی کے طور پر) اور یہاں سے روانہ ہونے کے بعد منجاب بن راشد سے کہا کہ تم اس جگہ کو جانتے ہو جہاں پانی تھا انہوں نے کہا خوب جانتا ہوں جا کر دیکھا تو وہ برتن پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا منجاب نے کہا آج سے پہلے اس موقع پر کبھی پانی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے برتن بھر کر رکھا تھا کہ اس کو آ کر دیکھوں گا اگر یہ پانی کی جگہ ہے یا کوئی چشمہ ہے تو معلوم ہو جائے گا اور اگر خدا کی طرف سے تائید ہے اور جس طرح من وسلویٰ بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہوئی تھی ہمارے لئے بھی من ہے تو معلوم ہو جائے گا۔ اب معلوم ہو گیا کہ یہ من تھا اور خدا تعالیٰ نے غیب سے امداد فرمائی ہے۔ **وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ**

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میت کے درجات اس کے مرنے کے بعد بلند کئے جاتے ہیں۔ (اشاعت اسلام ص

Marfat.com

۸۶) تو اس سننے والے نے کہا میرے رب کی قسم یہ کون سی چیز ہے کہ جس سے میت کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ اس سے کہا گیا کہ تیری اولاد تیرے لئے استغفار کرتی رہے۔ (الفردوس ۸۲)

اشاعتِ اسلام میں صحابہؓ کا کردار:

اس میں شک نہیں کہ اسلام ایک سچا اور صاف مذہب ہے اس کی ذاتی خوبیاں پر زور تاثیر قوت جاذبہ ایسی تھیں جن کی بناء پر جب کوئی شخص صاف دلی سے اس کی طرف متوجہ ہوتا تو بغیر متاثر ہوئے اور اس کی حقانیت کو تسلیم کیئے نہ رہتا ہے۔ مگر اسلام کے اس قدر جلد پھیلنے اور اقلیتوں کے دلوں کو فتح کر لینے میں زیادہ تر صحابہؓ کے اوصاف اخلاق کا دخل تھا صحابہؓ اسلام کا نمونہ بن کر نکلے تھے۔ انہوں نے دنیا کو دکھلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے ان میں وہ قوت پیدا ہوگئی ہے۔ جس سے ایک عالم کو اپنا گرویدہ اور اسلام کا سچا فرمانبردار بنا سکتے ہیں۔ اگر ان کے اندر یہ خوبیاں نہ ہوتیں یا کسی قسم کا نقص ہوتا تو اسلام کی واقعی خوبیاں بھی دل پر اثر نہ کرتیں اس کے سچے عقائد اور پاک تعلیمات کے بعد جیسا صحابہؓ کے حالات کو دیکھا جاتا تھا تو ہر شخص خود بخود اس کا حلقہ بگوش بن جاتا تھا۔

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ زبانی تعلیم سے زیادہ فیض صحبت کی تاثیر قوی اور مستحکم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ ایک گھڑی کے فیض صحبت کی بدولت تمام دنیا اور ہر طبقہ کے مسلمانوں سے افضل و اعلیٰ ہوگئے۔

صحابہؓ کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے تمام اقوال واحوال، افعال و معاملات کو دیکھنے سے اول نظر میں معلوم ہو جاتا تھا کہ ان کو دنیا سے کوئی لگاؤ اور اس کی نعمتوں سے کوئی کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ انکو سوائے رضائے خداوندی اور اتباع احکام شریعت کوئی امر مطلوب نہیں صحابہؓ دنیا کے تمام معاملات کرتے تھے۔ تعلقات خانہ داری اور معاشرت احباب کے حقوق پوری طرح سے ادا کرتے تھے مگر ان کے قلب میں سوائے محبت خدا اور رسول اور کوئی امر نہ تھا۔ دنیا کے کاروبار جو کچھ بھی تھے ضروریات زندگی پورا کرنے کی غرض سے تھے یہی وہ بات ہے جو دیندار کو دنیا دار سے جدا کرتی ہے۔ ایک معمولی حیثیت کا شخص جو پیٹ

Marfat.com

پالنے کی فکر میں لگا ہوا اور اس کی تدبیروں میں منہمک ہے مگر اس کو صحابہؓ کے غنا کا عشرعشیر بھی حاصل نہیں۔ سگِ دنیا اور طالب دنیا کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے الغرض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات و معاملات اسلام کے پاکیزہ عقائد کیلئے بمنزلہ دلیل کے تھے۔ اسلامی عقائد واحکام سننے کے بعد جب صحابہؓ کو دیکھا جاتا تھا تو دعویٰ حقانیت اسلام و دلائل قویہ ظاہرہ سے ثابت و مستحکم ہو جاتا تھا اور ہر شخص اس کو حق سمجھنے پر مجبور ہوتا تھا۔ صحابہؓ کے اپنے حالات و معاملات کے ساتھ تائید غیبی کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ تمام کا جمع کرنا دشوار ہے جن کے ساتھ قوموں کی قومیں اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئیں چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

اہل بحرین کے مرتد ہونے اور حضرت علاء بن الحضرمیؓ کا ان کے مقابلے کیلئے مامور ہونے اور مسلمانوں کی غیبی تائید کا عجیب ''اونٹوں'' کے بھاگ جانے اور پھر واپس آ جانے اور پانی سے سیراب ہونے کا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ مرتدین کو اس جگہ کامل شکست ہوئی اکثر تو ان میں مقتول ہوئے اور کچھ بچے تو دوسری جانب کو بھاگ گئے اور خلیج دار بن میں پناہ گزین ہوئے دار بن ایک بستی ہے جو سمندر کے کنارے آباد ہے۔ بحری جہاز کا سفر تھا کہ سمندر کے دوسرے کنارے دشمنان اسلام کا اجتماع تھا۔ حضرت علاء صورت حال کو دیکھ کر متردد و متفکر تھے کہ اگر ان دشمنان اسلام کو اِس حال پر دار بن میں چھوڑ دیتے ہیں تو یہ قوت دن بدن ترقی پا کر زیادہ خوف ناک ہو جائے گی حضرت علاءؓ نے بحرین کے مسلمانوں کا کامل بندوبست فرما کر خود اپنے لشکر کو لے کر دار بن کا قصد فرمایا۔ دار بن پر حملہ کرنے کے واسطے جہازوں اور کشتیوں کی ضرورت تھی اور مسلمانوں کے پاس اس قسم کا سامان بالکل نہ تھا۔ مگر حضرت علاءؓ ایسے شخص نہ تھے جن کو سمندر کی ہیبت ڈرا دیتی آپ نے لشکرِ اسلام کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا دشمنوں کی جماعتیں اور مغرورین کے گروہ اس خلیج دار بن میں جمع ہو گئے ہیں۔ تم لوگ خشک میدان میں خدا تعالیٰ کی تائید اور امداد کو ابھی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو تم کو اس قسم کی امداد اور تائید کی توقع دریا میں بھی رکھنی چاہیے۔ تم سب دریا میں داخل ہو جاؤ اور دشمن پر حملہ کرو اس گفتگو کے بعد حضرت علاءؓ مع لشکر کے سمندر میں داخل ہو گئے اور دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے

Marfat.com

بحفاظت گذر گئے سمندر کا پانی خشک ہو کر اس قدر رہ گیا کہ اونٹ اور گھوڑے کے صرف پیر بھیگتے تھا اور اسلامی لشکر ایسی راحت اور آرام سے ہولناک دریا کو طے کر گیا گویا بھیگے ہوئے رستے پر چل رہا ہے اور دار بن میں دشمنان اسلام کو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ مسلمان بغیر جہازوں اور کشتیوں کے اس طرح دریا کو پاپیادہ طے کر کے آ پہنچیں گے وہ غافل تھے مسلمان وہاں پہنچ گئے اور دار بن مسخر ہو گیا یہ تائید الٰہی شامل تھی لہذا اشاعت اسلام نہ ظاہری تدابیر پر موقوف ہے نہ کسی قسم کے جبر واکراہ کو اس میں دخل ہے۔

مسلمان اور بالخصوص صحابہؓ کو اسلام کی حقانیت اور تائید آسمانی پر ایسا یقین تھا کہ اس کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی ان کے دل میں یہ مضمون راسخ تھا کہ ہم حق پر ہیں اور خدا کی تائید ہمارے ساتھ ہے۔ اور یہ یقین کی مضبوطی اور صحبت کا اثر تھا اور ساتھ مشاہدات عینی مل گئے تھے تو اسی یقین کو ترقی ہو کر اور بھی زیادہ قوت ہو جاتی ہے۔ (اشاعت اسلام ص ۱۰۶)

حضرت خالدؓ کا ملک عراق میں داخل ہونا:

مرتدین کے قصہ سے مطمئن ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ اور عیاضؓ بن غنم کو مامور فرمایا کہ عراق میں داخل ہوں خالد بن ولیدؓ عراق کی اسفل جانب سے اور عیاضؓ اعلیٰ جانب سے اور دونوں حیرہ پر جا کر مل جائیں اور دونوں میں سے حیرہ پر جو پہلے پہنچے وہی لشکر کے امیر ہونگے آپؓ نے دونوں صاحبوں کو یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے لشکر میں سے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو اجازت دے دینا۔ اجازت کی بنا پر لشکر کا ایک حصہ واپس ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری امداد کے لئے کچھ لشکر بھیجا جائے آپؓ نے حضرت خالدؓ کی امداد کے واسطے تنہا قعقاعؒ بن عمرو تمیمی کو بھیجا لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت خالدؓ کے لشکر میں قلت ہے اور آپ تنہا ایک شخص کو ان کی امداد کے واسطے بھیجتے ہیں آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ جس لشکر میں قعقاعؒ جیسا ایک شخص بھی ہو وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا اور عیاضؓ بن غنم کی امداد کیلئے عبد بن غوث کو بھیجا یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فراست تھی اور یہ مسلمانوں کے افراد کا ایمان تھا یہ ہے وہ یقین جو انبیاء علیہم السلام اور انکے متبعین اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

ملک عراق میں داخل ہونے کے لئے حیرہ بطور دروازہ کے تھا بادشاہان فارس کی طرف سے حیرہ پر بڑا حاکم رہتا تھا اور حیرہ کے انجام پر تمام گردونواح کے شہروں اور قصبات کا مدار تھا۔ اہل حیرہ نے صلح کر لینی چاہی اور گفتگو سے مصالحت کے واسطے عمرو بن عبدالمسیح ''عیسائی'' حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عمرو بن عبدالمسیح کی عمر کئی سو سال کی تھی جب خالدؓ نے سوال کیا تو عمرو بن عبدالمسیح صحیح جواب نہ دے سکا حضرت خالدؓ نے ہنس کر اس کے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم ایک ایسے بوڑھے شخص کے ذریعے سے گفتگو کرنا چاہتے ہو جس کی عقل وحواس درست نہیں رہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے۔ پھر ابن بقیلہ نے گفتگو کی جو عمرو بن عبدالمسیح کے گروہ میں دوسرے شخص تھے۔ حضرت خالدؓ کے سوال کا اس نے صحیح جواب دیا لیکن عمرو بن عبدالمسیح کے خادم کے ساتھ ایک تھیلی میں زہر تھا حضرت خالدؓ نے پوچھا یہ کیا ہے اور کیوں ساتھ لایا ہے اس نے جواب دیا کہ ''سم ساعۃ'' فی الفور ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ اور یہ اس لئے ساتھ لایا تھا کہ اگر میں تم لوگوں کے حالات ایسے نہ دیکھتا جواب دیکھ رہا ہوں تو میں اپنی قوم کے واسطے کسی مکروہ بات کا واسطہ اور ذریعہ نہ بنتا بلکہ زہر کھا کر ہلاک ہو جاتا حضرت خالدؓ نے زہر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا کہ کوئی شخص اجل معین سے پہلے نہیں مرتا اور نہ کوئی چیز بلا حکم خدا اثر کرتی ہے اور یہ کہہ کر آپ نے یہ دعا پڑھی اور دعا پڑھ کر زہر نگل لیا۔ ابن بقیلہ نے گو ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز بات دیکھی تھی۔ مگر وہ خود عالم اور تجربہ کار تھا اس نے حضرت خالدؓ سے کہا قسم ہے خدا کی تم میں ایک بھی جب تک ایسا رہے گا تم اپنی مراد کو پہنچاتے رہو گے اور پھر اس نے اہل حیرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے آج تک کوئی ایسی واضح اور روشن بات نہیں دیکھی اس کے بعد ابن بقیلہ نے حضرت خالدؓ سے ایک سالانہ محصول معین کر کے صلح کر لی اہل حیرہ کی جان و مال کی محافظت مثل مسلمانوں کے کی جائے گی۔ اہل حیرہ کے ساتھ صلح ہونا تھا کہ تمام گردونواح کے قبائل نے اپنے اپنے علاقہ کی طرف سے صلح کر لی۔ یہ ہے قوت ایمان ویقین کی حضرت خالدؓ نے توکل علی اللہ پر بلا اندیشہ ایسے سخت زہر کو نگل لیا اور اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہوا اور یہ صحبت کا اثر تھا۔ (اشاعت اسلام ص ۱۰۸)

Marfat.com

اجنادین'' کا عجیب واقعہ'':

اجنادین ملک شام میں بہت بڑا شہر ہے اس جگہ مسلمانوں اور رومیوں میں بڑا معرکہ ہوا ہرقل کا حقیقی بھائی لشکر روم کا سپہ سالار تھا۔ مسلمانوں کا لشکر یہاں جمع ہوگیا تو یہ سالار روم نے ایک عربی شخص کو اس غرض کیلئے بھیجا کہ مسلمانوں کے لشکر میں رہ کر ان کی اصلی حالت کی خبر لائے۔ یہ شخص چونکہ خود عربی تھا مسلمانوں میں آملا اور ایک رات دن رہ کر ان کے شب و روز کے حالات دیکھے راتوں کو تہجد گزاری اور تلاوت کلام الٰہی کرتے دیکھا ہر شخص کو دیکھا کہ بلا تصنع و تکلف عبادت میں مشغول ہے ایک دوسرے کا باہمی معاملات میں نہایت صفائی سے برتاؤ ہے ہر شخص امیر کے حکم کا دل و جان سے مطیع و فرمانبردار ہے۔ یہ حالات دیکھ کر واپس ہوا سپہ سالار روم نے پوچھا کہو کیا دیکھا ہے اس نے کہا یہ لوگ رات کو راہب اور عابد ہیں اور دن میں بہادر اور شہسوار اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالیں اور اگر زنا کرے تو رجم کر دیں حق کے جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہیں ہے سپہ سالار نے سن کر کہا اگر تو نے سچ بیان کیا ہے تو زمین کے اندر اتر جانا اس سے بہتر ہے کہ ان لوگوں سے مقابلہ کیا جائے۔(ص:۱۱۰)

تو بھائی اسلام کے اس قدر جلد پھیلنے میں زیادہ تر صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے اوصاف (ص۱۱۰) اور محاسن اخلاق معاملات کو دخل تھا صحابہؓ اسلام کا نمونہ بن کر نکلے تھے انہوں نے دنیا کو دکھلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے ان میں وہ قوت پیدا ہوگئی ہے جس سے ایک عالم کو گرویدہ اور اسلام کا سچا فرمانبردار بنا سکتے ہیں اگر ان کے اندر یہ خوبیاں نہ ہوتیں یا کسی قسم کا نقص ہوتا تو اسلام کی واقعی خوبیاں بھی دل پر اثر نہ کرتیں اسلام کے سچے عقائد اور پاک تعلیمات کے بعد جب صحابہؓ کے حالات کو دیکھا جاتا تھا تو ہر شخص خود بخود اس کا حلقہ بگوش بن جاتا تھا یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ زبانی تعلیم یا تقریر سے فیض صحبت کی تاثیر قوی اور مستحکم ہوتی ہے۔

صحابہؓ کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے تمام اقوال وافعال احوال و معاملات کو دیکھنے سے اول نظر میں معلوم ہو جاتا تھا کہ ان کو دنیا سے کوئی لگاؤ اور اس کی نعمتوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے ان کو سوائے رضا خدا

Marfat.com

وندی واتباع احکام شریعت کوئی امر مطلوب نہیں صحابہؓ دنیا کے تمام معاملات کرتے تھے تجارت، زراعت، صنعت وحرفت میں مشغول تھے تعلقات خانہ داری اور معاشرت، احباب واخوان کے حقوق پوری طرح سے ادا کرتے تھے مگر ان کے قلب میں سوا محبت خدا اور رسول اور کوئی امر نہ تھا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے یہی حالات تھے جن کو دیکھ کر ہر مخالف شخص بھی متاثر اور اسلام کی حقانیت کا قائل ہو جاتا تھا ہزار عقلی دلائل کا یہ اثر نہیں ہوسکتا تھا نہ معرکہ آرائیوں میں داد شجاعت دینے سے صداقت اسلام کا ایسا سکہ بیٹھ سکتا تھا اور یہی ایمان والوں کا دعویٰ ہے کہ اسلام کی اشاعت کا سبب صحابہؓ کا کردار اوصاف اور محاسن اخلاق جو حضور علیہ السلام کی صحبت بابرکت سے حاصل تھا جو اسلام کا نمونہ بن کر نکلے تھے۔

بہرہ سیر اور مدائن کا فتح ہونا لشکر اسلام کا دجلہ کو بحالت طغیانی عبور کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ جو امیر لشکر تھے عراق کو فتح کر کے قادسیہ کے عظیم الشان معرکہ سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو چکے تھے تو دارالسلطنت فارس یعنی مدائن کا قصد فرمایا۔ مدائن فارس کی حکومت کا مرکز اور چند بستیوں کے مجموعہ کا نام ہے جس کی فتح پر بوجہ اس کے دارالسلطنت ہونے کے فارس کے انجام کا مدار تھا اس میں وہ قصر ابیض بھی تھا جس کے مفتوح ہونے کی بشارت رسول اللہ ﷺ فرما چکے تھے۔ مدائن سے پہلے راستہ میں بہرہ سیر پڑتا تھا اور اسی وجہ سے اس کو مدائن دنیا کا لقب دیا گیا تھا بہرہ سیر جس کا محاصرہ دو ماہ تک کرنا پڑا محصورین نے محاصرہ کی سختیوں سے تنگ آ کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی خدمت میں پیغام صلح بھیجا کہ جس قدر ملک فتح ہو چکا ہے وہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہے اور جو فتح نہیں ہو اوہ ہمارے لئے چھوڑ دیا جائے قاصد نے یہ پیغام سنایا لیکن حضرت سعدؓ جواب دینے نہ پائے تھے کہ ایک مسلمان نے بڑھ کر کچھ جواب دیا حضرت سعدؓ نے اس سے پوچھا کہ تم نے کیا جواب دیا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں بے اختیاری طور پر میری زبان سے کچھ الفاظ نکلے جن کو میں نہیں سمجھا یہ الفاظ قاصد نے سن لئے تھے اور جا کر اپنے گورنر کو بتا دیا گورنر نے جواب سن کر ہرہ شہر کو خالی کر دیا وہ الفاظ جو ایک مسلمان کی زبان سے بے اختیار نکلے اور قاصد نے گورنر کو بتائے وہ یہ تھے ”ہم ہرگز صلح نہیں کریں گے جب تک افریدوں

Marfat.com

کے شہید کو کوٹی کے لیموں کے ساتھ نہ کھالیں'' اس جواب کو سن کر بہرہ سیر کے گونر نے کہا کہ ان لوگوں کی طرف سے تو فرشتے جواب دیتے ہیں ان سے مقابلہ کی کیا صورت ہے لشکر اسلام جس درجہ اپنے امیر کا مطیع تھا اس کی نظیر کسی قوم میں ملنا دشوار ہے ناممکن تھا کہ سپہ سالار سے پیش قدمی کر کے کوئی معمولی سپاہی جواب دے سکتا پھر یہ تائید آسمانی نہیں تھی تو کیا تھی کہ ایک مسلمان کی زبان سے بلا سمجھے بوجھے کچھ الفاظ نکلتے ہیں اوران کا اثر پڑتا ہے کہ ذمہ دار والی ملک شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر کے چلا جاتا ہے اور مدائن میں جمع ہو جاتے ہیں مدائن دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر تھا اب مسلمانوں کو مدائن کی فکر ہوئی اہل فارس نے ساحل دجلہ پر سے کشتیاں وغیرہ سب اٹھادیں اور عبور دجلہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی کثرت باراں کی وجہ سے دریاؤں میں طغیانی زیادہ تھی حضرت سعدؓ اسی فکر میں تھے کہ دجلہ میں طغیانی اور زیادہ آ گئی اور اس کے پھیلاؤ اور شور کا انتہا نہ رہا۔ مسلمان یہ حالت دیکھ کر حیران تھے اسی اثنا میں حضرت سعدؓ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان دجلہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس خواب نے آپ کو اس جانب متوجہ کر دیا اور آپ نے لشکر کو جمع کر کے فرمایا دشمن نے دریا کی طغیانی میں پناہ لے رکھی ہے تم اس پر حملہ نہیں کر سکتے اور وہ جب چاہے حملہ کر سکتا ہے میری رائے یہ ہے کہ اس سے قبل کہ دنیا تم پر غالب آجائے اور اس میں ملوث ہونے سے تمہارے حالات بدل جائیں صدق واخلاص میں بھی کمی آ جائے اللہ کے واسطے کچھ کام کر لو میں تو عزم مصمم کر چکا ہوں کہ اللہ کے بھروسہ پر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دوں اور اسی حالت میں عبور کروں۔

آپ کا لشکر کل سواروں کا تھا پیادہ پا ان میں کوئی نہ تھا سب نے بطیب خاطر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عزم میں برکت عطا فرمائے ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہیں اور تیار ہیں آپ نے فرمایا کہ کچھ سوار ہم سے آگے جا کر پرلے کنارے پر قابض ہو جائیں عاصم بن عمر اور ذواللباس چھ 600 سو سواروں کو لے کر دجلہ میں داخل ہوئے کنارہ کے قریب اہل فارس نے کچھ مزاحمت کی مگر وہ ہٹا دیئے گئے اور کنارہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا حضرت سعد نے حکم دیا کہ کل لشکر دریا میں داخل ہو جائے اور یہ کلمات دعائیہ ورد زبان رکھے (ترجمہ) ''ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا وکیل

Marfat.com

ہے قسم ہے خدا کی اللہ اپنے دوست کو فتح دے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا اور دشمن کو ہزیمت دے گا سوا اللہ کی مدد کے کسی میں قوت نہیں'' حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ اسلامی لشکر جس طرح داخل ہوا ہے اسی طرح صحیح وسالم پار ہو گیا ایسا ہی ہوا کہ ساٹھ ہزار 60000 اسلامی شہسوار دجلہ پر پھیلے ہوئے اس طرح بے تکلف باتیں کرتے جاتے تھے گویا باغ کی روشوں پر تفریح کے لئے چہل قدمی کر رہے ہیں نہ کوئی شخص دریا میں ڈوبا نہ ہی کسی کی کوئی چیز ضائع ہوئی البتہ ایک شخص نمرقدہ نام گھوڑے سے پانی میں گرے مگر ان کے رفیق قعقاعؓ نے فوراً نکال لیا ایک شخص کا پیالہ دریا میں گر گیا چونکہ بجز ان کے کسی کی کوئی چیز ضائع نہ ہوئی تھی ان پر ایک قسم کا طعن کا موقعہ تھا ان کے رفیق نے بطور طعن اور مذاق کے کہا ''تقدیر نے اس کو اڑا دیا'' لیکن پیالے کے مالک نے کہا ''قسم ہے خدا کی میں ایسے حال میں ہوں کہ لشکر بھر میں صرف میرا پیالہ بھی سلب نہ کیا جائے گا'' اللہ اکبر اس شخص کا صدق واخلاص کس درجہ پر تھا کہ پیالہ تو دریا میں گر گیا موج اس کو بہا کر لے گئی مگر اللہ کے اس بندے کے اطمینان میں فرق نہیں آتا وہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ میرا پیالہ کبھی ضائع نہ ہوگا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی لشکر دریا پار ہو چکا تو موج نے اس پیالہ کو کنارہ پر پہنچا دیا اور اس شخص نے اٹھا لیا اور مالک نے پہچان کر لے لیا۔ بس یہی وجہ تھی کہ اہل مدائن نے اس خارج از عقل وقیاس حالت کو دیکھا تو شہر خالی کر کے چل دیئے۔ دجلہ کو ایسی طغیانی کی حالت میں ساٹھ ہزار 60000 سواروں کا اطمینان اور سکون کے ساتھ باہم گفتگو کرتے ہوئے طے کر لینا اور کسی کی جان ومال کا نقصان نہ ہونا بجز اقرار کرامت اسلام وتائید آسمانی کوئی چارہ نہیں ہے۔

مال غنیمت کی فراہمی:

مدائن سے جس قدر مال غنیمت حاصل ہوا اس سے قبل کسی معرکہ میں نہ ہوا تھا کروڑوں روپے کے اسباب کو اور خاص سونے چاندی اور جواہرات سے بنے ہوئے فرش کو جو کسریٰ (شاہ فارس) کیلئے مخصوص درباروں اور دوسرے طرب ونشاط کے جلسوں میں بچھایا جاتا تھا۔ جس کو حضرت سعدؓ نے لشکر سے اجازت لے کر امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا تھا اور جس کے ایک بالشت مربع ٹکڑے کی قیمت حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ کو بیس 20000 ہزار ملی تھی مستثنیٰ کر کے ساٹھ ہزار سواروں کو فی کس بارہ ہزار حصہ ملا تھا ایک شخص نے بڑا ڈبہ جواہرات کا صاحب اقباض (مال غنیمت جمع کیے گئے کا محافظ) کے حوالے کیا جس کو دیکھ کرانہوں نے اوران کے عملہ نے فرمایا کہ ہم نے اب تک ایسی یا اس کے لگ بھگ کوئی چیز نہیں دیکھی اور جو مال اس وقت تک فراہم ہو چکا ہے وہ سب مل کر اس کے برابر نہیں ہے صاحب اقباض نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے اس میں سے کچھ لیا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس ڈبہ کو تمہارے پاس تک نہ لاتا صاحب اقباض نے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے جواب دیا کہ میں تم کو اپنا نام بھی نہ بتاؤں گا کہ تم خواہ مخواہ میری شکر گزاری اور تعریف کرو میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اسی سے ثواب کا متوقع ہوں کہ اس نے مجھے توفیق دی یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا صاحب اقباض نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا کہ لوگوں سے دریافت کرے کہ یہ شخص کون ہے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ ان کا نام عامر بن قیس ہے حضرت سعدؓ کو اس سارے واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے مسرّت کے ساتھ فرمایا "خدا کی قسم یہ لشکر نہایت امین ہے اور اگر اہلِ بدر کی فضیلت ثابت نہ ہو چکتی تو میں کہتا کہ یہ بھی ان کے برابر ہے۔"

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ساٹھ ہزار لشکر میں صحابہؓ ہی نہ تھے۔ قادسیہ کے معرکہ میں اگر بہت ہوں گے تو وہ دو تین ہزار صحابہؓ ہوں گے باقی کل وہی حضرات تھے جن کو رسولِ خدا ﷺ کا دیدار مبارک نصیب نہیں ہوا تھا۔ بلکہ صحابہؓ کے فیض صحبت نے ان کو کندن بنا کر اس درجہ میں پہنچا دیا تھا کہ ان میں اور صحابہؓ میں فرق کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ صحابہؓ کے موثر مقوی اور اُستاد کامل ہونے کی دلیل اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے صحابہؓ کی شان تو جیسی کچھ ارفع تھی اظہر من الشمس ہے۔ ان کے شاگردوں کے دامن کو بھی دنیا چھو کر نہ گئی تھی۔ ایمان والوں کا صاف صاف اعلان ہے۔ کہ اسلام حقیقی مذہب ہے اس میں طمع سازی نہیں اس کی تمام کامیابیوں کا مدار صداقت اور سچی اطاعت وپیروی پر ہے۔

مسلمانوں کا دنیا میں ملوث ہونا اور نقصان:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا ارشاد بالکل صحیح تھا کہ دنیا میں ملوث ہونے سے پہلے کچھ کام

Marfat.com

کرلو۔ جس وقت مسلمانوں کی حالت میں تغیر آیا اسلام کے کسی حکم سے منحرف ہوئے خود انہیں کو نقصان پہنچا نفس اسلام پر کچھ اثر نہ ہوا نہ اس کی رفتار ترقی میں فرق پڑا اور یہ بھی اسلام کی سچائی اور برگزیدگی کا دوسرا پہلو ہے کہ مسلمانوں نے جب کبھی احکام اسلام کو پس پشت ڈالا تو ان پر کیا کیا آفتیں نازل ہوئیں۔

جزیرہ سردانیہ کے واقعہ میں مسلمانوں کا غرقِ آب ہونا:

بحیرہ روم میں جزیرہ سردانیہ کے لئے موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس نے ایک لشکر اس جزیرہ کی فتح کے واسطے جہازوں پر سوار کر کے روانہ کیا جزیرہ فتح ہو گیا عیسائیوں نے سونے چاندی کے برتن اور اس قسم کے دوسرے اموال کو بندرگاہ کے اندر پانی میں ڈال دیا اور بہت سے مال کو ایک گرجا میں دو چھتی کے اندر رکھ دیا مسلمانوں کو بے انتہا مال غنیمت میں ملا لیکن اس میں غلول یعنی خیانت بھی بہت ہوئی ان کو خیانت کا ایک طرح سے موقع بھی مل گیا۔ ایک مسلمان نہانے کے واسطے دریا میں اترا تو اس کے پیر کو کوئی چیز لگی نکال کر دیکھا تو چاندی کی رکابی تھی پس اس سے پتہ چلا تو جس کے جو چیز ہاتھ لگی سب نکال لی۔ اسی طرح ایک شخص اس گرجا میں داخل ہوا چھت میں ایک کبوتر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس نے تیر مارا کبوتر تو بچ گیا مگر پتھر کا ٹکڑا ٹوٹ کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ کچھ دینار بھی گرے (یعنی روپے) جن کو اس نے اٹھالیا۔ اس طرح وہ سارا مال بھی ہاتھوں ہاتھ سب لے گئے اور مالِ غنیمت میں بے حد چوری ہوئی چوری کے لئے بہت سے حیلے اختیار کئے گئے۔ بلی کو مار کر اندرونی آلائش سے صاف کر کے اس میں دینار بھر کر سی دیا اور رسی باندھ کر راستہ میں پھینک دیا اور جب ادھر گزر ہوا تو کہیں پھینک دینے کے بہانے سے کھینچتے ہوئے لے گئے۔ فتح جزیرہ سے فارغ ہو کر اور مال غنیمت میں اس طرح خیانت کر کے واپسی کے واسطے جہاز میں سوار ہوئے تو غیب سے آواز سنائی دی ترجمہ "اے اللہ ان کو دریا میں غرق کر دے" سب کے سب بالکل غرق ہو گئے ایک بھی نہ بچا۔ یہ لشکر اسلام کی اہم خدمت انجام دے کر مظفر و منصور واپس ہو رہا تھا۔ مگر احکام اسلام کی اطاعت نہ کرنے کے نتیجہ ان لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ بھگتنا پڑا اور سب فنا ہو گئے لیکن اسلام اپنی رفتار پر ترقی کرتا گیا ان کے ہاتھ نہ سہی دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے سہی۔ اسلام اپنی ترقی میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ مسلمان جب

Marfat.com

تک اس کے احکام کے پورے فرمانبردار رہے دنیا کی نیک نامی کے ساتھ ثواب آخرت جمع کرتے رہے اور جب کسی جماعت نے اس سے انحراف کیا خود تباہ و برباد ہوئے اسلام نے اپنی ترقی کے واسطے دوسری راہ نکال لی۔(ص123 اشاعتِ اسلام) دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا۔

انجیر کی خصوصیات:

یہ غذا بھی ہے دوا بھی ہے اور میوہ بھی ہے یہ لطیف سریع الہضم ملین طبع سڑے مواد کو بدن کے اندر سے پسینے کے راہ نکال دیتا ہے اسی واسطے باوجود حرارت کے تپ کو یعنی بخار کو مفید پڑتا ہے۔اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے اور گردے اور مثانے کو سنگریزے سے پاک کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے۔اور مسام کو کھول دیتا ہے۔اور دفع کرنے میں کبد اور طحال کے سُدّوں کے لئے بے نظیر ہے اور ایک عجائبات سے اس میوے کے یہ ہے کہ سب کھانے میں آتا ہے کوئی چیز پھینکنے کے لائق نہیں رکھتا۔قرآن کی طرح کی بالکل مغز ہی مغز ہے۔نہ ایسا چھلکا رکھتا ہے کہ کھانے میں نہ آوے نہ گٹھلی رکھتا ہے کہ پھینکی جاوے۔اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے واسطے ایک طباق بھرا ہوا انجیروں کا بطور ہدیئے کے لایا آنحضرت ﷺ نے کچھ ان میں سے نوش جان فرمائے اور یاروں کو بھی ارشاد فرمایا کہ کھاؤ کیونکہ یہ میوہ گٹھلی نہیں رکھتا اور بہشت کے میوے بھی ایسے ہی ہیں۔سو اس کو کھاؤ کہ بواسیر کے مادے کو دفع کرتا ہے۔اور نقرس کے درد کو مفید ہے۔اور حضرت امام علی موسیٰ رضاؒ سے منقول ہے کہ ہمیشہ انجیر کھانا گندہ ذہنی کو دفع کرتا ہے۔اور سر کے بالوں کو بڑھاتا ہے۔اور فالج سے امن دیتا ہے۔اور عجائبات سے اس میوے کے ایک یہ ہے کہ برابر لقمے کے بنایا ہے نہ چھوٹا نہ بڑا تا کہ کھانے والے کو کسی طرح کی محنت اور مشقت نہ ہو۔

انجیر کی باطنی خصوصیات:

یہ میوہ کمال والوں سے نہایت مشابہت رکھتا ہے۔کہ ظاہر اور باطن اُس کا یکساں ہے۔گٹھلی رکھتا ہے نہ چھلکا خلاف اور میووں کے کہ باہر کا اُن کے کھانے کے لائق اور اندر کا پھینک دینے کے قابل (یا اس کے برعکس) دوسرے یہ کہ اس میوے کا عجیب درخت ہے کہ اپنے کمال کو قبل دعوے کے ظاہر

Marfat.com

کرتا ہے۔اوّل پھلتا ہے اور پیچھے پھُولتا ہے۔خلاف اور میووں کے درختوں کے کہ اوّل اُن کے پھول پتے نکلتے ہیں پھر پیچھے سے میوہ ظاہر ہوتا ہے گویا کہ یہ درخت صفت ایثار کی رکھتا ہے کہ غیر کو فائدہ پہونچاتا ہے اور بعد اُس کے اپنی آراستگی اور فائدے کی تدبیر کرتا ہے۔اور دوسرے درخت معاملہ دار لوگوں کی طرح سے ہیں کہ اوّل اپنا بھلا کر لیتے ہیں اُس کے بعد اوروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور ایک یہ بھی ہے کہ جس قدر فیض یہ میوہ رکھتا ہے اور میووں میں نہیں ایک سال میں کئی کئی بار پھلتا ہے اور باوجود ان سب باتوں کے اس میوے کے درخت کو ایک بڑی مناسبت ہے انسان سے کیونکہ جب حضرت آدمؑ کو بہشت میں بسبب تقصیر ہو جانے کے بہشتی پوشاک اُن کی اُتاری گئی اور ننگے رہ گئے تو گھبرا کر جس درخت کے نزدیک گئے کہ اس کے پتے لے کر اپنا تن ڈھانکیں وہ درخت اونچا ہو گیا اور پتے ان کو نہ دیئے اور جب انجیر کے درخت کے پاس گئے تو یہ اونچا نہ ہوا تب انہوں نے اس کے پتے بہت سے توڑ کر اپنی شرمگاہ کو چھپایا اور جناب باری تعالیٰ نے اس کے فوائد پر اور بے ضرری پر نظر فرما کر اس کی قسم کھائی ہے۔

زیتون کی خصوصیتیں:

پھل کا اچار استعمال کرنے سے معدے کو قوت دیتا ہے اور بھوک کو بڑھاتا ہے اور زیتون کا پختہ پھل کھانے سے بخوبی سیری حاصل ہوتی ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے اور قوتِ باہ بڑھاتا ہے اور جس نمک پانی میں زیتون کے پھل ڈالے ہوں اگر اس کی کلی کریں تو دانتوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے اور انجیر والے فائدے زیتون میں بھی جمع ہیں اور اُن کے علاوہ کچھ زیادتی کے ساتھ اور فائدے یہ ہیں کہ سالہا سال تک فائدہ باقی رہتا ہے وہ اس طور سے کہ جو درخت سے کچے پھل جھڑتے ہیں اس کا تیل بنتا ہے جو قندیلوں اور چراغوں میں جلانے کے کام آتا ہے اس کو زیت الاتفاق کہتے ہیں اور پھر جب پک جاتا ہے اس کا تیل بھی نکالتے ہیں اس کو زیت الطیب کہتے ہیں کہ خوشبودار ہوتا ہے فائدہ بخشنے میں بے نظیر ہے۔قولنج کے دردوں کیلئے اور سُدّوں کے اور اسہال کے واسطے خاصیت ارنڈی کے تیل کی رکھتا ہے اور مالش میں اور لیپ کرنے میں روغنِ گل کی مانند ہے بالوں کی سیاہی اور دوسری امراض،نقرس،وجع مفاصل رطوبت غلیظ

Marfat.com

کو کہ پلکوں میں پہونچتی ہے۔ بہت مفید ہے بچھو کے کاٹے پر لگائے تو بہت مفید ہے اور یہ کہ کوئی درخت دنیا میں اتنی بڑی عمر نہیں رکھتا جتنی کہ یہ درخت رکھتا ہے۔ کہ فلسطین کے شہر میں جو شام میں ہے وہاں یونانیوں نے زیتون کے درخت لگائے تھے اب تک موجود ہیں وہ لوگ سکندر کے زمانے میں اس مُلک کی طرف آئے تھے اس لحاظ سے ہر درخت کی عمر ان درختوں میں سے آج کی تاریخ تک دو ہزار سال کے قریب ہوئی ہے۔ اور بہت پیدائش کی جگہ اس درخت کی شام کا ملک ہے۔ کہ جگہ انبیاؤں اور اولیاؤں کے رہنے کی ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ ابراہیمؑ نے اس درخت کیلئے برکت کی دعا کی ہے۔ اور قرآن مجید میں اس درخت کا نام شجرہ مبارک فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ جو کوئی اپنے کو خواب میں دیکھے کہ زیتون کے پتے ہاتھ میں لئے ہے۔ اس کو خوشخبری ہے عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی یعنی شریعت کی سیدھی راہ اُس کے ہاتھ آوے گی اور حدیث شریف میں ہے کہ کھاؤ زیتون کا تیل اور بدن پر ملو اس کو کہ وہ برکت والے درخت کا تیل ہے۔ (تفسیر عزیزی)

اللہ: حدیث قدسی میں ہے کہ میں ارض و سماء کے پہنایوں میں نہیں سماتا لیکن قلب مومن میں مطلب یہ ہے کہ مومن بندہ کو ذات باری تعالیٰ کی معرفتؒ کا حصول ہے اور سارا نقصان نفس کی کھوٹ سے ہے اور نفع کا مدار نفس کی پاکی پر ہے۔

خالص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں احتیاط اور اس کے فائدے

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا اگر ڈرا دکھلانے اور سنانے سے خلقت کے اور بچا گناہوں میں اور نفس کی خواہشوں میں اور بدعتیوں اور گنہگاروں کی مدد کرنے میں خرچ کرنے سے اور بعد دینے کے بھی بچا احسان رکھنے اور بدلہ چاہنے سے اور سچا جانتا پیغمبر کی شریعت کو اور نیک جزا کا بعد مرنے کے امیدوار ہے تو اس شخص نے ایسا کام کیا کہ سب طرح سے اچھا ہے۔ اور بُرائی کا لگاؤ بھی نہیں ہے۔ یعنی اس کا ظاہر عمل مال کا خرچ کرنا ہے جو سب دینوں اور شریعتوں میں بہتر ہے اور اس کا باطن کا عمل اتقاء ہے یعنی بچنا ریاء اور سمعہ سے کہ نیت کی درستی میں اور فائدے کے رہنے میں کافی ہے۔ پھر اللہ جلدی آسان کر دیں گے

Marfat.com

اس پر راہ آسانی کی یعنی اس کو دنیا کے سب اچھے کاموں کی توفیق دیں گے۔ اوران سب عبادتوں کی توفیق دیں گے جو آخرت میں اس کے کام آویں تا کہ اس توفیق کے سبب سے اس پر عبادتوں کا کرنا آسان ہو جائے۔ اور دل وجان سے اس میں مشغول رہے۔ اس واسطے کے نیک کام کا خاصہ ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ کرتا ہے تو اس کے نفس میں ایک قوت نورانی پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس کے سبب سے اچھی راہ چلنا اور نیک بات کا اختیار کرنا اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ ظاہر کی تکلیف اس کی عادت ہو جاتی ہے اور بموجب حکیموں کے قول کہ (العادۃ طبیعۃ ثانیۃ) یعنی عبادت ایک دوسری طبیعت ہے۔ کچھ رنج اور مشقت اس کو اس کام کے کرنے میں نہیں ہوتا بلکہ اس کے نہ کرنے سے اس کے دل کو رنج ہوتا ہے پھر جب موت اس کی آتی ہے۔ اور اس عالم سے جدا ہونے کا وقت پہونچتا ہے۔ تو اس کو بڑی آسانی نصیب ہوتی ہے۔ کہ گویا قید سے چھوٹتا ہے تو آخرت اس کھیتی کے کاٹنے کا وقت ہے جو دنیا میں بو گئے تھے۔

تقویٰ:

تقویٰ اسے کہتے ہیں جو کفر اور گناہ کبیرہ وصغیرہ سے بچا رہے اور کبھی کوئی گناہ اس سے ہو جاوے تو اس سے اُسی وقت نادم ہوئے توبہ اور استغفار کرے تا کہ اس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نہ رہے اور گناہ دل میں گھر کرنے نہ پائے۔

اتقیٰ:

اتقیٰ کا مرتبہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی شریعت اور طریقت کے آداب کو بھی نہ چھوڑے اور گناہ کا خطرہ اور بُری نیت کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھے سو یہ باتیں بہت نادر اور کمیاب ہیں اللہ تعالیٰ جس کو اپنے کرم وفضل سے یہ رتبہ نصیب کرے اس کو ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک بڑا بزرگ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو متقی ہے۔

نہ بولے لا کبھی ہر گز مگر اپنے تشہد میں
تشہد گر نہ ہوتا تو وہ لا اُن کا نعم ہوتا

Marfat.com

مختصر سا قیامت کا نقشہ:

آخرت کے روز قیامت کا نقشہ کہ کتنے منہ اُس روز ذلیل اور خوار ہونگے اور وہ چہرے ان لوگوں کے چہرے ہوں گے کہ دنیا میں کبھی خوف اور جھکنا اور فروتنی اور ذلت اور خواری دین کے مقدموں میں اپنے اوپر پسند نہیں رکھتے تھے۔ اور رنج اور مشقت دینی سے استراحت ڈھونڈتے تھے اور صورت آرائی اور تن پروری میں مشغول اور حریص تھے۔ اسی واسطے لذیذ طعام کھانا اور ٹھنڈے شربتوں کا پینا اور استعمال عطریات کا کرنا ان کا مقصد تھا دنیا سے سو اس دن بدلے میں اس تکاسل اور تن پروری کے ان کو ذلت اور خواری میں گرفتار کریں گے۔ اور اگر خوف اور فروتنی دنیا میں دین کے مقدموں میں اور اللہ تعالیٰ کی عبادتوں میں اُن کو نصیب ہوتی تو بڑے بڑے درجے ثواب کے پاتے لیکن تکلیف کے کاموں سے اپنی تن پروری کے سبب سے دل چراتے تھے چنانچہ اس کے بدلے اس روز تکلیف اعمال شاقیہ کی اُن کو دیں گے۔ اور رنج بے حساب اور بے ثواب ان کو ملے گا۔ اُن سب میں سے یہ بھی ہوگا کہ کمال محنت اور ذلت سے چڑھنا ہوگا آگ کے پہاڑوں پر جو دوزخ میں ہیں اور زنجیریں آگ کی گردن اور پاؤں میں گھسیٹتے پھریں گے اور دوزخ کی آگ میں دھنس جانا جیسے اونٹ دلدل میں دھنس جاتا ہے اور جو زکوۃ نہیں دیتے تھے ان کو چاندی سونے کی تختیوں سے آگ میں گرم کر کے داغ دیں گے پیشانی اور پہلو اور پشت پر اور پیاس پیاس پکاریں گے تو کھولتے چشمے سے پلائے جاویں گے کہ جس کو پیتے ہی ان کے ہونٹ کباب ہو جاویں گے اور اسی طور سے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور یہ مہمانی ان کی عوض میں شربتوں پینوں کیلئے جو گلاب اور کیوڑے ڈال کر برف میں ٹھنڈا کر کے پیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں لاپروائی اور سستی اور رنج اور مشقت دینی سے استراحت ڈھونڈتے تھے۔

ضحیٰ کی نماز:

ضحی کی نماز کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں آئی اور تجربہ والوں نے کہا ہے کہ جو فقر اور فاقہ سے ڈرتا ہے اُسے چاہیے کہ ضحی کی نماز پڑھا کرے۔ اور جو قبر کے اندھیروں سے ڈرتا ہو تو چاہیے

Marfat.com

کہ تہجد کی نماز پڑھتا رہے اور مشائخوں کے اوراد میں مقرر ہے کہ **ضحٰی** کی نماز کی چار رکعتوں میں یہ چار سوتیں **سورة والشمس** اور **سورة واليل** اور **سورة والضحى** اور **سورة الم نشرح** پڑھتے ہیں۔

مصیبت پر صبر:

اگر مصیبت پر صبر کرنا حق تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے ہے تو حق تعالیٰ کی درگاہ میں مرتبوں اور درجوں کی بلندی کا سبب ہے۔ اور افلاس اور تنگدستی اگر چہ فقیروں کو دنیا کی مشقت کا سبب ہے لیکن آخرت کے حساب و کتاب سے نجات پانا اور دنیا میں چوروں اور بٹ ماروں سے بے دہشت ہونا اور ظالم حاکموں کے تاوان لینے سے بچنا کمال آسانی ہے اور حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دو آسانی کا وعدہ فرمایا ہے ایک آسانی دنیا میں اور ایک آخرت میں اور شاعر کے بیت کا ترجمہ ہے یعنی جب ہجوم کریں تجھ پر بلائیں تو غور اور فکر کر الم نشرح سورۃ کے معنوں میں اس واسطے کہ ایک سختی دو آسانیوں میں واقع ہوتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ص ۳۹۱)

نظم + کلام

Marfat.com

ذکر بالجہر میں شوقیہ اشعار

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ
ذکر کی اب توفیق ہو یا رب کام کا یہ نام کام ہو تیرا
قلب میں ہر دم یاد ہو تیری لب پہ ہمیشہ نام ہو تیرا
ذکر تیرا کر کر کے الٰہی دور کروں میں دل کی سیاہی
چھوڑ کے حبِ مال ہو جاہی اب تو کروں بس فقر میں شاہیؒ

(مجذوبؒ)

نفس کے شر سے مجھکو بچالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
اپنی رضا میں مجھ کو مٹا دے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
کردے فناء سب میرے ارادے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
پنجہ غم سے مجھکو چھڑالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

Marfat.com

فریادِ مجذوبؒ در یادِ محبوب

ہوں تیرا بندہ مگر بس نام کا
بندہ ہوں میں نفس نافرجام کا
زیر ہوتا ہی نہیں نفس شریر
دستگیری کر میری اے دستگیر
میری ہر کوشش ہوئی ناکامیاب
دے چکی ہے اب میری ہمت جواب
غلبہ دے دے نفس اور شیطان پر
آبنی ہے اب تو بس ایمان پر
غرقِ بحرِ معصیت ہوں سربسر
رحم کر، مجھ پر الٰہی رحم کر
تو جو چاہے پاک ہو مجھ سا پلید
فضل سے تیرے نہیں کچھ بھی بعید
قلب سے دھو دے میرے ہر گندگی
ہو عطا پاکیزہ اب تو زندگی
نفس کا یارب میرے کر تزکیہ
کر عطا مجھ کو حیٰوۃ طیبہ
روک لایعنی سے اب میری زبان
ذکر میں تیرے رہوں رطب اللسان

Marfat.com

دل میں تیری یاد لب پر نام ہو
عمر بھر اب تو یہی بس کام ہو
مجھ گدا کو بھی بحقِ شاہ دیں
بخش یا ربّ دولتِ صدق ویقین
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
تجھ سے دم بھر بھی مجھے غفلت نہ ہو
تیرے ذکروفکر سے فرصت نہ ہو
بہرِ حق سیّد الخیرالبشر ﷺ
خاتمہ کردے میرا ایمان پر
سینکڑوں کو تو کرے گا جنتی
ایک یہ نااہل بھی ان میں سہی

(خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ)

کسب میں دنیا ہی کے رہا میں دین کی دولت کچھ نہ کمائی
وقت یونہی بے کار گزارا عمر یوں ہی غفلت میں گنوائی
خلق میں سب سے میں ہی برا ہوں کوئی نہیں ہے مجھ میں بھلائی
مجھ سا کوئی بدکار نہ ہوگا کون سی میں نے کی نہ برائی

(مجذوبؒ)

Marfat.com

شانِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا نہ تھا
جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا
سر احکام دین پر جُھکا دینے والے
جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹادینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

آدمی میں فطری طور پر عشق ومحبت کا مادہ موجود ہے

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
ترے فراق میں جینا بشر کا کام نہیں
ہزار شکر کہ اس عمر کو دوام نہیں

Marfat.com

حج کے لئے حاضری کا شوق

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا
سالک راہ محبت کا خُدا حافظ
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں
الفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو
ہر چیز میں لذّت ہے اگر دل میں مزا ہو

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر اس کا یہ حق ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم کی آگ سے بچائے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ترجمہ: یعنی مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ (الروم)

Marfat.com

درسِ عبرت: خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے
جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سُو نے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

زمیں کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا
ملوک و ضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا
اجل نے پچھاڑے تنو مند کیا کیا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا

Marfat.com

ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
پڑا رہ گیاسب یوں ہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہاں ہر خوشی ہے مبدّل بہ صد غم
جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہیں ماتم
یہ سب ہر طرف انقلابات عالم
تری ذات ہی میں تغیر ہیں ہر دم
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ، ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

Marfat.com

مسدس از سلطان باہو کلام

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہو
ایہہ تن رب سچے دا حجرا دل کھڑیا باغ بہاراں ہو
وچ کوزے وچ مصلے وچ سجدے دیاں تھاراں ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست کھڑاتی ہو
وچ کعبہ وچ قبلہ وچ اِلا اللہ پکاراں ہو
مرن تھیں اگے مر رہے باہو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہو
آپ سمجھ سمجھ لیندا باہو آپ آپے بن جاندا ہو
جو دم غافل سو دم کافراساں نوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
اکو اسم اللہ دارکھیں آپنا سبق مطالیا ہو
مرن تو اگے مر گئے باہوتاں مطلب نوں پایاہو
باجھوں ذکر رب دے باہو کوڑی رام کہانی ہو
ذکر فکر وچ رہن ہمیشاں دم نوں قید لگاون ہو
بنھ توکل پنچھی اڑدے پلے خرچ نہ زیرا ہو
نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی، اخفیٰ ذکر کماون ہو
روز روزی اُڈکھان ہمیشہ نہیں کر دے نال ذخیرا ہو
تدوں قبول نمازاں باہو جد یاراں یار پچھاتے ہو
مولا خرچ پو نچاوے باہو جو پتھر وچ کیڑا ہو
جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باہو عاشق مرے تاں جیو ہو

Marfat.com

ایہا دنیا بت پرستی مت کوئی اس تے وسے ہو
گھت کے جاں جگر وچ آرا دیکھ کباب تلیندے ہو
رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ جلاندا ہو
جان اندر وڑ جھاتی پائی ڈٹھا یار اکلا ہو
رحمت اس گھر وچ وسے جتھے بلدے دیوے ہو
باجھوں ملیاں مرشد کامل باہو ہو ندی نہیں تسلا ہو
زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو
قلبی، روحی ، خفی، سرّی سبھے راہ حیرانی ہو
عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہو
دل صافی تاں ہووے باہو جاں کلماں لوں لوں رسّیا ہو
تسبیحاں نپ بہن مسیتی جویں موش ہینڈا اور کھڈے ہو
کلمے نال میں نہاتی دھوتی ءکلمے نال ویاہی ہو
مال تے جان سب خرچ کراہاں کرئے خرید فقیری ہو
کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ہو
میں قربان اس مرشد باہو جس دسیا بھیت الٰہی ہو
کلمے نال بہشتیں جاناں کلمہ کرے صفائی ہو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
تیلاں باجھ نہ بلن مشالاں درداں باجھ نہ آئیں ہو
پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر حافظ کرن وڈیائی ہو
کامل مرشد ایسا ہوئے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو

Marfat.com

پڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوہری ہو
میلیاں نوں کر دیندا چٹاوچ ذرہ میل نہ رکھے ہو
حال دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ہو
ایسا مرشد ہووے باہو جہڑالوں لوں دے وچ وسے ہو
شریعت دے دروازے اچے راہ فقر دا موری ہو
نظر جنہاں دی کیمیا ہووے اوہ کیوں مارن پارہ ہو
عالم فاضل لنگن نہ دیندے جو لنگھدا سو چوری ہو
دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو
منہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھاتے ہو
کانواں دے بچے ہنس ناں تھیندے
توڑے موتی چوگ جگایئے ہو
کوڑے کھوہ ناں مٹھے ہوندے باہو
توڑے سے مناں کھنڈ پایئے ہو
ناں میں عالم ناں میں فاضل ناں مفتی ناں قاضی ہو
ناں دل میرا دوزخ منگے ناں شوق بہشتیں راضی ہو
باجھ وصال اللہ دے باہو دنیاں کوڑی بازی ہو
ناں میں سوہنی ناں دولت پلے کیوں کر یار مناواں ہو
جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا باہواوہ کوڑے لارے لاوے ہو
عشق مجازی تلکن بازی پیر اولے دھر دے ہو

Marfat.com

مسدس از کلام میاں محمد بخش صاحبؒ

آپوں چگنا جے کوئی ہووے ہرنوں بھلا تکیندا
نکتہ چینی فتنہ دوزی بھلیاں دا کم ناہیں
عیبوں پاک خداوند اپوں کون کسے نوں آکھے
کاہنوں گل کسے دی کرنی میں بھی شاعر بھاکھے
تھوڑی بہتی تہمت کولوں کون کوئی بچ رہندا
پردہ پوشی کم فقر دا میں طالب فقراواں
ڈوہنگی نظرے مڑ مڑ سمجھو لنگھ نہ جاؤ ترکے
جے کوئی سہو خطائی ہووے بخشوتے بخشاؤ
چلدے گھوڑے نوں مت مارو چابک مہنے طعنے
بُریاں نوں ربّ نیکاں پچھے بخش جنت وچ کھڑسی
پستہ تے بادام محمد ستے مِلن پشوروں
بیٹے نوں کوئی انگل لائے لگدے بیت تسانوں
باہروں دِسن میلے کالے اندر آب حیاتی
ہوٹھ سکے ترہایاں وانگر جان ندِی وچ نہاتی
جنبی دا اِک وال دہی دا غسلوں رہے جے سُکا
اوسے حال رہے گا جنبی غسل نہ جائز اُکا
جے لکھ زہد عبادت کریئے بن عشقوں کس کاری
جاں جاں عشق نہ ساڑے تینوں تاں تاں نبھے نہ یاری
خاص انسان انہاں نوں کہیے جنھاں عشق کمایا
دھڑ سرنال نہ آدم بن دا جاں جاں سر نہ پایا

Marfat.com

نفس فناء دی مارن کارن کس لے کمر جواناں
رات ہنیری ڈھونڈ چوفیری جنگل یار ویرا ناں
محرم باجھوں بھیت سجن دا ہر ہک نال نہ کہندے
بدی ملامت قہر قیامت سو سو سر پر سہندے
کیتے ربّ سچے دے اُتے صابر شاکر رہنا
اس بن ہور نہیں کوئی والی ونج کِس دے درڈھیناں
آپے غم لگاوے سانوں آپ کرے غم خواری
بادشہاں دا شاہ کہاوے نال غریباں یاری
شاہ کہیا بن صبروں ایتھے ہو ر نہیں کوئی چارا
جے میرے گھر دنیا ہووے بیٹا آب الٰہی
سدا نہیں اس رونق رہنا سدا نہیں خوشحالی
جے کچھ روز اول دی لکھی اوڑک ہونی سوئی
جان کندن دی تلخی ڈاہڈی سن گلاں تن کنبے
دِتا اس دا سرتے جھلساں جے رب کھڑسی بیٹے
چبھی مار لیاون موتی وحدت دے دریاؤں
کھریاں گلاں کھریاں چالاں دامن پاک ریاؤں
کھرئیاں دے لڑ لگا میں بھی کھوٹا آپ جہانوں
شالا کھوٹ میرے نوں کجن دائم شرم انہاں نوں
پردہ پوشی کم فقر دا کرسن اللہ بھاوے
سدا امید محمد بخشا زور دے وچ پاوے
تے آل اصحاب سمیت سلاماں ہور درود پچاوار

Marfat.com

تیرے محبوب کی مشابہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

(مجذوبؒ)

اللہ کے محبوب بندے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے فرمایا تین آدمی ہیں جو اللہ کو پیارے ہیں ایک وہ جو رات سے اٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے (نماز میں) دوسرا وہ جو دائیں ہاتھ سے راہ خدا میں کچھ صدقہ خیرات کرتا ہے اور بائیں ہاتھ سے بھی چھپا کر دیتا ہے تیسرا وہ جو کسی جہادی دستہ میں ہو ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے ہوں مگر وہ دشمن کے مقابل ثابت قدم رہے (ترمذی شریف مظہری ۲/۷۴) اور سوائے رضائے خداوندی کی طلب کے اور کسی غرض کے لئے خیرات کرنی ممنوع ہے ورنہ مفت میں مال کی بربادی ہوگی جو ناجائز ہے۔ (۲/۷۶ مظہری)

دعا کی قبولیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پہلے اعوذ اور درود شریف بمعہ بسم اللہ پڑھے پھر سورۃ حدید کی ابتدائی آیات اور سورۃ حشر کی آخر کی تین آیات پڑھے پھر کہے اے وہ ذات جو ایسی ہے کہ اسکے سوا اور کوئی نہیں میری اس حاجت کو پورہ کر دے۔ (۱۱/۸۷ مظہری) اے اللہ آپ ہی نے اپنے فضل سے آرام کا عادی بنایا اور آپ ہی ہم سے تکلیف دور کریں گے یا رحیم یا کریم: اے اللہ جیسا کہ تو اپنے بندہ کا رزق فراموش نہیں کرتا اسی طرح اسے بھی توفیق دے کہ وہ تیرا ذکر نہ بھولے اے اللہ ہمارے قلوب کو باران رحمت سے زندہ کر اور اس کو نور معرفت سے منور کر اور اپنے ذکر و شکر سے اور حسن عبادت سے مزین فرما آپ ہی بادشاہ احسان و کرم والے ہو اور بڑے فضل والے ہو مسلمانوں پر آمین۔

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ ومناجات

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سُکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کر دے میوے بھریا
بال چراغ عشق دا میرا روشن کر دے سینا
دل دے دیوے دی روشنائی جاوے وچ زیناں
مر مر اک بناؤں شیشہ مار وٹا اک بھن دے
دنیا اُتے تھوڑے رہندے قدر شناس سخن دے
کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چٹ دھریاں
رحموں سکے ساوے کردا قہروں ساڑے ہریاں
جے اک مچھر دا پر بھجے توڑے جو جگ لگے
ہرگز راس نہ ہوندا مڑ کے جبونکر آہا اگے
آپے دانا آپے بینا ہر کم کردا آپے
واحد لاشریک الٰہی صفتاں نال سہیا پے
لطف کریندا کرم کنندہ ہر دے کام سنوارے
سبھ خلقت دا راکھا اوہو بھیت پچھانے سارے
عیب مرے پر پلا دیندا ہنر کریندا ظاہر
جدوں کرم دا واڑا کردا کوئی نہ رہندا باہر
غالب امر مبارک اس دے ناں ہویاں نوں کیتا
ہویاں نوں نابود کریسی آپ ہمیشہ جیتا

Marfat.com

خاک ہویاں نوں دوجی واری مڑ کے زندہ کرسی
وچ میدان قیامت والے ہر کوئی لکھیا بھرسی
اس مجلس دا محرم ہو کے پھر نہ مڑدا کوئی
جوایہ مست پیالہ پیندا ہوش کھڑاندا سوئی
رستہ صاف نبیؐ دے پچھے ہور نہ جانو کوئی
اوہو کرے شفاعت ساڈی تائیں ملسی ڈھوئی

درنعت سید المرسلین رحمت للعالمین علیہ السلام وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

نعت درود و صلوٰۃ سلاموں چھٹیاں جھلن قطاراں
ﷺ کرن نقیب پکاراں
چھوڑ آسماناں زمیاں تائیں سرور معلم گیا اگیرے
جتھے وحی نہیں و نجھ سکد اہٹ بیٹھا کر ڈیرے
سرور عالم ﷺ نے فرمایا اس نوں جے توں ساتھی میرا
چل اگیرے نال اساڈے کیوں بیٹھوں کرڈیرا
کیہہ کجھ نعت تساڈی آکھاں خلقت دے سردارا
لکھ صلوٰۃ سلام تیرے تے لکھ درود ہزاراں

Marfat.com

غزل و درد بھرے اشعار خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

لاکھ ہنسی کی بات ہو لب پہ مگر ہنسی نہیں
شمعیں تو جل رہی ہیں ''سو'' بزم میں روشنی نہیں
تارے میں روشنی نہیں چاند ہے چاندنی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں
رونا ہے مجھ کو عمر بھر غم میرا عارضی نہیں
گر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں

Marfat.com

نعرہ جانباز

جانباز ہیں ہم مار کے یا مر کے ہٹیں گے
میدان میں آئے ہیں تو کچھ کر کے ہٹیں گے
اک ایک فدا کار ہے سو سو پہ بھی بھاری
اس کثرتِ اعدا سے نہ ہم ڈر کے ہٹیں گے
اب خون سے میدان کو ہم بھر کے ہٹیں گے
سر لے ہی کے بس اب تو یہ بے سر کے ہٹیں گے
ہم غازی دین ہیں تو اعانت سے خدا کی
میدان سے میدان کو سر کر کے ہٹیں گے
اے دورِ بُتاں دورِ فتن ، دورِ غلامی
پیمانہ تری عمر کا ہم بھر کے ہٹیں گے
مدت کے پیاسے ہیں یہ جی بھر کے ہٹیں گے
ہرگز نہ یہ تیراک سمندر کے ہٹیں گے

Marfat.com

انقلاب

کیسا یہ انقلاب دیکھ کے دل کباب ہے
کہتے ہیں اب ثواب ہے سود میں اور قمار میں
دنیا گلے کا ہار ہے دین نظر میں خار ہے
یہ ہی اگر بہار ہے آگ لگے اس بہار میں
جو ہے وہ مادہ پرست بندہ زر ہوا پرست
رہ گئے کم خدا پرست ایک ہے ہزار میں
کسل کا کیا ٹھکانا ہے گھر میں ہیں یا مزار میں

وساوس سالک

وساوس جو آتے ہیں اس کا ہو غم کیوں
عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا برا ہے

Marfat.com

سالک کے لئے ذکر کی ضربیں

ضربیں کسی کے نام کی دل پہ یونہی لگائے جا
گو نہ ملے جواب کچھ دیر یونہی کھٹکھٹائے جا
تیری بلا سے کچھ بھی ہو تو تُو ادا دکھائے جا
روتا ہے روئے کل جہاں تو یونہی مسکرائے جا
قبضہ میں تیرے باغ ہے نت نئے گل کھلائے جا
شان میری گھٹائے جا رتبہ میرا بڑھائے جا
دیکھ یہ راہ عشق ہے ہوتی ہے بس یونہی یہ طے
سینہ پہ تیر کھائے جا آگے قدم بڑھائے جا
جس نے دیا ہے درد دل گیت اسی کے گائے جا
پیش نظر یہ گر رہے دیکھ، تلاشِ یار میں
اپنے جو بس کی بات ہو رہ بس اس میں منہمک
پیچھے نہ اس کے پڑ کبھی جو نہ ہو اختیار میں

جاہل کی صحبت سے نفور

جاہلوں سے یاد رکھ یاری نہ جوڑ
بھاگ ان سے صحبت باطل کو چھوڑ

Marfat.com

رشتہء اخلاص وملت ان سے توڑ

سنگ سے فرقت کے انکے سر کو پھوڑ
صحبت انکی مثل زہر مار ہے
دِلی دوست تیرا ہو اگر سانپ بھی
تو جاہل سے بہتر ہے یہ دوستی
تیرا جانی دشمن ہو عاقل اگر
یہ جاہل سے بہتر ہی ہو گا مگر
جہاں میں نہیں کوئی جاہل سے خوار
جہالت سے بدتر نہیں کوئی کار
بدی کے سوا کچھ نہ جاہل کرے
نہ بات اس سے کوئی بھی اچھی سنے
نتیجہ بجز دوزخ اسکا نہیں
کہ جاہل کا انجام اچھا نہیں
ہو بہتر کہ اسکا ہو سولی پہ سر
ہو ذلت میں پکڑا ہوا سر بسر
ہے جاہل کی صحبت سے لازم فرار
کہ قرب اس کا ہے موجب ننگ و عار

Marfat.com

اشعار برائے ظاہر و باطن

دور شو از اختلاط یارِ بد
یار بد بدتر بود از مارِ بد
ماربد تنہا ہمی بر جانِ زند
یار بد برجان و بر ایمان زند

(قاضی ثناءاللہؒ)

رنگی کو نارنگی کہیں دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا
بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے
طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
یہ لباس مغربی جلووں کو چمکاتا نہیں
تم کو اس بہرو پیئے پن پر حجاب آتا نہیں

(اکبرالہٰ آبادیؒ)

فخر کیا ہے جو بدلا ہے زمانہ نے تمہیں
مرد وہ ہیں جو زمانہ کو بدل دیتے ہیں
ہزار خوف ہو لیکن زبان دل کی حریف

Marfat.com

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
اٹھو اٹھو کہ یہ خواب گر ان کا وقت نہیں
چمن بچاؤ غم آشیاں کا وقت نہیں
بڑھو کہ بڑھتی چلی آ رہی ہے شام حیات
عمل کا وقت ہے آہ و فغاں کا وقت نہیں
وہ نبض ڈوب چلی ہے وہ آنکھ پتھرائی
خدا کا نام لو یاد بتاں کا وقت نہیں

(جناب زکی کیفی)

ظفر آدمی اسکو نہ جانے گا
گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے
اللہ ہے تو گویا جان ہے
ورنہ یارو جان بھی بے جان ہے

(مولوی عبدالمنان دہلویؒ)

Marfat.com

خاصان خدا خدا نہ باشد
لیکن از خُدا جُدا نہ باشد

غالب بُرا نہ مانیے گر بُرا کوئی کہے
ایسا بھی ہے کوئی سب اچھا کہیں جسے

(غالبؒ)

بہت کچھ جل چکا ہے اور جلے گا دیکھے کب تک
ہے زد میں برق سوزاں کی تیرا کاشانہ برسوں سے
بھٹکتا ہی رہے گا اپنی منزل پر نہ پہنچے گا
نہیں ہے رہروی سے جس کی آداب سو پیدا
اسقدر بھٹکا حیات نوح سے انسان کا یقین
کارواں کو اعتماد راہنما جاتا رہا
غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آیا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافلؔ ذرا شہتیر بھی
کس سے کہوں کہ لاکھ امیدیں مٹا گئی
وہ ایک بات رنجش بے جا کہیں جسے
یہ آئی کونسی منزل نہ ساحل ہے نہ دریا ہے
شناور بحر غم کا اب کہاں ڈوبے کہاں نکلے
مصیبت آشناں ہوں میں ازل سے اے چمن والو
مجھے آرام آیا بھی تو زیر دام آئے گا
وہ حملہ بھی طوفاں کا ڈبو سکتا نہیں اس کو
مہیا جو نئے ساحل پہ ہر موج رواں کر لے

(سرفراز صفدر)

Marfat.com

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

(تھانویؒ)

دیر سے آیا ہوں ساقی دور سے آیا ہوں میں
ہو عطائے خاص مجھ کو جو عطائے عام ہے

(سید سلیمان ندویؒ)

عمارات جہاں کی پائیداری پر تو اے منعم
نظر سے مت گرا دنیا کسی کے دِل کے کونے کو

Marfat.com

ادعیہ ماثورہ

اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ:

یہ وقت وقت کا رہے نیک کاموں میں کوشش کریں صلحاء ودرویشوں کو بدل و جان عزیز اور ان سے مجالست رکھیں۔ (محمد معصومؒ سرہندی)

نیا کپڑا پہننے کی دعا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَااُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا (اوپر والی دعا) پھر اپنے پرانے کپڑے اٹھا کر صدقہ میں دے دیئے وہ اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی چادر میں رہے گا زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی۔ (ترمذی شریف از الۃ الخفاء ۲/۱۵۱)

دعا:

اے اللہ میں آپ سے سختی پر صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں اور میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے بس اپنی مہربانی سے آپ اپنی طرف سے اُسے معاف کر دے یا رحیم یا کریم۔ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان معاملہ درست کر لیا اس کے درمیان اور خلق کے درمیان خود اللہ تعالیٰ معاملہ درست فرما دیتا ہے۔ (الحدیث)

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَةِ☆

ایک شخص نے دعا کی الٰہی میرے پاس کچھ مال دینے کو نہیں ہے جو صدقہ کروں میں یہی سمجھتا ہوں کہ جو مسلمان میری ہتک کرے میں نے اسکو معاف کر دیا آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اس بندہ کو بخش دیا۔ (احیاء العلوم ۳/۱۹۴)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ حَسۡبِیَ اللّٰهُ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ اِعۡتَصَمۡتُ بِاللّٰهِ فَوَّضۡتُ اَمۡرِیۡ اِلَى اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ☆

ترجمہ: اے اللہ میں اپنے معاملات اصلاح معاش و معاد میں عملی طور پر ہر آن حق تعالیٰ ہی کا محتاج ہوں کہ آپ ہی اس کو اسباب خارجی و داخلی کی مضرات و مہلکات سے بچا سکتے ہیں۔

دعا: اے ستار العیوب وغفار الذنوب یا مقلب القلوب یا کاشف الکروب ہمارے عیوب ڈھانک دے اور گناہ بخش دے اور ہمارے قلوب کی اصلاح کر اور ہمارے رنج و غم و فکر دور کر اور حسن خاتمہ ہمیں نصیب کر یا کریم برحمتک یا ارحم الراحمین اے اللہ جب آپ لوگوں میں فتنہ ڈالنا چاہیں تو مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ کر اپنے پاس بلالی جیو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین بار **اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ السَّمِيۡعِ الۡعَلِيۡمِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ**☆ پڑھ کر سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھے گا۔ **هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ☆ عَالِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ☆هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ☆ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ☆ سُبۡحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ☆ هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى، يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ☆ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ☆**

اللہ تعالیٰ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے مقرر کر دے گا جو شام تک اس کے لئے دعاء رحمت کرتے رہیں گے۔ اگر وہ اس روز مر جائے گا تو شہید مرے گا۔ اور (بجائے صبح کے) اگر شام کو پڑھے گا تب بھی اس کو یہی مرتبہ ملے گا۔ (مظہری ۱۱ص ۴۲۴)

دعا: اے اللہ میں آپ سے تختی پر صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں اور میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے بس اپنی مہربانی سے آپ اپنی طرف سے اسے معاف کر دے یا رحیم یا کریم۔

جس نے اپنے اور خدا کے درمیان معاملہ درست کر لیا اس کے درمیان اور خلق کے درمیان خود

Marfat.com

اللہ تعالیٰ معاملہ درست فرمادیتا ہے۔ (الحدیث)

بخاریؒ نے صحیح میں حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے صبح سردی کی تھی، مہاجرین اور انصار خود خندق کھودرہے تھے، غلام، خادم ان کے پاس یہ کام کرنے کے لئے نہیں تھے، حضور ﷺ نے ان کی بھوک اور تھکن کو ملاحظہ کیا تو فرمایا:۔

اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

درحقیقت زندگی تو آخرت کی زندگی ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

صحابہؓ نے اس (شعر) کے جواب میں کہا۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم تو وہی ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہمیشہ کیلئے جبتک زندہ ہیں جہاد کرنے کی بیعت کی ہے صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا۔ جنگ احزاب کا زمانہ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے خندق کھدوائی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خود خندق کی مٹی نکال رہے ہیں اور غبار کی وجہ سے شکم مبارک کی جلد گرد آلود ہو کر چھپ گئی ہے حضور ﷺ کے پیٹ پر بہت بال تھے آپ مٹی ڈھونے میں ابن رواحہ کے یہ شعر بطور رجز کے پڑھ رہے تھے اور شعر کے قافیہ پر آواز کو کھینچتے تھے (یعنی کھینچ کر ادا کرتے تھے)

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اے اللہ اگر تیری توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدایت یاب نہ ہوتے نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

ہم پر طمانیت خاطر نازل فرما اور مقابلہ کے وقت ہمارے قدم جمائے رکھ

اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

انہی لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے جب انھوں نے فساد برپا کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا

دوسری روایت میں پہلا مصرعہ اس طرح آیا

Marfat.com

وَاللّٰہِ لَوۡ لَا اللّٰہُ مَا اھۡتَدَیۡنَا☆

روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلمانؓ قوی آدمی تھے۔ خندق میں دس آدمیوں کے برابر کام کرتے تھے یہ بھی روایت ہے کہ تنہا پانچ ہاتھ گہری اور پانچ ہاتھ لمبی چوڑی خندق روز کھودتے تھے قیس بن ابی صعصعہ کی نظر آپ کو لگ گئی فوراً بیہوش ہو کر گر گئے رسول اللہ ﷺ نے قیس کو حکم دیا کہ کسی برتن میں وضو کرو اور اس پانی سے سلمان کو غسل دو۔ پھر اس برتن کو اپنی پشت کی طرف اوندھا کر کے پھینک دو حکم کی تعمیل کی گئی اور حضرت سلمانؓ اچھے ہو گئے۔

(1) شعور کہتے ہیں حواس سے کسی چیز کے معلوم کرنے کو اور ماؤف الحواس شخص پر اس چیز کا علم مخفی رہتا ہے۔

(2) یقین: از روئے نظر اور استدلال کے یعنی شک کے بعد آدمی کو علم کا ایک مرتبہ اور مضبوط و استوار درجہ حاصل ہو جاتا ہے اسے یقین اور ایقان سے تعبیر کرتے ہیں ظن و تخمین کی باتیں نہیں رہتی

(3) شریعت میں جواز وقتِ ضرورت کے احکام بہ کثرت موجود ہیں اور جب حرام چیز کے تناول سے شفاء کا ہونا یقینی معلوم ہو جائے تو شرعاً اس کے جائز ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں ہے لہٰذا جس امر کے لئے انسان مجبور و مضطر ہو جائے وہ حرام نہیں رہتا خواہ وہ کھانے کی چیزوں میں سے ہو یا پینے کی۔ (انوار باری ۳۱۰/۸)

(4) تمام مقصودوں پر فتحیاب ہونے کے لئے اور ہر قسم کی کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے پرہیزگاری اور غیر اللہ سے علیحدگی اور یکسو ہونا ضروری ہے پھر ایسے شخص کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں ہر طرح کی خیر و خوبی اور فلاح و فوز موجود ہے

(5) جن احتمالات عقلیہ کی شریعت نفی نہ کرے ان سب کے قائل ہونے کی گنجائش ہے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ☆

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَه، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَه، وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَه، وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَآئِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ☆

ترجمہ: یا اللہ مت چھوڑنا ہمارا کوئی گناہ مگر کہ بخش دینا اُسے اور نہ کوئی فکر مگر کہ زائل کر دینا اسے اور نہ کچھ قرض مگر کہ ادا کر دینا اسے اور نہ کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے مگر کہ پورا کر دینا اسے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

اللہ کی نعمتوں اور بخششوں کو وسیع چاہتے ہو:

تو پھر اللہ کے ذکر و حمد کو تمام چیزوں پر ترجیح دو جس کے لئے اہل اللہ کی محبت اور صحبت ضروری ہے پھر اس کے فضلِ عظیم سے صاحب نعمت و ثروت ہو جاؤ گے اور تیرے لئے رزق میں کشائش پیدا ہوتی رہے گی نیز اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہمیشہ تیرے شامل حال رہے گا بندہ جب اللہ تعالیٰ کی طاعت کاملہ اختیار کرتا ہے اسی کے ارادے کے ساتھ ارادہ اور اُسی کی تدبیر کے ساتھ تدبیر کرتا ہے اور وہی کچھ چاہتا ہے جو اللہ کی مشیّت چاہتی ہے اور اللہ کی رضا کے ساتھ راضی رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں اُس پر اس طرح بسیط کر دیتے ہیں کہ اُسے کبھی اُن کا وہم و گمان بھی نہ ہوا تھا یہ اِس لئے کہ بندہ کے ذاتی ارادہ و خواہش کے زائل ہوتے ہی ارادہ الٰہی نے اپنے غیبی معجزات دکھانے شروع کئے۔ (فتوح الغیب)

دعا:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَ تَوَفَّنَا عَلَيْهِ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ ☆

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ عِلْمًا نَافِعًا وَّ فَهْمًا كَامِلًا ☆

اے اللہ مجھے نفع دینے والا علم اور سمجھ کامل عنایت فرما

بصارت میں کمی نہ ہوگی بلکہ جو نقصان نظر میں ہو گیا ہو گا وہ بھی جاتا رہے گا یہ آیت ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ کر انگلی پر دم کر کے آنکھوں پر لگائے۔

Marfat.com

فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَ کَ فَبَصَرُوْکَ الْیَوم حَدِیْدُ☆

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُوءْ تِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ و تَنزِعُ الْمَلْکَ مِمَّنْ نَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیرِ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شیَءٍ قَدِیْرٌ. تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیَّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَيّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیرْ حِسَابٍ☆

طبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی دعا بتاؤں کہ اگر تو وہ دعا کرے تو اللہ تیرا قرض ادا کرا دے خواہ وہ کوہ ثبیر کے برابر ہی ہو یہ پڑھ اللھم مالک الملک سے بغیر حساب تک (اور پھر عرض کر) رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تَعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ مِنْھُمَا وَتَمْنَعُ مَنْھُمَا تَشَآءُ اِرحَمْنِی رَحْمَتَہُ تُغْنِنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَتِہٖ مَن سِوَاکَ. واللہ اعلم☆

اَعُوْذُ بِوَجْہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیٌ اَعْظَمُ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰہِ الْحُسْنیٰ مَا عَلَّمْتُ مِنھَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ☆

بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے حضرت کعب الاحبارؒ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انہوں نے یہ بتلائے جو اوپر نقل ہیں۔

ترجمہ: میں اللہ اعظم کی پناہ پکڑتا ہوں جس سے بڑا کوئی نہیں اور پناہ پکڑتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کی جن سے کوئی نیک وبد انسان آگے نہیں نکل سکتا اور پناہ پکڑتا ہوں اللہ کے تمام اسماء حسنیٰ کی جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا ہر اس چیز کے شر سے جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وجود دیا اور پھیلایا ہے۔

حضرت رفاعہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جونہی آپؐ نے

Marfat.com

رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ☆ کہا تو فوراً پیچھے (مقتدیوں میں سے) ایک شخص نے (یہ کلمات پڑھے) رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْهِ☆ حضور علیہ وسلام نے نماز پوری کر لی تو فرمایا ابھی کس نے یہ بات کہی تھی اس شخص نے کہا میں نے کہی تھی فرمایا کچھ اوپر تیس 30 فرشتوں کو دیکھا کہ وہ پیش دستی کر رہے تھے کہ ان کلمات کو پہلے لکھے۔ (رواہ البخاری مظہری 10/104)

(1) اِن کلمات کا ثواب سارے دن کی نفل عبادت سے بہتر ہے (الحدیث)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ

(۳ بار) میں خدا کی تسبیح کرتا ہوں اس کے عدد مخلوق کے برابر

سُبْحَانَ اللّٰهِ رَضِیَ نَفْسِهٖ

(۳ بار) میں اس کی تسبیح کرتا ہوں اس قدر کہ جس سے یہ راضی ہو جائے

سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ

(۳ بار) اس کی تسبیح و تقدس کرتا ہوں بمقدار وزن اس کے عرش عظیم کے

سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ کَلِمَاتِهٖ

(۳ بار) میں اس کی تسبیح کرتا ہوں اور تقدس بیان کرتا ہوں جتنی کہ تعداد اس کے کلمات مبارک کی ہے۔

2. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ خَیْراً مِّنْهَا ☆

اے خدا مجھے اس مصیبت کے عوض اجر و ثواب آخرت عطا فرما اور اس ضائع شدہ نعمت سے زیادہ بہتر مجھے عطا فرما۔

تو حق تعالیٰ اس کو ضرور اس سے بہتر نعمت عطا کریں گے۔ (الحدیث انوار باری)

دشمن سے مستور ہونے کے لئے آیات:

سورۃ الکہف: اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا☆

Marfat.com

سورۃ النحل: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَسَمْعِہِمْ وَاَبْصَارِہِمْ☆

سورۃ الجاثیہ: اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً☆

امام قرطبیؒ: یٰسٓ☆ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ☆ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ☆ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ☆ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ☆ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآ ؤُ ھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ☆ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْ مِنُوْنَ☆ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلاً فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ☆ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِم سَدًّاوَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ☆

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ یٰسٓ کی آیات بھی ملالیں جو آپ نے ہجرت کی رات پڑھی تھیں۔

دشمن کے شر سے بچنے کے لئے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِ ھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ☆

موت کی سختی آسان:

جمعرات کو بعد مغرب دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ اذا ذلزالت پندرہ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی اس پر آسان کرے گا عذاب قبر سے نجات دے گا۔ پل صراط پر گزرنا آسان کریگا روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے۔ (شرح قبور، ص ۱۰۵)

شہد:

جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اس کو کوئی بڑی بلا نہ پہنچے گی۔ (الحدیث۔ نشر الطیب)

رطب:

خرمائے عجوہ مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک خاص قسم ہے آپ ﷺ نے فرمایا عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفاء ہے۔ (نشر الطیب) اہل دنیا اور اہل جنت کی سب غذاؤں کا سردار گوشت ہے۔

Marfat.com

ایک نابینا صحابی کی دعا:

دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرو" اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت کے۔ اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ پوری ہووے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

شب قدر میں پڑھنے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی ☆

ترجمہ: اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف فرما۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْن ☆

اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔ (۵۲۲ص)

لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْن ☆

سر درد کے لئے عمل: سر درد کے لئے اس آیت کریمہ کو تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔

Marfat.com

کلام سید نفیس شاہ صاحب بوقتِ حاضری روضہء اطہر

اللہ تعالیٰ احقر حقیر کے مربی و مشفق عارف باللہ شیخ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رائے پوریؒ کے فیض صحبت ظاہر و باطن کو خاص و عام تک پہنچانے کے لئے ذریعہ کے طور پر اس ناتمام سعی و کوشش کو قبول فرما کر حضرت اقدس کے ساتھ بندہ ناچیز کو دارین کی خیر و برکت نصیب فرما کر اپنے وقت پر حسن خاتمہ نصیب فرمائے حضرت مولانا سرگودھا کے ایک مختصر سفر میں صاجبزادہ عبدالقادر کے ساتھ تھے کہ انہوں نے حضرات صلحاء کے شیخ و مریدین کے رہبر سید نفیس شاہ الحسینی صاحب لاہور والوں کی نعت کی کیسٹ لگائی جس کو حضرت مولانا نے بہت پسند فرمایا پھر جب راولپنڈی تشریف لائے تو ایک موقعہ پر یہ فقیر متذکرہ کتاب کے مشورہ کے لئے حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا تو کتاب کے مشورہ کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی جو نعت سماعت فرمائی تھی اس کا ذکر فرمایا۔اس موقعہ پر ناکارہ کا پسر عزیز سلمان سلمہ جو جامعہ فریدیہ اسلام آباد کا طالب علم ہے بمعہ چند اور ساتھیوں کے حضرت کی زیارت کے لئے ساتھ موجود تھا اس نے عرض کیا کہ مجھے حضرت سید نفیس شاہ صاحب کی کئی نظمیں یاد ہیں تو میرے کہنے پر اس نے ایک نظم کا تھوڑا سا حصہ اپنی خداداد خوش الحانی سے سنایا لیکن جو نظم کیسٹ میں سنی تھی اس کے ساتھ حضرت مولانا نے تائید نہ فرمائی پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرے موقعہ پر ولد عزیز سلمان سلمہ پھر حاضر ہوا اور مندرجہ ذیل نعت شریف سنائی جس کو پسند فرمایا اور تائید فرمائی اور احقر کو ارشاد فرمایا کہ کتاب کی برکت اور زینت کے لئے حضرت شاہ صاحب کی اس نعت کو وسیلہ بناؤ بس یہ بندہ ناچیز کے لئے معہ کتاب ہذا سے مستفیض ہونے والوں کے لئے خیر و برکت و سعادت اُخروی کی امید پر اس کو کتاب کا حصہ بنایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔آمین۔

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

Marfat.com

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زم زم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
خاص اپنے در کے رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھکو نصیب
گنبد خضریٰ کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سید کونین میں آ کر (نفیس)
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا
جام زم زم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا

شعر

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے
اک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم رات کو اٹھ کر روتے ہیں
جب سارا عالم سوتا ہے

(مولانا عبدالرحمٰن رائے پوریؒ)

Marfat.com

تنبیہ آخری متعلق مجموعہ مضامین کتاب

کتاب کے مضامین کے بھروسہ پر سالک راہ آخرت شیخ سے مستغنی نہ ہو جاویں تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ فوائد باطن کے لئے شیخ کی صحبت وتعلیم بالمشافہ کا اتباع ضروری ہے اور کتب ورسائل کا مطالعہ شرائط ابتدائیہ ہیں اس وجہ سے یہ مضامین جمع کیے گئے ہیں کہ راہ حق پر چلنے والوں کے لئے آسانی وسہولت کے ساتھ اعمال میں لگنا ہو۔ کیونکہ کتاب کے مطالعہ کے بعد بھی وصول الی المقصود کا مدار اعظم شیخ کامل کا اتباع ہے۔ اور اصل دلیل اس دعویٰ کی تجربہ ہے اور اگر اس مضمون کی تفصیل کا شوق ہو تو حصہ دوم کلید مثنوی صفحہ ۱۵۵ سطر ۲۴ سے صفحہ ۱۶۵ سطر ۸ تک مطالعہ کیا جاوے (وآخر)

أَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَآ لِهٖ وأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ ☆ (ص ۴۷۸ التکشف)

Marfat.com

تشکّر

تصوف کے سلسلہ کی یہ ایک معلوماتی اور عملی زندگی یعنی "تزکیہ نفس معہ اصلاح حال" کے نام سے بقول حضرت استاد محترم جناب مولانا زمان صاحب کلاچوی مدظلہ کے ایک بے مثل کتاب ہے۔ جس سے باطنی اصلاح اور سچا اور پکا مومن بننے کے لئے اس جدید دور میں زندگی میں تبدیلی لانے کیلئے ایک حیرت انگیز توقع ہے جو افادہ عام کے لئے تیار ہوئی ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ طباعت اور دوسری ضروریات میں جن اہل علم وفضل حضرات اور احباب نے کسی قسم کا تعاون فرمایا، حق تعالیٰ ان سب کو شایانِ شان اجر عطا فرمائیں اور ان کا احقر حقیر ہر لحاظ سے دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

شیخ طریقت و رہبر سالکیں راہ حق حضرت سیّد نفیس شاہ الحسینی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی توجہات اور دعائیں سلسلہ کے لوگوں کے لئے خصوصی طور پر راہ خیر کے طالبین کے لئے معین و مددگار رہیں۔ اور مشائخ رائپوری حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور نمونہ تھے ان حضرات کا دین کی خدمت خصوصاً شعبہ اصلاح باطن یا تزکیہ نفس میں طرّہ امتیاز تھا اور یہ حضرات فہم دین کے صحیح اصول جاننے والے اور اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان تھے اس کتاب میں ان حضرات کی کچھ بھولی بسری یادوں کو تازہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ممکن ہے اس کو پڑھکر کسی کی زندگی سنور جائے اور اس کا جمع کرنا اور ترتیب دینا احقر حقیر کے لئے بمعہ معاونیں کے باعث نجات بن جائے۔

کتاب کی تیاری میں بالخصوص جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد کے مہتمم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہم کی مساعی وفکر مندی اور حضرت مولانا کے استاد محترم ومحسن حضرت مولانا محمد زمان صاحب کلاچوی مدظلہم کی نظر ثانی کی سرپرستی اور طالبین راہ حق وطریقت کے ساتھ محبت نے اس اپنی مثال کی واحد کتاب کو منظر عام پر لانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے جو متلاشیان راہ نجات پر عظیم احسان ہے۔

Marfat.com

مدرسہ کے طلباء میں سے خاص کر عزیز مدثر حبیب سلمہ کی شبانہ روز کی بھاگ دوڑ اور تصحیح و ترتیب میں تعاون اور مخلصا کوشش کا شکریہ ادانہ کرنا ناسپاسی ہوگی۔

مالی تعاون کے معاونین احباب میں عزیزم ندیم رضا گجرات والے اور خصوصی طور پر ہمارے ذاکر شاغل بھائی شعیب انور المعروف شاموجی والے جن کے تعاون سے مسودہ کی ابتدائی کمپوزنگ الحمد اللہ مکمل ہوئی اور طباعت میں بھی شامل رہے اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو ہر لحاظ سے مقبول ومنظور فرما کر دنیا وآخرت کی برکات سے نوازیں اور بھائی حافظ کاشف رشید صاحب جو اسلام آباد کی ایک پرائیویٹ کمپنی کے فنانس منیجر ہیں اہل اللہ سے محبت رکھنے والے کتاب کے لئے مالی تعاون کا بڑا شوق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ عزیز شاہد مبین کمپوزنگ کے آخری مرحلہ میں جو نہایت اہم اور نازک صورت اختیار کئے ہوئے تھا نگران رہے۔اللہ تعالیٰ معاونین حضرات کے ہر قسم کے تعاون کو قبول فرمائیں۔اور ان کو جزائے خیر سے نوازیں دونوں جہان کی برکات سے مالا مال فرماویں۔

احقر فقیر بمعہ معاونین ومحبین حق تعالیٰ شانہ کے حضور شکر گزار ہیں۔کہ ہم ہر لحاظ سے کمزوروں کو اس عظیم کام کی توفیق وسعادت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ اسکو ملت مصطفویہ کے نفع کا ذریعہ بنائے۔اور معاونین حضرات میں سے جو کسی نے ہر لحاظ سے ذرہ برابر بھی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت سے نوازیں اور دنیا میں اپنی رضا والی زندگی حیات طیبہ کا ذریعہ بنائیں۔اور آخرت میں اپنا قرب نصیب فرمائیں۔(آمین)

اللھم صلی علی سیّدالبشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم☆

(احقر ناکارہ خلائق محمد حسین عفی اللہ عنہ)

Marfat.com

ختم خواجگان

(۱) 10 مرتبہ دورود ابراہیمی (ہر شرکت کنندہ)

(۲) 360 مرتبہ لَامَلْجَأً وَلاَ مَنجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ

(۳) 360 مرتبہ سورۃ أَلَمْ نَشْرَحْ بِسْمِ اللّٰهِ سمیت

(۴) 360 مرتبہ لَامَلْجَأً وَلاَ مَنجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ

(۵) آخر میں پھر 10 مرتبہ درود ابراہیمی (ہر شرکت کنندہ) اس کے بعد اجتماعی دعا فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم☆وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن☆

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْرا☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن☆اَللّٰهُمَّ لا عَيْشَ اِلاَّ عَيْشُ الْاٰخِرَة☆

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com